بسلسلہ درجہ کامل الہ آباد و دبیر کامل لکھنؤ یونیورسٹی ایم اے وغیرہ

شرح شادمانی

جلد دوم

بر قصائد حسان العجم خاقانی

از

علامہ شادمان پروفیسر

باہتمام خواجہ صدیق حسن

در مطبع آگرہ اخبار آگرہ طبع شد

سنہ ۶۳

فہرست قصائد



فہرست شرح شادمانی

شاہانہ انتساب

انتساب

میری یہ ناچیز تصنیف اپنی بلند اختری پر جتنا فخر کرے کم ہے اس لئے کہ اعلیحضرت عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ مخلص الدّولہ امیر الامرا۔ ناصر الملک کرنل۔ ہزہائنس خاقان ابن خاقان۔ ابن خاقان۔ سر سیّد **محمد حامد علیخان** بہادر دام اقبالہم مستعد جنگ۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ اے۔ جی۔ سی۔ ای۔ او۔ اے۔ ڈی۔ سی۔ ٹونکنگ امپریل فرمانروائے دار السّرور رامپور کے الطاف خسروانہ نے اُسے اپنے نام نامی و اسم گرامی پر معنون ہونیکی اجازت فرمائی۔ اب وہ شاہانہ انتساب کے خلعت فاخرہ سے مزیّن ہوکر اور شرف قبولیت کی اعلیٰ ارتقائی منزل پر پہونچکر

"شرح شادمانی" سے "شرح خاقانی" ہوگئی

وہ ہمیشہ زبان حال سے یہ فخر کرتی رہیگی

"بنگاہ لطف خاقان شرف قبول دارم"

خاکسار شادماں لکھنوی

شرح شادمانی



کاتب سیّد احمد سہیل امیٹھوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم



میرا یہاں آنا

اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام اقبالہم و ملکہم کے استاد عالی جناب مولوی **فرحی** صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نے سنہ ۱۹۰۱ء میں، جس کو ۲۶ سال سے زائد زمانہ ہوتا ہے، مجھے اس غرض سے بلوایا کہ "ریاست رامپور کے مشہور مدرسہ عالیہ" کا پرانا نصاب موقوف کرکے پنجاب یونیورسٹی کے عربی، فارسی درجات کھولے جائیں اور وہیں کا کورس پڑھایا جائے"۔

میں آیا۔ مذکورۂ بالا درجات کا افتتاح ہوا، پڑھانے والے معین ہوئے۔ اور تعلیم شروع ہوگئی۔

خاقانی کا پہلا قصیدہ

مجھے سب سے پہلے "بی۔ اے کورس فارسی" میں جس کلام سے سابقہ ہوا وہ خاقانی کا مشہور پہلا قصیدہ تھا۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

دل من پیر تعلیم است و من طفل زبان دانش
دم تسلیم سر عشر و سر زانو دبستانش

پڑھانے کو میں نے پڑھایا، مگر سچ یہ ہے کہ بعض مقامات پر مجھے خود اپنی تصحیح و معانی پر شبہ تھا۔ سرکاری کتب خانہ میں کئی شرحیں تھیں، وہاں جاکر ان کا مطالعہ کرکے اپنے شبہات کو رفع کرلیا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ کورس بدلا، دوسرا آیا اس میں غالباً چار قصیدے تھے کچھ خود حل کئے کچھ شرح سے مدد لی۔

شرح شادی آبادی سے مدد

منشی فاضل میں بھی اس کا کلام داخل ہوا۔ اس کو بھی پڑھتا پڑھاتا رہا۔ اس دوران باہر کے بعض پڑھانے والے اور طالب علم مجھ سے اکثر خاقانی کے مشکل اشعار کے معنے دریافت کرتے رہے۔ میں ان کے مطالب لکھ لکھ کر بھیجتا رہا۔

خاقانی کے بعض قصائد دیکھنا اور پڑھانا

حسّان العجم کا کچھ کلام دیکھنے سمجھنے، پڑھانے کے بعد مجھے اس کی خاص ترکیبوں، بندشوں اور معانی و مضامین سے کچھ کچھ مناسبت اور مذاق پیدا ہو چلا۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ خیال بھی دل میں آنے لگا "کیا اچھا ہوتا کہ "پیغمبر سخن" کے کلام کی شرح و تفسیر فصیح اردو میں ہو جاتی" اس کے زور دار الفاظ، نئے تشبیہات، جدت آمیز استعارات، کنایات، انوکھی ترکیبیں، پُر لطف بندشیں، مدرسوں کالجوں میں بچہ بچہ کی زبان زد ہوں، اور بجلی کی طاقت رکھنے والی تشبیہیں اور تمثیلیں پروفیسروں اور طالب علموں کے پڑھنے پڑھانے میں آئیں۔"

قصائد کی شرح کا ابتدائی خیال

اس دلی جذبہ کا جواب میری طرف سے "نفی" میں ملتا تھا۔ اس لئے کہ میرے پاس سوائے مطبوعہ کلیات کے اور کچھ نہ تھا۔

قلمی نسخے اور شرحیں جسقدر تھیں وہ لائبریریوں کی الماریوں کی زینت، وہاں تک رسائی دشوار۔ پھر روزمرہ جانا اس سے زیادہ مشکل۔

کہ اتنے میں لاہور کے ایک تاجر آئے کہ ان کے پاس عمدہ عمدہ کمیاب قلمی کتابیں تھیں جس کو سرکاری لائبریری میں فروخت کرنا چاہتے تھے۔ ان میں ایک نسخہ شرح خاقانی " استاد محمد ابن داؤد شادی آبادی کا بھی تھا۔ ان کی کتابیں بکیں مگر نسخہ مذکور رہ گیا۔ کیونکہ لائبریری میں موجود تھا۔

شرح شادی آبادی

مجھے اس نسخہ کا حال معلوم ہوا۔ میں نے اپنے ایک دوست سے خواہش کی کہ اس کمیاب شرح کو خرید لیں" انہوں نے میرے کہنے سے اسکو مول لے لیا۔

میں نے فرصت کے زمانے میں اس کرم خوردہ کتاب کی نقل شروع کی۔ اور کوئی ایک سال کے بعد اس کی تحریر سے فارغ ہوا۔ حاشیہ پر کہیں کہیں میں بھی کچھ دخل دیتا جاتا تھا

شرح شادی آبادی کی نقل

آخری حصہ میں نے اپنے ایک قابل شاگرد مولوی حامد خاں صاحب ایچ۔ پی سے لکھوایا تھا۔

بعد فراغت اصل نسخہ جن کا تھا ان کو دے دیا۔ نقل میری تھی۔ میرے پاس رہی پھر مجھ سے یہ کتاب جناب پروفیسر شادان بلگرامی نے نقل کے لیے مانگی۔ میں نے یہ نقل ان کو دیدی کچھ عرصہ کے بعد آپ لاہور تشریف لے گئے اور میری لکھی ہوئی نقل آپ کے پاس رہ گئی۔

اصل نسخہ کا ملنا ۱۲

میرے دوست بوڑھے تھے۔ بیمار ہوئے۔ اس حالت میں وہ اپنی کتابیں فروخت کرنے لگے۔ میں ان سے اصل نسخہ اس قیمت پر لے آیا جو انہوں نے تاجر کو ادا کی تھی۔ یہ کتاب اور ایک قلمی نسخہ مل جانے کے بعد شرح لکھنے کا خیال پھر پیدا ہوا۔ اور اب میں نے دوسری شرحوں کی تلاش اور مل جانے پر ان کا مطالعہ شروع کیا۔

میں نے جن شرحوں پر نظر ڈال کر استفادہ کیا ہے ان کی فہرست یہ ہے۔ اس سے زیادہ مجھے نہ معلوم ہوسکیں۔

خاقانی کی شرحیں۔

(۱) شرح محمد بن داؤد شادی آبادی۔ قلمی
(۲) شرح افضل۔ بن ثابت قلمی
(۳) شرح محمد عبدالوہاب قلمی
(۴) "سلمانی" کے حاشیے
(۵) مولوی صادق علی لکھنوی کے حاشیے
(۶) شرح بعض قصائد۔ جناب شوکت میرٹھی
(۷) شرح بعض قصائد، جناب پروفیسر نامی (میور کالج الہ آباد)
(۸) شرح بعض قصائد، جناب شادان بلگرامی پروفیسر اورنیٹل کالج لاہور

ان سب کے دیکھنے سے مذکورۂ بالا خیالات میں اور بھی پختگی ہوئی۔ اس لیے کہ ان میں سے ایک بھی ایسی شرح نہیں جو خاقانی کے پورے قصائد کا حل پیش کرتی ہو۔

سب سے عمدہ شرح

میرے نزدیک سب سے بہتر شرح محمد بن داؤد شادی آبادی ہے۔ مگر

فاضل شارح نے دو چار قصیدوں کی تو شرح پوری پوری کی ہے۔ باقی قصیدوں کے کچھ اشعار ایسے انتخاب کر لیتے ہیں جن کو وہ اپنے نزدیک مشکل سمجھتے ہیں۔ قریب قریب یہی حال دوسرے فارسی شارحوں کا ہے۔

شرحوں کی حالت

اب رہیں اردو کی شرحیں!

جناب شوکت میرٹھی نے ان چند قصیدوں کی شرح کی ہے جو کسی کورس میں داخل ہیں۔

جناب پروفیسر نامی نے صرف تین قصیدوں کی شرح کی ہے۔

جناب پروفیسر شادان بلگرامی نے ان دس (تیرہ) قصیدوں کی شرح کی ہے جو درجہ کامل اور دبیر کامل کے نصاب میں داخل ہیں۔

شرحوں کے نقائص

پھر ان شرحوں میں جہاں خوبیاں ہیں وہاں نقائص بھی ہیں۔ سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ بعض شارحین اشعار کے معنے لکھتے چلے گئے، انھوں نے تحت و فوق کے اشعار کو مدنظر نہ رکھا۔ اس لئے ان کا مطلب بے ربط ہو کر غلط ہو گیا۔

شرح میں بے ربطی

اس کی عمدہ مثال اسی جلد کا پہلا قصیدہ ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

ہر صبح سر ز گلشن سودا بر آورم

وز صورِ آہ بر فلک آوا بر آورم

بعض شارحین نے یہ رائے قایم کی کہ "حکیم اس مطلع میں ترکِ عشق دمراقبہ نظم کر رہا ہے" لہذا چند شعروں کے معنی اسی بنیاد پر لکھ گئے۔ جب یہ شعر آیا! ؎

قندیل دیر چرخ فرو میرد آں زماں

کاں سرد باد ز آتش سودا بر آورم

تو یہ معنی تحریر کئے کہ "خاقانی عشق کی آگ سے ٹھنڈی سانسیں نکال رہا ہے"

غرضکہ اس قصیدے کی تشبیب میں کہیں کچھ اور کہیں کچھ تحریر کیا ہے۔ اور آخر میں جنابِ شادان بلگرامی نے یہ فرمایا کہ "یہ اشعار بالکل بے ربط ہیں!"

بہر حال ہندوستان میں خاقانی کی شرحوں کا جو کچھ مواد مشکل یا آسانی ملتا ہے میرے نزدیک

وہ کسی طرح کافی نہیں۔ بلکہ ان میں کی شرحیں غلط رہنمائی بھی کرتی ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے حسان العجم کے متعلق غلط خیال بھی پھیلاتی ہیں۔ "مشکل گو ہے"۔ "بے ربط کہتا ہے"۔ "فلسفہ کی اصطلاح لاتا ہے"۔ "اس سے بڑھکر یہ کہ بے معنی کہتا ہے"۔

شرح کے خیال کا پختہ ارادہ

مذکورہ بالا باتوں سے متاثر ہو کر میں نے مضبوطی سے ارادہ کیا اور اردو میں شرح لکھنا شروع کر دی۔ کوئی ۳۰ (تیس) جزو تک لکھ لایا تھا کہ اتنے میں لکھنؤ یونیورسٹی میں دبیر کامل کا افتتاح ہوا۔ اور اس کے نصاب میں خاقانی کے تیرہ قصیدے داخل ہوئے پھر یہی انتخاب درجہ کامل میں بھی لیا گیا۔

شرح کی ایک جلد کی تیاری

میں نے اپنے دوست سے ان کی فہرست طلب کی اور ان کی شرح کر کے ایک جلد قرار دیدی۔ کاپی کرانے کے لئے دینے ہی کو تھا کہ میرے ایک شاگرد پر ایک حادثہ آگیا جو لکھنؤ میں دبیر کامل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے وہاں مقیم تھے۔ مجھے ان کی مدد کے لئے لکھنؤ میں قیام کرنا پڑا۔ اس وجہ سے شرح کے طبع ہونے میں دیر ہو گئی۔

جن طالب علموں کو اس شرح کے لکھے جانے کا حال معلوم تھا انہوں نے قلمی ہی مانگنا شروع کی۔ میں نے امتحانی شدید ضرورت پر نظر رکھتے ہوئے تھوڑا تھوڑا حصہ ان کے پاس روانہ کر دیا۔

جناب شاداں بلگرامی کی شرح

کچھ عرصہ کے بعد جناب پروفیسر شاداں بلگرامی کی ان ہی تیرہ ۱۳ قصیدوں کی شرح طبع ہو کر ملک میں شائع ہو گئی۔ میں نے چونکہ اپنی شرح کی یہ ترتیب رکھی تھی کہ ہر قصیدہ کے تحت میں اس کے شارحین کی فہرست دے دیتا تھا۔ پھر ان کے مطالب و معانی پر بحث کرتا تھا۔ اس لئے اپنی شرح کی تکمیل کے لئے مجھے جناب فاضل موصوف کی شرح کا بھی مطالعہ کرنے اور آپ کو بھی شارحین کی فہرست میں داخل کرنے اور آپ کے معانی و مطالب سے بحث کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ جناب فاضل موصوف کی کتاب منگوائی اور آپ کو بھی داخل فہرست کر کے شرح مذکور کو اپنی بحث میں لایا۔ اس وجہ سے مجھے

شرح میں تغیر ۱۲

اپنی شرح میں بہت کچھ تغیر و تبدل کرنا پڑا گویا نئے سرے سے لکھنا پڑی اس بنا پر شرح کے طبع ہونے میں زیادہ رکاوٹ پیدا ہو گئی۔

میں تغیر و تبدل کر ہی رہا تھا کہ بہت سے طالب علموں کے خطوط آئے کہ کچھ دنوں کے لئے شرح شادمانی کو چھوڑ دیجئے اور عذب البیان کی شرح اٹھا لیجئے۔ اس کے لغات، اس کے محاورات کسی لغت میں نہیں ملتے۔ چنانچہ اس کو چھوڑ کر اس کو اٹھایا اور ڈیڑھ مہینے میں شرح عذب البیان لکھکر شائع کرا دی۔ خدا کا شکر ہے کہ اساتذہ و طلاب کی ضرورت پوری ہو گئی

شرح کے طبع ہونے میں کاوش

عذب البیان کی شرح

اس کام کے ختم کرنے کے بعد پھر شرح خاقانی اٹھائی۔ پہلے تین جزو کا نمونہ طبع کرا کے اپنے بعض دوستوں اور پروفیسروں، درجہ کامل کے پڑھانے والوں۔ اور نیز طلاب کے پاس اس غرض سے روانہ کئے کہ ان کے نقد و انتقاد اور ان کے آراء معلوم ہو جانے پر میں اپنی شرح کو بہتر سے بہتر بناؤں اور اس کے سقم و نقص دور کروں۔

شرح کا نمونہ

نمونہ ملاحظہ کرنے والوں کی تین پارٹیاں ہو گئیں اور انہوں نے یہ تین رائیں دیں۔

نمونہ پر آرائیں

پہلے اوّل شرح کیا ہے: اچھی خاصی تنقید ہے۔ آپ صرف اپنا مطلب لکھئے۔ دوسرو کے نسخے پر کچھ تعرض نہ کیجئے۔

پہلی رائے

دوسرے دوم یہ دوسروں سے بحث کیجئے، مگر صرف ان اغلاط سے کہ جن سے قوم خصوصاً نو آموز کو غلطی میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ ہر شارح کی عبارت بھی لکھنا مناسب نہیں۔ اس صورت میں ذرا غور تو کیجئے کہ شرح کا حجم کس قدر ہو گا

دوسری رائے

سوم یہ مجھے تو یہ صورت ناپسند نہیں۔ اغلاط و تسامح دکھانا، قوم کو غلطی سے بچانا ہے۔ دوسروں کے متنازعہ مطالب جو آپ نے دکھائے ہیں، وہ اساتذہ و طلاب کے لئے بے حد مفید ہیں، اس لئے کہ متعدد پہلو سامنے آنے سے ان کی نظر میں وسعت اور معلومات میں اضافہ ہو گا پھر قوت فیصلہ الگ پیدا ہو گی۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یونیورسٹی کے نصاب کے مختصر تراجم اور شرح نے طالب علموں کی استعداد خاک میں ملا دی۔ ان میں کوئی قابلیت نہیں ہوتی۔

تیسری رائے

پہلی رائے

عالی جناب مولوی محمد شفیع صاحب ایم۔ اے۔ وائس پرنسپل اورینٹل کالج لاہور

اور عالی جناب ہادی صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڈھ وغیرہ کی ہے

دوسری رائے عالیجناب مولوی محمد حنیف صاحب پروفیسر حشمیہ رحمت غازیپور وغیرہ کی ہے

تیسری رائے بعض دوسرے بزرگوں کی

تینوں رایوں کا اعتدال

میں نے ان تینوں قیمتی مشوروں کا اعتدال نکال کر آگے صرف اسی قسم کے موٹے موٹے اغلاط اور شارح سے بحث کی ہے جس سے طالب وغیرہ غلط فہمی میں پڑ سکتے ہیں۔ دوسرے شارحین کے اختلافی مطالب بہت کم نقل کئے ہیں تاکہ شرح طولانی نہ ہو جائے۔ اس لئے ان تین جزو کے نمونہ میں جو شرح کا گہرا رنگ ہے، وہ آگے ہلکا ہو گیا ہے۔

میں نے ان ۴۸ صفحوں کو اسی طرح رہنے دیا ہے کوئی تغیر نہیں کیا تاکہ محترم ناظرین کو اس امر کا پتہ لگ سکے کہ مشورے کے پہلے شرح کا کیا طرز تھا اور بعد میں کیا ہو گیا؟

شرح شادمانی کی ترتیب

شرح شادمانی کی ترتیب

(۱) میں نے پہلے قصیدے کا مطلع لکھا ہے، پھر اس کے تحت میں جس قدر اس قصیدے کے شارحین معلوم ہو سکے ان کی فہرست دی ہے۔ متن اس وجہ سے داخل شرح رکھا ہے تاکہ دیکھنے والوں کو دوسری کتاب بار بار اٹھانے کی زحمت نہ ہو۔ شعر سامنے ہونے کی وجہ سے اس پر غور خوب ہوتا ہے۔ گو اس صورت میں کتاب کا حجم کسی قدر بڑھا مگر اس کے مقابلہ میں فائدہ زیادہ ہے اور تکلیف کی بہی کمی ہے

(۲) متن کے بعد مشکل الفاظ۔ محاورات۔ اصطلاحات۔ کنایات۔ تلمیحات وغیرہ کو اردو میں حل کیا ہے

(۳) اس کے بعد معنی لکھے ہیں

(۴) اگر کسی شارح سے غلطی یا تسامح ہوا ہے۔ اوس کو بھی دکھا دیا ہے۔ تاکہ دوسرے غلط فہمی میں نہ پڑیں۔

(۵) اگر کسی شارح کے مطالب سے اختلاف ہوا ہے۔ اوس کو مختصر عبارت میں ظاہر کر دیا ہے۔

(۶) اگر کسی شارح نے خود خاقانی کے کلام پر اعتراض کر دیا ہے تو اس کو بھی نہایت متانت اور سنجیدگی سے رفع کر دیا ہے۔ مثلاً جناب شاداں بلگرامی نے کئی مقام پر چند اعتراض کئے ہیں "کلام بے ربط ہے" × "پریشان بیان ہے" "نیا وزن ایجاد کرتا ہے" × "یائے تحتانی پر سے اضافت اڑا دیتا ہے"

(۷) اگر کسی شارح نے خارج از مبحث کوئی گفتگو یا مذہبی، غیر مذہبی طعن کی ہے تو اس کو میں نے نہ اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور نہ اس کا جواب دیا ہے تاکہ میری شرح مذہبی مناظرہ کا میدان اور طعن و طنز کے خارزار کا بیابان نہ بنے جناب شاداں بلگرامی کی شرح میں اس قسم کی مذہبی طعنیں بکثرت ہیں۔

مذہبی طعنوں سے بحث نہیں کی گئی ہے ۱۲

شرح جناب شاداں بلگرامی میں مذہبی طعنیں

مثال کے طور پر چند پیش کرتا ہوں:۔

شرح جناب شاداں بلگرامی (صفحہ ۳) "مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ نے جبرئیل کے ہاتھ براق بھیجا، اس پر نبی سوار ہوئے، اور آسمانوں، بہشتوں، دوزخوں کی سیر کرتے ہوئے قرب ایزدی تک پہونچے"

صفحہ ۳: مسلمان کہتے ہیں کہ بہشت سے باعسہ حوض کوثر پر علی پانی پلائیں گے!

صفحہ ۵ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ میدان حشر میں دوزخ پر ایک پل ہوگا۔ بال سے باریک، تلوار کی دھار سے تیز، جس پر بار گناہ ہوگا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرے گا۔

صفحہ ۵ مسلمانوں کا خیال ہے کہ کرۂ زمین گائے کے سینگوں پر اور گائے مچھلی پر قائم ہے۔

صفحہ ۵ مسلمانوں کا خیال ہے کہ اگر کبوتروں کا غول سیدھا کعبہ کی طرف آتا ہو تو کعبہ کے قریب پہنچکر پھٹ جاتا ہے اور کعبہ کے اوپر سے نہیں گزرتا۔

(۸) میں نے ہر شعر کا مطلب ایک ہی لکھا ہے۔ ہاں کہیں کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ دو معنی بھی لکھ دئے ہیں۔

(۹) میں نے ان ہی موجودہ لغات سے لفظوں کو حل کیا ہے۔ جیسے مؤید الفضلاء

لغات کی بحث

جہانگیری۔ کشف۔ غیاث۔ بہار عجم۔ اصطلاح وارستہ، برہان۔ منتخب صراح۔ تاج اللغات وغیرہ۔ ان میں سے بعض لغات ایسے ہیں جو کسی لفظ کی سند میں خاقانی کا شعر بھی لکھ دیتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی غلطی ہوگئی ہے تو اس کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔ جیسا کہ ناظرین چند مقامات پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

شرحوں سے بحث

(۱۰) میں نے شرح شادمانی میں ان شرحوں سے بحث کی ہے جن کی اوپر فہرست لکھ دی گئی ہے۔

مذکورہ بالا ترتیب پر میری یہ ناچیز شرح تمام ہوئی۔

مجھے صرف امید ہی نہیں، بلکہ قوی امید ہے کہ میری شرح کے مطالب و معانی پروفیسروں، کامل، دبیر کامل کے پڑھانے والوں، انگریزی اور فارسی پڑھنے والوں اور ہر اس شخص کو جسکو فارسی سے کوئی لگاؤ ہوگا، پوری پوری راہنمائی کرے گی۔ اور خاقانی کے اشعار کے مغز پر پہنچائے گی۔ اور مکرمی جناب پروفیسر محمد حنیف صاحب اور دیگر قابل دوستوں کی اس رائے کو صحیح ثابت کر دکھائے گی۔

پروفیسر محمد حنیف صاحب کی رائے

"اب اس سے بہتر شرح نہیں ہوسکتی۔ اس کے صاف اور صحیح مطالب نہ صرف امیدواروں بلکہ معلمین کے لئے بھی بہت مفید و کار آمد ہیں"

شرح کے انتساب کی کوئی فکر نہ تھی۔

جس زمانے میں، میں نے یہ شرح لکھنا شروع کی تھی، اس وقت سے لے کر اس وقت تک مجھے نہ اس امر کی فکر تھی نہ تلاش کہ یہ ناچیز کتاب کس کے نام نامی سے منسوب ہوگی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ یہ ذرہ اسی آفتاب عالمتاب سے منسوب ہوسکتا ہے اور ہوگا جس سے میں ہوں۔ اس کی علمی شعاعیں نہ صرف ریاست کی درسگاہوں میں بلکہ تمام ہندوستان کی یونیورسٹیوں، کالجوں۔ اسکولوں، مدرسوں میں یکساں پڑ رہی ہیں اس لئے جو ہیں شرح ختم ہوئی۔ فوراً میں نے اس آسمان بارگاہ کی حضور میں یہ عرضداشت کی

خاقانی کی شرح خاقان ہی سے منسوب ہوسکتی ہے بارگاہ خاقانی میں عرضداشت

"اعلیحضرتا! حکیم افضل الدین شروانی کا تخلص پہلے حقایقی تھا۔ حضرت خاقان منوچہر کی قدر دانیوں نے اس کا تخلص خاقانی رکھ دیا اس وقت سے وہ خود اور اسکا کلام خاقان سے نسبت رکھنے والا ہوگیا۔

حقیقتاً اسال سے اعلیٰ حضرت دام اقبالہم کی قدردانیوں کے سایہ میں علمی خدمات انجام دینے کی وجہ سے بندگان عالی سے منسوب ہی ہے، اس وقت اس ناچیز نے خاقانی کی شرح لکھی ہے ضرورت ہے کہ یہ بھی اعلیٰحضرت خاقان ابن خاقان ابن خاقان دام اقبالہم کے بندگان عالے سے منسوب ہونے کا فخر حاصل کرے۔ یعنی جس طرح افضل اور اس کا کلام ایک خاقان سے منسوب ہے، اسی طرح شادمان اور اس کی شرح بھی ایک خاقان ابن خاقان سے نسبت رکھنے والی ہو، تاکہ قرنوں کے بعد کسی پوری پوری مناسبت رہے،

خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھئے۔

ذرہ آفتاب تابان سے یعنی حقیر شرح اعلیٰ حضرت خاقان دام اقبالہم سے منسوب ہونے کا فخر حاصل کرتی ہے

عرضداشت کی منظوری

بندگان عالی دام اقبالہم اپنے نام نامی پر شرح شادمانی کا حکم ہوتا ہے انتساب منظور فرماتے ہیں

اب میں اور میری شرح جہاں تک سر افتخار بلند کریں وہ کم ہے اس لئے کہ ایسے علم پرور خاقان کی نسبت سے

شرح شادمانی میں چار چاند

شرح شادمانی میں چار چاند لگ گئے ہیں

اور وہ زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہی ہے:

گرچہ خورد یم نسبتے ست بزرگ

ذرۂ آفتاب تابانیم

شرح کی خوش قسمتی

میری اس شرح کی دوسری خوش قسمتی یہ ہے کہ یہ ایک ایسے زمانہ میں شروع ہو کر تمام ہوئی ہے جس وقت کہ سررشتہ تعلیم ایک زبردست قابل

صاحب جوڈیشل سکریٹری بہادر اور شرح

علم دوست ہستی، یعنی عالی جناب محمد قمر شاہ خاں صاحب بہادر بیرسٹر جوڈیشل سکریٹری کے تحت میں ہے جن کے عہد میں یہ محکمہ روزافزوں ترقی کی شاہراہ پر آکر بہت کچھ آگے بڑھ گیا ہے، اور آپکی بیدارمغزی، حسن تدبیر سے تعلیمی حالت سنبھل گئی اور کیا سے کیا ہوگئی۔ میری یہ شرح آپ کی قیمتی احسانات کے بار اپنے سر پر رکھتی ہو۔

مولوی سید احمد صاحب کا شکریہ

محترمی جناب مولٰنا مولوی سید احمد صاحب پیشکار مشیر قانونی کا ذکر خیر شرح عذب البیان میں آچکا، لیکن پھر بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپکے اس ناخن تدبیر کا ذکر کروں جسنے مالی مشکلات کی گرہ کھولکر صرف عذب البیان ہی کی شرح نہیں بلکہ شرح شادمانی بھی طبع کرادی جو آپکے مبارک ہاتھوں میں آرہی ہے۔

اپنے شاگردوں کا شکریہ

اب میں اپنے ان قابل شاگردوں کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے کتاب مذکور کی تصحیح اور پروف وغیرہ میں وقتاً فوقتاً مدد دی۔ آگرہ میں مولوی مجاور حسین صاحب ایچ۔ پی۔ ہیڈ مولوی رامپور میں (۱) مولوی فرخ میرزا صاحب کامل پروفیسر۔

(۲) مولوی محمد حنیف خاں صاحب طغرا شادمانی ایچ۔ پی۔ کامل۔ مصنف تصویر ترکستان" و"شاخ نبات" مترجم ہمایون نامہ۔ رسائل طغرا وغیرہ

(۳) مولوی سید احمد علی صاحب نشتر شادمانی۔ شارح دیوان عندلیب ملخص مخزن الفوائد و صنادید عجم و مخزن اخلاق و یادگار انیس۔ و موازنہ انیس و دبیر و شعرالعجم اخلاق محسنی وغیرہ

(۴) مولوی اختر حسین صاحب تابان عابدی (بریلوی) شادمانی۔ ایچ۔ پی

(۵) مولوی محمود الحسن صاحب نیازی۔ ایچ۔ پی۔ کامل۔ شادمانی

(۶) مولوی یعقوب الحسن صاحب واقف شادمانی دبیر کامل ہو کامل ملخص حدائق البلاغت وغیرہ

(۷) مولوی سید حامد شاہ صاحب۔ شادمانی۔ ایچ۔ پی۔ کامل شارح ظہیر فاریابی و ملخص حرالسند وغیرہ

(۸) مولوی حاجی احمد حسن خاں صاحب۔ ایچ۔ پی۔ کامل



حسّان العجم کے مختصر حالات

شرح شادمانی کا تعلق

یوں تو شرح شادمانی کی یہ دوسری جلد ہر صاحب مذاق کے لئے ہے۔ لیکن چونکہ اس میں وہ مخصوص قصائد ہیں جو کامل۔ دبیر کامل وغیرہ کے نصاب میں داخل ہیں۔ اس لئے اس جلد کا خاص علاقہ ان ہی درجات کے طالب علموں سے ہو گیا ہے۔

سوانحعمری کی ضرورت

اس خصوصیت کی وجہ سے ضرورت ہے کہ حکیم خاقانی کے کچھ مختصر واقعات اور حالات اور کلام پر کچھ تھوڑا تبصرہ اسی جلد میں لکھا جائے، ورنہ یہ دونوں باتیں پہلی جلد سے تعلق رکھتی ہیں یا آخری سے زیادہ موزوں ہیں۔

اگلے تذکرہ نویسوں کا شعار

اگلے تذکرہ نویسوں کا یہ شعار تھا کہ شعرا کے حالات سے کم بلکہ بہت ہی کم بحث کرتے تھے۔ شاعر کی زندگی کا کچھ مختصر سا خاکہ کھینچکر اور دو ایک باتیں لکھکر جس میں نہ کوئی ترتیب ہوتی تھی نہ سلسلہ، انتخابی اشعار پیش کر دیتے تھے۔

تذکرے بہت ہیں مگر ان کو "بیاض اشعار" کہنا موزوں ہے۔ ان اہل قلم نے جو رویہ سب کے ساتھ اختیار کیا ہے وہی خاقانی کے ساتھ بھی برتا۔

شعر العجم کی پانچویں جلد میں مولانا شبلی مرحوم نے حکیم کے حالات پر روشنی ڈالی ہے، مگر وہ بھی اسی دائرے کے اندر ہے۔

خاقانی کا نام — باپ کا نام — باپ کا پیشہ

میں زیادہ کہاں سے لاؤں، اور اگر لاؤں بھی تو اس موقعہ پر مجھے اختصار مد نظر ہے۔
خاقانی کا نام افضل الدین ابراہیم اور باپ کا نام علی ہے۔ آخر الذکر بڑھئی کا پیشہ کرتا تھا۔ اور اس کا باپ (یعنی خاقانی کا دادا) جولاہہ تھا
باپ بیٹے دونوں کے نام اور باپ کا پیشہ ذیل کے اشعار میں نظم ہیں ؎

ز دیوان ازل منشور کاول درمیان آمد — اسیری جملہ را دادند سلطانی بہ خاقانی
برائے حجت معنی "براہیم" پدید آمد — ز پشت آذر صنعت "علی" نجار شد وا

خاقانی کا نام — باپ کا نام

ملہ "جولاہہ زادم از سوی جد" تحفۃ العراقین

حکیم ملک الوزراء جمال الدین موصلی سے ملتا ہے وہ ان الفاظ میں خاقانی کا نام وغیرہ دریافت کرتا ہے ؎

گفتا چہ کسی؟ و چیست نامت؟ اصلت ز کجا؟ کجا مقامت؟

حسان العجم جواب دیتا ہے ؎

گفتم متعلم سخندان میلادِ من از بلادِ شروان

بودم چو خلیلِ عہدِ اول فرزند درِ دگر معطل

خاقانی کی ماں

حکیم کی ماں نسطوری عیسائی تھی اور طباخ نسب ؏، بعد میں مسلمان ہوئی۔

یہ نہیں کہتا خود خاقانی کہتا ہے ؎

ز دگر سو چوں خلیل اللہ درودگر زادہ ام بود خواہرگیر مریم مادر ترسائے من

دوسری حیثیت سے میں خلیل اللہ کی طرح بڑھئی کا لڑکا ہوں نیز عیسائی مذہب کی ماں حضرتِ مریم کی منہ بولی بہن تھیں

باپ کے بڑھئی اور ماں کے نصرانیہ ہونے سے خاقانی اپنے تفاخر میں بڑا فائدہ اٹھاتا ہے یعنی حضرت خلیل اللہ اور حضرتِ عیسیٰ سے اپنی مشابہت دکھاتا ہے۔ جیسا کہ مذکورۂ بالا شعر سے واضح ہے۔ ہم نے اوپر والے شعر کی تصحیح کرکے شرح کی ہے، تم اسی جلد کے صفحہ ۱۱۳ پر دیکھ سکتے ہو۔

باپ کی تعریف

خاقانی اپنے باپ ماں کی بڑی عظمت کرتا ہے اور ہر جگہ توقیر کے ساتھ ان کا ذکر کرتا ہے، "تحفۃ العراقین" میں اپنے باپ کی تعریف کرتا ہے ؎

از بہر خلائق سنگ بار بر مائدۂ علی نجار

او ضامنِ من بنان و جامہ من مادحش از بنان و خامہ

آن آہنری خلیل کردار تابوت گر مسیح گفتار

خود تابوتے کہ او تراشد جز مرقد موسوی نباشد

او ہست علی بنام و احساں من قنبر او بطوع و فرمان

؏ طباخ نسب ز سوی مادر

نسطوری و موبدے نژادش اسلامی دایہ زدہ نہادش (تحفۃ العراقین ۱۲)

ماں کی تعریف

ماں کی تعریف

کا رحم زمزاج بدنہ رستی | گہر بر کاب ما درستی
آں پیرزنے کہ ماتیش نیست | آں رابعہ کہ ثانیش نیست
مریم سکنات گاہ پنہاں | زہرا حرکات وقت احساں

جائے پیدائش

اس کا مولد و منشا دارالادب شروان تھا

خاک شرواں مولد و دارالادب منشائے من است

سنہ پیدائش

پیدائش کا سن ۵۰۰ ہجری بیان کیا جاتا ہے

(ابتدائی تربیت و نگرانی)

ابتدائی نگرانی

پیغمبر سخن مدعی ہے کہ "ابتدائی عمر میں میری تربیت، میری نگرانی والدین نے خوب کی ہے۔ مجھے کبھی آوارہ لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے نہیں چھوڑا گیا۔ تاکہ کم سنی میں اخلاق رذیلہ سرایت نہ کریں

زابتدا سرمالک و بابک نبازیدم چو طفل | زانکہ ہم مالک و قیم بود و ہم بابائے من

میں ابتدائی سو لڑکوں کی طرح "ڈھاتی چونا" نہیں کھیلا کیونکہ میرے ماں باپ میرے سخت نگراں تھے۔

خاقانی کی تعلیم

تعلیمی حالات پر زیادہ روشنی نہیں ڈالی جاسکتی کہ اس نے کس کس سے پڑھا؟ اور کیا کیا پڑھا؟۔ اس کے عربی فارسی کلام سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تمام علوم درسیہ کی تکمیل کر چکا تھا۔ تصوف کا خاص ماہر ہے اور اسی کا دلدادہ۔

چچا سے تعلیم

چچا کا نام

تذکرہ نویس اور نیز اس کے اشعار اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ اس نے اپنے چچا سے پڑھا ہے۔ جس کا نام میرزا کافی الدین بن عثمان تھا۔ یہ طبابت کا پیشہ۔ کرتا تھا مصرعہ

وز سوئے سم طبیب گوہر

چچا کے مرنے کا صدمہ

خاقانی کو اپنے چچا کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا، کہیں کہیں اس نے دردناک لہجہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ شاید اسی جلد میں تمہاری نظر سے دو ایک شعر گزریں۔ ایک جگہ کہتا ہے کہ "بس میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں سب کو چھوڑ چھاڑ

اپنے چچا کی قبر پر مجاور بن بیٹھوں

شاعری کا استاد

شاعری کا استاد

بعض کے نزدیک فلکی شروانی خاقانی کا استاد تھا۔ مگر دولت شاہ اپنے تذکرہ میں انکار کرتا ہے۔ شیخ العارف آذری جواہرالاسرار میں لکھتے ہیں "صحیح یہ ہے کہ فلکی اور خاقانی دونوں ابوالعلاء گنجوی کے شاگرد ہیں"۔

فلکی شروانی خاقانی کا استاد نہیں

اعلیٰحضرت خاقان منوچہر کے دربار میں استاد ابوالعلاء کا طوطی بول رہا تھا۔ اس لئے حکیم اس کا شاگرد ہوا۔ یہ اگر سچ ہے تو خاقانی ایسی علم و فضل ہستی سے تعجب ہو کہ اس نے اپنے استاد کی ہجو نہایت فحش الفاظ میں لکھ ڈالی۔ وہ صوفی مشرب ہی، پھر مدعی ہے کہ میں نے بچپن ہی سے تربیت و تعلیم اچھی پائی۔ تصفیہ باطن تزکیہ نفس میں لگاتار کوشش کی اخلاق ذمیمہ سے کوسوں دور رہا، طبیعت پر قابو رکھنے والے، نفس امارہ کا زیر کرنے والا۔ مہذب، متین خود کہتا ہے

خاقانی کا استاد ابوالعلاء تھا

استاد کی ہجو

طبع عاملی کیست تا گرد دعمل فرمائے من — جاں فشانم عقل پا شم فیض انعم مدام
کے بود در بند استعفات استقصائے من — علوی روحانی و غیبی زادہ ام
آخشیجان امہات علویاں آبائے من — دایہ من عقل و زق، شرع، مہد، انصاف بود
در دبستان طریقت شد دل و الائے من — چوں دبستاں طبیعت ابجد آموز عقل
خاک شرواں مولد و دارالادب ماوائے من — پردہ نقرم سشیمہ، دست نطقم قابلہ

اچھا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ ابوالعلاء خاقانی کا خسر بھی ہے

خاقانی کا خسر

حمداللہ مستوفی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ابوالعلا نے اپنی لڑکی شادی خاقانی سے کر دی تھی حالانکہ فلکی بھی اپنے دماغ میں ہوس دامادی رکھتا تھا۔ مگر اسنے خاقانی ہی کو ترجیح دی۔ فلکی بہت رنجیدہ ہوا، یہاں تک کہ اس نے ارادہ کیا کہ کہیں نکل جاؤں۔ استاد کو جب معلوم ہوا تو اس نے ۲۰ ہزار درم دے کر کہا:۔

خاقانی کی بی بی

فلکی سے ابوالعلا کا سلوک

"بیٹا! دیکھو، یہ رقم اتنی ہے کہ تم اس سے پچاس خوب صورت سے خوب صورت لونڈیاں خرید سکتے ہو، جو میری لڑکی سے کہیں حسن میں بڑھ چڑھ کر ہوں گی، میرا اچھا شاگرد

تم مجھ سے اب تو ناراض نہیں؟" فلکی خوش ہوگیا۔ اور وہ رنج اس کے دل سے نکل گیا۔

اس ذکر سے میرا مطلب یہ ہے کہ باوجود ان دو بڑی نسبتوں کے، خاقانی اپنے قابو میں نہ رہا مذکورہ بالا امر کر ہی بیٹھا۔

بُرا ہو نفس امارہ کا! کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ خاقانی بے قابو ہو کر اپنے اُستاد اور خسر کی ان الفاظ میں ہجو کرتا ہے ؎

خاقانی کے اشعار ہجو

بینی سگِ گنجہ" را دریں کوے
ہم سرخ قفا و ہم سیہ روے

(تم نے گنجہ والے کتے کو ان ہی گلیوں میں دیکھا ہوگا * وہ کالا منہ اور سرخ گردن والا)

ہجو کے اشعار ۳۰ ہیں جو "تحفۃ العراقین" میں درج ہیں۔

ابو العلا بھی خاموش نہ رہا۔ شکایت کا دفتر کھول ہی تو دیا۔

ابو العلا کے اشعار

تو ای افضل الدیں، اگر راست پرسی؟ | بجان عزیزت کہ از تو نہ شادم
بہ "خاقانی" ات من لقب بر نہادم | ترا دختر و مال و شہرت بدادم
چرا حرمت من نداری، تو کز من | ترا ہم پدر خواندہ ہم اوستادم
نہ من چند گوئی، کہ گفتی سخنہا | کزیں ساں سخنہا نہ باشد بیادم
بہ گفتم، نگفتم، نہ گفتم | بہ کردم، بہ کردم، نہ کردم، نکردم

خاقانی کی ہجو کرنے سے جو تعجب ہوتا ہے اسکو ایک روسی پروفیسر خانکاف نے خوب رفع کیا ہے۔ کہتا ہے "تم کچھ تعجب نہ کرو بارھویں صدی عیسوی کے ایرانی کا ایسا ہی غصہ ہوتا تھا، اور کچھ یہیں نہیں اُس زمانہ میں یورپ میں بھی یہی ہوا کرتا تھا"

روسی پروفیسر تعجب رفع کرتا ہے

قصہ کوتاہ خاقانی کا پہلا تخلص حقائقی تھا۔ کہتے ہیں خاقان منوچہر حکیم کی صحبت اور شاعری سے بہت متاثر اور محظوظ ہوا کرتا تھا۔ اس لئے اس نے پہلا تخلص بدل کر **خاقانی** رکھا، گویا اس کی قدر دانیوں نے خود حکیم اور اس کے کلام کو اپنی ذات سے منسوب کر لیا۔ اگر یہ سچ ہے تو ابو العلا کیا کہتا ہے ؎

خاقانی کا تخلص

خاقانی کا دوسرا تخلص

بہ خاقانیت من لقب بر نہادم | ترا دختر و مال و شہرت بدادم

شعر العجم میں یہ شعر یوں لکھا ہے ؎

ابوالعلا کا بیان

در و گر پسر بود نامت بہ شروان
بہ خاقانیت من لقب بر نہادم

بہرحال یوں ہو یا دوں۔ یا پہلا بیان صحیح ہے، یا ابوالعلا گنجوی کا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دربار کی رسائی میں ابوالعلا کو بہت کچھ دخل ہے، ممکن ہے خاقان سے اس تخلص رکھوانے میں بھی اسکی سعی کا کچھ اثر ہو۔

غالبًا حکیم کی کوئی پچیس سال کی عمر ہوگی کہ اس نے اعلیحضرت خاقان منوچہر کے دربار میں رسائی حاصل کی، خاقان اس کی صفت شاعری کا دلدادہ نہ تھا، بلکہ وہ اس کی صحبتوں سے بھی بہت محظوظ ہوتا تھا حکیم کی جدائی اسے بہت شاق ہوتی، یہاں تک کہ حج کے سفر سے بھی مانع آجاتا تھا خود کہتا ہے ؎

امسال گر ز کعبہ مرا باز داشت شاہ
زین حسرت آتشے ز سویدا برآورم

یا اس خیال پر روکا کہ ایسا نہ ہو کہیں چل دے

ایک قصیدے ہزار اشرفی

خاقان کا حکم تھا کہ ہر قصیدے پر ہزار اشرفی دی جائیں، پھر وقتًا فوقتًا جو انعام ملتے تھے وہ الگ تھے

خاقانی اور قید خانہ

قید خانہ میں جانیکی وجہ

خاقانی کا ایک اہم واقعہ ہے کہ اس کو قید بھگتنا پڑی، دولت شاہ سمرقندی وجہ یہ لکھتے ہیں آخر میں ذوق فقر کی وجہ سے اس نے دربار شاہی میں استعفا پیش کیا، خاقان چونکہ حکیم سے بہت دلچسپی رکھتا تھا اس نے نامنظور کردیا نتیجہ یہ ہوا کہ خاقانی ایک دن موقعہ پاکر بھاگ نکلا بیلقان تک پہنچا ہی تھا کہ شاہی آدمیوں نے پکڑ لیا۔ خاقان نے اس حرکت پر کہ "ہماری بلا اجازت کیوں چلدیے؟" قلعہ شاہران میں قید کردیا۔ کوئی سات ماہ تک محبوس رہا ہوگا۔ کہتے ہیں شروان شاہ کی والدہ نے سفارش یہی کہا ہوگا: بیٹا! خاقانی پڑھا لکھا آدمی ہے، تمہاری تعریف میں قصیدے کہتا ہے، بس وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا، بیچارہ بہت تکلیف میں ہے۔ اب تمہیں میری جان کی قسم چھوڑ دو"

شاہ کی والدہ کی سفارش

خاقان، خاقانی کو رہا کردیتا ہے

مولانا شبلیؒ فرماتے ہیں یہ واقعہ روایت و درایت دونوں کے خلاف ہے اصل یہ ہے خواجہ جمال الدین موصلی نے خاقانی کو ایک انگوٹھی دی تھی جس کے نگینہ پر اسم اعظم کندہ تھا۔ اور عہد لیا تھا کہ کسی کو نہ دینا۔ چنانچہ خود خاقانی تحفۃ العراقین میں کہتا ہے ؎

ایں مہر شناس نشرۂ ہوش — وقف ابدی ست بر تو مفروش
بر گو شتۂ او بر غم اغیار — لا یوہب لا یباع بنگار

خاقان نے یہ انگوٹھی خاقانی سے مانگی، اس نے انکار کیا، اس گستاخی اور نافرمانی میں قید ہوا۔

اس میں شک نہیں، ملک الوزرا نے اسے انگوٹھی دی تھی، اور بادشاہ نے اس سے طلب بھی کی تھی، یہ تمام قصہ بتفصیل تحفۃ العراقین میں نظم ہے، مگر کہیں پر خاقانی نے یہ نہیں کہا کہ "بادشاہ نے مجھے انگوٹھی نہ دینے پر قید کر دیا۔" تم کہو گے شاہی خوف کی وجہ سے اوڑا گیا۔ ایسا نہیں، قید کی حالت میں جو جو اس نے قصیدے کہے ہیں، اس میں بادشاہ کو نہ معلوم کیا کچھ کہہ ڈالا، تم جب یہ قصیدہ ؎

صبحدم چوں کلہ بند د آہ دود آسائے من
چوں شفق در خوں نشیند چشم شب پیمائے من

دیکھو گے تو معلوم ہو جائے گا۔

تحفۃ العراقین ہی میں اس نے بادشاہ سے جو گفتگو کی ہے، دلیرانہ لکھی ہے۔

گفت "ار بمثل بہاش جوئی — شہریت دہم بہا چہ گوئی؟"

بادشاہ نے کہا اگر تم مثلاً انگوٹھی کی قیمت چاہتے ہو — تو ہم ایک شہر دینے کیلئے تیار ہیں، بتاؤ کیا قیمت ہے؟

گفتم "وقف ست چوں فروشم — خورشید بہ گل چگونہ پوشم"

میں نے کہا، " یہ انگوٹھی وقفی ہے اسی تو میں نہیں بیچ سکتا، بھلا آفتاب کو کیچڑ سے کس طرح چھپاؤں

نہ پذیرم اگر بہا فرستی — ور خود ہمہ کیمیا فرستی

اگر آپ نے قیمت بھیجی تو میں سچ کہتا ہوں لونگا نہیں — چاہے آپ کیمیا ہی کیوں نہ بھیج دیں!

مولانا شبلی کی تسلیم شدہ روایت یقین کے مرتبہ پر نہیں پہنچاتی

اس لئے مولانا شبلی نے جو روایت ید بیضا سے نقل کی ہے، یقین کے مرتبہ پر نہیں پہنچاتی۔ انگوٹھی نہ دینے پر یہ قیاس کر لیا گیا کہ ہو نہ ہو یہی معاملہ ہے
اب رہا پہلا قصہ، تو اس روایت کا راوی موجود ہے اور وہ دولت شاہ ہے
پھر یہ روایت ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ درایت کی کسوٹی پر بالکل کھوٹی نکل جائے۔ اس لئے کہ شروان شاہ کے متعلق میں عرض کر چکا ہوں کہ وہ خاقانی اور اس کے کلام سے بہت دلچسپی لیتا تھا۔ بہت ممکن ہے اسے استعفا ناگوار ہوا ہو اور قید کر دیا ہو۔
بہر حال خواہ پہلی وجہ ہو، یا دوسری وہ قید ضرور رہا۔
خاقانی کے ان قصائد سے، جو اس نے قید خانے میں لکھے ہیں، ایک اور بات کا پتہ چلتا ہے، وہ یہ کہ اس پر کوئی تہمت بھی لگائی گئی تھی اس لئے وہ حضرت مریم کی مثال لا کر اپنی برات کرتا ہے

روزہ کردم نذر چوں مریم کہ ہم مریم صفاست
خاطر روح القدس پیوند عیسیٰ زائے من

ہم نے اس شعر کی شرح صفحہ ۸۹ پر کی ہے۔ تم ذرا تکلیف کر کے دیکھ لو۔ اوپر والی بات کا پتہ ملے گا
یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خاقانی دوسرے مربی کی تلاش میں رہتا تھا۔ اور اس خیال کی شاہ شروان کو اطلاع رہتی تھی، ممکن ہے کہ اسی جستجو نے حکیم کو قید خانہ میں ڈال کر بیڑیاں پہنوا دیں ہوں
قید خانے کی حالت کا جو اس نے فوٹو کھینچا ہے اس کو ہم تبصرے میں دکھائینگے
سلطان سنجر کی بھی فیاضیاں حکیم کے گوش زد ہوتی تھیں اس نے وہاں کے دربار میں رسائی کے لئے بے انتہا کوشش کی مگر ناکامیاب رہا۔ خوارزم شاہیوں سے بھی اس کے تعلقات کا پتہ بعض قصائد سے چلتا ہے

رشید وطواط سے میل جول

ملک الشعراء رشید وطواط سے اس کا بہت میل جول تھا۔ رشید کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

اگر بہ کوہ رسیدے روایت سخنش
زہے رشید جواب آمدے بجائے صدا

رشید وطواط کی ہجو ۱۲

پھر کچھ ایسے اسباب ہوئے کہ بگاڑ ہوگیا۔ یہاں تک کہ ہجو کی نوبت پہنچی۔

خاقانی اپنے مولد یعنی شروان سے پریشاں خاطر ہوکر قہستان جانے کا ارادہ کرتا ہے ؎

قہستان کا سفر ۱۲

زیں اعمی سیر و اعجمی سار | بشنو دو سہ سرگذشت اسرار
کاول کہ مرا امیر دوراں | برہاند زشہر بند شروان
صحرای سفر گرفتم از پیش | بر لاشۂ عزم لاشہ خویش
از شط و بال بحر شرواں | جستم بہ عراق مقصد جاں
زاں بحر سیاہ بجاے ماندم | زاں سوی سپید رود راندم

قہستان پہونچنے پر وہاں کی طرح طرح کی نعمتوں اور چہل پہل سے متاثر ہوکر کہتا ہے ؎

قہستان کی تعریف ۱۲

دیدم بمثال ہشت بستان | ہر ہفت ولایت قہستان
ہر روز دو عید در دیارش | ہر سال چہار نو بہارش

حکام کی مذمت

مگر وہاں کے حکام کا طرز عمل پسند نہ آیا، اس لئے ان کی مذمت کرتا ہے۔

اما ہمہ خازنانش خائن
(سالارن و ونیخ کار)
رضواں کدۂ بہیں بر و مند | مانده بکفِ زبانی چند

وہاں کے ڈاکوؤں کی بھی مذمت کی ہے۔ اور نہ معلوم کیوں!۔ ولایت مذکور کے اصحاب صناعت و حرفت کی لگی ہاتھوں برائی لکھ ڈالی۔

پیشہ وروں کی مذمت ۱۲

خیاطانش خسیس و مکار | بوجہل دل و بلال دیدار

شہر کی فصیل و حصار اور شاہی شکارگاہ کی تعریف کا فوٹو کھینچتا ہے۔ خاقانی نے وہاں کی فوج کا بھی معائنہ کیا، جنگی سپاہیوں کو پسند کرتا ہے۔

پھر سلطانی بارگاہ، اور وہاں کے چاؤشوں۔ خواصوں۔ اور دیگر اہل کاروں کا ذکر

کر کے شاہی دربار میں پہنچنے کی خواہش و کوشش کو یوں نظم کیا ہے

شاہی دربار میں پہنچنے کی خواہش

دل از نسبت بارگاہ می داشت | امید قبول شاہ می داشت
من پیش مقربان بارگاہ | انگشت زناں کہ اللہ اللہ!
ای خاصگیاں سخن شمار است | تعریف ہم از شما تواں خواست
امروز خواص شاہ شمائید | درحضرت شہ سخن سرائید
از چنگ وبال واحنر یدم | در بارگہ شرف بریدم
ما از سر بارگاہ امکان | دریابم دست بوس سلطان
می گفتم و کس شفیق من نی | در راہ طلب رفیق من نے

دربار میں کوئی نہ لے گیا

خاقانی نے اکثر درباریوں سے خواہش کی، مگر کسی نے وہاں تک نہ پہنچایا کہ ایک روز ملک الوزرا جمال الدین موصلی سے یوں دوچار ہوتا ہے۔

جمال الدین موصلی سے ملاقات

روزی ز وثاق پائمردی | می آمدم چو آفتاب زردی
در راہ چو چشم باز کردم | با خواجہ (جمال الدین) بزرگ باز خوردم

جمال الدین کی بہت کچھ صفت وثنا کرتا ہے، وہ پوچھتا ہے "تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو

جمال الدین نام پوچھتا ہے

گفتا "چہ کسی! و چیست نامت؟ | اصلت ز کجا؟ کجا مقامت؟"

خاقانی جواب دیتا ہے

گفتم "متعلم سخنداں | میلاد من از بلاد شرواں
بودم چو خلیل عہد اول | فرزند در وگرے معطل"

ملک الوزرا جمال الدین موصلی دریافت کرتا ہے "تم نے شروان کیوں چھوڑا؟ عراق کیوں آئے!"

شروان چھوڑنے کی وجہ دریافت کرتا ہے

گفتا "بعراق چوں فتادی | زاں ناحیہ (وطن) چوں بروں فتادی"
گفتم کہ دراں دیار پرشور | ناں شیریں بود و آب ہا شور
آن خطہ بہ دست قحط اسیر است | جاں تشنہ نہ محل، دل پذیر است

خاقانی جمال الدین موصلی سے دربار شاہی میں جانے کی خواہش کرتا ہے — دربار میں جانے کی خواہش

می پویم درجوار درگاہ — بربوی قبول حضرت شاہ
پروانۂ خویش کن پناہم — تا راہ دہد بہ بارگاہم

اس دلی تمنا کے اظہار کے بعد کس خوبی سے دکھاتا ہے کہ میرا دربار میں ہونا ضروری ہے

کان بارگاہ ارچہ معجزہ آرد — دارد ہمہ، چوں منی ندارد

شاہی بارگاہ کیا ہے۔ معجزہ ہی معجزہ ہے — وہ سب کچھ رکھتی ہے، مگر مجھ ایسا تو نہیں رکھتی

گرچہ ز حد ثنا ست برتر — نگزیردش از چو من ثنا گر

واقعی وہ ثنا کے حدود سے بہت بلند ہے — مگر اسے مجھ ایسے ثنا گر کی ضرورت ہے

وہ جو کچھ ہو موصلی نے اس کی آرزو پوری نہیں کی۔ یہ کہہ کر ٹال دیا۔ — ملک الوزرا کا انکار ۱۲

گفتا "تو ہنوز ناتمامی — برگرد نہ مرد ایں مقامی

وزیر نے کہا بات یہ ہے کہ شاہ نہایت دقیقہ رس، باریک بیں، نکتہ شناس ہے، تم ابھی اس کی مصاحبت کی قابلیت نہیں رکھتے۔

حکیم بہت ہی گھبرایا۔ پھر یہ کہا "کیا یہاں سے خالی ہاتھ جاؤں! لوگوں نے اگر مجھ سے پوچھا" خاقانی! تم ملک الوزرا سے ملے تھے، کہو کیا لاتے" تو میں کیا جواب دوں! عقل کی آنکھوں پر پٹی باندھکر یہ کہدوں" مجھے کچھ نہ دیا! بڑے بخیل تھے! — خاقانی ملک الوزرا سے کچھ مانگتا ہے ۱۲

گفتم سفرے دراز کردم — حاصل چہ برم چو باز گردم
آخر چہ برم کم از رہ آورد — خاصہ بدیار قحط پرورد
پرسند مجاوران کویم — "کز خواجہ چہ یافتی؟" چہ گویم
شاید کہ برم برات حرماں — از خواجہ ملک صدر کیہان
بر چشم خرد نقاب بندم — پس بخل برآفتاب بندم

ملک الوزرا نے کہا "بھک منگوں کی سی باتیں تو کرو نہیں! یہ انگوٹھی لو اور جہاں سے آئے ہو، وہاں واپس جاؤ!" — ملک الوزرا انگوٹھی دیتا ہے ۱۲

گفت از رہِ گدیہ پاے برگیر
ہاں خاتمِ من بہ نقد بہ پذیر

خاقانی شروان
واپس آتا ہے

اس کے بعد انگوٹھی کی بہت کچھ شاعرانہ تعریف کی ہے۔ الحاصل خاقانی یہ انگشتری لے کر شروان واپس آیا، حکیم کہتا ہے اس انگوٹھی کی بہت شہرت ہوتی۔ یہانتک کہ منوچہر کے کانوں میں بھی خبر پہونچی۔

انگوٹھی
کی شہرت

این مُہر بشہر مشتہر شد ۔۔۔ خاقانِ بزرگ را خبر شد

شاہ نے قاصد بھیجکر انگوٹھی طلب کی۔

بادشاہ
انگوٹھی
طلب کرتا
ہے

چوں ہر ہدے قاصدے فرستاد ۔۔۔ تہدید عذاب ھدم داد
گفتا کہ رضای من ترا بہ ۔۔۔ جمشید منم، نگیں مرا بہ
در دستِ تو آن نگین نشاید ۔۔۔ خود خاتم آہنیں بس آید

خاقانی نے جواب دیا۔ حضور یہ انگوٹھی تو "وقفی" ہے میں اسے کسی قیمت پر نہیں بیچ سکتا

خاقانی
انکار کرتا ہے

گفتم وقف است چوں فروشم ۔۔۔ خورشید بہ گِل چگونہ پوشم
نہ پذیرم اگر بہا فرستی ۔۔۔ در خود ہمہ کیمیا فرستی

ان اشعار کے بعد پھر اس نے یہ نہیں لکھا کہ انگوٹھی کا کیا حشر ہوا۔ اسی کے پاس رہی یا بادشاہ نے لے لی، وہ چپ ہو رہا، یا قید کر دیا۔

مولانا شبلی
کے نزدیک
خاقانی اور
نظامی کی
وہم پرستی

مولانا شبلی مرحوم نے شعر العجم میں لکھا ہے " یہ عجیب بات ہے خاقانی مولانا نظامی دونوں ایک ہی زمانے میں تھے - دونوں کو دعوی ہے کہ خضر نے ان کو تعلیم دی" خاقانی نے اسی مثنوی میں خضر کی ملاقات کا حال تفصیل لکھا ہے خدا جانے کون صاحب تھے۔ جن کو وہم پرستی سے خاقانی نے خضر سمجھ لیا"

خاقانی اور
خضر

خاقانی صرف اسی مثنوی میں خضر کی، ملاقات و تعلیم کو نہیں لکھتا ہے بلکہ وہ اکثر قصیدوں میں کہا کرتا ہے

مطلعِ ثالث

خاقانی کے مکان پر خضرؑ آتے ہیں

دوش کہ صبح چاک زد سدرۂ چرخ عنبری
خضر در آمد از درم صبح وش منور ری

"صبح ہوتے ہی میرے دروازے سے خضر آتے ہیں" پھر ان کی صورت ولباس وغیرہ کا نقشہ کھینچتا ہے۔ ان کی پیشانی شعلۂ برق کی طرح منور ہے، سر پر سفید بال ہاتھ میں عصائے موسیٰ، کندھے پر آب حیات سے بھری ہوئی چھاگل لٹکائے ہوئے۔ مجھے گرفتہ لب دیکھ کر کہا " خاقانی! تم باوجودیکہ اتنے بڑے فصیح ہو، کہ شعرائے عرب کی فصاحت کو گرد برد کر ڈالا، پھر خاموش کیوں ہو، اپنے بادشاہ کی تعریف کیوں نہیں کرتے۔

کعبۂ آسماں حرم صدر شہنشہ ست وبس
خاص کبوتر ش تو باش از ہمہ طائری

دوسرے قصیدے میں کہتا ہے ؎

مطلع ثالث

صبحدمان دوش خضر بر درم آمد شتاب
کرد بہ آواز نرم "صبحک اللہ" خطاب

اس کے بعد حضرت خضرؑ کی شکل وشمائل کا فوٹو کھینچکر کہتا ہے

قصیدہ کہنے کی فہمائش

گفت دمید ست صبح، منشیں خاقانیا! حضرت خاقاں شناس مقصد حسن المآب
زادۂ خاطر بیار کز دل شب زاد صبح کرد دریں سبز طشت خایۂ زرین غراب

تو کیا واقع میں حضرت خضرؑ خاقانی کے دولت کدے پر ہانپتے کانپتے آبحیات سے بھری ہوئی چھاگل لئے ہوئے آتے تھے؟ اور خاقانی سے کہتے تھے:۔
" قلم دوات اٹھا، بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ لکھ!"

سنت شعراء

شاعر جب نظم کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو کبھی اسے ہاتف غیبی کی آواز آتی ہے اور کبھی فرشتہ کی۔ کبھی عقل اس کو تعلیم دیتی ہے اور کبھی خضر اس کی راہنمائی کرتا ہے، کبھی روح القدس سے اسکو واسطہ پڑتا ہے اور کبھی جبرئیلؑ

اس کے پاس پیغام لاتا ہے۔ اور رحمن کی تو سب ہی شعراء شاگرد ہیں، اور سب ہی مضامین عرش سے بلکہ لامکان سے لاتے ہیں۔

ان باتوں کی مثالیں تمام شعراء کے قصائد میں موجود ہیں

عُرفی

بدل زشاہد بزم ازل ندا آمد
کہ ای تمام وفا از رضای مایس دور

مولانا شبلی سے تعجب

مولانائے مرحوم سے تعجب ہے کہ انہوں نے حضرت خضرؑ کی ملاقات کو رسم شاعرانہ میں داخل نہ کیا اور خاقانی نظامی کو توہم پرست خیال کرلیا۔

خاقانی توہم پرست نہیں

خاقانی پر اصفہان میں ایک عجیب معاملہ گزرا۔ مجیر بیلقانی سرکاری تحصیل وصول کے لئے اصفہان بھیجا گیا۔

خاقانی اور اصفہان

اصفہان کے بڑے بڑے آدمیوں نے اس کی کوئی وقعت نہ کی اس نے اصفہان کی ہجو لکھ ڈالی، وہ خاقانی کے نام پر شہرت پاگئی۔ آخرکار خاقانی کو برات ظاہر کرنا پڑی اور اصفہان کی تعریف میں قصیدہ نظم کیا[1]

خاقانی کی رسالت

خاقانی کے کلیات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عراق میں برسم رسالت گیا تھا، چنانچہ افضل الدین ساوی نے یک قطعہ میں ذکر کیا ہے

کسی کہ از پی احمد روا بدے مرسل ۱ بزرگوار امیر امام خاقانی ست
بجان پاک عزیز رسول شروانی ست ۲ رسول بازپسین را ہزار گونہ قسم
کہ در جہان سخن ملک او سلیمانی ست ۳ رسول شرواں چہ خوانی کہ آں بزرگے را

خاقانی نے افضل الدین ساوی کی تعریف میں قصیدہ لکھ کر بھیجدیا۔

افضل الدین کی تعریف

جس کا مطلع یہ ہے ؎

گنج فضائل افضل ساوی شناسمش
کز علم مطلق آیت دوراں شناسمش

خاقانی کو خراسان میں بھی کامیابی نہیں ہوئی حالانکہ وہ بڑی بڑی امیدیں باندھتا رہا

[1] صنادید عجم (مولفہ پروفیسر نصر) ۱۲

خاقانی اور خراسان

بخراساں روم انشاء اللہ
از رہ آساں سوم انشاء اللہ

رہ روم مقصد امکاں بخراساں یا بم — تشنہ ام مشرب احساں بخراساں یابم
چوں زمن اہل خراساں ہمہ عنقا بینند — من سلیمان جہانیاں بخراساں یابم

اثیرالدین اخسکی خاقانی کا معاصر ہے فرغانہ و ترکستان سے اس اشتیاق میں چلا کہ خاقانی کے مشاعروں میں شریک ہو۔ راستہ میں ارسلان بن طغرل شاہ کی بارگاہ میں رسائی ہوگئی۔

اثیرالدین سے چوٹیں

اثیر و خاقانی کے بہت سے معارضات ہیں۔ ایک مرتبہ خاقانی نے اسے یہ قطعہ بھیجا ؎

قطعہ

خرد خریطہ کش خامۂ بنان منست — سخن جنیبہ بر خاطر و بیان منست
بکردگار کہ دور زماں پدید آورد — کہ دور دور منست و زمان زمان منست

اثیر نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

اثیر کا قطعہ

گرہ کشائے سخن خامہ تو آن من ست — خزینہ دار روان خاطر دان من ست
کمان من نکشد دست و بازوی شرواں — کہ تیر چرخ یک اندازی از کمان منست

خاقانی کا ایک لطیفہ

لطیفہ

ایک مرتبہ خاقانی نے خاقان منوچہر کی خدمت میں یہ شعر لکھ کر بھیجا ؎

دشتی دہ کہ در برم گیرد
پوستین
یا دشتاقی کہ در برش گیرم
عـه غلام سادہ رو ۱۲

خاقان یہ شعر دیکھ کر ایسا برہم ہوا کہ فوراً حکم دیا " خاقانی کی گردن مار دو"
" اللہ اکبر! ہم کو ایسا کم ہمت تصور کیا دونوں چیزیں کیوں نہ مانگیں!"
خاقانی کو جو نہی اطلاع ہوئی۔ جھٹ ایک "مکھی" پکڑ اور اس کے پر کاٹ کر بادشاہ کے پاس بھیج دی عرض کرایا " حضور میرا قصور نہیں، اس کم بخت مکھی کا قصور ہے میں نے "با وشاقی" کہا تھا (یعنی دونوں چیزیں مانگی تھیں) اس نے "با" کو "یا" کر دیا۔

خاقان ہنس پڑا، وہ حکم منسوخ ہوگیا۔

خاقانی کی اولاد اس کی بیماری اور موت

خاقانی کا ایک دس سالہ لڑکا جس کا نام رشید تھا اس کے سامنے ہی مرگیا۔ بیٹا جب بیمار تھا۔ تو باپ یہ شعر کہہ رہا تھا۔

آں جگر گوشہ من نز دشما بیمار ست	دوش دانید کہ چوں بود خبر باز دہید
ہمہ بیمار نواز ان مسیحا نفسید	مدد روح بہ بیمار مگر باز دہید
در علاجش ید بیضا بنمائید، مگر	کاتش حسن بدان سبز شجر باز دہید
نہ، نہ بیمار بجائیست و نہ امید بہ ست	بدتر شد ہمہ اسباب ضرر باز دہید
سیزدہ روزمہ چار دہ شب تب دہ بود	تب خدنگ اجل انداخت سپر باز دہید

بی بی کی موت

بی بی کا بھی سامنے ہی انتقال ہوا۔

خاقانی کی گوشہ نشینی

خاقانی آخر میں تارک الدنیا ہوجاتا ہے، بادشاہ کے بلانے پر بھی نہیں جاتا۔ معذرت کا قصیدہ لکھ کر بھیج دیتا ہے۔ تبریز میں گوشہ نشین ہوکر یہیں سے اس کی روح

انتقال

پرفتوح عالم بقا کی طرف پرواز کرجاتی ہے اس کے انتقال کا سن ۵۸۲ھ بیان کیا

سال وفات

جاتا ہے لیکن "حبیب السیر" سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۵۹۰ھ میں زندہ تھا۔

خاقانی کی قبر

اس کی قبر سرخاب میں ہے، پہلو میں ظہیر فاریابی اور ملک الشعراء شاہفور کی قبریں ہیں۔

معاصرین

(خاقانی کے معاصرین)

رشید وطواط، ظہیر فاریابی، اثیر الدین اخسکتی، مجیر الدین بیلقانی۔ کمال الدین نخجوانی۔ شاہفور نیشاپوری۔ نظامی گنجوی۔ ذوالفقار شروانی۔ سید عز الدین علوی یہ سب خاقانی کے معاصر تھے

خاقانی پیغمبر سخن ہے

خاقانی تین پیغمبروں کا ایک ہے

در شعر سہ تن پیمبرانند	قولیست جملگی برانند
ہر چند لا نبی بعدی	خاقانی و انوری و سعدی



تبصرہ

میں اوپر کہہ آیا کہ اس جلد میں خاقانی کے کلام پر تبصرہ موزوں نہیں محض طالب علموں کی ضرورت کی وجہ سے دو تین صفحے لکھے دیتا ہوں

۱۳ قصیدوں کی حالت

اس کتاب میں تیرہ قصیدے ہیں۔ ان میں سے ایک میں حکیم نے اپنے قید خانے کی حالت کا فوٹو کھینچا ہے اور حق یہ ہے کہ خوب کھینچا ہے۔ آخری قصیدے میں مرقد منورہ کی خاک پاک لانے کا ذکر ہے۔ باقی کل قصیدے تصوف کے اخلاقی مضامین سے لبریز ہیں اصل یہ ہے کہ قید خانہ والا قصیدہ بھی ان سے خالی نہیں خاقانی تصوف کا دلدادہ تھا اسکے دماغ میں صوفیت ہی کے تمام مضامین بھرے رہتے تھے وہی اسکے قلم سے نکلتی تھی، یہ بات ایک حد تک صحیح نہیں کہ وہ فلسفیانہ مضامین نظم کرتا تھا، تم اسکے قصائد یہاں سے وہاں تک دیکھ جاؤ اس قسم کی اصطلاحات بہت کم پاؤ گے، کہیں کہیں یہ انداز بھی ہے۔

عرب کی قصیدہ گوئی

عرب میں مدحیہ قصیدے کا یہ طرز تھا کہ شروع میں کچھ عشقیہ اشعار نظم کرتے تھے جسکو تشبیب کہتے ہیں۔ پھر ایک خوبصورت طریقہ سے گریز کرکے مدح ممدوح کی طرف آتے تھے اسکے بعد دعا پر خاتمہ ہو جاتا تھا

قصیدہ کا معیار

ایرانیوں نے پورے طور پر اسی کی تقلید کی، اس بنا پر قصیدے کا معیار ۴ چار باتوں پر قرار پایا۔ مطلع اور تشبیب کیسی ہے۔ تخلص یا گریز کس شان کی ہے بھونڈی تو نہیں، یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بات سے بات پیدا ہوئی ہے

(۳) مدح ممدوح:- کس روش پر ہے پھس پھسی۔ بودے اور کمزور، پست الفاظ تو نہیں۔ اسکی عظمت رعب دبدبہ، شان شوکت، یا شاعر جس صفت کو ظاہر کر رہا ہے اسکے لئے الفاظ اسی شان کے لایا ہے یا نہیں!

(۴) مقطع یعنی خاتمہ کس عمدگی سے کیا ہے

تصوف اور قصیدہ ۱۲

پھر رفتہ رفتہ تشبیب میں اور مضامین آنے لگے اپنا حال آسمان کی شکایت، یا اور کوئی حکایت، جس زمانے میں تصوف کی گرم بازاری ہوئی اور اس کے مضامین نے لوگوں کے دلوں، دماغوں میں خوب گھر کئے تو وہاں سے نکل کر غزل میں، غزل سے نکل کر قصیدے کی تشبیب میں، اور تشبیب کا کیا ذکر خود قصیدے بھر میں سرایت کرگئے خاقانی کا وہی زمانہ ہے، جب تصوف کا سنہری سکہ چار دانگ ایران میں رائج تھا، اس لئے صبح ہوئی اور یہ عشق حقیقی کا گھائل یا داہی بن چیخنے لگا، شام ہوئی اور اسکی روحانی قوتیں حسن ازلی کے وصل کی خواہشمند ہونے لگی۔ ہر وقت یا مراقبہ میں ہے یا تزکیہ نفس میں، نہ معلوم دنیا کے کام کے لئے کون سا

وقت تھا، میں بھولا دنیا کو تو وہ پہلے ہی ترک کر چکا تھا۔ دیکھو عشق کے باغ کا بلبل صبح ہوتے ہی یوں چہچہاتا ہے
کہ اسکی آہ سے آسمان کا کلیجہ چھلنی ہوا جاتا ہے

ہر صبح سر ز گلشن سودا بر آورم ۔۔۔ وز صور آہ بر فلک آوا بر آورم

تم اسقسم کے مطلعے اور اس قسم کی تشبیہیں ایک دو نہیں بیسیوں کلیات خاقانی کی ورق گردانی سے نکال سکتے ہو۔
ہم طول کی وجہ سے نہیں لکھ سکتے۔

قید خانہ میں گریہ

حکیم قید خانے میں پڑا رو رہا ہے، اور رونے کی وجہ لکھتا ہے

چوں زال بستۂ قفسم نوحہ زاں کنم ۔۔۔ تا رحمتی بہ خاطر بہمن در آورم

زال کی طرح مقید ہوں، روتا اس لئے ہوں ۔۔۔ کہ شاید پادشاہ کے دل میں رحم آجائے (اور مجھے چھوڑ دے)

صوفیت کا زور دیکھو۔ یہ کہا اور کہکر مکر گیا:

نے نے کہ باغم ہمت مرا انس لاجرم ۔۔۔ مریم صفت بہار بہ بہمن در آورم

نہیں نہیں میں اس لئے نہیں روتا کہ بادشاہ رحم کھا کر مجھے چھوڑ دے ×میں تو یاد الٰہی میں رو رہا ہوں۔ میرا اور غم
(عشق حقیقی) کا چولی دامن کا ساتھ ہے، میں تو خزاں میں بہار پیدا کر رہا ہوں۔

قید خانہ میں مراقبہ

قید خانے ہی میں مراقبہ ہو رہا ہے اور روحِ نورانی کے باغ میں مقدس جبرئیل بلائے جا رہے ہیں۔

چوں دم بر آرم از سر زانو بباغ دل ۔۔۔ از شاخ سدرہ مرغ نوازن در آورم

پاؤں میں بھاری بیڑیاں، ہاتھوں میں وزنی ہتکڑیاں پڑی ہیں۔ رسی سے ایسے جکڑ بند کئے گئے ہیں کہ حکیم
صاحب کا سر زانو پر جا پڑا۔ مگر فرماتے کیا ہیں:۔

"ہم تو مراقبہ کر رہے ہیں اور سیکڑوں عشق کے قافلے کے قافلے لاکر تقرب باری تعالیٰ حاصل کر رہے ہیں"

زانو کنم رصد گہ و در بیع خانِ جاں ۔۔۔ صد کاروان در دعیتن در آورم

ذرا تم اس کی شرح صفحہ ۱۳ پر دیکھو۔

شاہ کی دھمکی کا کوئی اثر نہیں

اُف ری صوفیت کی حکومت! بادشاہ دھمکی دیتا ہے "گردن اڑا دوں گا!" خاقانی جواب دیتا ہے
"ظالم! تلوار ہے کہاں! میں تو اسکی تلاش میں ہوں۔ نہیں ملتی۔ ورنہ میں تو اُسے گلے لگاتا! دونوں ہاتھ
اسکی گردن میں ڈالدیتا!

تہدید تیغ میکند آوخ کجاست تیغ ۔۔۔ تا چوں حلیش دست بہ گردن در آورم

تصوف نے خیالات بدل دیئے

تصوف کی جہانگیری نے خیالات پلٹ دیئے۔ تیوریاں بدل دیں۔ رسم و رواج میں تغیر کر دیا، نہ دنیا کی کچھ حقیقت رہی نہ اس کے حاکم کی، نہ زر و جواہر کی کچھ عزت رہی نہ صاحب زر کی۔ پہلے بادشاہ کو حضور لکھتے لکھتے ہونٹ خشک ہو جاتے تھے۔ مدحیہ قصائد لکھتے لکھتے انگلیاں گھس جاتی تھیں۔ اسی مداحی پر عزت کا دار و مدار تھا۔ صوفیت کا جو دور دورہ آیا۔ تو مدح سلاطین کا ترک باعثِ صد افتخار ہو گیا۔

گفتم بترک مدح سلاطین مبین درآنکہ   سحر مبیں بہ شعر مبیّن درآ درم

ترک مدح سلاطین

میں نے مدحِ سلاطین ترک کر دی، تم اب اس امر پر نظر نہ ڈالو کہ میں کھلا ہوا جادو، شعر میں دونگا یعنی میں اب تعریف کرونگا ہی نہیں،

طالب مولیٰ مرد باقی سب نامرد

روحانیت کا وہ دریا چڑھا اور سیلاب آیا کہ مادیت اس میں غرق ہو کر رہ گئی۔ اگر طالب مولیٰ ہے تو مرد ورنہ نامرد

جوشن صورت بروں کن در صف مرداں درآ   دل طلب کن زار ملک دل تواں شد پادشاہ

بیٹھے کیا کرتے ہو، اگر مرد ہو تو مادی زرہ اتار کر پھینکو، اور مردوں (عاشقوں) کی صف میں آؤ روح کی طرف متوجہ ہو کر اسی پایۂ تخت سے تم شہنشاہ ہو سکتے ہو۔

خاقانی، قافلہ کے ساتھ حج کو جا رہا ہے۔ اُف ری ریگستان کی گرمی جس میں چیل انڈا چھوڑتی ہے۔ ہرن کالا ہوتا ہے، بالو اس قدر گرم ہے کہ اگر چنے ڈالدو تو بھن جائیں۔ گویا آفتاب سوا نیزے پر آ گیا۔ حاجیوں سے مارے پیاس کے چلا نہیں جاتا۔ پاؤں میں بڑے بڑے آبلے پڑ گئے ہیں۔ مگر عشق حقیقی جو صوفیت کی جان، بلکہ ایمان ہے اس تکلیف کو مبدل براحت کر دیتا ہے۔

گرم گاہی کہ چو دوزخ دمد از باد سموم   تف باحور اچو نکہت حور ابیند

اُف اُف! وہ گرم مقام جو دوزخ کی طرح لو سے پھکتا ہے، مگر عاشقان الٰہی اس گرمی اور لوہ کی کچھ پروا نہیں کرتے، اس کو تو زلفِ حور کی خوشبو سمجھ رہے ہیں۔

قرصۂ شمس شود، قرصۂ ریوند ز لطف   ہر تفتہ جگراں کافتِ گرما بینند

وہ حاجی جن کے جگر کو گرمی بھونے ڈالتی ہے اس قرص آفتاب کو ریوند چینی کی ٹکیا سمجھ رہے ہیں، جس سے جگر کی حرارت دور ہو جاتی ہے۔

ترک دنیا

نئے انداز سے ترکِ دنیا کر دینے کی ترغیب کرتا ہے

چو عمر دادی، دنیا بدہ کہ خوش نبود   بصد خزینہ مبذر بدانگی استقصا

جب تو نے عمر ایسی گران بہا چیز برباد کر دی تو اب یہ ذلیل دنیا بھی بیدی۔ اے سوختہ ابون (عمر کے ساتھ تو یہ اسراف اور چہ رتی کے لئے یہ بخل!

اخلاق — اسی طرح حکیم نے ان تمام قصائد میں اخلاقی تعلیم دی ہے۔ حکمت۔ شجاعت۔ عدالت۔ عفت۔ بلند ہمتی۔ ایثار وغیرہ۔

اگر ان اشعار کو پڑھو گے تو تم کو ایک اچھا اخلاقی سبق ملیگا، " ناصری " جلالی کو بھول جاؤ گے

شاعری — پھر جہاں پیغمبر سخن شاعری کرتا ہے۔ اور نئی تشبیہات سے کام لیتا ہے اس کا نظیر نہیں ہوتا۔

حج کے لئے قافلہ جا رہا ہے۔ خلیفہ کا جھنڈا ساتھ ہے، منزل بمنزل نصب ہوتا ہے

عَلم خاص خلیفہ نہ دہ در لشکر حاج — چتر شاہی ست کزو، ماہ شب آرا بینند

حاجیوں کے لشکر میں خلیفہ کا خاص عَلم نصب ہے، اور، چتر شاہی ہے کہ دیکھنے والا اس سے ماہ شب آرا دیکھتے ہیں

باز زریں ز بر رایت دستار چہ زیر — آفتابے بشب آراستہ عمدا بینند

خلیفہ کا وہ جھنڈا، جس پر سونے کا باز ہے اور اسکے نیچے سیاہ پھریرا ہے، وہ ایک ایسا آفتاب ہے جسکی آراستگی عمداً شب تاریں کی گئی ہے۔

تم کہوگے کہ یہ کچھ بھی نہیں، چلو میں بھی تمہارے ساتھ ہمنوا ہو جاتا ہوں وہ کچھ نہیں تو یہ سب کچھ ہے۔

تاج زرین بسر دختر شاہنشہ زنگ — باز پوشیدہ بگیسوش سراپا بینند

حکیم جھنڈے کا سین کھینچ رہا ہے اور کیا خوب کھینچا ہے، کہتا ہے " یہ جو علم پر سونے کا باز ہے اسی تم سونے کا تاج سمجھو، جو حبش کے بادشاہ کی لڑکی کے سر پر رکھا ہوا ہے اور اگر تمہیں یہ پھبتی پسند نہیں تو یہ سمجھ اور دیکھنا حبش کی شاہزادی کے بالوں میں باز گھس کر چھپ گیا ہے " لو ہے کو شاہنشہ زنگ اور اسکی گرہ کو اس کی لڑکی کیا خوب کہا ہے، پھر پھریرا اسکے گھونگر والے بال بھی کچھ کم تعریف کے قابل نہیں

مختصر یہ ہے کہ میں کہاں تک لکھوں گا۔ پیغمبر سخن کے زوردار الفاظ، پھر انکی شان و شوکت اپنی اپنے آپ ہی مثال ہیں اس کے خصوصیات۔ نئے تشبیہات، استعارات، کنایات کا جواب نہیں

اگر زندہ رہا تو آخری جلد میں ریویو کروں گا۔

خاکسار محمد نقی شادمان لکھنوی سینیر پروفیسر اورینٹل کالج ریاست رامپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ اوّل

(۱) ہر صبح سر گلشن سودا ابر آورم ❊ وز صورِ آہ بر فلک آواز آورم

قبل اس کے۔ کہ اس قصیدے کی شرح شروع کی جائے۔ میں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس قصیدے کے تین شارح ہیں۔ جن کی شرحیں میرے پاس موجود ہیں +

اوّل جناب محشی۔ جو چند شعروں سے تحشی کرتے ہیں۔ اور خود بھی کہیں کہیں لکھتے ہیں +

دوم جناب پروفیسر نامی۔ جو میور سنٹرل کالج الہ آباد میں پروفیسر ہیں۔ آپ نے ایک انتخاب کی شرح کی ہے۔ اُس میں یہ قصیدہ اور دو اور قصیدے۔ جو آگے آتے ہیں۔ شامل ہیں۔ آپ نے اُردو میں معنی۔ اور فارسی میں مطلب لکھا ہے +

سوم جناب شاداں بلگرامی۔ جو "اورینٹل کالج لاہور" میں پروفیسر ہیں۔ آپ کی شرح مجھے اب ملی ہے۔ اس وجہ سے مجھے اپنی پہلی عبارت میں بہت کچھ تغیر کرنا پڑا +

یہ کہنے کو دو شرحیں ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ جناب شاداں بلگرامی نے جناب نامی کی فارسی عبارت کا ترجمہ کر دیا ہے۔ اس لیے اسماً دو اور معناً ایک ہی ہیں +

ہاں کہیں کہیں آپ نے عدول کی بھی اختیار کی ہے +

جناب شاداں بلگرامی نے اپنی شرح کے "خاتمہ زیبا" میں فرمایا ہے۔ کہ میرے پاس محمد داؤد شادی آبادی کی شرح ہے۔ اس کے سوا اور کوئی شرح نہیں جس سے

میں مدد لیتا "+

یہ اگر صحیح ہے۔ (اور صحیح نہونے کی کوئی وجہ بھی نہیں معلوم ہوتی) تو آپ کی عبارت اور جناب نامی کی عبارت۔ اور اسی طرح دونوں صاحبوں کے معنی میں ایسا توارد ہوا۔ کہ جو شاید اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ گیا ہوگا + یہ امر دونوں عبارتوں کے ملانے سے واضح ہو جانے گا +

میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ جہاں کہیں مجھے کسی شارح سے اختلاف ہو۔ اُس کو ظاہر کردوں۔ اور اُس کے مقابلے میں اپنی رائے لکھ دوں۔ تاکہ ناظرین آسانی سے فیصلہ کرسکیں +

میرا یہ فعل نیک نیتی پر مبنی ہوگا + اس جملے کے تحریر کرنے کی مجھے ضرورت نہ تھی اس لئے۔ کہ اگر بدنیتی ہوگی۔ تو میری عبارت سے اس کی بُو آئے گی + انچہ بدیگ است بچمچہ می آید +

مگر لکھنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ ابھی تک ہندوستان تقریظ کا عادی ہے تنقید کا نہیں +

میں اپنی عبارت میں اوّل کو جناب محشّی۔ دوم کو قابل نامی۔ سوم کو فاضل بلگرامی لکھوں گا +

اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں +

یہ قصیدہ بحر مضارع، مثمن، اخرب، مکفوف، مقصور۔ یا محذوف میں ہے +
وزن۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات۔ یا فاعلن دوبار +

سر از چیزے بر آوردن

سر از چیزے بر آوردن کے متعلق جناب نامی اور جناب فاضل بلگرامی کی رائے۔

کے متعلق جناب شاداں بلگرامی لکھتے ہیں "کسی چیز سے علحدہ ہونا"

گلشن سودا۔ کنایہ از باغ عشق و مراقبہ۔

توجہ دلی + اس تحریر کے بعد قابلِ نامی۔ فاضل بلگرامی اس نتیجے پر پہنچے۔ کہ خاقانی ہر صبح کو عشق الٰہی و مراقبے سے ہٹ جاتا ہے۔ اور اس کے فراق میں فریاد کرتا ہے ہر دو بزرگ اپنی اس تجویز پر دو چار شعروں تک جمے رہے۔ مگر چونکہ معاملہ برعکس تھا۔ اس وجہ سے آگے جا کر یہ رائے بدلنا بھی پڑی +

حقیر کی تجویز اور اس کی سند

جناب محشی کی رائے

حقیر کے نزدیک دونوں بزرگوں کی تجویز غلط ہے۔ **سر از جائے بر آوردن** کے معنی کسی جگہ سے سر نکالنا۔ یعنی اس مقام میں آکر خود کو ظاہر کرنا۔ اس کا ثبوت خود خاقانی کے اس قصیدے میں چند جگہ ہے۔ "سر زاں سوئے فلک بہ تماشا بر آورم" آں سوئے فلک۔ لامکان ہے۔ یعنی میں لامکان سے سر نکالوں گا۔ یہ مقصود نہیں۔ کہ میں لامکان سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔

اس اعتبار سے (سر ز گلشن سودا بر آوردن) کے یہ معنی ہوئے۔ کہ میں عشق الٰہی کے باغ سے سر نکالوں گا۔ یعنی ترک دنیا کر کے عالم عشق سے خود کو ظاہر کروں گا گلشن سودا سے بھی یہ معنی ہو سکتے ہیں۔

جناب محشی نے گلشن سودا سے مراد (دل) بھی لی ہے۔

سودا۔ اخلاط اربعہ میں سے ایک خلط ہے چاروں یہ ہیں۔ سودا، صفرا، خون، بلغم۔ مجازاً دیوانگی و عشق۔ اور یہاں یہی مطلوب ہے۔

صور۔ نرسنگا۔ قیامت میں حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے۔ پہلی مرتبہ میں سب مر جائیں گے۔ دوسری مرتبہ میں سب زندہ ہو جائیں گے۔

آوا۔ مخفف آواز۔

حکیم خاقانی کہتا ہے۔ کہ "پہلے تو میں دنیا کی زق زق بق بق میں پڑا ہوا تھا لیکن اب میں ہر صبح عشق الٰہی کے باغ سے سر نکالوں گا۔ یعنی عشق حقیقی اختیار کروں گا۔ اور مثل بلبل کے معشوق ازلی کی یاد میں نعرہ یاد کروں گا۔ جس کی آواز آسمان تک پہنچے گی۔ یہ میری آواز کیا ہوگی گویا صور ہوگی۔ جس سے زمین تو زمین آسمان پر قیامت قائم ہو جائے گی۔

صبحدم چوں درد دل صور شیون زائے من ✽ آسمان صحن قیامت گردد از غوغائے من

عشق الٰہی سے باغ کو اس وجہ سے تشبیہ دی۔ کہ سامع کا ذہن اس طرف منتقل ہو جائے۔ کہ خاقانی اس باغ کا بلبل ہے۔ بلبل گل پر وقت صبح زیادہ چیختا ہے اور عاشق ادھر صبح ہوئی۔ اور معشوق کی گلی میں پہنچا۔

علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ✽ بلاکشان محبت بکوئے یار روند

قابل نامی۔ اس شعر کا مطلب یوں تحریر فرماتے ہیں۔

این است کہ من ہمہ شب در حالتِ مراقبہ تماشائے گلہائے تجلیات می کنم۔ وہنگام صبح چوں ازاں محروم می شوم در شدتِ غم و الم از دلِ پُر درد سوئے فلک آہے میزنم کہ مانند صورِ قیامت زا است، یعنی می خواہم کہ از صورِ آہ چرخ را پارہ پارہ کنم چرا کہ صبح او مرا از گلشن انوار و گلزار دیدار الٰہی جدا ساخت +

فاضل بلگرامی اس عبارت کا یوں ترجمہ کرتے ہیں +

ہر صبح کو جب مراقبے سے دُور ہوتا ہوں تو صورِ آہ کی آواز آسمان پر پہنچاتا ہوں۔ یعنی رات بھر جو گلہائے تجلیات و فیوضات سے کامیاب ہوتا رہا تھا۔ صبح ہو جانے سے جب اُن سے محروم ہو جاتا ہوں۔ تو دردِ محرومی سے ایسی آہیں کرتا ہوں۔ جو صورِ قیامت زا کی طرح ہیں۔ اور ان آہوں سے فلک کو پارہ پارہ کرتا ہوں۔ کہ اُس نے کیوں صبح کر کے مجھے ان تجلیات سے محروم کر دیا +

دونوں بزرگوں کی یہ تجویز۔ کہ خاقانی صبح کو عشق، مراقبہ، تجلیات معنوی سے ہٹ گیا۔ اور آسمان نے صبح طلوع کر کے اس بیچارے پر یہ قیامت نازل کی۔ عجیب وغریب ہے +

میرے نزدیک صبح کے وقت عشق میں فریاد کرنا۔ اور تجلیات معنوی کا نزول ہونا۔ مراقبہ کرنا تقریباً ہر شاعر نے نظم کیا ہے +

بہرحال میں نے اپنے بھی معنے لکھ دئے ہیں۔ اور فاضلین کے بھی۔

تا یار کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد +

(۲) **چوں طیلسانِ چرخ مطرا شود بصبح ÷ من رُخ بہ آبِ دیدہ مطرا برآورم**

طیلسان۔ ایک قسم کی چادر جسے خطیب کاندھے پر ڈالتے ہیں۔ طیلسانِ چرخ میں اضافت تشبیہی ہے ÷ عین چرخ مقصود ہے۔ یا سطح آسمان +

مطرا۔ تر و تازہ۔ مصفا۔ آبدار۔ روشن +

عکیم کہتا ہے۔ جس وقت کہ میں عالم عشق میں آتا ہوں۔ اس وقت کی حالت کیا پوچھتے ہو۔ یوں سمجھو۔ کہ جس وقت اس آسمان کی نیلگوں چادر صبح کے نور سے منور ہوتی ہے۔ یعنی صبح طلوع ہوتی ہے۔ اور اُس کا نور آسمان پر پھیلتا ہے۔ اُس وقت عشق الٰہی میں میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ اور یہ اشک میرے رُخسارے پر بہہ بہہ کر آتے ہیں۔ گویا میں اپنے چہرے کو اشکوں سے دھوتا ہوں +

قابل نامی۔ صبح کے وقت جب آسمان کی چادر تروتازہ ہوتی ہے۔ یعنی صبح کے سہانے سمے کی بھینی بھینی اوس سے آسمان تروتازہ معلوم ہوتا ہے +

اور فارسی میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ ایں کہ من کیفیت و لذّتِ مراقبہ را یاد کردہ برجدائی آں زار زار میگریم +

فاضل بلگرامی۔ یوں ترجمہ کرتے ہیں۔ لذّت مفقود مراقبے کو یاد کر کے زار زار روتا ہوں +

میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔ کہ دونوں بزرگوں نے خاقانی کی فریاد کی بنیاد محرومیِ عشق و مراقبہ قرار دی ہے۔ اب اگر یہ سچ ہے۔ تو دیوار ثریا تک سچ جائے گی + بہرحال ناظرین آگے چل کر نہایت آسانی سے اس کا فیصلہ کریں گے +

(۳) برکوہ چوں لعابِ گوزن اوفتد بصبح + ہوئے گوزن وار بصحرا بر آورم

نولکشوری نسخے میں مصرع یوں لکھا ہے
چوں کوہ بر لعابِ گوزن اوفتد بصبح
انتخاب میں یوں ہے۔
برکوہ چوں گوزن لعاب اوفتد بصبح
میں نے جس طرح لکھا ہے۔ اس طرح چاہیے

لعاب گوزن آفتاب کی کرنوں یا صبح کے نور سے کنایہ ہے۔ اس لئے کہ لعاب سپید ہوتا ہے +
ہُو۔ نعرہ۔ اور اسم ذات باری تعالےٰ۔
گوزن۔ بارہ سنگھا +

(حاشیہ: نولکشوری نسخے میں مصرعہ غلط لکھا ہے۔)

معشوق کی یاد میں عاشق دیوانہ وار جنگل میں مارا مارا۔ اور چیختا پھرتا ہے۔ اس لئے

حکیم کہتا ہے۔ کہ میری آنکھوں سے صرف اشک ہی نہیں جاری ہیں۔ بلکہ جس وقت کہ آفتاب کی نورانی کرنیں ان سربفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر پڑتی ہیں۔ اُس وقت میں دیوانہ وار بیابان میں نکل جاتا ہوں۔ اور بارہ سنگے کی طرح عشق الٰہی میں چیختا پھرتا ہوں +

تنبیہ۔ انتخاب میں بصبح کی جگہ بچرخ غلط لکھا ہوا ہے +

قابل نامی ایں است کہ من وقت صبح از وحشتِ جُدائی و دردِ فرقتِ الٰہی بصحرا میگریزم و ہمچوں گوزن نعرہ می زنم۔ لفظِ ہُو مناسب مراقبہ است +

جناب بلگرامی یوں ترجمہ کرتے ہیں۔ دردِ محرومی تجلیات سے بوجہ وحشت صحرا کی طرف بھاگ جاتا ہوں۔ اور بارہ سنگھے کی طرح چیختا ہوں + لفظِ ہُو مناسبِ مراقبہ ہے +

(۴) **از اشکِ خون پیادہ وازدمِ کنم سوار۔ غوغا بہفت قلعہ مینا برآورم**

اشکِ خون۔ خون کے آنسو۔ یا اشکِ خونیں۔ یا ایسے اشک جو مثل خون ہوں لیکن

فاضل بلگرامی۔ نے خون کی جگہ چوں بھی پڑھا ہے۔ اور (چوں) کا ترجمہ کیا ہے۔ میرے نزدیک اچھا نہیں +

فاضل بلگرامی کی رائے سے اختلاف

دم۔ سانس۔ یہاں آہ مطلوب ہے +

اشک کو پیادہ اس وجہ سے کہا۔ کہ وہ خود ڈھلک کر اپنے پاؤں سے آتے ہیں۔ اور آہ کو سوار اس وجہ سے کہا۔ کہ آواز ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوتی ہے +

غوغا۔ شور غل۔ یہاں مجازاً بمعنی حملہ ہے۔ اس لئے کہ حملے کے وقت شور کیا جاتا ہے۔

ہفت قلعۂ مینا۔ ساتوں آسمانوں سے کنایہ ہے۔ مینا۔ سبز شیشہ + شاعری میں نیلا سبز ایک ہے +

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں عشقِ الٰہی میں اشک خونی بہا۔ اور آہیں نکالا کرتا ہوں انھیں سے کارنہ جانتے وہ وں۔ ایک سے سُرخ وردی والے پیادے۔ اور دوسرے سے کالی وردی والے سوار تیار کروں۔ اور اس پلٹن۔ اور

رسالے سے ان ساتوں قلعوں (آسمانوں) پر حملہ کردوں + تم اس موقع پر تعجب کروگے۔ کہ خاقانی تو یاد الٰہی میں رو رہا تھا۔ یہ جنگی تیاری کیسی اور یہ حملہ کیسا۔

(اس کی وجہ)

قابل نامی یہ قرار دیتے ہیں۔ نیرنگ سازیش مرا از لذتِ مراقبہ جُدا کردہ۔ یعنی ان افلاک کی نیرنگیوں نے مجھے مراقبے سے محروم کردیا + اس وجہ سے میں ان پر حملہ کروں گا +

مگر

فاضل بلگرامی نے کچھ سمجھ کر محض شعر کے ترجمے پر اکتفا کی۔ حملے کی کوئی وجہ قرار نہیں دی + تحریر کرتے ہیں "جب میں آنسوؤں کے پیادے اور آہوں کے سوار بنا لوں تو ہفت قلعۂ آسمانی میں غوغا مچا دوں +
میں اس کی وجہ آگے چل کر عرض کروں گا +

(۵) **خود بے نیازم از حشر اشک و فوج آہ + کاں آتشم کہ یک تنہ غوغا بر آورم**

فاضل بلگرامی سے اختلاف

حشر بفتحتین۔ انبوہ۔ گروہ +
کاں۔ کہ آں۔ کاف علت کا ہے
فاضل بلگرامی نے۔ زآں آتشم بھی پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ از سببیہ۔ میم معنی خود + میرے نزدیک یہ اچھا نہیں +

آں آتشم۔ میں وہ آگ ہوں۔ خاقانی نے خود کو ہمہ تن آگ اس وجہ سے کہا ہے۔ کہ العشق نار آیا ہے۔ یعنی میں اس قدر آتش عشق رکھنے والا ہوں۔ کہ ہمہ تن آگ ہی آگ ہو گیا۔
یک تنہ۔ اکیلا۔ تنہا +

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ اشکوں اور آہوں کے پیادے اور رسالے تیار کروں۔ اصل یہ ہے۔ کہ مجھے ان کی کچھ ضرورت نہیں۔ میں ان سے بالکل بے نیاز ہوں۔ اس لئے۔ کہ میں تو وہ آتش عشق ہوں۔ کہ یکہ و تنہا ایسے ایسے قلعوں پر حملہ کر کے پھونک دونگا +

قابل نامی۔ اینکہ من خود از گرمی عشق چناں صاحب سوز و گداز ہستم کہ ہمرا

بدُشمن سوزی حاجت دیگرے نیست +

فاضل بلگرامی - مجھے فوجِ اشک وآہ کی ضرورت نہیں - کیونکہ میں وہ آتشِ عشق ہوں کہ اکیلا غوغا مچا سکتا ہوں +

(۶)

اسفندیارایں دژروئیں منم بشرط ہرہفتہ ہفتخوانش بتنہا برآورم

اسفندیار - گشتاسپ کا بیٹا ہے - کہتے ہیں روئین تن تھا - رستم نے تیر دو شاخہ مار کر اسے اندھا کرکے ہلاک کر دیا +

قابل نامی نے تحریر کیا ہے - کہ اسفندیار نے رستم کو اندھا کرکے مارا + خلاف واقعہ ہے - یا تو سہو القلم ہے - یا کاتب کی غلطی ہے +

جناب نامی کا سہو القلم -

دژروئیں - وصات کا قلعہ - یا زد بلیا میں کوہ شیلان پر واقع تھا + ارجاسپ نے اسفندیار کی دو بہنوں کو اسی قلعہ میں قید کر دیا تھا - اس نے سفر کیا - اور سات دُشوار منزلوں کو طے کرکے اپنی بہنوں کو چھڑایا - یہاں دژروئیں سے آسمان مراد ہے +

ہفتخواں سے مراد اسی اسفندیار کے ہفتخوان ہیں اس کو دژروئیں جانے تک سات دشوار گذار منزلوں سے سابقہ ہوا -

اول میں	دو خونخوار بھیڑئے -
دوم میں	شیر -
سوم میں	اژدہا -
چہارم میں	زن جادوگر -
پنجم میں	سیمرغ
ششم میں	باد، باراں، ژالہ، رعد -
ہفتم میں	گہرا پانی -

یہ بہادر پہلوان ہر بلا پر غالب آتا ہوا قلعے تک پہنچا - جنگ کی - شہر میں آگ لگا دی - بہنوں کو چھڑا کرکے آیا + اس موقعے پر ہفتخواں یہی ساتوں آسمان ہیں +

شین کی ضمیر دژروئیں کی طرف ہے +

میں نے اوپر عرض کیا تھا - کہ آسمان پر حملہ کرنے کی وجہ آگے لکھوں گا - چنانچہ اب تحریر کرتا ہوں + یہ تینوں شعر ترک تعلقات دُنیا و مافیہا میں ہیں - شعر دوم جو قابل نامی نے اختیار کی ہے - یعنی ترک مراقبہ - خاقانی نے باغِ

عشقِ الٰہی میں قدم رکھا۔ عشق تکالیف سے رویا۔ پیٹا۔ چلایا۔ اشکوں کا دریا بہایا۔
اسی رونے میں وہ خیال قائم کرتا ہے۔ کہ گو میں دُنیا کو ترک کر چکا ہوں۔ مگر
پھر بھی شہوانی قوتے پر اطمینان نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر ان کا میلان لذات
کی طرف ہوجائے۔ اس لئے ان آسمانوں پر حملہ کرکے اُن کو تباہ کر ڈالوں۔
آسمان پر حملہ کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اسی کی گردش سے تمام مادی چیزوں کا تکوّن
ہوتا ہے۔ جن پر انسان کی رُوح خدا سے غافل ہوکر مائل ہوجاتی ہے۔ اور قوائے
شہوانیہ کی مطیع۔ اور بندہ۔ اس لئے اصل ہی پر حملہ کرو۔ نہ یہ آسمان ہونگے۔ نہ مادی چیزوں کا تکون ہوگا
اور اسی بنا پر عاشقانِ الٰہی انکو دشمن قرار دیتے ہیں چنانچہ خود خاقانی کہتا ہے۔ ابای علویند
مرخصم چون غلیلی بہ وجہ سمجھنے کے بعد۔ آب شعر کا مطلب سمجھنا چاہئے۔ حکیم کہتا ہے کہ میں تو شرطیہ
اس دھات کے قلعے کا اسفندیار ہوں۔ میں تو سبز ہفتہ اس کے ہفتخواں کو اکیلا فتح کروں گا۔
اور اپنی عقل و روح کو جو گرفتار عالم فانی ہیں چھڑا کر لے آؤنگا۔ جس طرح اسفندیار اپنی بہنوں کو چھڑا کر
لے آیا تھا۔ مجھے اس پلیٹن اور رسالے کی کوئی ضرورت نہیں +

قابل نامی۔ من۔ روزانہ بزور ریاضت و مراقبہ ہفت افلاک را طے کردہ روح خود
را ہمچنانکہ اسفندیار خواہران خود را از قید رہا کردہ بود۔ از قید نفس رہا میکنم +

قابل نامی کی عجیب غریب عبارت اور اسکا مفہوم

شعر نمبر (۴) میں۔ قابل شارح نے حملہ کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ آسمان کی نیرنگی
نے مجھے عشق و مراقبہ سے علیحدہ کر دیا۔ اس وجہ سے میں اس پر حملہ کرکے اسے پارہ پارہ
کروں گا +

آب یہاں۔ روح۔ قیدِ نفس امارہ سے چھڑائی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اوپر والی وجہ
حملہ کی نہ تھی +

پھر دن کو تو مراقبہ سے علیحدہ ہی کر دیا جاتا ہے۔ "روزانہ بزور ریاضت و مراقبہ" کیسا
یا یہ کہ آپ کی عبارت کی تاویل کی جائے۔ اور روزانہ سے مراد شبانہ لی جائے۔ مگر مشکل
یہ ہے کہ وہ حملہ دن ہی کو کر رہا ہے +

علاوہ بریں قابل شارح کی اس عبارت کا سمجھنا کم از کم میرے لئے بہت دشوار

ہو گیا۔ کہ سات آسمانوں کو طے کر کے اپنی روح کو قید نفس امارہ سے چھڑاؤں گا۔

یہ نفس۔ کیا سات آسمانوں کے اوپر ہے کہ جن کو طے کر کے روح چھڑائی جائیگی۔

فاضل بلگرامی کا مطلب اور اسکا سقم

فاضل بلگرامی باوجود پورے مترجم ہونے کے اس موقعہ پر آپ کی تھوڑی سی عبارت سے کچھ سوچ کر علیحدہ ہو گئے۔

فرماتے ہیں۔ میں روزانہ اپنی قوت و ریاضت و مراقبہ سے۔ قید تعلقات عالم سے اپنی روح کو چھڑاتا ہوں اور آسمان کے اُس پار پہنچا دیتا ہوں۔ اور حضوری خدا حاصل کرتا ہوں۔

جناب فاضل کو جناب نامی کی آخری عبارت میں سقم نظر آیا۔ اس لئے آپ نے رُوح کو اُس پار پہونچا کر خدا سے ملا دیا۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ۔ یہ بھی غلط۔ اور وہ بھی غلط۔ نہ خاقانی یہ کہتا ہے۔ نہ وہ۔

جناب محشی کی تعجب انگیز عبارت

جناب محشی ہفتخواں۔ "کنایہ از سخنان عاشق دور دست" نہ معلوم یہ عبارت آپکی ہے یا کسی شارح کی۔ بہرحال جس کی ہو۔ تعجب سے خالی نہیں۔

(۷)

بس اشکِ شکریں کہ فرو بارم از نیاز ۔ بس آہِ عنبریں کہ بعمد ابر آورم

اشکِ شکریں اور اشک شکری دونوں طرح آیا ہے۔ زیادہ ہنسنے میں آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں۔ اُسے "اشک شکریں" کہتے ہیں۔ گریہ شادی۔ چونکہ عاشقان الٰہی کے دل میں عشق کے گریہ سے روحانی لذت حاصل ہوتی ہے اس لئے اشک شکریں کہا ہے۔

آہ عنبریں۔ ایسی آہ جو منسوب بہ سیاہی عنبر ہو اس لئے کہ عنبر کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور آہ کو بھی سیاہ کہا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ خوشبو کا بھی لحاظ ہو۔ معشوق حقیقی کے عشق میں جو آہ نکلتی ہے اس سے عاشق کو قلب کو فرحت حاصل ہوتی ہے اسلئے آہ کی صفت عنبریں رکھی گئی۔ **عمداً** قصداً

تین شعروں میں ترک عالم کا ذکر کرنے کے بعد۔ پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہے۔ کہتا ہے یہ جو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ ان کو تم گریہ غم نہ سمجھنا۔ میرے دل میں عشق الٰہی ہے اور اس کی مجھے بے انتہا خوشی ہے۔ اس لئے کہاں میں ناچیز۔ اور کہاں حسن ازلی کا عشق غرضیکہ

اس خوشی میں۔ عجز و نیاز سے میں اشک شکر یہ نکال رہا ہوں۔ اور بے انتہا آہیں کر رہا ہوں جس سے میرے قلب کو فرحت ہوتی ہے۔

(۸) **لب را حنوط از آہ معنبر کنم چنانک — رخ را وضو باشک مصفا برآورم**

حنوط۔ مرکب خوشبو ہے۔ جو مردے کے لئے تیار کیجاتی ہے مگر یہاں مطلق خوشبو مقصود ہے۔

اشک مصفا۔ صاف آنسو۔ اشکوں کی صفائی مشہور ہے۔ "اصفی من الدمع"

تو جس طرح میں لبوں کو آہ معنبر سے خوشبودار کرتا ہوں۔ اسی طرح چہرے کو صاف اشکوں سے دھوتا ہوں۔ یعنی آہیں بھی کرتا ہوں۔ اور روتا بھی ہوں

قابل نامی: اینکہ لب من چوں بوجہ طلوع صبح و برآمدن آفتاب از ذکر الٰہی و لذت مراقبہ جدا شدہ مثل مردہ است ازیں سبب من، ور اینچو حنوط آہ می دہم و از آب اشک چہرہ را شست و شوی نمائم تا کہ طیب و طاہر گردد۔

فاضل بلگرامی نے آپ کا ساتھ بالکل چھوڑ دیا۔ اس لئے معنی بھی صحیح لکھے۔ جس طرح لب کو آہ معنبر سے معطر کرتا ہوں۔ اسی طرح چہرے کو اشک مصفا سے دھوتا ہوں۔ یعنی گریہ و آہ دونوں سے کام ہے۔

قابل نامی کے معنی میں غلطی اور اسکا اصلی سبب

قابل نامی کے معنی غلط ہو جانے کی وجہ صاف ہے۔ اول تو وہ بنیادی غلطی کہ خاقانی نے صبح کو ترک مراقبہ و عشق کیا ہے۔ بلکہ خاقانی نے نہیں آسمان نے طلوع صبح کرکے اس پر یہ آفت نازل کی۔

دوم۔ حنوط کے لفظ نے۔ ان کے خیال میں اور پختگی کر دی۔ کہ انھوں نے (لبوں) کو مردہ قرار دیدیا۔ اس لئے کہ وہ ذکر الٰہی سے علحدہ ہو گئے۔

میں نے کہیں اوپر عرض کیا ہے کہ اگر بنیاد کج ہوتی ہے تو پھر چاہے ثریا تک دیوار اٹھاؤ کج ہی چلی جائے گی۔ یہی حال ان دونوں شارحین کا ہو گیا ہے۔

جناب نامی ذیل کے اشعار پر پھر نظر ڈالیں تو انھیں معلوم ہو جائے۔ کہ خاقانی کے لب مردہ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ کلام حقیقت نگار رہا ہے چنانچہ وہ اشعار آگے آرہے ہیں۔

(۹)

قندیل دیر چرخ فرو میرد آن زمان — کاں سرد باد ز آتش سودا بر آورم

دیرِ چرخ ۔ میں اضافت تشبیہی ہے۔ چرخ کو دیر اس وجہ سے کہا کہ اس میں اشکال جنوبی و شمالی اور سیارے ستارے موجود ہیں کہ جو بمنزلہ بت ہیں۔

قندیل دیر چرخ ۔ آفتاب ہے

کاں ۔ کہ ۔ آں ۔ کاف بیانیہ ہے

سرد باد ۔ ٹھنڈی ہوا۔ یہاں ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں مطلوب ہیں جو عشق الہی میں نکل رہی ہیں

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں:۔

باد سرد ۔ آہ بے تاثیر ۔ خاقانی اس موقع پر آہ کی بے تاثیری نہیں دکھا رہا ہے۔ باد سرد دو وجہ پر لایا ہے۔ اول تو یہ کہ دل میں عشق کی آگ بھڑک رہی ہے اور نکل رہی ہیں ٹھنڈی سانسیں۔ دوم یہ کہ ہیں تو ٹھنڈی سانسیں۔ مگر انکا اثر یہ ہے کہ آفتاب ایسے دہکتے انگارے کو بجھا دیتی ہیں۔

آتش سودا ۔ آتش عشق اس لئے کہ العشق نار آیا ہے۔

حکیم کہتا ہے کہ میں باغ عشق میں تو آہی گیا۔ اور میرے اندر عشق کی آگ تو بھڑک ہی رہی ہے اگر میں اس بھڑکتی آگ سے ٹھنڈی سانسیں نکالوں۔ یعنی آہ سرد کروں۔ تو یقین جانو کہ دنیا کے بتخانوں کی قندیلوں کا تو کیا ذکر اتنے بڑے دیر چرخ کی اتنی بڑی قندیل اسی وقت بجھ جائیگی یعنی میرے اندر وہ صادق عشق الٰہی ہے کہ اس کی آہ سرد سے بڑے بڑے بتخانوں کے چراغ گل ہو جاتے ہیں۔ ادھر چراغ گل ہوئے۔ اور ادھر بتوں کی پگڑی غائب۔ سمجھنے کی بات ہے۔ تم دیکھ رہے ہو اور آگے بھی دیکھوگے کہ خاقانی اس قصیدے بھر میں کسی جگہ پر بھی نہ بطریق اشارہ۔ نہ بطریق تصریح نہیں کہتا کہ میں صبح کے وقت عشق و مراقبہ سے علحدہ ہو گیا اور آسمان نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ اس شعر میں کھلے الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ عشق کی آگ (آتش سودا) مجھ میں موجود ہے۔ اور اس سے آہ سرد نکال کر بتخانوں کے چراغ گل کر رہا ہوں۔ اور کفر کو دور۔ اور یہ ملحوظ رہے کہ یہ معاملہ دن ہی کا ہے۔ نہ رات کا۔ کیونکہ آفتاب موجود ہے۔

قابل نامی ۔ میں جس وقت ٹھنڈا سانس[1] عشق کی بھڑکتی آگ سے نکالتا ہوں اسوقت

[1] (تنبیہ) سانس دہلی میں مذکر بولا جاتا ہے۔ آپ نے دہلی کی تقلید میں سانس کو مذکر بولا ہے لکھنؤ میں مؤنث ہے ۱۲ شادماں

اس بت خانۂ فلک کی قندیل بجھ جاتی ہے ۔

جو بنیاد کہ آپ نے ترک عشق و مراقبہ کی قائم کی تھی۔ وہ اس شعر میں ڈھی گئی۔ لکھنا تو آپ کو چاہیئے تھا کہ ترک مراقبہ کی آگ بھڑک رہی ہے۔ ترک عشق کی تکلیف ہو رہی ہے۔ مگر (آتش سودا) نے یہ عبارت قلم سے نہ نکلنے دی ۔

فاضل بلگرامی کی مطلب میں غلطی

مگر **فاضل بلگرامی** نے اس مقصد کو پورا کر دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ وہ کیفیت جو مراقبہ میں حاصل تھی۔ اور صبح ہونے سے جاتی رہی۔ اس پر گریہ وزاری ہے

قابل نامی کے دوسرے معنی

قابل نامی نے ایک اور معنی بھی لکھے ہیں۔ جو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ "اینکہ آہ من چنان تاثیرے دارد کہ آفتاب را ہم بے تاب می کند۔ و در تب و تاب می اندازد" ۔

(۱۰) **دلہائے گرم تپ زدہ را شربتی کنم ٭ زان خوشدمی کہ صبحدم آسا بر آورم**

دلہائے گرم تپ زدہ ۔ عاشقان الٰہی کے وہ زندہ دل کہ جن میں عشق کی حرارت موجود ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ خاقانی اپنے ہی دل کو کہ رہا ہو اور (ہا) زائد ہو (ہا) زائد کی بکثرت مثالیں ہیں۔

وسے از تو گدازش صورہا۔ صور۔ صورت کی جمع ہے (ہا) زائد ہے ۔ (را) بمعنی برائے **خوشدمی** سے مطلوب یا تو وہ بادسرد ہے جو اوپر مذکور ہے۔ اور یا کلام عشقیہ مراد ہے۔ **صبحدم آسا** ۔ وقت صبح کی طرح

اس شعر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ حکیم کہتا ہے۔ تم نے بادسرد کی حالت معلوم کی کہ جس سے بڑے بڑے بت خانوں کی قندیل بجھ سکتی ہے۔ ایک طرف تو اس کا یہ اثر ہے۔ اور دوسری جانب یہ کہ اسی ٹھنڈی سانس سے جس کا دوسرا نام خوشدمی ہے آتش عشق کے مارے ہوئے دلوں کے لئے شربت تیار کر کے ان کو تسکین و فرحت دیتا ہوں کیونکہ عشق والے کو عشق والی ہی چیز سے لذت حاصل ہوتی ہے ۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ یہی ٹھنڈی سانس ہے اور یہی خدائی عشق کی آہستہ آواز کہ ایک طرف بت شکن، بلکہ عالم شکن اس لئے کہ جب آسمانی بت خانہ کا چراغ (آفتاب) گل ہو گیا تو پھر رہا کیا اور دوسری جانب عاشقان الٰہی کے روح کو قوت دینے والی۔

اس ۔۔ یا دوسرا مطلب ۔ وہ کلام عشقیہ مراد لے کر کہا جا سکتا ہے اور وہ تم خود سمجھ لو کہ مدعا کیا ہے۔

قابل نامی ۔ میں اپنی اس اچھی سانس سے جو صبح کے مانند نکالتا ہوں۔ عاشقان خدا کے گرم اور جلے بھنے دلوں کے لئے شربت تیار کرتا ہوں ۔

فاضل بلگرامی جو دل کہ حرارت عشق سے گرم ہو رہے ہیں۔ اُن کے لئے اپنے اس کلام خوش سے جو روشنی میں صبح کی طرح ہے شربت بناؤں گا۔ اور اس کی تسکین خاطر کروں گا ۔

شارحین دونوں بزرگوں نے "علیحدگی عشق" اور "ترک مراقبہ" سب کے مردہ ہو جانے کا ذکر نہیں کیا۔ اگر خاقانی کے سب مردہ ہو جاتے ۔ تو کلام، آہ، کس چیز سے نکالتا۔ اور اگر ترک مراقبہ کی وجہ سے آسمان پر پہنچا چلاتا۔ تو اس چیخ اور فریاد سے عاشقان الٰہی کے قلب کو فرحت کیوں حاصل ہوتی ۔ سمجھنے کی بات ہے ۔

ہر دم مرا بہ عیسی تان ست حاملہ   زان دمی چو مریم عذرا بر آورم

مرا میں را اضافی ہے ۔ جب را اضافی آتا ہے تو اکثر مضاف موخر۔ اور مضاف الیہ مقدم ہوتا ہے کبھی اس کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس مثل کے ہر دم مرا ۔ ای ہر دم من را

عیسی تان ۔ مراد مضامین تازہ عشقیہ اور رموز الٰہی جس سے وہ دل مردہ جن میں عشق الٰہی نہیں ہوتا۔ زندہ ہو جاتے ہیں ۔

زاں مردمی کی جگہ۔ زاں ہردمی پڑھو۔ اسی نسخہ سے معنے صحیح نکلتے ہیں۔ یا د مر کہ بہ معنی علی الخصوص ہے

مریم عذرا ۔ کنواری مریم ۔ کلام حضرت مریم اس وجہ سے کہا۔ کہ وہ اچھوتا ہے ۔ کسی نے اوست ہاتھ نہیں لگایا ۔

حکیم کہتا ہے کہ میرے دم کو صرف یہی نہ سمجھو۔ کہ وہ بت خانے کے چراغ کا گل کرنے والا عاشقوں کی روح کو قوت دینے والا ہے ۔ بلکہ میری ہر ہر سانس کو مریم عذرا سمجھو ۔ جب میں اسے نکالتا ہوں تو وہ ہر ایک عیسی تازہ سے حاملہ ہوتی ہے۔ یعنی اس میں مضامین عشقیہ اور رموز معرفت الٰہیہ ہوتے ہیں۔ جس سے کہ وہ جاہل جنکی معنویت مردہ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ عشق الٰہی نہیں رکھتے زندہ ہو جاتے ہیں۔

قابل نامی فرماتے ہیں۔ ایک نسخہ مردمی کا ہے۔ بیائے تعظیم یعنی ایک بزرگ آدمی۔ مراد وہی حضرت عیسیٰ۔ چونکہ میرا ہر سانس ایک نئے عیسیٰ کا حاملہ ہے۔ اس سے ہر ایک سانس سے ایک بزرگ آدمی یعنی وہی عیسیٰ سخن حضرت مریم کی طرح پیدا کرتا ہوں۔ اس صورت میں "زاں" کا اشارہ ہر دم اول کی طرف ہے ؛

بہرحال (آں) کا اشارہ دم کی طرف ہو یا نہ ہو۔ خاقانی کے لب تو مردہ نہیں ہوئے۔ کیونکہ اون سے کلام نکال رہا ہے۔ اور صبح کو ترک عشق تو نہیں ہوا۔ اس لئے کہ کلام عشقیہ نکال رہا ہے ؛

فاضل بلگرامی۔ میرا ہر نفس ایک نئے عیسیٰ کا حامل ہے اسی وجہ سے تو اچھوتا کلام رموز عشق سے پر میرے منہ سے نکلتا ہے ؛

آپ نے بھی ترک عشق و مراقبہ کا خیال ترک کر دیا ؛

جناب محشی کے معنی

جناب محشی کسی شرح سے حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ ہر ساعت۔ مرا عیسیٰ تازہ کہ کنایہ است از سخن مست (حمل) است ازاں جہت مانند مریم آن عیسیٰ تازہ را ہر می آرم ؛

دم بمعنی ساعت لیکر۔ حاملہ کے معنی (حمل) قائم کرنے پڑے۔ اگر حاملہ بمعنی حمل ہے تو محشی کی عبارت صحیح ہے ورنہ نہیں ؛

(۱۲)

زیں روی چوں کرامت مریم بہانہ جو ۔۔۔ از نخل خشک خوشۂ خرما برآورم

کرامت مریم حضرت مریم کو جب دردِ زہ عارض ہوا تو آپ ایک کھجور کے سوکھے درخت کے نیچے آئیں اور وہیں حضرت عیسیٰ کی ولادت ہوئی یہ سوکھا درخت آپ کی برکت سے ہرا بھرا ہو کر ثمردار ہو گیا۔

اس کو نخل مریم کہتے ہیں ؛

شارحین کی رائے سے اختلاف

نخل خشک سے ہر شارح نے (قلم) مراد لی ہے میں اسکو غلط نہیں کہتا مگر میرے نزدیک خود خاقانی کا قد مبارک ہے جو عشق کی تکالیف سے خشک دبلا

قابل و فاضل کی رائے سے اختلاف

خوشہ خرما مضامین معانی عشقیہ نہ کلام شیریں وسخن لطیف جس کو قابل نامی و فاضل بلگرامی نے اختیار کیا ہے ؛

حکیم کہتا ہے کہ گویں عشق آلہی کی تکالیف اور مراقبہ کی ریاضت سے نخل خشک کی طرح

ہوگیا ہوں، مگر چونکہ حضرت مریم کی طرح میرا ہر دم عیسیٰ تازہ جنتا ہے اس کی برکت سے مَیں
غم کے باغ میں اپنے درخت خشک سے خوشۂ خرما یعنی مضامین عشقیہ و رموز معرفت آمیزہ نکالتا
ہوں۔ تو جس طرح حضرت مریم کی برکت سے کھجور کا درخت ہرا ہوگیا تھا اور اس میں خرمے
آگئے تھے اسی طرح میں۔ جو خشک ہوگیا تھا۔ ہرا بھرا ہوکر مضامین عشقیہ نکالنے لگا ؛

دیگر شارحین نے یہ معنی لکھے کہ میرا قلم جو نخل خشک ہے۔ ہرا بھرا ہوگیا۔ اُس سے
کلام شیریں نکالتا ہوں۔ یعنی لکھتا ہوں ؛

بہرحال ناظرین کو اختیار ہے دونوں معنوں میں سے جو پسند فرمائیں ؛

(۳۱) **تردامناں کہ سر بگریباں فرو برند　سحر آورند و من ید بیضا بر آورم**

تردامن۔ گنہ گار۔ یہاں ان متصوفین سے مراد ہے۔ جو عشق الٰہی کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں اور ان میں فی نفسہٖ عشق نہیں ہوتا

جناب محشی۔ جناب نامی۔ جناب بلگرامی یہ سب کے سب تحریر فرماتے ہیں۔ شاعر گنہگار ہمعصر شعرا۔ بلکہ ایک محشی نے تو محض شاعر لکھا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے تردامن کا لفظ دیکھکر گنہگار کا اضافہ کر دیا ہے ان سب حضرات کو جو غلطی واقع ہوئی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اُنھوں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ خاقانی شعرا پر چوٹ کر رہا ہے اسوجہ سے کلام شیریں اور شاعر لکھ رہے ہیں۔

جناب محشی جناب نامی جناب بلگرامی کی رائے سے اختلاف ؛

غلطی کرنیکا سبب

سر بگریباں فرو بردن = غور و فکر کرنا۔ سوچنا۔

سحر = یہاں مدعیان عشق معرفت کے سخنان باطل سے مراد ہے

ید بیضا :- مراد ہے رموز عشقیہ سے۔

حکیم کہتا ہے یہ عشق و معرفت کے جھوٹے دعوے کرنے والے متصوف تردامن۔
جھوٹ موٹ جو سر بگریباں ہوتے ہیں گویا لوگوں کے دکھانے کے لئے کہ ہم بھی مراقب
ہوتے ہیں، معرفتِ ایزدی میں غور و خوض کرتے ہیں تو یہ جو کچھ لاتے ہیں وہ سحر ہوتا ہے۔
یعنی ان کا کلام بالکل باطل ہوتا ہے اس لئے کہ انھوں نے ابھی عشق کے باغ سے سر ہی نہیں
نکالا۔ تارکِ دنیا ہی نہیں ہوئے ؛

مگر ہیں۔ اور میں جو کچھ لاتا ہوں۔ وہ ید بیضا ہوتا ہے۔ یعنی میرا عشقیہ کلام معجزہ ہی معجزہ ہے۔ اس لیے کہ درحقیقت میں ترک دنیا کرکے باغ عشق حقیقی میں آگیا ہوں

قابل نامی "۔ اینکہ من موسیٰ طور کلامم و حریفان رگنہگار حریف شعرا) من ہیچو گروہ فرعون مردود اندو کلامم شان بیضا کلامم مثل سحر باطل ہیشود و فروغے نمی یابد"

قابل نامی کے تعجب انگیز معنے

فاضل بلگرامی "۔ میرے ہمعصر باطل پرست شعرا جب فکر سخن کرتے ہیں تو کلام باطل نکالتے ہیں۔ اور میں کلام معجز نظام نکالتا ہوں"

خاقانی کے ہمعصر شعرا کی بری گت

غنیمت ہے کہ آپ نے خاقانی کے ہمعصر شعرا کو "گروہ فرعون ہیو مردودین" سے شمار نہیں کیا۔ صرف (باطل پرست) ہی کہہ دیا۔ مگر نہیں۔ اگر غور کیا جائے تو استاد و شاگرد کا ایک ہی مطلب ہے

فاضل بلگرامی کا حیرت انگیز مطلب

میری عقل عاجز ہے کہ۔ شعر، شاعری، شعرا۔ کلام شیریں کا یہاں کیا محل ہے؟ اور کیوں ان بزرگوں کے خیال اس طرف مبذول ہوگئے کہ ہمعصر شعرا کی بری گت بن گئی کہ وہ امت فرعونی میں داخل ہوگئے۔ اس وجہ سے میں اس بحث ہی کو چھوڑتا ہوں کیونکہ میری روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ ناظرین با تمکین میرے معنی پر بھروسہ کریں وہ حتماً صحیح ہیں۔

(۱۴)

دل ز مغاک ظلمت خاکی فسردہ شد ♦ رخش تتاب خانہ بالا برآورم

مغاک = گڑھا

مغاک ظلمت خاکی = کرۂ ارض

رخت کسے برون بردن کسی کا سامان باہر لے جانا۔ کسی کو سفر کرانا

تاب خانہ۔ ایسے مکان کو کہتے ہیں جس میں بخاری اور تنور ہو۔

یہاں مراد فلک چہارم سے ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ قابل نامی نے جو عالم بالا عالم علوی مراد لی ہے۔ اس موقع پر غلط ہے۔

قابل نامی کی غلط تاویل

حکیم کہتا ہے کہ جس وقت سے میں عالم عشق میں آیا۔ اس وقت سے میرا دل اس کرۂ ارض اور اسکی مادی اشیاء سے بالکل افسردہ ہوگیا۔ اس لیے کہ جس چیز کو دیکھو وہ فانی۔ جس شے کو دیکھو مادی۔ اندریں صورت ان سے مجھے کیا نفع حاصل ہوسکتا ہے لہذا اب میں یہ

ارادہ کرتا ہوں کہ اپنے افسردہ دل کو فلک چہارم پہ لے جاؤں، وہاں تنور بھی ہے۔ اور اسکی پکی ہوئی سفید سفید روٹی بھی شاید اس سے مجھے نفع حاصل ہو۔

قابل نامی کے معنی غلط ہیں

قابل نامی - چونکہ دل مرا از تعلقات اہل دنیا پژمردگی۔ و حرارت عشق آلہی را از باد ہوائے ہوس افسردگی رسیدہ است۔ می خواہم ترک اینہا کردہ رو بہ عالم بالا آرم۔ تا ایں افسردگی رفع شود ۞

عالم بالا پر نہیں۔ بلکہ دل کو۔ صرف تنور والے مکان۔ یعنی فلک چہارم پر لیجانا چاہتا ہے ممکن ہے کہ کسی کی دل میں یہ خطور ہو کہ اگر عالم بالا کہدیا تو اس میں کیا نقصان واقع ہوا۔ بات یہ ہے کہ خاقانی نے (تاب خانہ) کہا ہے۔ اور اس کے معنی تنور والے مکان کے ہیں۔ دل کو اس تنور والے مکان پر اس بنا پر لئے جاتا ہے کہ اس کی روٹی سے نفع اُٹھائے چنانچہ ذیل کے دو تین شعر اسی باب میں ہیں۔ عالم بالا کہنے سے یہ خاص ثابت نہیں ہوتا ۞

فاضل بلگرامی کی عجیب و غریب غلطی

فاضل بلگرامی - کرۂ ارض میں میرا دل کمہلا کے رہ گیا ہے۔ اس لئے اب میں اسکو فلک چہارم پر پہنچاؤں گا۔ تاکہ فیض آفتاب معرفت سے اس میں جوش پیدا ہو جائے۔ بھلا کوئی یہ بتائے کہ آفتاب معرفت ایزدی کی فلک چہارم پر کیا خصوصیت ہے۔ اسکی معرفت کا آفتاب ہر مقام، بلکہ ہر ذرہ سے طالع ہے

آفتاب معرفت ہر ذرہ سے طالع ہے

ہر ورقے دفترے ست معرفتِ کردگار

اصل یہ ہے کہ دونوں بزرگوں نے ذیل کے شعر پر نظر غائر نہیں ڈالی۔ ورنہ اس قسم کے اغلاط نہیں ہوتے۔ خاقانی تنور والے مکان (یعنی آسمان چہارم) میں جانا چاہتا ہے اور اسی مادی آفتاب کو روٹی قرار دیکر اس سے نفع اُٹھانے کا خیال قائم کرتا ہے پھر اپنے اس خیال کی تردید کر کے عالم بالا کی طرف متوجہ ہونے کا ارادہ کرتا ہے ۞

(۱۵) **رُستی خورم بخوانچہ زرین آسمان ۞ وآوازِ صلا بہ مسیحا بر آورم**

رُستی - روٹی۔ یہاں آفتاب مطلوب ہے ۞ جو مثل روٹی کے ہے ۞

خوانچہ زرین آسمان - کی اضافت تشبیہی یا بیانی ہے۔ آسمان کو خوانچہ اس وجہ سے کہا

جناب محشی اور فاضلین کی غلطی

کہ اس میں آفتاب کی روٹی موجود ہے جناب محشی
جناب نامی جناب بلگرامی نے عجیب و غریب غلطی کی
ہے لکھتے ہیں۔ خوانچہ زریں آسمان سے مراد
آفتاب ہے اور فاضل بلگرامی نے دوسری
غلطی یہ کی کہ کنایہ فلک البروج سے لیا ۔

صلا - وہ آواز جو کھانا کھلانے کے لئے
دی جائے ۔
مسیحا حضرت عیسیٰ کا لقب ہے قرآن مجید میں مسیح آیا ہے۔
الف اسمیہ یا دہ ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ مشیحا کا معرب ہے
سریانی زبان میں اس لفظ کے معنی "مبارک" کے ہیں۔

فاضل بلگرامی کی دوسری غلطی

حکیم کہتا ہے کہ میں دل کو تنور والے مکان (آسمان چہارم) میں اس سبب سے لئے جاتا
جاتا ہوں کہ وہاں آسمان کے زریں خوانچہ پر ایک بڑی سفید سفید روٹی "خوب سکی ہوئی موجود ہے
میں اس کو کھاؤں گا۔ اور چونکہ وہ بہت بڑی ہے اس لئے بطور ایثار حضرت عیسیٰ کو بھی بلاؤنگا
کہ آؤ تم بھی کھالو ۔

جناب محشی کا مضحکہ حاشیہ

جناب محشی اس شعر پر کسی شرح سے حاشیہ چڑھاتے ہیں جو سخت مضحکہ انگیز ہے ۔
زرستی - نان - حلوا - احتراز قلیبہ - رستی خورم - کنایہ از سخن انجانی بگویم - اما ہیچ سخن نگویم کہ عیسیٰ
کہ فصیح گویست ازیں استفادہ بگیرد۔ "ش" اے ایں ہر دو بیت را تقاضائے تمامی ہم سنت

قابل نامی کے عجیب و غریب معنی

قابل نامی نے عجیب و غریب ذہانت صرف کی ہے خوانچہ زریں - آفتاب - زرست
نان و حلوا - کنایہ از غذائے روحانی - و کلام لاثانی ۔
اینکہ من ترک دنیا کردم از عالم بالا چناں فیض ربانی - و کلام لاثانی می یابم کہ حضرت عیسیٰ
را کہ در مہد گویا شدہ بود جہت حصول لذت و استماع کلام خود می طلبم ۔

جناب فاضل بلگرامی عجیب و غریب مطلب

فاضل بلگرامی کی بھی شرح ملاحظہ فرمالیجئے ۔ فلک چہارم - یا فلک ہشتم پر نان
فیض روحانی کھاؤں گا ۔ اور حضرت عیسیٰ کو بھی اس نان فیض کے کھانے کے لئے بلاؤں گا ۔
اگر فلک چہارم پر فیض آفتاب معرفت حاصل کرنے جاتا ہے۔ یا فلک ہشتم یا چہارم
پر فیض روحانی - کلام لاثانی - غذائے روحانی پانے کے لئے جاتا ہے
تو خاقانی یہ کیا کہہ رہا ہے ؎

نے نے من از ہراس فلک درگذشتہ ام ۔۔۔ سرزاں سوئے فلک بہ تماشا برآورم
چوں در تنور شرق پزد نان گرم چرخ ۔۔۔ آواز روزہ برہمہ اعضا برآورم

آب سیہ زنان سفید فلک بہ است — زرین نان وہاں آب تب ابر آورم

میں اوپر عرض کر آیا ہوں کہ جب بنیاد کج ہو جاتی ہے تو ثریا تک دیوار ٹیڑھی ہی بنتی ہے
میں ان شرحوں کے سقم ان کے اغلاط کہاں تک دکھاؤں گا۔ ناظرین کی طبیعت اکتا جائیگی۔
مختصر یہ ہے کہ یہ معانی خاقانی کے اشعار سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے

خاقانی کرۂ ارض کی مادی چیزوں کو فانی سمجھکر اپنا خیال آسمان کی طرف لیجاتا ہے اُسے
زرین خوانچہ پر سفید روٹی نظر آتی ہے رائے قائم کرتا ہے کہ لاؤ اس کو استعمال کروں شاید اس سے
نفع ہو۔ غور کے بعد اسے یہ روٹی بھی مادی فانی نظر آتی ہے۔ اس لئے اب وہ پختہ رائے قائم
کرتا ہے کہ ان افلاک سے کوئی واسطہ نہ رکھنا چاہئے۔ بلکہ لامکان سے سر نکالنا چاہئے اس لئے
کہ وہاں سے جو فیض ملے گا وہ فانی نہو گا۔ اس بنا پر وہ آفتاب آسمان سے تبرا کرتا ہے اور تمام
اعضا کو حکم دیتا ہے کہ خبردار اس (روٹی) (آفتاب) کو نہ کھانا اگر فیض ربانی۔ و کلام لاثانی۔
آفتاب معرفت ہوتا۔ تو تبرا کیوں کرتا ؛

(۱۶) **نی نی من از خراس فلک درگذشتم ؛ سرازسپہر فلک بہ تماشا برآورم**

حکیم نے اوپر کہا تھا کہ میں دل کو فلک چہارم پر لیجا کر دسترخوان کی روٹی سے نفع اٹھاؤں گا۔
مگر غور کے بعد وہ محسوس کرتا ہے کہ یہ بھی مادی اور فانی ہے۔ اس سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ نہ اٹھا ئیں
کہ میں نے جو کچھ اوپر رائے قائم کی تھی وہ غلط تھی۔ میں تو عشق میں آگیا ہوں تو نتیجہ کہ میں افلاک
سے نکل چکا ہوں (کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں عالم عشق پر آگیا ہوں [illegible] کو ترک کر دیا) اسے تو میں
فلک کے اس طرف (یعنی لامکاں سے حسن ازلی کے دیدار کے لئے) سر نکالوں گا اور وصل معشوق
حقیقی حاصل کروں گا؛

قابل نامی نے اس شعر کے نہایت ہی پُر لطف معنی لکھے ہیں ؛

قابل نامی کا پُر لطف مطلب

ابر ساست من ترک تعلقات دنیا نمودہ از عالم بالا تماشائے نیرنگی آن میکنم کہ گرفتاراں خود را
ہیچو دانہ چگونہ می ساید۔ و چساں پارہ پارہ می کند ؛

ملاحظہ فرمائیے کہ اس مطلب کو شعر سے کوئی بھی علاقہ ہے ؟ من چہ میگویم و طنبور من چہ میسراید

کہاں کلام لاثانی فیض ربانی۔ غذائے روحانی حاصل کر رہا تھا اور کہاں خاقانی عالم بالا میں پہنچکر نیچے جھانک کر دیکھ رہا ہے کہ یہ زمین و آسمان کس طرح چکی گھمر گھمر کرکے اپنے گرفتاروں کو گیہوں کی طرح پیس کر آٹا کئے ڈالتے ہیں۔

فاضل بلگرامی نے کچھ سوچ کر ترجمہ نہیں کیا اس لئے آپ کے معنی صحیح ہوگئے۔ نہیں نہیں یہ میں نے کیا کہا میں تو آسمان کی بڑی چکی سے متنجاوز ہو چکا ہوں اس لئے افلاک کے اس پار تماشائے عالم الٰہوتی کے لئے سر بلند کروں گا۔

چون تنور شرق دُر نان گرم چیخ آواز روزہ بر ہمہ اعضا بروم (۱۷)

تنور شرق میں اضافت تشبیہی ہے۔ جسے بیانی بھی کہتے ہیں۔ مشرق آفتاب [illegible]
نان گرم سے مراد آفتاب ہے۔
قابل نامی نے ایک عجیب غلطی کی کہ [illegible] تحریر کرتے ہیں۔ نان گرم چیخ۔ آفتاب ہے

چیخ کو نان گرم کا مضاف الیہ قرار دیدیا۔ حالانکہ وہ پز [illegible] کا فاعل ہے
روشن نول کشوری نسخہ اور انہی سب انوار المطالب میں لکھا ہوا ہے اسکو روزہ بنا لیجئے۔

حکیم کہتا ہے کہ یہ جو میں نے خیال کیا تھا کہ دل کو تابخانہ بالا یعنی آسمان چہارم پہ لیجاؤنگا اور وہاں کی روشنی (آفتاب) سے فائدہ اٹھاؤنگا۔ یہ میری غلطی تھی۔ اس لئے کہ میں تو خود اس فلک سے گزر کر عالم لامکان میں آگیا۔ اب کیا میں مادی فانی چیز کی طرف رغبت کروں گا۔ بلکہ یہ آسمان جس وقت کہ مشرق کے تنور میں گرم گرم روٹی (آفتاب) پکائے گا تو میں تمام اعضا سے پکار پکار کر کہدونگا۔ کہ یاں سب کے سب روزہ رکھے ہو۔ خبردار اسے نہ کھانا کیونکہ یہ بھی مادی ہے۔ فانی ہے۔ اب ناظرین غور فرمائیں کہ یہ آفتاب آفتاب معرفت فیض روحانی۔ کلام لاثانی ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔

قابل نامی۔ این است کہ من از آغاز روز جملہ اعضا را از گناہ برترک منہیات تاکید کردہ ام و تمام روز از آلودگی گناہ باز میدارم۔ چراکہ فضیلت روزہ ہمین است۔ کہ ہمہ اعضا را از گناہ باز داشتہ شود۔

فاضل بلگرامی۔ جب آفتاب افق مشرقی پر آتا ہے تو میں تمام اعضا۔ کو روزہ رکھنے
کی آواز دیتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک کف شکم کا نام روزہ نہیں بلکہ تمام اعضا کو ممنوعات
شرعیہ عقلیہ سے روکنا اور کف نفس کرنے کا نام روزہ ہے ؎

جناب محشی کا حاشیہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے "چوں آفتاب برآید پس ما ترک سخن کنم۔
یا نیت صوم" اور دوسرے مصرعہ پر لکھا ہے۔ مراد روزہ صریح۔ یا روزہ سخن۔ ای قطع شعر۔

(۱۸) **آبستنم کہ چوں رسدم بوی نان گرم ؎ از سینہ باد سرد تمنا برآورم**

آبستن۔ حاملہ۔ حاملہ عورت کی قوت شہوی میں ردائت پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی مٹی۔ کبھی کوئلہ۔ کبھی کچھ کھانے لگتی ہے ؎ بعض چیزوں سے اسکو نفرت اور بعض سے رغبت پیدا ہوتی ہے سوندھی سوندھی روٹی سے رغبت پیدا ہوتی ہے خاقانی نے خود کو حاملہ کہا ہے یہ اُس کا حمل خیالات عشقیہ سے یا خیالات دنیویہ سے قرار دیا جا سکتا ہے ؎

نان گرم سے مراد وہی "آفتاب" ہے

باد سرد و تمنا میں اضافت ادنیٰ بہ ملابست ہے یعنی وہ ٹھنڈی سانسیں جو کسی چیز کی تمنا میں نکالی جائیں ؎

حکیم کہتا ہے۔ گو میں اس سفید روٹی کو استعمال نہیں کرونگا۔ بلکہ میں نے تو یہاں تک
انتظام کر دیا ہے کہ میرے اعضا بھی نہ استعمال کریں۔ اور روزہ رکھیں مگر پھر بھی اس مادی
عالم کی رغبت کچھ ایسی ہے کہ جس وقت اس گرم گرم روٹی کی خوشبو میرے مشام میں پہونچتی ہے۔
تو اس کی خواہش میں میرے سینے سے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں نکلتی ہیں۔ کیونکہ میں ابھی دنیوی
خیالات سے حاملہ ہوں ؎

دوسرے معنی

مگر میرے نزدیک یوں معنی کیے جائیں تو بہتر ہیں۔ کہ میں تو عالم لامکان میں آگیا۔ اور خیالات
عشقیہ سے حاملہ ہوگیا۔ اب اگر میرے مشام میں اس گرم روٹی کی خوشبو پہونچے گی۔ اور مجھے اسکی
کچھ تمنا ہوگی۔ تو میں سرے سے اس باد سرد تمنا ہی کو سینہ سے باہر نکال پھینکوں گا۔ ذرا سی بھی
خواہش باقی نہ رکھوں گا۔

قابل نامی۔ نان گرم مراد آفتاب۔ نسبت آنی۔ بوی نان گرم۔ آفتاب کی کرنیں۔

اینکہ پس از برآمدن آفتاب اگرچہ مراحضروریات دنیوی پیش می آیند۔ لیکن چونکہ من بہ فیض آلہی روح القدس از انوار واسرار معرفت حاملہ ام زیں رو بخواہشات دنیوی رو نمی آرم۔ چراکہ حاملہ را خوردن نان گرم نقصان میرساند۔ وحملش ساقط می گرداند۔

فاضل بلگرامی۔ آفتاب کو جو اعظم آیات آلہی میں سے ہے بڑی چیز سمجھکر اس کے حصول کی خواہش کرتا ہوں +

جناب محشی۔ بوے نان گرم۔ عبارت از سخن روح محبوب حقیقی یا از محبت۔ شن

(۱۹) **آبِ سیہ زِ نانِ سفید فلک بہ است ❊ زیں نان دہاں بآب تبرا بر آورم**

آب سیہ ایسی انگوری شراب کو کہتے ہیں۔ جو نہایت سُرخ اور کہنہ ہو +

نان سفید فلک - وہی آفتاب جسے کوئی آفتاب معرفت۔ کوئی محبت آلہی۔ فیض ربانی۔ کلام لاثانی سمجھتا ہے +

دہاں - برآورم کا مفعول ہے

زیں نان وہی آفتاب

تبرا - بیزاری

حکیم کہتا ہے کہ وہ کالا پانی۔ یعنی آلہی عشق کی شراب جسے میں پی چکا ہوں اس آسمان کی گرم اور سفید روٹی سے کہیں بہتر ہے۔ اس لئے جو میں نے پہلے خیال قائم کیا تہا کہ دل کو تنور والے مکان (آسمان چہارم) پر لے جاؤں۔ اور آسمان کے خوانچہ زریں کی دُرستی نان سے فائدہ اُٹھاؤں بالکل غلط تہا۔ کیونکہ یہ روٹی (آفتاب) بھی فانی اور مادی ہے +

لہذا میں اس نان سفید سے تبرا کرتا ہوں اور اپنے منہ کو بیزاری کے پانی سے دہوتا ہوں +

محترم ناظرین شعر نمبر (۱۴) سے لیکر یہاں تک کا ربط ملاحظہ فرمائیں۔ اور فیصلہ کریں کہ خاقانی نے ترک عشق و مراقبہ کہا ہے۔ یا عالم عشق میں آیا ہے۔ علاوہ بریں۔ یہ آفتاب آفتاب آسمانی ہے۔ یا آفتاب معرفت۔ فیض ربانی۔ کلام لاثانی۔ محبتِ آلہی وغیرہ۔ اگر ایسا ہوتا تو خاقانی تبرا کیوں کرتا +

جناب محشی اور ان کی متابعت میں قابل ناصی نے جو اس شعر کے عجیب معنی تحریر کئے ہیں جو حد کفر تک پہونچتے ہیں مجھے لکھنا تو نہ چاہئے۔ مگر "نقل کفر کفر نہ باشد" کی بنا پر مختصراً لکھے دیتا ہوں ؛

جناب محشی - آب سپید آب طوفان عشق۔ ناں آبی پاں اسپید اس ترکیبی۔ قضا و قدر وہ فرشتے جو دانے پانی کے موکل ہیں۔ آب طوفان عشق نان سفید فلک سے بہتر ہے۔ اندریں صورت میں ان روٹی دینے والے (قضا و قدر) یا فرشتوں پر .... کرتا ہوں ؛

جناب ناصی "میرا فقر و فاقہ۔ یا شربت محبت یا طوفان الفت۔ آسمان کی سفید روٹی سے بہتر ہے میں ان روٹی دینے والوں (فرشتوں) سے آب فقر کے سبب تبرا ......"

میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ غفور الرحیم ان دونوں بزرگوں کی اس غلطی کو معاف فرمائے ؛

فاضل بلگرامی نے اس موقعہ پر خاموشی کی۔ نہ ان کی پیروی کی نہ اُن کی عبارت کا ترجمہ۔ بلکہ اعتراض کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ "اگر (نان دہانیاں) کو اسم فاعل ترکیبی مان کر افلاک میکائیل قضا و قدر۔ امراء دنیوی مراد لیتے ہیں تو مفعول کوئی نہیں رہتا ؛

بہرحال آپ نے معانی صحیح لکھے ہیں۔ کاش محشی "نان دہاں" کو افلاک ٹھہرا کر معنی لکھتے تو مطلب اچھا ہوتا۔ اور ذیل کے شعر سے جہاں مفعول کے لئے انہوں نے یہ ترکیب کی تھی کہ (خود را) اپنی عبارت میں لکھ دیا تھا ؛

آبائی علوی اندھرا خصم چوں خلیل **بانگ ابا زنسبت آبا بر آورم** (۲۰) دوسرے معنی

آبائے علوی ؛ سبعہ سیارہ افلاک ؛ کرتے تھے۔ اسی طرح یہ آبائے علوی مجھے مادہ پرستی کی طرف مائل کرتے ہیں لہذا یہ میرے دشمن ہیں۔

خصم چوں خلیل کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح حضرت خلیل اللہ کے باپ چچا آپ کے دشمن تھے اس لئے کہ وہ بت پرستی پر مجبور

اِبا - بانکسر - انکار

آبا - یہی آبائے علوی۔

شارحین کی زد میں قضا و قدر فرشتے

حکیم کہتا ہے کہ میں کرۂ ارض سے افسردہ ہوکر اپنے خیال کو افلاک کی طرف لے گیا تھا کہ وہاں کی سفید روٹی سے نفع اُٹھاؤں۔ مگر چونکہ وہ مادی نکلی، اس لئے میں ان آبائی علوی سے نہایت زور سے انکار کرتا ہوں ؛

یہ تو میرے اس طرح کے دشمن نکلے جس طرح حضرت ابراہیم کے دشمن ان کے باپ تھے۔ جس طرح وہ خلیل کو بت پرستی پر مجبور کرتے تھے۔ اسی طرح یہ مجھے مادہ پرستی کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو یہ کیوں روزانہ گرما گرم روٹی پکاکر خوانچہ زرین پر رکھا کرتے ہیں ؛

درحقیقت یہ بت راہ عشق حقیقی و سنگ کوچہ تقرب [illegible] ہیں۔ لہذا ان سے انکار ضروری ہے ؛

ان اشعار کا اصل

شعر کا مطلب لکھنے کے بعد اب میں تم کو اُن اشعار کا اصل مغز بتاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ حضرت خلیل اللہ نے ہوش سنبھالتے ہی سورج۔ چاند وغیرہ کو دیکھا۔ اور دیکھتے ہی کہا۔ "ھٰذا ربی"۔ ھٰذا ربی" یہ میرا رب ہے۔ یہ میرا رب ہے۔ جب یہ غروب ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ "لا احب الافلین"۔ میں ان ڈوبنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ؛

خاقانی کا باپ بڑھئی تھا۔ اس لئے وہ خود کو خلیل اللہ قرار دیتے ہوئے۔ آسمان کیطرف نظر دوڑاتا ہے۔ اور "آفتاب" کو بہت بڑا۔ اور روشن دیکھکر یہ رائے قائم کرتا ہے کہ مجھے ان سے روحانی نفع حاصل ہوگا۔ پھر غور کے بعد کرۂ ارض کی چیزوں کی طرح ان کو بھی مادی فانی سمجھتا ہے۔ لہذا حضرت ابراھیم کی طرح وہ ان سبعہ سیارے سے انکار و تبرا کرتا ہے۔ شارحین اور جناب نامی۔ اور جناب شاداں بلگرامی خاقانی کے اس مطلب پر نہیں پہنچے۔ کہیں پر آفتاب معرفت۔ کہیں فیض ربانی۔ کلام لاثانی وغیرہ مراد لی۔ اور کہاں سے کہاں چلے گئے۔ یہاں تک کہ قضا و قدر کو نشانہ تیر تبرا بنالیا ؛

(۲۱) از خاصگان کر است دم سر مہر عشق ٭ ہر جا کہ محرمی است دم آنجا برآورم

دم - سانس - کلام عشقیہ مراد ہے ؛
خاصگان عاشقان آلہی ؛
محرم - رازدار

دم برآوردن - سانس باہر نکالنا ؛
یہاں بھی دم سے مراد کلام ہے ؛

سبعہ سیارہ کے ترک ونبرا کے بعد - اب پھر اصل مقصد کی طرف آتا ہے - نمبر ۱۳ والے شعر میں کہا تھا - کہ ان کا دامن متصوف کا کلام سحر ہوتا ہے - اور میرا ید بیضا - اسی سے اس شعر کو ربط ہے -

حکیم کہتا ہے - کیوں نہ ہو - اس لیئے کہ میرا کلام خاصان خدا کے کلام سے ہوتا ہے ؛ جس پر عشق کی مہر لگی ہوتی ہے - میں ان عشقیہ رموز کو نا اہلوں - دنیا داروں کے سامنے نہیں بیان کرتا ہوں - البتہ جہاں کہیں محرم راز آگہی ہوتے ہیں وہاں ظاہر کرتا ہوں ؛

فاضل بلگرامی نے اس شعر کو " قندیل دیر چرخ " کے نیچے قرار دیا ہے ؛ میرے نزدیک یہیں ہونا چاہیئے - جہاں اب ہے ؛

فاضل بلگرامی سے اختلاف رائے

(۴۲) درکوی حیرتی کہ ہمہ عین آگہیست ؛ ناداں نمایم و دم دانا برآورم

حیرت کی دو قسمیں ہیں ایک مذمومہ دوسری محمودہ - مذمومہ کا بیان ناصری میں دیکھو یہ ایک روحانی مرض ہے اور اسکا علاج بھی اسمیں درج ہے - محمودہ - وہ ہے کہ جو انسان کو خدا کی ذات و صفات میں غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے ؛ آنحضرت ؐ نے فرمایا - " اللھم زدنی حیرۃ فیک " یہ حیرت عین معرفت و آگہی ہے - اور اسی کی زیادتی کی خواہش کی گئی ہے ؛

حکیم کہتا ہے میں عشق و معرفت کے باغ میں تو آہی گیا ہوں - اب میں خدا کی ذات و صفات اور اس کے مصنوعات میں غور و خوض کرتا ہوا " حیرت محمودہ " کے راستہ میں قدم رکھوں گا - یعنی ذات وصفات ایزدی میں غور کرنے سے ان کی حقیقت و کنہ پر پہنچوں گا تو نہیں میرے اوپر حیرت طاری ہوگی - اور یہی عین معرفت و آگہی ہوگی - اس حیرت کی گلی میں میں خود کو ناداں ظاہر کروں گا - اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ناداں ہی رہوں گا - مگر دمِ دانا نکالوں گا اس لیئے کہ میرا کلام معرفت سے پر ہوگا -

دوسرے

دل من باغبان عشق و حیرانی گلستانش

(۲۳) چون نائی اگر گرفته دہان دارم جہاں * این دم ز راہ چشم ہمانا برآورم

گرفتہ دہاں: وہ شخص جس کا منہ بند ہو۔
دارم۔ کا میم مفعول ہے
جہاں ؛ سے مراد اہل جہان۔ اور اہل جہاں سے
مقصود یا تو دنیا دار ہیں۔ اور یا علمائے ظاہر پرست
کہ جو عشق الٰہی کے مانع آتے ہیں :: اور یا خود زمانہ

ایندم سے وہی دم دانا مراد ہے جو کہ رموز معرفت سے پر ہے۔
دم از راہ چشم برآوردن کا مطلب یہ ہے۔ کہ
جسطرح بانسری کے سوراخوں سے اسکی پھونک یعنی
نغمہ نکلتا ہے اسیطرح میں اپنی آنکھ سے دم نکالونگا۔
جناب محشی کہتے ہیں آنکھ سے ایما و اشارہ کرنا

حکیم کہتا ہے کہ اگر یہ زمانہ یا دنیا دار۔ یا علمائے ظاہر پرست مجھے عشق و عاشقی کے اظہار سے مانع آتے ہیں۔ اور مجھ کو نئی کے گرفتہ دہاں رکھتے ہیں۔ یعنی میں اون لوگوں کی وجہ سے کھلے الفاظ میں نہ تو اظہار عشق کر سکتا ہوں۔ اور نہ رموز عشق بیان کر سکتا ہوں تو خیر میں خاموش ہو گیا۔ مگر اس دم کو میں نے کے سوراخوں کی طرح آنکھوں سے نکالونگا یعنی اظہار عشق رو رو کر کروں گا

جناب نامی فرماتے ہیں۔ "جب تک آنکھوں میں دم رہے گا۔ راز معرفت بیان کرنا نہیں چھوڑوں گا"

جناب محشی کہتے ہیں۔ "آنکھوں کے اشارے سے ادا کروں گا"

جناب فاضل بلگرامی۔ "یہ رموز بالضرور میری آنکھوں سے نکلیں گے"

میں نے ہر شارح کا مطلب لکھدیا ہے۔ ناظرین جسے پسند فرمائیں ؛

(۲۴) ور ساق من چو چنگ ببندد بصد رسن * ہم سر بساق عرش معلٰی برآورم

(پنڈلی) (پایہ)

اگر یہ زمانہ یا دنیا والے میری پنڈلیوں کو ایک چھوڑ۔ دس رسیوں ہی سے کیوں نہ جکڑ بند کر دیں اور کتنے ہی حارج و مانع کیوں نہ آجائیں۔ مگر چونکہ میں عشق الٰہی کے باغ میں آچکا ہوں اب میں ضرور عرش الٰہی کے پایہ سے سر نکالوں گا۔ اور قرب الٰہی اور فنافی اللہ کے مرتبہ پر پہنچونگا

اب تعلقاتِ دنیوی اور زمانہ کی رکاوٹیں مجھے روک نہیں سکتیں۔

(۲۵) **با روزگار ساختہ رنگم بوئی آنکہ امروز کارِ دولتِ فردا برآورم**

اور یہ جو تم مجھے دنیا کے ساتھہ کچھہ موافقت کرتے ہوئے دیکھہ رہے ہو۔ اس سے یہ خیال قائم نہ کرنا کہ میں دنیا میں منہمک ہوں یہ ساختہ رنگی صرف اس وجہ سے ہے کہ میں اسی زمانہ میں اپنی آخرت کا سامان درست کرلوں۔ اور توشۂ عقبیٰ مہیا۔ اس لیئے کہ حدیث میں آیا ہے۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔

(۲۶) **جامِ بلور در خمِ روئیں بدستم است ۔ دست از دہانِ خم بہ مدارا برآورم**

جامِ بلور۔ کنایہ از آفتاب۔
خمِ روئیں۔ کنایہ از آسمان۔
بدستم است۔ میرے قبضہ میں ہے تصرف میں ہے۔
خم۔ وہی خم روئیں۔
بمدارا۔ بہ صلح وآشتی و رفق و نرمی

بے شک یہ جام بلوریں (آفتاب) کہ جو خم روئیں میں ہے میرے قبضہ و تصرف میں ہے۔ یعنی اس کی پیدا کی ہوئی چیزیں میرے استعمال میں آتی ہیں۔ اور میری روح کا میلان اُن کی طرف ہوتا ہے۔ اس لیئے میں نے اسی آفتاب کے متعلق کہا ہے کہ میں اس کو ترک کروں گا۔ مگر بہ رفق و نرمی۔ لہٰذا میں اس خم کے منہ سے ہاتھہ صلح اور مدارا کے ساتھہ اٹھاؤں گا۔ یعنی ترک دنیا بہ تدریج و بہ نرمی کروں گا۔

اس قصیدے میں یہ شعر معرکۃ الآرا ہوگیا ہے اور ہر شارح نے عجیب عجیب معانی بیان کئے ہیں۔ میں ان سب کو مختصراً ذیل میں لکھوں گا۔ ناظرین کو یاد ہے کہ نمبر (۱۹) کے شعر میں خاقانی کہہ آیا ہے کہ میں اس ردئی سے تبرا کرتا ہوں (یعنی آفتاب سے) اب وہ یہ کہہ رہا ہے کہ آفتاب جو آسمان میں ہے اس کو میں ترک تو کروں گا۔ مگر بہ رفق و نرمی ایک دم سے شراب ترک کر دینا مضر ہے۔

مگر ملاحظہ فرمایئے کہ شارحین کیا فرماتے ہیں۔

جناب محشی ؛ "جام بلوریں" کنایہ از وجود" پھر لکھتے ہیں "کنایہ از آفتاب"۔
اس کے بعد جو لکھا ہے وہ جناب نامی کے مطلب میں آجائے گا۔

جناب نامی: "جام بلور" کنایہ از دل۔ مقصود مدعا۔ "خم روئیں" مراد از آسمان۔
یا سنگدل اہل زمانہ۔

مطلب۔ ایں کہ دل صاف مرا باسنگدل آسمان یا اہل زمانہ کار افتادہ۔ پس من با ایشاں
با مدارا بسر می برم۔ و بہ نرمی عرض مدعائے کنم تا دل مرا از ایشاں خوف وضرر نماند چنانکہ
جام بلور از خم روئیں۔

جناب شاداں بلگرامی نے اسی معنے کو پسند کرکے تھوڑے تغیر کے ساتھ ترجمہ
کردیا ہے۔ لہٰذا اس کو نہیں لکھتا۔

جناب نامی کا عجیب مطلب اور عجیب فائدہ

جناب نامی ایک اور مطلب لکھتے ہیں۔ اس میں محشی کا کچھ حاشیہ مخلوط ہے
"جام بلوریں" آفتاب "خم روئیں" آسمان۔ ایں ست کہ من بہ تاثیر آفتاب اگرچہ سخنور
کامل ہستم۔ لیکن حصول کلام ازاں بہ مدارات مے کنم۔ یعنی کلام آسمانی را بہ لغو گوئی صرف
نے کنم بلکہ بغیر شریعت شریف و مضامین تصوف چیزے نمی گویم؛

(فائدہ) جب کسی بچے کی ولادت کے وقت آفتاب کی تاثیر مشتری یا زحل کے مقابل
ہوتی ہے تو وہ بچہ فاضل و شاعر ہوجاتا ہے۔ اس لئے آفتاب کا تعلق شعراء کے ساتھ بیان
کیا جاتا ہے +

بھلا اس مطلب کو شعر سے کچھ تعلق ہے۔ وہ کیا کہتا ہے۔ اور جناب شارح کیا سمجھتے ہیں۔

(۲۷) (ہا) زائد ہے شارحین کی غلطی

تا چند بہر صیقلے زنگ چہرہ ہا * خود را بہ رنگ آئینہ رعنا برآورم

چہرہ ہا۔ یہ (ہا) زائد نہ جمع کا۔ میں کہیں اوپر بھی کہہ آیا ہوں کہ۔ خاقانی اکثر زائد لایا ہے؛

خاقانی کو یہاں اپنا چہرہ مقصود ہے نہ دوسروں کا۔ مگر شارحین نے اس (ہا) کو جمع قرار دیا۔
رعنا۔ خویشتن آرا۔ زیبا۔ خوشنما۔

حکیم کہتا ہے کہ میں دنیا کو تدریجاً ترک کردوں گا۔ اور برخلاف نرمی خم کے منہ سے ہاتھ اٹھا دونگا

مگر اس کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ میں اس کام کو تعویق میں ڈال دوں
لہذا میں کب تک اپنے چہرے کے زنگ دور کرنے کے لئے خود کو آئینہ کی طرح خوشنما
بنا تا رہوں گا۔ اور خود آرائی میں پڑا رہوں گا۔ یعنی تزئین کرکے اپنے چہرے کی خوشنمائی
دکھاتا رہوں گا ÷

شعر کا مطلب کس قدر صاف ہے۔ مگر شارحین کی دقت نظری قابل ملاحظہ ناظرین ہے۔

جناب قابل نامی این است کہ این تعلیم ظاہری را کہ جہت ازالہ عیب دیگراں است
کہ ہمچو علمائے ظاہرے کنم وخود را مثل آئینہ صاف نمائم بگذارم ÷

فاضل بلگرامی ۔ کب تک دوسروں کے چہروں کے زنگ دور کرنے کے لئے (جس
طرح آئینہ کو دیکھ کر لوگ داغ دھبے دور کرتے ہیں) اپنے آپ کو مثل علمائے ظاہر آئینہ کی طرح
زیبا و خود آرا بناتا رہوں ÷

شعر کے کن الفاظ سے تعلیم ظاہری ٹپک رہی ہے؟ علمائے ظاہر کہاں سے آگئے۔
میری عقل عاجز ہے کہ یہ معنی کیونکر پیدا کرتے جاتے ہیں۔ کچھ بھی اوپر کے اشعار اور نیچے کے
اشعار سے ربط ہے۔ اول تو ہا جمع کا قرار دیا۔ (حالانکہ نیچے کے دونوں شعروں پر نظر ڈالتے
تو صاف معلوم ہوتا کہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ اپنی ذات کے لئے ہے) اس وجہ سے دوسرں کے
چہرے قرار دئیے۔ پھر تعلیم ظاہری۔ اور علمائے ظاہر کا اضافہ کرنا پڑا۔
غرضکہ شعر کے مفہوم سے کوسوں دور جا پڑے۔

(۲۸) **تا کی چو لوح نشرہ اطفال خویشتن + در زرد و سرخ حلۂ زیبا برآورم**

لوح نشرۂ اطفال ۔ بسم اللہ کے وقت بچوں کو تختی دی جاتی ہے جو زرد و سرخ رنگی ہوئی ہے۔
حُلّہ ۔ بردیمنی۔ جامہ۔ لباس۔

میں کب تک بچوں کی تختی کی طرح (جو زرد و سرخ ہوتی ہے) زرد و سرخ لباس پہنوں گا۔
اور اپنی تزئین کرتا رہوں گا۔

ملاحظہ فرمایا جائے کہ خاقانی (خویشتن) کا لفظ لایا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ اپنی ہی

ن معانی کو
الفاظ سے
کوئی مناسبت
نہیں ہے۔

دوسرے

ذات مقصود ہے۔ نہ دوسروں کی۔ یہاں نہ تعلیم ظاہری ہے اور نہ علمائے ظاہر۔
نیچے کا شعر بھی ایسا ہی ہے۔

(۲۹) تا کی برغم کعبہ نشیناں عروس وار + چوں کعبہ سر ز شقہ دیبا بر آورم

رغم۔ کسی کی ناک خاک پر ملنا مجازاً بمعنی برخلاف
کعبہ نشیناں۔ حاجیاں جو احرام بند ہوتے ہیں یا فقرا و عاشقان الٰہی جو سیاہ پوش ہوتے ہیں

شقہ۔ بالضم پارچۂ جامہ اور وہ کپڑا جو علم کے سر پر ہوتا ہے۔
دیبا۔ حریر۔ ریشمی کپڑا۔

میں کب تک عاشقان الٰہی کے برخلاف دولہنوں کی طرح مثل کعبہ نشینوں کے ریشمی لباس پہنتا رہوں گا

(تنبیہ)

محترم ناظرین! اور طلاب کرام ملاحظہ فرمائیں کہ شعر کے دوسرے مصرعے میں (سر از لباس بر آوردن) آیا ہے۔ معانی اس کے واضح ہیں۔ یعنی لباس سے سر کو نکالنا۔ کپڑے پہننا۔ ترک لباس مطلوب نہیں۔ اسی طرح پہلے شعر میں ہے (سر از گلشن سودا بر آوردن) لہذا یہ دوسری سند خود خاقانی کے کلام سے موجود ہے۔

(۳۰) اولیٰ تر آنکہ چوں حجر الاسود از پلاس ٭ خود را لباس عنبر سارا بر آورم

حجر الاسود۔ خانۂ کعبہ میں ایک سیاہ پتھر ہے۔ جسے بوسہ دیا جاتا ہے۔
پلاس۔ موٹا کپڑا۔ ٹاٹ۔

عنبر سارا۔ خالص عنبر۔ لباس عنبر سارا سیاہ لباس۔ یا نیلگوں۔ جسے عاشقان الٰہی پہنتے ہیں۔

لہذا بہتر یہ ہے کہ سنگ اسود کی طرح موٹے جھوٹے کاٹے کپڑے پہنوں اور دیبا وغیرہ ترک کردوں۔

(۳۱) دلق ہزار میخ شب آبنوس من ٭ چوں روز سر ز صدرہ خارا بر آورم

دلق ہزار میخ - ایک قسم کی فقراء کی گدڑی جس میں سیکڑوں پیوند ہوتے ہیں۔
دلق ہزار میخ شب میں اضافت تشبیہی ہے وہ رات جو پُر از کواکب ہو۔ یہاں فقراء کی پیوند والی سیاہ گدڑی مطلوب ہے ؎

آن - ملک
صدرہ - صدری - نیم تنہ
خارا - ایک قسم کا ریشمی کپڑا - جو سادہ اور مخطط بھی ہوتا ہے۔ سر از صدرہ برآوردن - صدری پہننا۔ نہ یہ کہ صدری علیحدہ کرنا - یہ تیسری مثال ہے۔

غضب خدا کا ہزاروں پیوند والی سیاہ گدڑی ہو تو میری ملک - خرقہ درویشاں ہو تو میرے لیے اور میری حالت اتنی گر جائے اور میرا انہماک دنیا میں اتنا ہو جائے کہ میں دن کی طرح ریشمی لباس پہنے ہوئے اکڑتا پھروں ؎

(۲۳) **خارا چو مار برکشم و پس بیک عصا دہ چشمہ چوں کلیم ز خارا برآورم**

خارا - پہلے مصرعہ میں ریشمی کپڑا - اور دوسرے مصرعے میں بمعنی سنگ سخت ہے ؎
عصا - ڈنڈا -
دہ چشمہ - حضرت موسیٰ نے پتھر پر جب عصا مارا تھا تو بارہ چشمے ظاہر ہوئے تھے - اس معجزہ کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ قُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا

(ترجمہ آیت) ہم نے موسیٰ سے کہا ذرا تم اپنے ڈنڈے کو پتھر پر تو مارو (انہوں نے ایسا ہی کیا) اس سے بارہ چشمے جاری ہوئے۔ خاقانی نے بجائے بارہ کے دس کہے ہیں جناب **محشی** نے دس چشموں سے حواس ظاہری و باطنی مراد لیے ہیں۔
اور جناب **نامی** نے دس علمی لطیفے جو دل میں یاد الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور خارا سے مراد (دل)

لہٰذا اس ریشمی لباس کو اتار کر ٹھیک اسی طرح پھینک دوں جس طرح سانپ سفید کینچلی پھاڑ دیتا ہے - اس آرائش کے ترک کر دینے کے بعد میں صاحب کرامت ہو جاؤں گا۔ پھر میں اگر حضرت موسیٰ ع کی طرح پتھر پر عصا ماروں گا تو ایک چھوڑ دس چشمے جاری ہو جائیں گے یعنی مجھ سے ایسے افعال سرزد ہوں گے جو مفید خلق اللہ ہوں گے۔

قابل نامی - من ایں لباس نمائشی را کہ مانع ترقی عرفان است از تن خود بدر کنم۔ و مثل حضرت موسیٰ عصائے کرامت بدست آرم و بہ تزکیہ قلب و تصفیہ باطن از دل خود

دوسرے

کہ مثل خار سخت ست دہ لطیفہ جاری کنم یا دہ حواس خود را از آلودگی نفس پاک کنم ؛

(۳۳) در زرد و سرخ شام و سحر بودم کنوں ۔ تن را بعودی شب یلدا بر آورم

زرد و سرخ و شام و سحر سے مراد دن رات کی دنیوی دلچسپیاں ۔ رنگ رلیاں بعض نسخوں میں سحر کی جگہ شفق بھی ہے ؛ عودی ایک قسم کا سیاہ ریشمی کپڑا ۔

شب یلدا ۔ سخت سیاہ بڑی رات جو سال بھر میں ایک ہی مرتبہ ہوتی ہے ؛ عودی شب یلدا سے وہی سیاہ خرقہ درویشاں مطلوب ہے ؛

میں اس وقت تک رات دن کی دلچسپیوں ۔ رنگ رلیوں ۔ مادی لذتوں میں پڑا رہا مگر اب لباس فقر اختیار کروں گا ۔ اور درویشوں کا سیاہ خرقہ پہنوں گا ۔

جناب نامی فرماتے ہیں "بہ لباس فقر شب بیداری کردن می خواہم"

جناب نامی کے معنی صحیح نہیں ہیں

(۳۴) چون شب از صادق و کاذب گریزیست ۔ تا آفتابی از دل درد ا بر آورم

صادق ۔ صبح صادق ۔ یہاں عالم عشق و محبت مراد ہے ؛ کاذب ۔ صبح کاذب ۔ یہاں مادی عالم مطلوب ہے ؛

آفتاب سے مراد آفتاب معرفت الٰہی جس کا طلوع دل یعنی روح سے ہونا ہے ۔ درد ا ۔ حیران سرنگوں ۔ یہاں اول مطلوب ہے ۔

حکیم کہتا ہے یہ جو میں نے ترک زینت و آرائش ۔ بلکہ ترک دنیا کے متعلق کہا ہے ۔ اس کا مطلب یہ نہ سمجھنا کہ دنیا سے بالکل ہی علاقہ نہیں رہیگا ۔

جس طرح رات کو جب تک صبح کاذب اور صادق سے علاقہ نہیں ہوتا اسوقت تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا ہے اسی طرح مثل شب کے جب تک میرا علاقہ کاذب یعنی مادی دنیا اور صادق یعنی عالم عشق و محبت سے نہ ہوگا ۔ اس وقت میری حیران روح سے آفتاب معرفت ایزدی طلوع نہ کرے گا ۔

یعنی گو دنیا یہ مادی اور فانی ہے اس کی محبت کا کوئی نفع نہیں ۔ مگر چونکہ ایزدی مصنوعات

سے ہے اور اس سے صدہا ہزاراہا حکمتیں باری تعالیٰ کی معلوم ہوتی ہیں۔ اس لئے اس سے کچھ تھوڑا سا علاقہ ضروری ہے۔ جس طرح آفتاب کو تھوڑا سا علاقہ کاذب سے ہوتا ہے ؛

جناب محشی کی غلطی

جناب محشی ۔ "آفتاب" کنایت از سخن مغلق۔

بھلا یہاں سخن مغلق سے کیا علاقہ ؟

قابل نامی ۔ کاذب۔ صادق ایک مقام ہے۔ جہاں سالک کو اپنے کمال کا مغالطہ ہوتا ہے (درد) کھلا ہوا۔ جس کا دروازہ وا ہو۔ معلق

" من از مقامات مغالطہ بدر آمدہ میخواہم کہ چنانکہ پیش از صبح صادق و کاذب آفتاب بری آید ہمچناں از قلب معلق و واژگوں خود آفتاب بری آرم "

فاضل بلگرامی ۔ رات کی طرح۔ کاذب و صادق (مغالطات) سے بھی مجھے چارہ نہیں جب تک کہ انوار آفتاب معرفت دل سرگشتہ سے نہ نکالوں جس طرح آفتاب کے نکلنے سے صبح صادق و کاذب رفوچکر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح انوار معرفت سے مغالطات دور ہو جائیں گے۔

(۳۵) **بر سوگ آفتاب وفا زیں پس ابروار ؛ پوشم سیاہ و بانگ معزا بر آورم**

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں:	**آفتاب وفا** میں اضافت بیانی ہے ؟
" وفا " سے مراد میثاق روز است ہے ؛	مراد خود وفا ہی ہے ؛
معزا ۔ تعزیت کردو شدہ	جناب محشی کہتے ہیں کہ آفتاب کنایہ سخن سے بھی ہو سکتا ہے ؛

جناب محشی و فاضل بلگرامی کی مرادیں

حکیم کہتا ہے یہ جو میں نے کہا کہ مجھے دنیا اور اہل دنیا سے کچھ نہ کچھ علاقہ رکھنا پڑیگا مگر افسوس ان دونوں میں وفا نہیں۔ بلکہ وفا تو بالکل مردہ ہو گئی اندریں صورت میں اس مردہ وفا کے سوگ پر لباس تعزیت پہنونگا اور ماتم پرسی کی آواز نکالوں گا ؛

(۳۶) **چند از نعیم سیعہ الوان چو کافراں ؛ کار جحیم سینہ ز امعا بر آورم**

نعیم بمعنی نعمت۔
سبعہ الوان۔ سات رنگ کے کھانے جو بادشاہوں کے دسترخوان پر ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سنتِ فرعون ہے

جحیم سبعہ۔ سات طبقات دوزخ انکے نام یہ ہیں۔ جہنم۔ لظی۔ حطمہ۔ سعیر۔ سقر۔ ہاویہ۔ جحیم۔
امعا۔ جمع معا۔ آنتیں۔

ربط اشعار

بادی النظر میں یہ معلوم ہوگا کہ اوپر سے ربط نہیں ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں خاقانی نے پہلے ترکِ لباسِ نفیس کا ذکر کیا۔ اُس کے بعد اب ترکِ طعامِ لذیذ کے متعلق کہتا ہے۔

فرماتا ہے میں کب تک شکم پرستی میں پڑا رہکر سات سات طرح کے کھانوں کی نعمتوں سے اپنی آنتوں سے سات دوزخوں کا کام بناتا رہوں گا۔ اس لئے کہ اس قسم کا حظ نفس کافروں کا کام ہے کیونکہ اون کے لئے یہ دنیا جنت ہے۔ نہ میرے لئے مجھے تو صرف جَو کی روٹی کھانا چاہیئے۔

قابل نامی۔ "میں کافروں کی طرح کب تک رنگ برنگ کی نعمتوں کے سبب اپنی آنتوں سے دوزخ کے سات طبقوں کا کام لیتا رہوں گا"

فاضل بلگرامی کے معنے

فاضل بلگرامی۔ "سات رنگ کے کھانوں سے کب تک کافروں کی طرح آنتوں کی سات دوزخوں کی کاربرآری کرتا رہوں گا۔ اب لذائذ دنیوی سے متلذذ ہونا نہیں چاہتا۔ بلکہ ترک لذات کروں گا"

فاضل بلگرامی کے معنی سے مجھے انکار نہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔

(۳۷)

شوئم دہانِ حرص بہفتاد آب و خاک ۔۔ و آتش بادخانۂ احشا برآورم

دہان حرص کی ترکیب اضافی نظر۔ اور قدیم فکر کی ہے۔ حرص کو ایک شخص فرض کر کے اُسکا دہن مانا ہے۔
ہفتاد آب و خاک مذہب اسلام میں طہارت کے لئے پانی ہے۔ اگر کوئی عذر ہو یا پانی نہ ہو تو پھر اس کی قائم مقام خاک ہوتی ہے "ہفتاد آب و خاک" سے انتہائے طہارت مقصود ہے۔
بادخانہ۔ ایسا محل کہ جہاں ہوا بھری ہو
احشا۔ وہ چیزیں جو شکم میں ہوں۔ یہاں

معدے اور آنتوں سے مراد ہے ؛ احشا کو باد خانہ اسوجہ سے کہا ہے کہ خاقانی کھانا نہیں کھائیگا۔ بھوکا رہیگا۔ جب معدے میں غذا نہو گی۔ تو ہوا بھر جائے گی۔ کیونکہ خلا محال ہے۔

آتش ز باد خانہ احشا برآوردن کا مطلب یہ ہے کہ میں بھوکا رہوں گا ؛ بھوک میں معدے کی حرارت بڑھجاتی ہے

حکیم کہتا ہے کہ شاہی دسترخوان پر پلاؤ۔ قورمہ کھانا کیا معنی ؟ میں تو حرص ہی کا قلع و قمع کردوں گا۔ میں اس کی دہن کو ستر آب و خاک سے پاک کرکے اس کی انتہائی طہارت کروں گا۔ اور بالکل بھوکا رہ کر اپنے معدے اور آنتوں کے باد خانے سے آگ نکالونگا۔ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ بھوک میں حرارت معدے کی بڑھ جاتی ہے ؛

قابل نامی میں حرص کے منہ کو ستر آب و خاک سے دھو ڈالوں۔ اور آنتوں کے باد خانے سے حرص کی آگ نکال دوں۔

فاضل بلگرامی۔ باد خانہ احشا سے آگ نکالوں گا۔ یعنی ان کو جلا کر خاک کردوں گا۔ مطلب یہ ہے کہ میں حرص کو ترک کردوں گا۔

(۳۸) **قرص جویں و خوش نمکی از سرشک غم ✣ زانکہ دم میں دارا برآورم**

قرص جویں جو کی ٹکیہ۔

خوش نمکی۔ صاحب برہان نے لکھا ہے کہ خوش نمک ایسا کھانا جس کا آب و نمک درست ہو یہاں سالن مطلوب ہے۔

سرشک آنسو

مید ہ۔ حلوا۔ جو میوے اور شکر سے تیار کیا جائے۔ برہان مخفف۔ ”مائدہ“ خوان پر طعام (غیاث ۱۲)

دارا مشہور بادشاہ ہے

میں نے بتایا کہ معدے سے آگ نکالوں گا۔ یعنی بھوکا رہونگا۔ انتہائی فاقہ کشی کے بعد سوکھی جو کی روٹی کھاؤں گا۔ مگر اس کے ساتھ سالن نہ ہوگا۔ یاد آئی میں میری آنکھ سے جو آنسو نکل رہے ہونگے یہ البتہ میرے لئے سالن ہوگا یہ انتظام جو میں نے کیا ہے اس امر سے بہتر ہوگا کہ میں شاہی دسترخوان پر کھانا کھاؤں اور سگ دنیا بنوں۔

(۹) ہم شوربای اشک سکبای چہرہا + کیں شوربا بقیمت سکبا برآورم

سکبا۔ ایک سالن ہے۔ جو گوشت سرکہ۔ بلغور اور خشک میووں سے پکاتے ہیں۔ یہ لفظ سرکہ با تھا۔ سک اسرکہ۔ اور با آش ہے

یہاں ترش روئی مطلوب ہے۔ چہرہ ہا اگر ہا زائد مانا جائے تو خاقانی کا چہرہ۔ ورنہ امرا کے چہرے۔ ایں شوربا و ہی شوربائے اشک

اس شعر کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

اول۔ حکیم کہتا ہے کہ یہ جو میں نے کہا کہ آنسو میرے لئے سالن ہوں گے نہیں اسکو نہایت پختگی سے کہتا ہوں کہ آنسوؤں ہی کا سالن ہوگا۔ نہ کہ میرے چہرے کی ترشی قائم مقام سکبا ہو جائے۔ مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میں یاد آئی میں روتا ہوا جو کی روٹی کھاؤں گا۔ اس سے میرے چہرے پر کچھ ناگواری اور ترشی کے آثار ظاہر نہ ہونگے۔ میں خوشی خوشی سوکھی روٹی کھاؤں گا۔ یہ آنسو تو میرے لئے سکبا ہی کے برابر ہونگے۔ نہ کہ چہرے کی ترشی سکبا ہو جائے۔ بلکہ وہ تو ہوگی ہی نہیں۔

دوسرے معنی وہ ہیں جو جناب فاضل نامی تحریر فرماتے ہیں مجھے اپنے آنسوؤں کا شوربا ہی اچھا ہے۔ امرا کی ترش روئی بہتر نہیں۔ یعنی یہ کہ میں دوسری جگہ لذیذ کھانے کھاؤں۔ اور اُن کی ترش روئی سے مجھے سابقہ پڑے۔

(۴۰) مولو شام چو برآرد بلال صبح + من بیرزنیر چو خفتہ خارا برآورم

مولو۔ سینگ جسے جوگی بجاتے ہیں۔ سنکھ کو بھی کہتے ہیں بعض کہتے ہیں۔ ایک قسم کی بانسری ہے جسے پادری گرجوں میں بجاتے ہیں۔

بلال صبح۔ اضافت تشبیہی ہے جسے ہیولی ہی کہتے ہیں یعنی صبح مطلوب ہے۔ حضرت بلال مشہور مؤذن اور صحابی آنحضرت صلعم ہیں۔

جناب نامی نے بلال صبح سے آفتاب ادلی ہے۔ اور فاضل بلگرامی نے بلال صبح میں اضافت بادنی ملابست مان کر بلال سے موذن مراد لی ہے۔

چو خفتہ۔ بضم اول۔ لباس ہے۔ جسے نصاری پہنتے ہیں اور جامہ پشمین۔

خارا ریشمی کپڑا ہو چو خفتہ خارا سے لباس فقر مطلوب ہے۔

حکیم کہتا ہے۔ کہ جس وقت بلال صبح موبو کی طرح آواز نکالتا ہے۔ یعنی جس وقت کہ صبح طلوع ہوتی ہے اور پو پھٹتی ہے اس وقت میں بھی خرقہ درویشانہ سے سر نکالتا ہوں۔ اور یاد الٰہی میں مصروف ہوتا ہوں اور ہو سکتا ہے۔ کہ از انتزاعیہ لیکر۔ معنی یوں کیے جائیں۔ کہ وہ صبح جو رات کی تاریکی میں پڑی ہوئی تھی۔ جس وقت کہ اس تاریکی سے مولو کی طرح نکلتی ہے۔ اس وقت میں بھی ریشمی چوغے سے علحدگی اختیار کرتا ہوں۔ کہ جو میرے لئے نقصان دہ ہے۔

اوپر کے میرے معنے محترم ناظرین غلط نہ سمجھ لیں۔ "سر از چیزے بر آوردن" کے معنے میں عرض کر چکا ہوں۔ کسی چیز سے سر نکالنا۔ یعنی خود کو اس چیز یا مقام سے ظاہر کرنا۔ چنانچہ میں نے کئی جگہ متنبہ کر دیا ہے۔ اور دوسرے معنے انتزاعیہ سے درست ہو سکتے ہیں۔ یہ معنے میں نے اس وجہ سے لکھے۔ کہ خاقانی "چوخہ خارا" لکھتا ہے کہ جو ریشمی چوغہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے ترک کے لئے کہہ رہا ہو۔

یہ شعر اس محل پر بالکل بے ربط ہے۔ اور کسی شارح نے اس امر پر نظر نہیں کی بہرحال اس کو "خار اچو مار برکشم الخ" کے نیچے لکھتے۔

قابل نامی۔ "من شب در عبادت و ریاضت می گزارم و دم صبح از مراقبہ سر بر می آرم"

فاضل بلگرامی "صبح کے وقت جب موذن ناقوس کی طرح آواز نکالتا ہے تو میں بھی اپنے لباس فقرانہ سے سر نکالتا ہوں۔ یعنی رات بھر کے مراقبہ کے بعد وقت صبح اس سے فراغت پاتا ہوں۔

(۴۱) **چون علیش تلخ من تقیّا نہ عشت ذخوش وان حنظل شکر شن حلوا ہر آورم**

اس شعر کے ان معانی پر قناعت کیجئے جو قابل نامی نے لکھے ہیں۔ میں نے ہر چند غور کیا۔ کوئی خوبصورت معنی بر آمد نہ ہوئے نہ معلوم خاقانی کے یہی الفاظ ہیں یا اس میں کوئی تصرف ہوا ہے۔

قابل نامی فرماتے ہیں۔ چونکہ میری زندگی قناعت پر خوش نہیں تھی اسلئے میں اس شکر ملے ہوئے حنظل سے حلوہ تیار کرتا ہوں۔ مطلب اینکہ زندگی من ہمچو حنظل تلخ شدہ مگر قناعت

دراں مثل شکر بیا میخت کہ بباعث آں مرلذات حلوا ایام دینی اکنوں مرا قناعت بسیار لذت بخش و مسترت انگیز معلوم میشود ۔ فاضل بلگرامی عیش تلخ کو حنظل سے تعبیر کیا ہے ۔ جبکہ میری زندگی تلخ قناعت محض پر راضی نہ تھی تو اسمیں میں نے قناعت کی شیرینی ملاکر اسے حلوائے لذیذ بنا دیا ۔ یعنی باوجود عیش تلخ قانع ہوں

چون طمع خواہد زمن سلطان دین ۔ خاک بر فرق قناعت بعد ازین

چون طمع می فرزوني عيش آزر ونكند ۔ من قصۂ خليفه و سقا برآورم

(۴۲) قصہ خلیفہ و سقا

قصہ خلیفہ و سقا ۔ خلیفہ و سقا کا قصہ دو طرح پر بیان کیا جاتا ہے ۔

اول ۔ یہ ہے کہ کسی بادشاہ کے عہد میں ایک بھشتی تھا ۔ جو شاہی محل کے سامنے پانی چھڑکا کرتا تھا ۔ ایک دن بادشاہ کی نظر اسپر پڑ گئی ۔ اور اس کے حال پر رحم آگیا ۔ اسیوقت بہت کچھ زر و جواہر دیکر اسے مالامال کر دیا ۔ کم ظرف بھشتی گراں بہا دولت پاتے ہی اپنے آپے میں نہ رہا اور ناگفتہ بہ حرکات کا مرتکب ہوا ۔ آخرکار قتل کر دیا گیا ۔

دوسرا قصہ یہ ہے کہ غالباً خلیفہ ہارون رشید کے عصر میں ایک بوڑھا بھشتی مدت دراز سے اپنے فرض منصبی کو ادا کرتا تھا ایک دن خلیفہ نے پوچھا " میاں بھشتی ! تم کتنی مدت سے اس کام کو انجام دے رہے ہو " بھشتی نے جواب دیا " حضور کے دادا کے وقت سے " ہارون نے کہا " میرے باپ ۔ دادا دونوں مر گئے ۔ تم کیوں اب تک زندہ ہو " بوڑھے بھشتی نے کہا ۔ " حضور ! بات یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے بیحد دولت حاصل کی اور بہت جلد حاصل کی اس لئے جلد مر گئے ۔ اور میں جو کچھ حاصل کرتا ہوں وہ بہت دیر میں اور بہت دشواری اور محنت سے پیدا کرتا ہوں اور وہ بھی تھوڑی سی ۔ اسلئے مجھے جینے کا زیادہ حق ہے ۔ خلیفہ کو اسکی یہ باتیں پسند آئیں ۔ اور اسکو بہت کچھ مال و زر عطا کر دیا ۔ سوء اتفاق دیکھیے کہ دولت پاتے ہی ادھر بھشتی نے راہی ملک عدم ہو گیا ۔ بعض کے نزدیک وہ کسی بری حرکت پر قتل کر دیا گیا ۔

حکیم کہتا ہے کہ میں درحقیقت قناعت کروں گا ۔ لیکن اگر یہ میری احمق طبیعت زیادتی عیش کی خواہش کر بیٹھے گی تو میں اس کو خلیفہ و سقا کا قصہ سنا دوں گا ۔ یعنی جس طرح زیادتی عیش سے بھشتی کا یہ حال ہوا ۔ کہ آخرکار وہ قتل کر دیا گیا ۔ اسی طرح اگر میری نادان طبیعت

زیادتی عیش میں پڑکر ناشائستہ حرکات کریگی تو میں اس کو کشتہ کروں گا۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ نفس کشی کرونگا۔

قابل ناظمی ۔ ،، میری طبیعت کثرت عیش کی خواہش کس طرح کرسکتی ہے۔ نہیں کرسکتی۔ کیونکہ میں اس کو خلیفہ وسقا کا قصہ سنا دیتا ہوں۔ اور وہ خواہش سے باز آجاتی ہے ،،

فاضل بلگرامی ۔ ،، جب میری طبیعت زیادتی عیش کی تمنا کرتی ہے تو میں خلیفہ وسقا کا قصہ سنا دیتا ہوں۔ کہ دولت و مال کی انتہا بھی فنا ہے پھر اس کی رغبت سے کیا فائدہ۔

معنی میں کچھ تھوڑا سا فرق

دونوں بزرگوں کے معنی اور میرے مطلب میں کچھ تھوڑا سا فرق ہے۔ ترجیح کا حق ناظرین کرام کو حاصل ہے۔

(۴۳)

چوں عقل را بدست امانی گرو کنم **چوں آتش بر سر زکریا بر آورم**

امانی ۔ امیدیں۔ آرزوئیں۔ امنیہ کی جمع ہے

حضرت زکریا ۔ مشہور نبی ہیں۔ حضرت عیسےٰ کے خالو تھے۔

حضرت زکریا کا واقعہ

حضرت عیسیٰ کی ولادت پر یہودی درپئے آزار حضرت مریم ہوئے۔ آپ نے مریمؑ و عیسیٰؑ کو یوسف نجار کے ہمراہ مصر بھیجدیا۔ اور خود کسی طرف چلے گئے۔ اور عرصے تک مفقود الخبر رہے۔ بارہ برس کے بعد جب دونوں مصر سے واپس آئے تو حضرت زکریا بھی ظاہر ہوئے۔ یہودی ناخوش تو تھے ہی آپ کے قتل کے درپے ہوکر حملہ آور ہوئے اور پیچھے دوڑے آپکو ایک درخت نے پناہ دی یعنی وہ پھٹا آپ اسمیں سماگئے سوئے اتفاق سے چادر کا کونا باہر نکلا رہگیا۔ یہودی تاڑ گئے اور درخت کو آرے سے چیر ڈالا۔ آپ کے بھی دو ٹکڑے ہوگئے۔

حکیم کہتا ہے۔ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میری بے وقوف طبیعت خواہش نفسانی کی طرف مائل ہوکر زیادتی عیش کی خواہش کرے۔ اور میں عقل ایسے جوہر کو اس کے خواہشات

پورا کرنے کے اہتمام میں لگا دوں گویا اس کو دنیوی لذات کے ہاتھ رہن کر دوں۔ میرا ایسا کرنا اس طرح ہوگا۔ کہ گویا میں نے حضرت زکریا کے سر پر آرا چلا دیا یعنی بجائے طبیعت، عقل کو کشتہ کر دیا۔

(۴۴)

قلب ریا بنقد صفا چون درون کنم + نسناس چون بہ زیور حورا برآورم

قلب :۔ کھوٹا	مشابہ ہوتا ہے
ریا :۔ مکر۔ فریب	**حورا**۔ بہشتی عورت۔ یہ لفظ واحد ہے۔
نقد صفا :۔ سے مراد یہاں جوہر عقل ہو	اسکی جمع حور ہے۔ اردو اور فارسی میں
نسناس۔ بن مانس۔ انسان سے	حور کو واحد استعمال کیا جاتا ہے

حکیم کہتا ہے مجھ سے یہ ممکن نہیں کہ میں صفا کے کھرے مال میں کھوٹا (مکر) داخل کر دوں۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ (ترجمہ) دنیا ایک مکر ہے اور مکر ہی سے حاصل بھی ہوتی ہے اس لئے حکیم کہتا ہے کہ میں تحصیل دنیا کے لئے عقل کو ریا کار بنانا نہیں چاہتا۔ اگر میں ایسا کروں تو گویا میں نے بن مانس کو حور کا زیور پہنا دیا۔ یعنی (ریا) کو زیور عقل سے آراستہ کر دیا۔ بھلا یہ کہاں تک درست ہے۔

دوسرا نسخہ

درون کنم کی جگہ **بر دل** ہم کا بھی نسخہ ہے۔ اس صورت میں قابل شارح نے یوں معنی تحریر کئے ہیں "میں مکر کے کھوٹے سکے کو نقد صفا کے مقابلہ میں کیوں ظاہر کر دوں۔ بن مانس کو حور کے زیور میں کیوں سجا دوں۔

فاضل بلگرامی معنی اچھے ہیں

فاضل بلگرامی "مکر و فریب کے کھوٹے سکے کو صاف باطنی کے کھرے سکے کے مقابلے میں کیوں پیش کروں۔ اور بن مانس کو حور کے زیور سے کیوں آرائش دوں۔ یعنی علماء ظاہر کی طرح مکاری و ریا کو بصورت تقدس کیوں دکھاؤں"۔

(۴۵)

چون آئینہ نفاق بیام کہ نفس   از سینہ تنگ کینہ بیمار آورم

نفاق - دو روئی -
آئینہ کو منافق اسوجہ سے کہا کہ اسکا ظاہر بالکل شفاف ہوتا ہے مگر اسکے اندر زنگار ہوتا ہے

یہی حال منافق کا ہوتا ہے۔ ظاہر صاف باطن ریا سے مکدر

سیما - پیشانی۔

حکیم کہتا ہے میں ہرگز آئینہ کی طرح منافق نہیں ہونا چاہتا۔ کہ اندر کچھ اور باہر کچھ یعنی میں ایسا نہیں کرنا چاہتا کہ میں نفاق ظاہر کردں اور اپنے صاف سینے سے کینہ کا زنگ نکال نکال کر چہرے پر لاؤں میں تو اپنے دل کو حسد و بغض و کینہ و ریا سے بالکل پاک صاف رکھنا چاہتا ہوں۔ اور اندر باہر یکساں ÷

قابل نامی " ایں کہ من ہمچو آئینہ صاحب نفاق نیم۔ کہ بظاہر صاف و شفاف معلوم شود و چوں کسے با او ہمنفس شود و دم ہمدمی زند در دم مکدر شود۔ بلکہ من ظاہر و باطن خود را از ریا و نفاق بالکل صاف و پاک می دارم ÷

قابل نامی کا مطلب ذرا الفاظ سے ہٹ گیا ہے ۲

فائق آئینہ پر سانس مارنے سے آئینہ میلا ہو جاتا ہے۔ آپ کسی قدر مطلب سے ہٹ گئے ہیں پھونک مارنے کا یہاں کوئی ذکر نہیں ÷

(۴۶)

آں دم کہ گوشۂ وحدت طلب کنم ÷ زالِ زرم کہ نام بہ عنقا برآورم

وحدت - تنہائی۔ گوشہ نشینی۔ تجرید و تفرید

زال زر - رستم کے باپ کا نام ہے۔ یہ جب پیدا ہوا تو اس کے بال سفید تھے اور رنگ سرخ اس وجہ سے اس کا نام زال زر رکھا گیا اس کے باپ سام نے منحوس سمجھتے ہوئے اسکو البرز پہاڑ پر رکھدیا۔ وہاں سیمرغ نے اسکی پرورش کی

ایک مرتبہ باپ نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرا لڑکا زندہ ہے۔ لہذا جاکر زال کو لے آیا۔ پھر یہ زابل کا حاکم ہوگیا۔

سیمرغ - ایک حکیم کا نام بھی تھا کہا جاتا ہے کہ سام اسی حکیم کے پاس چھوڑ آیا تھا۔ جوانی نے پر سے آیا۔

میں تو اب وہ سالک ہوں کہ تجرید و تفرید کا گوشہ طلب کردں گا۔ مجھے تو زال زر سمجھنا چاہیئے۔ میرا نام گوشہ گیری ہی سے بلند و مشہور ہوگا جس طرح زال کا نام گوشہ گیری

اور سیمرغ سے مشہور ہوا۔
"گوشۂ وحدت" کی جگہ "توشۂ وحدت" ہے۔ اور اسی سے سب شارحین نے معنے لکھے ہیں۔ میرے نزدیک جو نسخہ میں نے اختیار کیا ہے وہ اچھا ہے۔

(۴۷) شہبازم اگرچہ بستہ دہانم بگاہ صید + گرد از ہزار بلبل گویا بر آورم

شہباز۔ مشہور شکاری پرند ہے۔
یہاں عاشق الٰہی۔ اور معرفت ایزدی حاصل کرنے والے سے مراد ہے
صید۔ شکار۔ یہاں معرفت ایزدی سے مراد ہے
بستہ دہاں۔ باز کے منہ پر ٹوپی چڑھا دیتے ہیں اس لئے اسکو بستہ دہاں کہا ہے۔
یہاں خاموشی مطلوب ہے۔
بلبل گویا سے مراد وہ مدعیان معرفت ایزدی ہیں جنکے دل میں عشق الٰہی نہیں ہوتا۔ مگر دعوے لمبے چوڑے کرکے خود کو عاشق الٰہی اور صوفی ظاہر کرتے ہیں۔

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں۔
"شعرائے باطل گو سے مراد ہے"۔
اور جناب قابل نامی تحریر کرتے ہیں:۔
"شعرائے دنیوی مطلوب ہیں"

حکیم کہتا ہے۔ میں اب تو شہباز صید معرفت ہوں۔ اور اگرچہ باعتبار (من عرف ربہ فقد کل لسانہ) میں بستہ دہاں (خاموش) ہوں۔ لیکن جس وقت موقعۂ شکار معرفت کا ہوگا اس وقت ان مدعیان معرفت اور ان جھوٹے عاشقان الٰہی کو گرد برد کر دونگا کہ جو مثل بلبل چہچہہ زن ہوا کرتے ہیں۔ اور عشق الٰہی کے لمبے چوڑے دعوے کیا کرتے ہیں اس لئے کہ میرے کلام سے عشق صادق ٹپکے گا۔

فاضل بلگرامی۔ میں شہباز فضائے معرفت ہوں۔ اگرچہ وقت شکار منہ بند ہوں (موانع مجھے لاحق ہیں) مگر پھر بھی وقت شکار ہزاروں بلبل گویا کو گرد برد کر سکتا ہوں میرے بیانِ معرفت کو دوسرے شعرا کہاں پا سکتے ہیں

وقت شکار باز کا منہ بند نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے منہ سے ٹوپی اتار دی جاتی ہے۔ اسی طرح شکار معرفت کے وقت خاقانی کے منہ سے مہر سکوت ٹوٹ جائیگی۔

وہ کہتا ہے۔ کہ میں اگرچہ بستہ دہاں ہوں (یعنی خاموش ہوں) کیونکہ نسکار کا وقت نہیں اگر نسکار کے وقت میں وہ بیان عشق صادق دوں گا کہ ہزاروں بلبل گویا گرد بردہ ہونگی جائینگی لہذا فاضل بلگرامی کا یہ فرمانا "اگرچہ وقت نسکار منہ بند ہوں (سوانح مجھے لاحق ہیں) بالکل صحیح نہیں۔

قابل نامی اور فاضل بلگرامی کے معنی میں خرابی

قابل نامی "این ست کہ اگرچہ اہل دنیا مرا مجبور و مقید مے دارند لاکن من شہباز ہوائے عشق خدا ہستم۔ پس بہ وسیلۂ ایں چنیں مضامین اسرار معرفت شعرائے لغو گو را پامال می کنم"

یہ مطلب بھی ویسا ہی ہے جیسا فاضل بلگرامی کا۔ بہرحال میں نے اپنا مطلب لکھدیا ہے۔ ناظرین غور فرمائیں۔

(۴) **سر از فرو برم کہ برآرم دمار نفس ٭ نفس ایں دہاست ہیچ مگو تا برآورم**

سر فرو بردن ۔ مراقبہ میں جانا۔ مراقبہ کی یہ تعریف ہے:۔

"المراقبة حضور القلب مع الله"

دمار ۔ بمعنی ہلاک۔ قابل نامی نے بمعنی غرق لکھا ہے۔ اور یہ غلط ہے ؛ "دمار کسی برآوردن" کسی پر ہلاکی لانا۔

نفس سے نفس امارہ مطلوب ہے

ہیچ مگو ۔ کچھ نہ کہہ۔

ہرزہ نہیں

کہتا ہے میں گلشن سودا یعنی باغ عشق آگہی میں آچکا۔ اب میں مراقبہ اس لئے کرتا ہوں کہ اس نفس امارہ کو (جو دیکھنے میں نہایت مسکین معلوم ہوتا ہے) ہلاک کر دوں اے مخاطب (یہ رائے تیری غلط ہے کہ نفس مسکین ہے) یہ تو اژدہا ہے۔ لہذا اس کے متعلق کچھ نہ کہہ۔ تاکہ میں اس کو ہلاک ہی کر ڈالوں۔

محترم ناظرین! اور معنی مطلب کو غالباً اس شعر کے بعد اب تو کوئی شبہ باقی نہ رہا ہوگا۔ کہ خاقانی صبح کے وقت ترک عشق و مراقبہ ہی کر رہا ہے۔

قابل نامی نے اس شعر کے معنی صحیح لکھے ہیں۔ مگر فاضل بلگرامی نے اول تو اس شعر میں "وقت نظری" کی ہے۔ پھر اس صحیح کو غلط کر دیا ؛

فاضل بلگرامی کی وقت نظری

دقت نظری

ہیچ کی جگہ پیچ پڑھو۔ گگوی جگہ گگو بناؤ۔ ان نسخوں کی ہدایت کے بعد مطلب تحریر فرماتے ہیں

میں مراقبہ اسلئے کرتا ہوں کہ نفس امارہ کو ہلاک کردوں یہ تو اژدہائے پیچاں ہے۔

صیحح کو غلط کر دیا

" اے مخاطب! مجھے مشورہ دے کہ میں اسے نکال ڈالوں یا ہلاک کردوں "

جن فقروں پر میں نے خط کھینچ دیئے ہیں۔ وہ زبان حال سے کچھ کہہ رہے ہیں ناظرین

خود سمجھ لیں گے۔ حیرت انگیز تو یہ ہے کہ موافق نسخہ کتاب جو معنی کیے وہ بھی صحیح نہیں حالانکہ

دوسرے معنی بھی صحیح نہیں "

قابل نامی کی عبارت سامنے ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

" نفس ایک اژدہا ہے۔ اس کے نکالنے کی بابت کچھ نہ ہو۔ اس کا محبوس و مقید رہنا

اچھا ہے۔ اسکو آزاد نہ رہنا چاہئے۔

وجہ غلطی یہ ہے کہ آپ نے (برآورم) کا تعلق "نفس" سے سمجھا۔ حالانکہ اس کا تعلق

وجہ غلطی

دمار نفس سے ہے یعنی " نفس اژدہاست اے مخاطب ہیچ مگو تا دمار نفس برآرم "

(۴۹)

صہبا کشادہ آبی و رز بستہ آتشے ⁂ من آب و آتش از رز و صہبا برآورم

صہبا:۔ شراب

کشادہ آب۔ آب رواں۔

رز:۔ انگور

بستہ آتش۔ منجمد آگ

آب و آتش از چیزے برآوردن

لفظی معنی تو یہ ہیں۔ کسی چیز کی تری۔ حرارت باہر نکال لینا۔ یعنی اس چیز کو تباہ و ہلاک کر دینا۔

" آب از صہبا و آتش از رز برآورم " کا مطلب یہ ہے کہ میں انگور و شراب دونوں کو تباہ کردونگا۔

حکیم کہتا ہے یہ نفس امارہ جو انگور و شراب کا خواہشمند رہتا ہے اس کو تو

میں کشتہ ہی کروں گا۔ جیسا کہ ہیں اوپر کہہ آیا۔

مگر ساتھ ہی اس کے انگور و شراب کا بھی خاتمہ کر دوں گا۔ اس لئے کہ شراب

ایک آب رواں ہے۔ اور انگور ایک بندھی ہوئی (منجمد) آگ ہے۔ بھلا کوئی بھی عقلمند

عشق خدا کے ہوتے ہوئے ان آگ و پانی کی طرف التفات کرتا ہے کہ میں کروں گا۔

کیونکہ یہ دونوں مادی اور فانی ہیں۔

مطلب خاقانی کا یہ ہے کہ میں جہاں نفس کشی کروں گا وہاں میں مادر انگور اور اس کی صاحبزادی بیگم (شراب) کا بھی خاتمہ کرونگا۔ یہ نہ ہوں گے اور نہ نفس ان کی طرف راغب ہوگا:

شعر کا مطلب صاف تھا۔ مگر شارحین نے جو معنی تحریر فرمائے ہیں۔ اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔

دونوں شارحین کے معنی صحیح نہیں

قابل نامی ۔ یہاں آب و آتش سے مراد جوش و روانی طبیعت ہے شراب ایک کھلا ہوا پانی۔ انگور ایک دبی ہوئی آگ ہے۔ میں اس انگور و شراب سے فیض اور نور حاصل کرتا ہوں۔

مطلب این ست کہ آن آب و آتش یعنی جوش و روانی طبیعت کہ از رز و صہبا حاصل می کنند من از عشق آلہی حاصل مے کنم لوز ہر چیز شراب معرفت و نور حقیقت بدست مے آرم۔ نہ کہ ایں شراب خانہ خراب را۔

فارسی عبارت کے میں معنی کچھ نہ سمجھا۔ ممکن ہے کہ کچھ کاتب کی غلطی ہو۔ بہرحال جو صحیح ہوگی، وہ بھی صحیح نہ ہوگی۔ اس کو شعر سے علاقہ نہ ہوگا۔

فاضل بلگرامی شراب آب رواں ہے۔ اور انگور آتش منجمد میں انہیں رز و صہبا سے اپنے لئے آب و آتش حاصل کروں گا۔ یعنی شراب معرفت و محبت میرے لئے سرمایۂ حیات ہوگی۔

خاقانی بہت کھلے ہوئے الفاظ میں شراب کی مذمت کر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ وہ شراب اور وہ انگور جس پر دنیا والے جان دیتے ہیں۔ وہ ہے کیا چیز؟ یہی "آگ"، "پانی" پھر اس شراب اور اس انگور سے شراب معرفت و محبت مراد لینا دراصل خاقانی کے مقصد کو ذبح کر دینا ہے۔

پھر وہ کہتا ہے کہ جب ایسا ہے تو میں اس شراب و انگور کی تری و حرارت باہر نکال لوں گا۔ جہاں ان دونوں سے یہ دونوں چیزیں نکلیں وہاں ان پر تباہی آئی۔

بہر حال میں اوپر مطلب لکھ چکا ہوں۔ وہی صحیح ہے

بلبل نہ ام کہ عاشق یاقوت و زر بوم ٭ بر شاخ گل حدیث صفا بر آورم (۵۰)

یاقوت سے یہاں مطلوب گل ہے ٭ | **زر** سونا۔ گلاب کا زیرہ

بلبل سے یہاں وہ شخص مراد ہے کہ جو عشق مجازی ہی رکھتا ہو اور دنیا کے لذات پر فریفتہ ٭

حکیم کہتا ہے کہ میں بلبل نہیں کہ گل اور اس کے زیرہ پر عاشق ہوں۔ اور گلاب کی شاخ پر بیٹھا ہوا اس کی خواہش میں چیخا کروں۔ یعنی میں عشق مجازی رکھنے والا اور دنیا کی لذات پر فریفتہ ہونے والا نہیں۔ نفس کو کشتہ کر چکا۔ شراب انگوری ترک کر چکا اب رہا معشوق مجازی تو اسکی طرف بھی میرا میلان طبع نہیں ٭

دانم علوم دین نہ بدان تا بچنگ زرق ٭ کام از سگان جیفۂ دنیا بر آورم (۵۱)

بچنگ زرق۔ دست مکر۔ چنگ زرق میں اضافت بادنی ملابست ہے جیسے دست تغابن۔ کف افسوس میں۔ یعنی وہ چنگل جو مکر کی وجہ سے اونچے

سگان جیفۂ دنیا۔ طالبان دنیا

الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

(ترجمہ)

دنیا مردار ہے اور اُس کا طالب کتا

حکیم کہتا ہے۔ بیشک میں علوم دینی جانتا ہوں مگر اسلئے تو نہیں کہ دست مکر بڑھا کر خواہشات دنیوی اور لذات مادی کے مقاصد ان کتوں سے پورے کروں جو محض طالب دنیا ہیں یعنی میں عالم شکم پرست نہیں کہ مکاریاں کر کے امراے دنیوی سے تحصیل زر و مال کروں اور اپنے علم و فضل کو آلۂ تحصیل زر بناؤں۔

نا عرابیم کہ بر پی احرامیان و ام ٭ حج از پی ربودن کالا بر آورم (۵۲)

اعرابی۔ بادیہ نشینِ عرب۔ بدو۔ جو اکثر حاجیوں کو لوٹ لیا کرتے ہیں۔

احرامی - احرام باندھنے والا
کالا - اسباب

حج بر آوردن :- حج کرنا

ہیں بدو نہیں ہوں کہ حاجیوں کے پیچھے پیچھے چلوں اور جہاں کہیں موقع ملے، ان کا اسباب لوٹ لاٹ کر چل دوں ۔ گویا میرا حج مال کے لوٹنے ہی کیلئے تھا۔

یعنی یہ علماے شکم پرست، بذریعہ ریاکاری سے اپنے آپ کو اچھا ثابت کرکے تحصیل زر کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے بدو کیا کرتے ہیں کہ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حج کر رہے ہیں۔ مگر اندرونی غرض حاجیوں کے لوٹ لینے کی ہوتی ہے

(۵۳) **با این نفس چنان ہمہ ہشیار نیستم ۔ مستم نہان و عربدہ پیدا بر آورم**

نفس سانس یہاں مقصود وہ کلام ہے کہ جو اوپر کہہ آیا ہے۔ یعنی میں ترک لذات کرونگا نفس کشی کروں گا ریاکاری نہیں کرونگا۔ شراب وگل سے رغبت نہیں رکھوں گا۔ دینی علوم کو تحصیل مال و زر میں صرف نہیں کرونگا

فاضل بلگرامی نے اس مصرعہ کو یوں لکھا ہے:

ع با این چنین نفس ہمہ ہشیار نیستم

اور یہ اچھا ہے

ہمہ ہشیار نیستم - ہمہ تن ہشیار نہیں ہوں پورے طور پر ہشیار نہیں ہوں

مستم نہان - نشۂ دنیا میں مست ہوں مجھ میں ابھی اندرونی خرابیاں ہیں۔

عربدہ - جنگ۔ جنگ با نفس امارہ خودم

پیدا - ظاہر۔

فاضل بلگرامی کا نسخہ

حکیم کہتا ہے کہ۔ با وجود اس کلام کے کہ جو میں اوپر کہہ آیا ہوں۔ کہ میں نفس کشی کروں گا اور شراب وکباب اور گل و زیبدہ گل سے علیحدگی۔ غرضکہ جو کچھ میں ترک لذات کے متعلق بیان کر آیا ہوں پھر بھی ہمہ تن میں ہشیار نہیں ہوں۔ ابھی میرے اندر طلب دنیا کا نقشہ موجود ہے۔ یہ جنگ جو میں نے کی ہے ظاہر بظاہر ہے:

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میں نے جسقدر ترک دنیا کے متعلق کہا ہے اور نفس امارہ سے جنگ چھیڑنے کا ارادہ کیا ہے یہ صرف خیال ہی خیال ہے اس لئے کہ ابھی مجھ میں شراب دنیا کی مستی موجود ہے۔ جب اندرونی کمزوری رفع ہو تو پھر نفس امارہ سے جنگ کرنیگا

صحیح نقشہ کھینچا جا سکتا ہے وہ البتہ ظاہر بظاہر نہ ہوگا۔ میرے نزدیک خاقانی کے اس شعر کا مطلب (ایسے شخص کے لئے کہ جو اوپر نیچے کے اشعار دیکھ لے) سمجھنا کچھ دشوار نہیں ہوگا گر ملاحظہ فرمائیے کہ شارحین کیا کیا دقت نظری کرتے ہیں۔ اور اصل مطلب سے دور ہوتے ہیں؛

شارحین کی دقت نظری ۱۲

قابل نامی۔ ہشیار۔ مراد از علمائے ظاہری۔ نہاں۔ مراد دل۔ عربن لڑائی مراد مباحثہ ومناظرہ۔

میں باوجود اس کلام یعنی پند ونصیحت کے ایسا ہشیار نہیں ہوں یعنی علمائے ظاہر کے مانند نہیں ہوں میرا دل مست ہے اور ظاہر میں یہ مباحثہ کرتا ہوں۔

اور فارسی میں یوں تحریر کرتے ہیں:۔

قابل نامی کے مطلب کو شعر سے کوئی علاقہ نہیں۔

مطلب این ست کہ ازیں کلام کہ من بالا گفتہ ام این خیال نہ باید کرد کہ من مثل دیگر علمائے ظاہری سخن می گویم۔ واز راہ حقیقت دور ہستم بلکہ بخلاف این دل من از صہبائے عشق حقیقی مخمور است۔ ومثل رندان کہ چوں مست شوند مجادلہ میگیرید من ہم باین مناظرہ در پیوستہ واہل ظاہر را این چنیں سخنان گفتہ ام؛

اس عبارت کی پہلے میں اردو کردوں۔ پھر کچھ نقائص دکھاؤں؛

آپ فرماتے ہیں کہ خاقانی کہتا ہے کہ اس کلام سے کہ جو میں نے اوپر کہا یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ میں مثل علمائے ظاہر کلام کر رہا ہوں۔ اور راہ حقیقت سے دور ہوں۔ ایسا نہیں بلکہ بخلاف اس کے میرا دل عشق حقیقی کی شراب سے مست ہے اور مثل ایسے شرابیوں کے (کہ جو مست ہوکر مار پیٹ، لپاڈگی کرتے ہیں) میں بھی اس مناظرہ میں کود پڑا اور اہل ظاہر کو اس قسم کی باتیں کہنے لگا؛

مذکورہ بالا اشعار میں نہ وہ اہل ظاہر کو نصیحت کر رہا ہے۔ اور نہ کوئی اُن سے اُس نے مناظرہ قائم کیا ہے وہ تو جو کچھ کہہ رہا ہے اپنے ہی متعلق کہہ رہا ہے۔

وہ کہتا ہے۔ میں منافق ہونا نہیں چاہتا۔ میں اپنے نفس پر ہلاکی لاؤں گا۔ نفس کشی کروں گا۔ میں شراب نہیں پیوں گا۔ میں بلبل نہیں ہوں کہ گل (معشوق مجازی) کا

عشق کروں۔ میں نے علوم اس لئے نہیں حاصل کئے کہ ریاکاری سے تحصیل زر کروں
میں بدّو نہیں ہوں کہ میری حج کی غرض مال کی لوٹ ہو۔ وہ کونسا شعر ہے کہ جس میں اہل
ظاہر سے مناظرہ کر رہا ہے۔ اُن کو باتیں سنا رہا ہے۔ یا اُن سے رندوں کی طرح ایپا ڈگی
مار پیٹ۔ مجادلہ۔ گالم گلوج کر رہا ہے۔ بہرحال اس مطلب کو شعر سے کوئی علاقہ
نہیں ؛

فاضل بلگرامی نے
؛ معلوم کیا فرمایا

اس کے بعد فاضل بلگرامی کا مطلب ملاحظہ کیجئے آپ نے معلوم کیا فرمایا ہے

فاضل بلگرامی :۔ باوجود فراخیٔ کار علم میں پورے طور سے ہشیار اس نفس امارہ
سے نہیں ہوں۔ کیونکہ باطناً میں تو مست مئ عشق ہوں اس لئے نفس سے کھلم کھلا جنگ
کرتا ہوں کیونکہ اگر نفس سے ظاہر بظاہر مخالفت نہ ہو تو بحالت غفلت ایک مست
اور غیر ہشیار شخص پر وہ غلبہ پا سکتا ہے ؛

جب خاقانی شراب عشق آتی سے مست ہے تو پھر وہ ہمہ تن ہشیار رہے۔
اس لئے کہ یہی مستی عین ہشیاری ہے۔ پھر اس نے کیوں کہا "ہمہ ہشیار نیستم" پھر اگر وہ مست
مئ عشق ہے تو ذیل کے شعر میں خفتہ ذات کیوں کہا اور پھر یہ کیوں کہا کہ ممکن کہ سر ز خواب
مفا جا بر آورم"

"اگر مستم نہاں" کے وہ معنے لیتے جو میں نے لئے ہیں تو یہ خرابیاں نہ پیدا ہوتیں

(۵۴) **اصحاب کہف وارم بیدار و خفتہ ذات ممکن کہ سر ز خواب مفاجا بر آورم**

قصۂ اصحاب کہف

اصحاب کہف۔ کہف کے
معنی غار کے ہیں۔ اصحاب کہف۔ بعض
کے نزدیک چھ یا سات ہیں۔ قرآن مجید
میں ہے "سادسھم کلبھم" اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ پانچ شخص ہیں اور چھٹا کتا ہے
جس کا نام (قطمیر) ہے یہ لوگ، ظالم دقیانوس

کے خوف سے ایک غار میں جا کر چھپے۔
بیرحم بادشاہ نے غار کا منہ بند کرا دیا۔
تین سو برس کے بعد اندر وسس کے عہد میں
جب کہ زیر بحث یہ مسئلہ تھا کہ :۔
" قیامت کے دن مردے کس طرح زندہ ہونگے"
یہ غار والے جاگے۔ ان میں سے ایک شخص

اس لئے بازار گیا کہ کچھ کھانا خرید کر لائے
جو سکہ اس نے دیا وہ رائج الوقت
نہ تھا اس لئے کھانا نہ ملا اس نے اپنے محلہ
اور باپ دادا کا نام بتایا۔ ان سب کا کوئی
جاننے والا نہ تھا۔ عجیب و غریب معاملہ
سمجھ کر بادشاہ کے پاس لے گئے اس نے
کل حالات معلوم کئے اور غار پر آیا اور
حشر کا اعتقاد کر لیا۔ اسکے بعد وہ سب پھر سو گئے
امام مہدیؑ کے عہد میں بیدار ہونگے۔ اور

دین اسلام پھیلا نہیں شریک کار۔ قرآن شریف
میں ان کے باب میں آیا ہے۔ تحسبھم ایقاظا وھم رقود
تم انہیں بیدار خیال کرو گے حالانکہ وہ سوتے ہیں
جناب نامی نے یوں ترجمہ کیا ہے۔
توانکو سوتا ہوا گمان کریگا حالانکہ وہ جاگتے ہیں
یعنی درحقیقت زندہ ہیں۔ آپکا ترجمہ غلط ہو گیا
ہے یا تو کاتب کی غلطی ہے یا سہو القلم
ہے۔
اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

جناب نامی کا سہو القلم

حکیم کہتا ہے میں اصحاب کہف کی طرح بیدار بھی ہوں۔ اور خواب میں بھی۔ بیداری
تو یہ ہے کہ میں عالم عشق میں آگیا۔ ترک دنیا پر آمادہ ہو گیا۔ اور نفس کشی پر تیار۔ اور
خواب یہ ہے کہ ابھی میرے اندر کمزوریاں ہیں اور دنیوی شراب کی مستی موجود ہے۔
بہت ممکن ہے کہ اس خواب سے یکایک بیدار ہو جاؤں اور نفس امارہ سے باقاعدہ جنگ
چھیڑ دوں۔ اس وقت تو جو کچھ رہا ہوں۔ یہ ظاہر بظاہر جنگ ہے ؛

قابل نامی کا مطلب صحیح نہیں

قابل نامی۔ ”من اہل ظاہر را اگرچہ بے خبر از معرفت معلوم می شوم
لاکن درحقیقت مانند اصحاب کہف بیدار ہستم۔ پس ممکن ست کہ من ازیں خواب
یکایک بیدار شوم وایشاں را حال بیداری من معلوم شود ؛

فاضل بلگرامی کا مطلب صحیح نہیں

فاضل بلگرامی۔ میں اصحاب کہف کی طرح بباطن بیدار اور بظاہر خفتہ ہوں۔
یعنی دل باخبر رکھتا ہوں اور جسمانی تعلقات سے بالکل غفلت ہے۔ ممکن ہے کہ اس غفلت
سے کبھی بیداری ہو۔ غرض یہ ہے کبھی بیداری نہ ہو گی اور تعلقات سے ہمیشہ
غفلت ہی رہے گی ؛

اگر جسمانی تعلقات سے غفلت ہے تو خاقانی یہ کیا کہہ رہا ہے

بنیادِ عمر بریخ و من بر اساس عمر ‏ ‏ روزے ہزار قصر مہنا بر آورم

در ظاہرم جنابت و در باطن ست حیض — آں بہ کہ غسل ہر دو بہ یک جا برآورم
خاقانیا ہنوز نہ خاصۂ خدائے — با خاصگاں مگو کہ ہیجا ذا برآورم

۵۵ تن روبہ ایست نفس چو خرگوش نام نفس — پنہانش شیر شرزہ ہیجا برآورم

نفس سے مراد نفس امارہ ہے۔

فاضل بلگرامی سے اختلاف

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں نفس کو خرگوش سے تشبیہ چوکتا ہونے میں ہے۔ مگر میرے نزدیک وجہ شبہ مسکینی ہے۔ پھر فرماتے ہیں اگر خرگوش کی جگہ روباہ ہوتو مکاری نفس کی تشبیہ اور شیر کا تقابل صحیح ہو جائیگا

قابل نامی کی غلطی فاحش

آپنے غور نہیں فرمایا۔ یہاں نفس کی مکاری دکہانا اُسے مقصود نہیں ہے بلکہ بظاہر اسکی مسکینی دکہا رہا ہے اور پہر یہ کہتا ہے کہ ہر تو یہ مسکین مگر بڑی شکل سے مغلوب ہوتا ہے۔

اس لئے وہ گویا شیر ہے

شرزہ۔ غضبناک خشمناک۔

ہیجا۔ جنگ

شیر شرزہ ہیجا اسی نفس کو کہا ہے جو اول مصرعے میں مذکور ہے۔ شین ضمیر نفس کی طرف راجع ہے ؛

قابل نامی فرماتے ہیں کہ شیر شرزہ ہیجا سے مراد عقل سلیم ہے ؛

شیر غضبناک در عقل سلیم!!

میرے نزدیک آجتک کسی نے عقل کو درندے سے تشبیہ دی ہوگی چہ جا عقل سلیم اور شیر غضب ناک

حکیم کہتا ہے کہ بظاہر دیکھنے میں میرا تن مردہ ہے۔ اور نفس حیوانی مثل خرگوش کے بالکل مسکین معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں۔ یہ موقع پر کچھ اور ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں اس سے جنگ چھیڑتے ڈرتا ہوں۔ میں نے تو اس کا نام جنگی میدان کا شیر غضب ناک رکھا ہے اس سے مقابلہ کرنا آسان نہیں۔ مقصد خاقانی یہ ہے کہ نفس کشی آسان نہیں اس کا مغلوب کرنا کارے دارد ہے

مخور دم گرز بال پشہ بکشر بنہد خودرا — کہ چوں فال خرابی نیز پیل دماں بینی

قابل نامی کا مطلب معدوم لیا سے کیا ہوگیا

قابل نامی۔ شعر بالا کے مضمون خفتہ ذات کے موافق یہاں جسم کو ایک مردہ قرار دیکر کہتا ہے کہ جسم ایک مردے کے مانند ہے اور نفس خرگوش کے مثل جو اس سے کھلا زیاں کرتا ہے اس خرگوش کا نام لڑائی کے شیر یعنی عقل کے سامنے ظاہر کرتا رہتا

ہوں کہ اس کے مکر و فریب سے بچتا رہے۔

بس قدر صاف شعر تھا۔ مگر چونکہ بنیاد ہی غلط ہو گئی تھی اس وجہ سے اس کا مطلب نہ معلوم کہاں پہونچ گیا۔

فاضل بلگرامی نے اگرچہ کچھ سمجھ کر شیر غضب ناک کو عقل سلیم نہیں بنایا مگر اپر بھی وہ غرض خاقانی سے کوسوں دور ہیں فرماتے ہیں :۔

جسم تو میرا بمفاد "موتوا قبل ان تموتوا" مثل مردہ ہے اور نفس مثل خرگوش ہے جو چوکنا اور ہوشیار رہتا ہے۔ مگر میں تو اس کا نام شیر غضب ناک جنگ ہی رکھتا ہوں ۔

(۵۶) **صفرا ہمہ ترش نشانند و من از خواب ۔ چون طفل ترش خیزم و صفرا بر آورم**

(ترشی سے دور کرتے ہیں ۱۲) (روتا ہوا ۱۲) (زردی ۱۲)

صفرا۔ اخلاط اربعہ میں سے ایک خلط ہے۔ اسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

بہ ترش نشاندن :۔ ترشی سے دور کرنا۔

ترش خیزم۔ ترش رو اٹھتا ہوں روتا ہوا اٹھتا ہوں۔ بچے جب سو کر اٹھتے ہیں تو چڑچڑے اور روتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں۔

صفرا سے یہاں زردی مطلوب ہے

حکیم کہتا ہے قاعدہ ہے کہ لوگ صفرے کو ترشی سے دور کیا کرتے ہیں اور میں بچوں کی طرح خواب سے ترش رو (روتا ہوا) اٹھتا ہوں اور زردی ظاہر کرتا ہوں یعنی عشق الٰہی میں روتا ہوں اور میری رنگت زرد ہوتی ہے۔ یہ ترشی اس صفرے کو دور نہیں کرتی ۔

اگر اس شعر کے یہی معنی ہیں تو اس موقعہ پر بے ربط ہے۔ اوپر کے مضمون سے میل نہیں کھاتا۔ اس لئے اس کو (ہم شور بائے اشک نہ سکبائے چہرہا) کے نیچے لکھنا چاہئے وہاں اسکا ربط ہے۔ کاتبوں نے بے محل کر دیا۔

(۵۷) **بنیاد عمر بیخ و من بر اساس عمر ۔ روزی ہزار قصر مہنا بر آورم**

مہنا۔ گوارا۔ مرغوب۔ موید الفضلا میں ہے کہ قصر مہنا ایک شاہی قصر کا نام ہے | جو مضبوطی میں بے نظیر ہے ؛

حکیم کہتا ہے کہ میں نفس امارہ سے کیا خاک جنگ چھیڑوں۔ ابھی تک تو میری حالت یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ عمر کی بنیاد برف پر ہے۔ اور وہ ہر ساعت تدریجاً گھٹتی چلی جاتی ہے۔ مگر ہائے ری غفلت! کہ میں اس کمزور بنیاد پر ہر روز ہزار دن مضبوط و مستحکم قصر بناتا چلا جاتا ہوں ؛ اس درجہ دنیوی مراتب میں انہماک ہے ؛

(۵۸) مرداں در پیچ عذر نہندم کہ طفل وار ؛ ازنی کنم ستور و بہ سترا بر آورم

مرداں۔ عاشقان الٰہی۔
نے۔ نرکل۔ بچے اکثر نرکل کو گھوڑا بنا کر اسپر سوار ہوتے ہیں اور ٹخٹخاتے چلتے ہیں
ستور۔ چوپایہ۔ یہاں گھوڑا مطلوب ہے
ہترا۔ ساز زین۔ چاندی سونے کے گول گول لٹو۔ جو ساز میں لگائے جاتے ہیں۔

مرد میدان معرفت بھلا میرے لئے کیا عذر تراشی کر سکتے ہیں اس لئے کہ اب تک تو میری یہ حالت ہے کہ بچوں کی طرح نرکل کا گھوڑا بنا کر اور گویا اس پر سونے چاندی کا ساز رکھکر ٹخٹخاتا پھرتا ہوں۔ یعنی میں ابھی تک مرد میدان عشق الٰہی نہیں ہوا ہوں۔ بچوں کیطرح دنیوی لہو و لعب میں مشغول ہوں + اور مادی لذات میں منہمک۔ اندریں صورت عاشقان الٰہی میرے لئے کیا عذر پیدا کر سکتے ہیں۔

(۵۹) در ظاہرم جنابت و در باطن ست حیض ؛ آں بہ کہ غسل ہر دو بہ یکجا بر آورم

مردوں کا حیض گناہ ہے

جنابت۔ ناپاکی۔ ضرورت غسل
حیض۔ جوان عورتوں کو ماہانہ خون آتا ہے تین دن یا اس سے کچھ زائد۔ اسکو حیض کہتے ہیں
اور مردوں کا حیض "گناہ" ہے۔
الذنب حیض الرجال
غسل ہر دو۔ یعنی غسل حیض و جنابت

اور یہ جو میں نے اوپر کہا تھا کہ مجھ میں اندرونی کمزوریاں موجود ہیں۔ یہ میں نے غلط کہا اصل یہ ہے کہ میرا باطن۔ ظاہر دونوں خراب۔ ظاہر میں ناپاک۔ اور باطن میں میرے

حیض (گناہ) موجود ہے۔ اندریں صورت یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کا غسل ایک ہی دفعہ کروں۔ یعنی جسم و روح دونوں کو آلودگیوں سے پاک کروں۔

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں یا شارحین

اس شعر کے ملاحظہ کے بعد اب محترم ناظرین نمبر ۵۴-۵۵ کے اشعار کا مطلب پھر دیکھیں اور اندازہ لگائیں کہ میں صحیح عرض کر رہا ہوں۔ یا شارحین۔

(۶۰) دریائے توبہ کو کہ مگر شامگاہ عمر ٭ چوں آفتاب غسل بہ دریا بر آورم

دریائی توبہ میں اضافت تشبیہی ہے دریا بمعنی سمندر۔ توبہ۔ گناہ سے باز آنا۔
شامگاہ عمر۔ آخر عمر۔
چوں آفتاب۔ سمندر میں غسل کرنیکی مثال آفتاب سے اس بنا پر ہے کہ سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر بوقت شام دیکھو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب سمندر میں غروب ہو رہا ہے گویا اس میں غسل کر رہا ہے ؛

حکیم کہتا ہے فی نفسہ بہتر تو یہی ہے کہ دونوں کا غسل میں ایک ساتھ ہی کروں۔ مگر کہاں کروں۔ اس لئے کہ مشکل تو یہ ہے کہ دریائے توبہ نہیں۔ یعنی توفیق توبہ نہیں کہ اپنی اس آخری عمر میں آفتاب کی طرح توبہ کے سمندر میں غسل کر کے حیض و جنابت سے طہارت حاصل کر لوں اور بے شمار ظاہری اور باطنی گناہوں کو دور کروں۔

حاصل یہ ہے کہ اگر خدا کی طرف سے مجھے توفیق حاصل ہو تو ان گناہوں سے توبہ کر سکتا ہوں۔ اور آگے بچ سکتا ہوں۔ ورنہ خدا ہی حافظ ہے ؛

(۶۱) خاقانیا ہنوز نہ خاصہ خدای ٭ با خاصگاں مگو کہ محاذ ابر آورم

جب ایسی حالت ہے تو جناب والا (خاقانی) مجھے معاف کرینگے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ (خاقانی) اسوقت تک تو خدا کے خاص بندوں عاشقوں سے ہوئے نہیں اسلئے آپکو یہ منہ سے نہ نکالنا چاہیئے کہ ہم تو عاشقان الٰہی کے مقابل اور برابر ہیں۔ کہاں وہ۔ اور کہاں آپ۔

(۶۲) لفظ گر در عیار من لو دگی لبی است ٭ باصنا محک چہ محاکا بر آورم
(حب)

عیار ۔ چاشنی زر و سیم
نقد سے مراد یہاں روح ہے ۔
آلودگی ۔ گناہ

صاحب محک صراف ۔ مراد سالک کامل
فاضل بلگرامی خداوند عالم سے مراد لیتے ہیں
محاکا ۔ دراصل محاکات ہے ۔ باہم گفتگو کرنا ۔

حکیم کہتا ہے اگر میرے نقد کے عیار میں بہت کچھ کھوٹا موجود ہے اور ابھی تک میں اُسے علٰحدہ نہ کر سکا تو پھر کسوٹی والے سے گفتگو کرنا اور یہ کہنا کہ ذرا اس سونے کو کسکر تو دیکھو ۔ بالکل بیکار ہے ۔ اس لئے کہ ہمیں تو خود ہی معلوم ہے کہ اس میں بہت کچھ میل کچیل موجود ہے ۔ یعنی جب میری روح صاف نہیں اس میں گناہ کی آلودگی موجود ہے ، تو پھر مرشد کامل سے گفتگو کرنا بے سود ہے ؛ آخر اس سے گفتگو کیا کی جائے ۔ وہ یہی کہدے گا ۔ تمہاری روح صاف نہیں ۔ جاؤ تصفیۂ باطن و تزکیہ نفس کرو ۔

قابل نامی اگر میرے نقد اعمال میں ریا کا کھوٹ موجود ہے تو میں پرکھنے والے سے کیا جھگڑ سکتا ہوں ۔

مطلب ایں کہ اگر اعمال من از ریا پاک نیست مرا پیش صاحب اخلاص خود را پاک وصاف باید نمود ۔ چراکہ از باخبر عیب نتواں نہفت ۔

فاضل بلگرامی اگر میرے نقد اعمال میں ریا کا کھوٹ ہے تو میں صراف (خدا) کے سامنے کیا بات بنا سکوں گا ۔

اشعار تشبیب ختم ہوگئے

تشبیب کے اشعار ختم ہوگئے ۔ خاتمہ پر جناب **شاداں بلگرامی** فرماتے ہیں

فاضل بلگرامی کے نزدیک اشعار تشبیب بے ربط ہیں

" اس قصیدے کے اشعار تشبیب بھی بے ربط ہیں ۔ اور گریز میں بھی بہت کچھ محذوف مان کر ربط پیدا کیا جا سکتا ہے ؛

میں عرض کرتا ہوں کہ فی الواقع آپ کو ان اشعار میں ربط کیونکر نظر آتا ۔ اس لئے کہ آپ نے تو پہلے ترک عشق و مراقبہ قائم کیا ۔ پھر دو چار شعروں کے بعد اپنی راے بدلدینا پڑی ۔ پھر وہ ترک آفتاب کر رہا تھا آپنے اسکو آفتاب معرفت تجویز کیا اسی طرح ہر ہر شعر میں جو چاہا وہ مراد لی ۔ اس صورت میں کیونکر ربط باقی رہتا ۔

میرے نزدیک ربط ہے

میرے نزدیک اس کے تمام اشعار میں ربط ہے جیسا کہ میرے مطلب سے واضح ہوتا ہے

میں ایک فارسی زبان کے پروفیسروں۔ ماہروں۔ اور خاقانی کے پڑھانے والوں سے پھر استدعا کروں گا کہ وہ دوبارہ نظر ڈالکر ملاحظہ فرمائیں کہ ربط ہے یا نہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ خاقانی نے اس تشبیب میں اپنے خیالات کو چند طرف مبذول کیا ہے وہ کسی کو پسند نہ ہو۔ اور بے ربط معلوم ہوتا ہو۔ جیسا کہ باغ عشق میں آنے کے بعد اس نے آسمان پر حملہ کرنا نظم کیا ہے۔ اور اپنے خیال کو آفتاب کی روئی کی طرف دوڑایا ہے۔ پھر اس پر نبرا کیا ہے۔

بہرحال ایک دو شعروں کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ بے ربط ہیں۔ باقی سب میں ربط ہے۔ اب رہی گریز وہ اس قصیدے میں موجود ہی نہیں۔ اس لئے کہ اب وہ کہہ رہا ہے کہ ؎

امسال گر ز کعبہ مرا باز داشت شاہ الخ

اس شعر نے بتا دیا کہ اس کے کچھ اوپر کے اشعار جاتے رہے۔ امتداد زمانہ نے شاعروں کے کلام میں بہت کچھ کمی بیشی اور تصرف کر دیا ہے چنانچہ عرفی کے ایک قصیدے کی تشبیب موجود ہے مارح ندارد ہے۔

اور وہ یہ ہے

ای برزدہ دامنِ بلا را ۔۔۔ سر در پی خویش دادہ ما را

(۶۳) امسال گر ز کعبہ مرا باز داشت شاہ ؛ زیں حسرت آتشی ز سویدا بر آورم

حسرت صحیح ہے نول کشوری نسخہ میں "حیرت" غلط لکھا ہوا ہے

سویدا۔ دل کا نقطہ سیاہ یہاں دل مطلوب ہے

حکیم کہتا ہے کہ اگر اب کی سال مجھے شاہ شروان نے حج سے روکا تو میں اس حسرت سے۔ اپنے دل سے آہ آتشیں نکالوں گا۔

شاہ شروان نے خاقانی کو حج سے روک دیا تھا۔ بلکہ ناراض ہو کر قید کر دیا۔

(۶۴) **گر بخت بازم بدر کعبہ رساندم ٭ کاحرام حج و عمرہ مثنا بر آورم**

رساندم کی میم مفعولی ہے۔

احرام۔ مختلف اطراف کے حاجی مختلف مقامات سے حج کی نیت کر کے ایک چادر جو سی ہوئی نہیں ہوتی ہے اوڑھتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں اور خود پر صحبت و مجامعت کو حرام کر لیتے ہیں۔ احرام باندھنے کے مقامات یہ ہیں:۔ ذوالحلیفہ۔ ذات عرق جحفہ۔ یلملم۔

کاحرام میرے نزدیک اس کاف کی ضرورت نہیں اور اگر مانا جائے تو بیانیہ ہوگا۔ اور ایک جملہ محذوف تسلیم کرنا پڑے گا۔ یعنی "برائے ایں امر" اس صورت میں اگر کی جزا دوسرا شعر ہوگا۔ ورنہ پہلے شعر کا دوسرا مصرع ٭

عمرہ۔ حج کا ایک رکن ہے احرام باندھ کر موضع تنعیم میں جو کعبہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے نفل پڑھتے ہیں۔ پھر واپس آ کر مکہ معظمہ کا طواف کرتے ہیں۔

مثنا۔ دوبارہ۔ مکرر

اگر میرا نصیب پھر مجھ کو خانہ کعبہ پر پہونچائے گا تو میں احرام حج اور عمرہ دوبارہ بجالاؤں گا۔ یا اگر میرا بخت پھر مجھ کو خانہ کعبہ پر اس امر کے لئے پہونچائیگا کہ میں احرام و عمرہ دوبارہ بجالاؤں تو

(۶۵) **یکسالہ فرض بر در کعبہ کنم قضا ٭ تکبیر آں فریضہ ببطحا بر آورم**

فرض۔ حکم خدا۔ جیسے نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔

قضا کردن۔ ادا کرنا۔ اور واجب کا ترک کرنا۔ تمام کرنا۔

قضا کی جگہ ادا کا بھی نسخہ ہے ٭

تکبیر۔ اللہ اکبر کہنا۔ خداوند عالم کی بزرگی ظاہر کرنا۔ اور حالت احرام میں یہ تکبیر پڑھی جاتی ہے "اللھم لک لبیک بسم اللہ اللہ اکبر اللھم اجعل لنا حجّا مبرورا و ذنبا مغفورا و سعیًا مشکورا

بطحا۔ ایسی زمین کو کہتے ہیں جہاں سنگریزے ہوں۔ مکہ معظمہ ایسے ہی مقام پر واقع ہے اس لئے مکہ معظمہ کو بھی بطحا کہتے ہیں۔

فریضہ وہی فرض ہے جسکا ادا کرنا واجب و ضروری ہے

ایک سالہ فرض کعبے کے دروازے پر ادا کروں گا (جو قضا ہوگیا) اور اس کی تکبیر مکہ یا صحرائے مکہ میں کہوں گا۔

(۶۶) حراق وار درفتد آتش بہ بوقبیس ؛ زآہی کہ چوں شرارہ مجزا برآورم

حراق۔ روئی یا اور کسی نرم چیز کا سوختہ جو چقماق کی آگ سے جل اٹھے ؛
بوقبیس۔ مکہ معظمہ کے قریب پہاڑی ہے
مجزّا۔ جزو جزو کیا ہوا۔ پارہ پارہ

حکیم کہتا ہے۔ کہ کعبے کے دروازے پر میں وہ آہیں کروں گا جو چنگاریوں کی طرح ہوں گی۔ کہ ان سے "کوہ ابوقبیس" اس طرح جل اٹھے گا۔ جس طرح چقماق کے شرارے سے سوختہ۔

(۶۷) از دست آنکہ داور فریادرس نماند ؛ فریاد در مقام مصلا برآورم

دست کے معنے یہاں سبب کے ہیں۔
داور فریادرس سے یا تو بادشاہ عادل مطلوب ہے یا آنحضرتؐ مراد ہیں۔
مقام مصلا۔ مقام ابراہیم آپکے نام سے ایک مصلّیٰ ہے وہاں دو رکعت نماز ادا کی جاتی ہے ؛

حکیم کہتا ہے کہ میں مقام ابراہیمؑ میں بھی فریاد کروں گا۔ کہ ہائے آنحضرت جو ایک داور فریادرس تھے۔ وہ نہ رہے۔ اس بنا پر دنیا میں کیا کیا مظالم ہوتے ہیں امت تباہ ہو رہی ہے ؛

چنانچہ میں بھی حج سے روکا جاتا ہوں۔

یا اس بنا پر فریاد کروں گا۔ کہ کوئی حاکم ایسا نہیں رہا۔ جو مظلوموں کی داد رسی کرے۔

(۶۸) زمزم فشانم از مژہ در زیر ناوداں ؛ طوفان خوں ز صخرۂ صمّا برآورم

زمزم فشاندن کنایہ بہت رونے سے ہے ؛

ناوداں۔ خانۂ کعبہ کی چھت کا پرنالہ مقصود ہے جسے میزابِ رحمت کہتے ہیں۔

صخرۂ صما۔ کہا جاتا ہے کہ بیت المقدس میں ایک بڑا اور سخت پتھر تھا جو ہوا پر معلق رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کے خوف سے ایک عورت کا وضع حمل ہو گیا۔ لہذا آڑ کے لئے ایک دیوار کھینچی گئی مگر وہاں تک پہنچی نہیں

قابل نامی نے اس موقعہ پر "صخرۂ صما" سے حجرِ اسود یا دلِ سخت مراد لی ہے۔

حکیم کہتا ہے۔ میں کعبہ کے پرنالہ کے نیچے کھڑا ہو کر اس قدر روؤں گا کہ سخت سے سخت پتھر بھی میری اس گریہ وزاری پر خون کے آنسو نکالے گا۔ بلکہ اس سے طوفانِ خون پیدا ہو جائے گا۔

(٦٩) **دریای سینہ موج زند آب آتشین ÷ تا پیش کعبہ لولوے لالا بر آورم**

آبِ آتشیں سے کنایہ گرم گرم آنسو ہیں۔

لولوے لالا۔ روشن موتی۔ یعنی اشک۔

میرے سینہ کا سمندر گرم گرم پانی کی لہریں مار رہا ہے۔ یعنی میرے سینے سے گرم گرم آنسو اُمڈے ہی چلے آ رہے ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ کعبہ کے سامنے روشن موتی پیش کروں۔

(٧٠) **از رشتہ اگر طلبد نفس یا حزن ÷ سر رشتہ من از سگِ سقیا بر آورم**

یہ شعر اس مقام پر بے محل ہے

رشتہ۔ تار ابریشم۔ سلک مروارید۔ دبافتہ ابریشمی ایک حلوا بھی ہے +

قابل نامی سے اختلاف

قابل نامی نے یہاں حلوے کے معنی میں اس لفظ کو لیا ہے۔ مگر اوپر والے معنی کے مقابلہ میں اچھا نہیں۔

یا حزن۔ ای افسوس۔ اس مقام پر یافہ زن کا نسخہ بھی ہے۔ بمعنی بیہودہ گو۔

سر رشتہ۔ معاملہ۔

سگِ سقیا۔ بغداد میں ایک شخص کا نام سقیا تھا۔ جب اسکا کتا مرگیا تو اُس نے اُسے زربفت کا کفن دیا۔ اور خوب زر و جواہر پہنائے اور دفن کر دیا۔ لوگوں نے اس آرائش

کا سبب پوچھا۔ سقیا نے کہا کہ یہ دنیوی آرائشیں اسی قابل ہیں کہ کتے کے لئے صرف کیجائیں
حکیم کہتا ہے کہ اگر یہ میرا بیہودہ گو نفس سلک مروارید و ریشمی لباس وغیرہ کی خواہش
کرے گا تو میں اس کے سامنے سگِ سقیا والا معاملہ پیش کروں گا۔ یعنی اگر کہیں اس نفس نے
لذات دنیا کی خواہش کی تو میں اسکو کشتہ کرکے زربفت وغیرہ کا کفن دوں گا۔ اور تمام زر و
جواہرات کے ساتھ اس کو جسم کے قبرستان میں دفن کر دوں گا؛

اس شرح کے محترم ناظرین کی توجہ میں اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ شعر
کسی طرح بھی اس جگہ سے تعلق نہیں رکھتا ہے اور اس بے ربطی پر کسی شارح کی نظر نہیں گئی۔
بہرحال اس شعر کو

چوں طبع من فسرونی عیش آرزو کند ۔۔۔ من قصہ خلیفہ و سقا برآورم

کے نیچے لکھہ لینا چاہتے وہیں سے اس کا ربط ہے؛

برآستان کعبہ مصفا کنم ضمیر ؛ ز و نعت مصطفائی مزکا برآورم

نعت ۔ مدح نبوی ۔۔۔ **مزکا** ۔ پاک کردہ شدہ۔

الحاصل میں آستانِ کعبہ پر رو کر صفائے قلب حاصل کروں گا۔ اور اس سے
اپنے پاک و برگزیدہ پیغمبرؐ کی تعریف کروں گا۔

دیباچہ سراچہ کل خواجہ رسل ؛ کز خدمتش مراد مہنا برآورم

دیبا چہ ۔ مصغر دیبا ہے۔ جو ایک ریشمی کپڑا ہے سلاطین اس کی قبا پہنتے ہیں بمناسبت آرائش کتاب کے خطبہ کو کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک دیباجہ بجیم عربی ہے بمعنی روی و رخسارہ۔ خطبہ کتاب بمنزلہ روی و رخسارہ ہوتا ہے اس لئے اسکو دیباجہ کہا گیا۔

سراچہ کل ۔ سراچہ تصغیر سرا ہے یہاں سراچہ کل سے تمام عالم اور کل موجودات مطلوب ہے

رسل ۔ رسول کی جمع۔

مہنا ۔ گوارا۔

حکیم کہتا ہے کون مصطفےٰ ؟ جو باعتبار (اول ما خلق اللہ نوری)

تمامی عالم وکل موجودات کے دیباچہ اور تمام رسولوں کے سردار ہیں۔ میں انکی خدمت (نعت) سے اپنی مرغوب مرادیں (مراتب اخروی) برلاؤں گا۔

(۷۳) سلطان شرع خادم لالا و بلالؓ ؛ من سر بپایبوسی لالا برآورم

سلطان شرع خادم۔ شرع خادم صفت ہے۔ سلطان موصوف۔ یعنی ایسے سلطان کہ شریعت الٰہی کے خادم ہیں۔ خادم کے بعد واؤ ہونا چاہیئے۔

دونوں بزرگوں نے سلطان شرع پڑھا ہے اور خادم کو موصوف اور لالا کو صفت ٹھرایا ہے لالا غلام۔ اور ایسا خدمتگار جو غلام ہی ہو۔ بلالؓ مشہور موذن ہیں صحابی ہیں جبش کے رہنے والے تھے۔ اور آپ کے جان نثار۔ لالا سے مراد حضرت بلال ہیں۔

حکیم کہتا ہے کہ ہیں تو آپ سلطان۔ مگر الٰہی شریعت کے خادم ہیں۔ اور آپ کے جان نثار غلام حضرت بلال ہیں میرا یہ مرتبہ کہاں کہ حضور کے پائے مبارک کا بوسہ لوں۔ لہٰذا میں آپ کے غلام حضرت بلال کے قدموں کا بوسہ لوں گا۔

اور دوسری صورت میں یہ معنی ہوئے کہ آپ بادشاہِ شریعتِ الٰہی ہیں۔ اور آپ کے خدمت گار غلام حضرت بلال ہیں۔ میں اُنھیں کے قدموں کو چوموں گا۔

(۷۴) دربارگاہ صاحب معراج مغز جان ؛ معراج دل بحبت ماوی برآورم

صاحب معراج:۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ کو ۲۷ رجب میں معراج ہوئی۔ رات کا وقت تھا۔ خداوند عالم نے جبرئیل کے ہاتھوں براق بھیجا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ بیت المقدس۔ آسمان بہشت دوزخ کی سیر کرتے ہوئے اور انبیائے سلف و فرشتوں سے ملتے ہوئے مقرب بارگاہ ایزدی ہوئے۔

فاستوی وھو بالافق الاعلی ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی

(ترجمہ) پھر وہ قائم ہوا جس حال میں کہ وہ اونچے سے اونچے افق کے قریب تھا۔ پھر وہ اور قریب ہوا پھر معلق ہوگیا یا ملگیا پھر دو کمان کا فاصلہ رہ گیا۔ یا کچھ کم

جنت ماویٰ - پانچویں بہشت کا نام ہے۔ بہشت آٹھ ہیں۔ خلد دارالسلام۔ دارالقرار۔ جنت عدن۔ جنت الماوے جنت النعیم۔ علیین۔ فردوس۔

حکیم کہتا ہے کہ صاحب معراج کی وہ بارگاہ ہے جہاں شرف تقدیر دلکو معراج ہوگی کہاں ہوگی جنت الماویٰ میں۔ یعنی آنحضرت کی بارگاہ کی حاضری سے مجھے وہ شرف حاصل ہوگا جس سے میری روح ہر وقت جنت میں رہے گی۔ اور یا یہ کہ یہی بارگاہ جنت الماوی ہے۔ یعنی مزار نبوی میں میری حاضری ایسے ہے کہ جیسے میں جنت الماویٰ میں پہونچ گیا۔ اور وہاں مجھے معراج ہوئی ؂

(۷۵) **باقرب قاب قوسین بر خاک درگہش آوازِ دنیٰ فتدلیٰ بر آورم**

(دو کمانوں کا فاصلہ) (قریب ہوا) (پھر مل گیا)

قاب قوسین - **دنیٰ** - **فتدلیٰ** کے معنی اوپر کی آیت کے ترجمہ میں آگئے ہیں حکیم کہتا ہے۔ میں آپکی درگاہ کی خاک کی قرب کے باوجود "دنی فتدلیٰ" کی آواز نکالوں گا۔

مقصد یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت کو معراج حاصل ہوئی اور آپ میں۔ اور خداوند عالم میں دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ اسی طرح میں تقرب رسول مقبول حاصل کروں گا۔ اور باوجود دو کمانوں کے فاصلہ کے میں آواز دنی فتدلی نکالوں گا۔

(۷۶) **گرمد حتش بخاک سراندیپ در کنم ❁ کوثر ز خاک آدم و حوّا بر آورم**

خاک - ملک

سراندیپ - سیلون۔ لنکا۔ ہندوستان کے جنوب میں مشہور جزیرہ ہے۔ یہاں حضرت آدم و حضرت حوّا کی قبر بتائی جاتی ہے۔ لوگ زیارت کو جاتے ہیں۔ چونکہ یہ مقام منطقہ حارہ میں واقع ہے اور خط استوا کے نیچے اسوجہ سے گرم ہے اور پانی کی قلت ہے۔

کوثر - بہشتی حوض ہے۔

خاک آدم - قبر حضرت آدم ع

حکیم کہتا ہے آپ کی وہ ذات بابرکات ہے کہ اگر میں آپ کی مدح سیلون ایسے گرم

وخشک مقام میں جا کر کروں۔ تو اس کا یہ اثر ہوگا۔ کہ حضرت آدم و حوا کی قبر سے کوثر کا چشمہ جاری ہو جائے گا۔ یعنی وہ آدم اور وہ حوا۔ جو بہشت سے نکالے گئے اور جنت کے فراق میں برسوں روئے۔ یہاں تک کہ مر گئے۔ اور سیلون میں دفن ہوتے۔ حضورؐ کی نعت وہ نعت ہے کہ اگر ان دونوں کی قبر پر کی جائے تو اس کے اثر سے بہشت ہو جائے گی۔ اور صرف بہشت ہی نہیں۔ بلکہ چشمہ کوثر بھی وہاں موجود ہوگا۔

قابل نامی - نعتِ آں سرور چناں برکت دارد کہ ہر جائیکہ گفتہ شود دراں نزول رحمتِ الٰہی مے شود۔ یا نعت گوئی من چناں مقبول ست کہ اگر من آں را بقبر آدمؑ و حواؑ خوانم از قبر آنہا بصلۂ نعت برائے من حوضِ کوثر برانگیزد۔ یعنی آں ہمہ خوشنود گشتہ برائے من دعائے نجات آخرت وثواب رحمت وشفاعت کنند۔

جس عبارت پر میں نے خط کھینچ دیا ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمائیے۔ شعر کے الفاظ سے کچھ بھی تعلق ہے!

قابل نامی کا مطلب شعر کے الفاظ سے ہٹ گیا ہے۔

(۷۷) **کی باآں زماں کہ رسم باز حضرتش ✽ آواز یا مغیث اغثنا برآورم**

رسم باز حضرتش - ای باز بحضرتش رسم۔ یا بحضرتش باز رسم۔ میں پھر درگاہ میں پہونچوں۔

قابل نامی نے باز برائے مہملہ پڑھا ہے یعنی دخل بزرگ بزرگی میرے نزدیک جو اچھا تھا وہ لکھدیا۔

قابل نامی سے اختلاف

یا مغیث اغثنا - ای فریاد رس میری فریاد کو پہنچ۔

دیکھیے! وہ وقت کب آئے گا کہ میں پھر آپکی درگاہ میں پہونچکر یہ آواز نکالوں۔ کہ اے فریاد رس میری فریاد کو پہونچیے۔

(۷۸) **زان غصہ ہا کہ از دم آلودگان عصر ✽ غلغل دراں حظیرۂ علیا برآورم**

غصہ - رنج - اندوہ گلوگیر۔

آلودگان عصر - یہ ہمارے زمانہ کے گنہ گار۔ وہ لوگ جن سے خاقانی کو تکالیف پہنچی۔ قابل نامی اور جناب محشی فرماتے ہیں

جناب محشی اور قابل نامی سے اختلاف

"شاعروں سے مراد ہے" میری عقل حیران ہے کہ یہ ہر جگہ شعر و شاعر سے کیوں مراد لیجاتی ہے"

حظیرہ - قبر کے گرداگرد جو کٹہرا ہوتا ہے گنبد مزار مقدس نبوی مطلوب ہے۔

عُلیا - بالضم اعلی کی تانیث ہے۔ ہر چیز بلند تر۔ غیاث ۱۲

حکیم کہتا ہے۔ ان آلودگان عصر سے جو جو مجھے تکالیف و رنج پہونچے ہیں انکی شکایت میں مَیں آپ کے مزار مقدس میں بہت شور مچاؤں گا۔ اور فریاد کروں گا کہ حضورؐ میری دادرسی کیجئے اس لئے کہ ان لوگوں نے میرے ساتھہ بہت بُرا سلوک کیا ہے۔ مجھے حج سے روکا گیا۔ مجھے قید کیا گیا۔ میرے اوپر تہمت لگائی گئی۔ جیل میں طرح طرح کے تکالیف پہونچائے گئے۔

۷۹ دارا و داور جہاں را از من جہان وستان ॥ فریاد پیش دارا و داور برآورم

دارا - بادشاہ

داور - منصف۔

را - برای اضافت - یا بمعنی برائے۔

جہاں سے مقصود - اہل جہان۔

آپ ہی دنیا کے بادشاہ اور منصف ہیں - میں آپ ہی کے سامنے ان آلودگان عصر کے مظالم کی فریاد کروں گا۔

۸۰ ز اصحاب خویش چون سگ کہف اندر رم ॥ آه از شکستگی سر و پا بر آورم

اصحاب سے مراد وہی آلودگان عصر ہیں کہ جنسے خاقانی کو تکالیف پہونچے ہیں۔

سگ کہف - دقیانوس کے خوف سے جب اصحاب کہف بھاگے تو اُنکے ساتھہ کتا بھی ہولیا۔ جسکا نام قطمیر تھا۔ ان لوگوں نے یہ سمجھکر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے ہمارا پتہ لگ جائے۔ اس کے ڈھیلے مارنے شروع کئے وہ زخمی ہوگیا اور زبان حال سے گویا ہوا کہ "ہم تو تمہاری محبت میں آرہے ہیں اور تم ہمارے ساتھہ یہ سلوک کر رہے ہو۔

آن لوگوں نے قطمیر کو اپنے ساتھہ لیلیا

حکیم کہتا ہے کہ مَیں اپنے ساتھیوں۔ ان دوستوں کی شکایت میں آپ کے حریم

مبارک میں آہ و فریاد کروں گا۔ کہ دیکھئے ان لوگوں نے بلا وجہ میرے ہاتھہ۔ پاؤں۔ اور سر کو زخمی کیا ہے۔ یعنی میں تو ان کے ساتھہ وفا داری و محبت سے پیش آتا تھا جس طرح قطمیر اصحاب کہف کے ساتھ۔ مگر انھوں نے حسد و بغض و کینہ کی وجہ سے مجھے طرح طرح کی مصائب و تکالیف پہونچائے۔ کبھی قید کیا۔ کبھی گرفتار رہا۔ اور کبھی کچھہ۔

(۸۱) **دندانم از سنگ غرامت شکستہ اند ؛ وقت ثنای خواجہ ثنایا برآورم**

سنگ غرامت۔ غرامت کے معنی عذاب۔ پشیمانی کے ہیں۔ "سنگ غرامت" میں اضافت بادنیٰ ملابست ہے یعنی وہ پتھر جو عذاب کی وجہ سے اٹھایا گیا ہو۔ **ثنایا**۔ اگلے چار دانتوں کو کہتے ہیں دو نیچے کے۔ دو اوپر کے۔ **"ثنایا برآوردن"** کے متعلق محشی نے لکھا ہے کہ دوگنے شعر کہوں گا۔ فاضل بلگرامی نے لکھا ہے کہ وہ ٹوٹے ہوئے دانت پھر نکالوں گا۔

حکیم کہتا ہے کہ اگرچہ ان میرے اصحاب نے میرے دانتوں کو عذاب کے پتھر سے توڑ ڈالا ہے۔ اور مجھے اس قابل نہیں رکھا کہ میں آپ کی مدح کر سکوں۔ مگر میں اسکی کچھہ پروا نہیں کروں گا۔ آپ کی مدح کے وقت میں ضرور مدح کروں گا۔ اور دوگنی کروں گا۔ اگرچہ میرا منہ اس قابل نہیں رہا ؛

(۸۲) **سوگند خورد مادر طبعم کہ در ثناش ؛ از یک شکم دوگانہ چو جوزا برآورم**

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ میری مادر طبع تو قسم کھا بیٹھی ہے کہ آپ کی مدح میں ایک شکم سے جوزا کی طرح دو بچے توام جنے گی۔

مقصود حکیم کا یہ ہے کہ۔ ایک سال چونکہ مجھے حج و زیارت سے روک دیا گیا تھا اس وجہ سے میں قصیدہ نہ کہہ سکا۔ اس مرتبہ کی حاضری میں۔ میں دو قصیدے آپ کی مدح میں کہوں گا۔ اور ضرور کہوں گا۔ گو میں تکالیف کی وجہ سے اس قابل نہیں رہا۔ کہ ایک قصیدہ بھی کہہ سکوں ؛

۸۳ اسمائے طبع من بنکاح ثنائے اوست :: زاں فالِ سعد زادہ خترِ اسما برآورم

اسماء۔ مشہور معشوقہ ہے جسکا عاشق سعد تھا
اسمائے طبع میں اضافت تشبیہی ہے۔
فالِ سعد۔ فالِ نیک۔ سعد عاشق اسما تھا

یہاں ثنائے آنحضرتؐ عاشق۔ معشوقہ طبعِ خاقانی ہے :
اخترِ اسما۔ یعنی اخترِ طبع خاقانی۔

حکیم کہتا ہے کہ میری طبیعت کی معشوقہ تو آپ کی ثنا کے نکاح میں ہے یعنی میری طبیعت آپ کی مدح کی پابند ہے۔ اور کسی کی مدح سے اس کو علاقہ ہی نہیں۔ اس بنا پر میں اسی اسمائے طبع کے طالع سے فالِ سعد و نیک نکالتا ہوں۔ یہی باعث نجات ہوگی

(۸۴) امروز گر ز ثنائش ہست مرا کوثرے :: رخت از گوِ ثری بہ ثریا برآورم

(۸۵) فردا من از شفاعت او کار آن سرے :: در حضرتِ خدائے تعالیٰ برآورم

گو = غار۔ گڑھا۔
ثری = زمین نمناک۔
ثریا = پروین۔ اور وہ چھوٹے چھوٹے چندستارے ایک دوسرے کے متصل

ہیں اور چاند کی تیسری منزل ہے :
فردا = کل جو آئیگا۔ قیامت مراد ہوتی ہے
آں سرا = عالم آخرت۔
حضرت = نزدیکی۔ حضور۔ درگاہ

حکیم کہتا ہے۔ کہ آج کے دن تو آپکی مدح سے میرے لئے چشمہ کوثر موجود ہے یعنی میرا کلام آپکی نعت کی بدولت نہایت فصیح و شیریں ہے۔ اور اسی کلام کی بدولت میں نہایت بلند مرتبہ ہو جاؤں گا۔ گویا میں اپنا سامان غار سے نکال کر ثریا پر پہنچاؤں گا۔ اور کل قیامت میں آپ کی شفاعت سے عالم آخرت کے مقاصد خداوند عالم کی درگاہ سے پوری کرونگا

قصیدہ ختم ہوگیا

قصیدہ دوم

(۱) ش

صبحدم چوں کلہ بند د آہ دود آسائی من

چوں شفق در خوں نشیند چشم شب پیمائی من

اس قصیدے کے چار شارح ہیں۔ جن کی شرحیں میرے پاس موجود ہیں۔

اس قصیدے کے چار شارح ہیں

اوّل جناب محمد داؤد شادی آبادی۔ آپ قصیدے میں سے چند ایسے اشعار کی شرح کرتے ہیں۔ جن کو اپنے نزدیک شکل سمجھتے ہیں۔ باقی چھوڑ دیتے ہیں ؛ میں آپ کو فاضل شارح کے لقب سے ملقب کروں گا۔ اور جس شعر پر آپ کی شرح ہوگی۔ وہاں یہ علامت (ش) بنا دوں گا۔ اس سے ناظرین کو اندازہ ہو جائے گا کہ کس قدر اشعار کی ان بزرگ نے شرح کی ہے ؛

(۱) فاضل شارح

دوئم جناب محشی۔ آپ کہیں کہیں حلِ لغات کر دیتے ہیں اور کسی جگہ اپنے۔ اور کسی مقام پر دوسری شرحوں سے حاشیہ چڑھا دیتے ہیں ؛

(۲) جناب محشی

سوئم جناب پروفیسر نامی۔ آپ نے ایک انتخاب کے تین قصیدوں کی شرح کی ہے۔ اُن میں سے یہ دوسرا قصیدہ ہے۔ آپ نے اُردو میں معنی اور فارسی میں مطلب لکھا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے قصیدے میں عرض کیا ہے ؛

(۳) جناب نامی

چہارم جناب پروفیسر شاداں بلگرامی۔ آپ نے چودہ قصیدوں کی شرح کی ہے۔ جو طبع ہو گئی ہے ؛

(۴) پروفیسر شاداں بلگرامی

شارحین کے نام بتانے کے بعد اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں یعنی قصیدے کی شرح شروع کرتا ہوں ؛

حکیم خاقانی نے یہ اشعار اس وقت کہے ہیں جس وقت کہ وہ قید خانہ میں تھا؛

وزن شعر

اس قصیدے کی بحر رمل مثمن محذوف یا مقصور ہے۔ اس کا وزن "فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن" یا "فاعلات" دو بار ہے؛

حل لغات

کِلّہ۔ بکسر اول وثانی مشدد۔ اُس مہین اور جالی دار پردے کو کہتے ہیں جو مچھروں مکھیوں کے لئے مسہری کے گرداگرد لگاتے ہیں۔ اسمیں دُلہن کی بھی آرائش کیجاتی ہے۔ اور اُس قبہ کو بھی کہتے ہیں جو بادشاہوں وغیرہ کی آمد میں بازاروں اور شاہی عمارت کے سامنے تیار کیا جاتا ہے اس کو رنگین کپڑے سے منڈھ دیتے ہیں۔ بستن اور زدن کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے؛

دود آسا۔ دھوئیں کی طرح۔ دود۔ دھواں۔ آسا۔ مانند۔ دود آسا صفت آہ ہے؛

در خون نشیند۔ خون آلودہ ہوتی ہے سرخ ہوتی ہے؛

چشم شب پیما۔ وہ آنکھ جو رات کی طے کرنیوالی ہو۔ یعنی رات بھر جاگی ہو۔

حکیم قید خانے میں ہے۔ صبح کا وقت ہے اپنی حالت کا فوٹو کھینچتا ہے۔ کہتا ہے۔ اس قید خانہ کی رات بھر کی تکلیف کی وجہ سے صبح کے وقت کہ میرے سینہ سے آہیں دھوئیں کی طرح نکلتی ہیں۔ (اُن کو کسی طرف جانے کا راستہ تو ملتا نہیں کیونکہ قید خانہ چاروں طرف سے بند ہے۔) تو اس عمارت میں چاروں طرف پھیل کر مسہری کے پردے یا قبے کی طرح ہو جاتی ہے۔ یعنی اے آرام سے چھپر کھٹ پر سونے والو! تمہارے لئے وہ جالی دار پردہ ہے۔ میرے لئے اس قید تنہائی میں ان آہوں کے دھوئیں کا پردہ ہے۔ اس کے بعد اب میری آنکھوں کی حالت سنو۔ رات بھر کے جاگنے۔ اور اشک خوں رونے کی وجہ سے۔ اسقدر آنکھوں میں سُرخی ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ جیسے شفق کی طرح خون میں ڈوبی ہوئی ہیں۔

یعنی انتہائے تکلیف میں ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وقت صبح میں آہیں کر رہا ہوں۔ اور خون کے آنسو رو رہا ہوں؛

شعر (۲)

مجلس غم ساختہ است و من چو بید سوختہ
تا بمن راوق کند مژگان می پالای من

صاف کند ۱۲ — موصوف ۱۲ — صفت ۱۲ — مضاف الیہ

حل لغات

بید سوختہ - جلا ہوا بید - بید کا کوئلا - ایران میں دستور ہے کہ مٹکے میں شراب بھر کر اس میں بید کا کوئلہ ڈالتے ہیں چند روز کے بعد شراب صاف اوپر آجاتی ہے اور گاد - تلچھٹ نیچے بیٹھ جاتی ہے ؛

اس شراب کو راوق کہتے ہیں ؛ **راوق کردن** - شراب کو صاف کرنا خواہ کپڑے سے صاف کیجائے یا کسی دوسری چیز سے **مژگان می پالا** - ایسی پلکیں جو شراب کی صاف کرنے والی ہوں ؛

معنی

حکیم کہتا ہے - کہ اے عیش و عشرت میں بسر کرنے والو! تمہارے یہاں محفل عشرت گرم ہوگی - اور نتھری ہوئی شراب کا دَور چل رہا ہوگا - مگر یہاں بھی غم کی محفل آراستہ ہے - اور نتھری ہوئی شراب کا دور چل رہا ہے - اور وہ اس طرح کہ میں اس قید تنہائی میں آتش غم سے جل کر بید کے کوئلے کی طرح ہوگیا ہوں - اور میری پلکیں کہ جن کے متعلق یہ کام ہے کہ وہ شراب صاف کریں - خونیں اشکوں کی شراب ان کوئلوں پر ٹپکا ٹپکا کر صاف کر رہی ہیں - دیکھو ہماری محفل غم میں یہ سُرخ اور نتھری ہوئی شراب کام میں لائی جارہی ہے مقصد یہ ہے - کہ اشک خونیں آنکھوں سے نکل کر میرے اوپر ٹپ ٹپ گر رہے ہیں

فاضل بلگرامی - جلسہ غم مہیا ہے - اور میں غم کے مارے مثل بید سوختہ ہوں تاکہ مجھسے میری مژگان خون پالا غم کی شراب کو نتھار کر مجلس غم کے لئے شراب غم صاف اور نتھری ہوئی تیار کرے - حاصل یہ ہے کہ خون کے آنسو روتا ہوں -

شراب غم صحیح نہیں

حاصل تو صحیح ہے - مگر شراب غم صحیح نہیں ؟

(۳)

رنگ بازیچہ ست کار گنبد نارنج رنگ
چند جو شیم گزبرونم نگذرد صفرای من

مثل ۱۲

رنگ کے ۳۲ معنی اہل لغات نے ضبط کئے ہیں یہاں دونوں جگہ یہ معنی مثل و مانند ہیں ؎

گنبد نارنج رنگ ایسا گنبد جو نارنج کی طرح گول ہو۔ آسمان سے کنایہ ہے۔

صفرا۔ پت۔ تلخہ۔ چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ چار خلطیں یہ ہیں۔

(۱) خون — اسکا مزاج گرم تر ہے
(۲) بلغم — سرد تر ہے
(۳) سودا — سرد و خشک
(۴) صفرا — گرم و خشک۔ اسکی رنگت زرد ہے گرم و خشک ہونیکی وجہ سے غضب و خشم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ اور یہاں یہی مطلب ہے

حکیم کہتا ہے اس گنبد نارنج رنگ (آسمان) کے جتنے کام ہیں سب کے سب مثل بازیچۂ طفلاں ہیں۔ ان کو دیکھکر میں اندر ہی اندر کب تک جوش کھاتا رہوں اور یہ خیال کرتا رہوں کہ میرا اندرونی غضب باہر نہ نکل پڑے۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ اس ظالم آسمان کے کام بازیچہ کی طرح ہیں ان طفلانہ حرکات پر ہر شخص کو غصہ آجائے گا۔ چنانچہ مجھے بھی آتا ہے۔ مگر میں ابھی تک اپنے خشم کو گھونٹ گھونٹ کر رکھتا ہوں۔ لیکن میں ایسا کب تک کرتا رہوں گا ؎

قابل نامی کا مطلب الفاظ سے ہٹتا ہوا ہے

قابل نامی۔ " مطلب یہ کہ میں تو بہت ضابط ہوں۔ مگر آسمان اپنی چالاکیوں کی وجہ سے میرے غم کو میری حالت سے ظاہر کر دیتا ہے۔ (لفظ نارنج میں یہ لطف ہے کہ نارنگی صفرے کو باہر نکالتی ہے"۔

یہ تو صحیح ہے کہ نارنج قاطع صفرا ہے۔ مگر آسمان کہاں خاقانی کے غم کو باہر نکال رہا ہے ؎

(۴)

تیر باران سحر دارم سپر چوں نفگند
ایں کہن گرگی خشن بارانی از غوغای من

تیر باران سحر۔ آہ ہائی سحری سے کنایہ ہے
سپرافگندن۔ عاجز ہونا۔
کہن گرگ۔ اسی آسمان کو کہا ہے۔ اس لئے کہ یہ بڑا پرانا خونخوار ہے ؎
خشن بارانی۔ خشن بالکسر ثانی درشت۔ بارانی۔ نمد یا سقرلاتی جامہ اور وہ ٹوپی

جو بارش میں پہنی جاتی ہے (برساتی) | غشن بارانی کہا ہے
ستاروں کی وجہ سے آسمان کو | غوغا۔ شور۔ مجازاً احمد

حکیم کہتا ہے یہ صحیح ہے کہ یہ آسمان فی الواقع ایک گرگ باراں دیدہ۔ گرم وسرد زمانہ چشیدہ ہے۔ ساتھ ہی اس کے اپنی حفاظت کے لئے موٹی۔ کھرکھری۔ برساتی بھی پہنے ہوئے ہے۔ مگر میں بھی وہ کاری تیر آہِ سحری رکھتا ہوں کہ جس کی بارش سے اس کی برساتی تباہ ہوسکتی ہے۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ میرے حملہ سے سپر ڈالدے اور عاجز نہ ہو جائے ؛

این خم آہن گوں کہ چوں ریم آہنم پالوده ساخت
شد سکاہن پوشش از دود دل درواے من

(نیلگوں آسمان — لوہے کا میل — گداختہ کیا — سیاہ — لباس — آہ — سرگشتہ)

خم آہن۔ بر وزن کشادن۔ ایک قسم کا کالا یا نیلا پتھر ہوتا ہے کسی قدر سرخی مائل۔ اس کی دو قسمیں ہیں نر۔ مادہ۔ نر کو پانی میں گھسا جائے تو شنجرف کی طرح سرخ ہوتا ہے اور مادہ کو گھسنے سے ہرتال کی طرح زرد رنگ حاصل ہوتا ہے بعض کہتے ہیں کہ ایک قسم کا لوہا ہے طبیعت ان دونوں کی سرد ہے۔ اگر اس کے ظرف میں شراب پی لی جائے تو مستی نہیں ہوتی ؛ عربی میں حجر حدید کہتے ہیں۔

خم آہن گوں۔ آسمان نیلگوں سے کنایہ ہے۔
ریم لوہے کا میل۔ اور ریپ۔

پالودن۔ صاف کرنا۔ گداختہ کرنا۔
نول کشوری نسخہ میں پالوده سوخت ہے۔ مگر اچھا "پالوده ساخت" ہے

سکاہن۔ بکسر اول۔ ایک قسم کا سیاہ رنگ ہے اس کو سرکہ اور لوہے سے بناتے ہیں۔ کپڑا۔ اور چمڑا رنگا جاتا ہے۔ اس کا ترجمہ کسیس کیا جاسکتا ہے۔ یہ لفظ سرکہ اور آہن سے مرکب ہے کثرت استعمال سے (س) گر گئی۔

سکاہن پوشش۔ سیاہ لباس۔ یا سیاہ لباس والا۔

دروا۔ سرگشتہ۔ حیران۔ معلق۔ سرنگون۔

حکیم کہتا ہے کہ اتنا تو اب ہی ہو گیا ہے کہ یہ نیلا آسمان (جس نے مجھے اس قید خانہ کی بھٹی میں آتش غم سے اس طرح گداختہ کیا ہے۔ جس طرح لوہار لوہے کو آگ کی بھٹی میں ڈالکر اس کی میل نکالا کرتے ہیں) میرے سرگشتہ دل کے دھوئیں (آہوں) سے سیاہ لباس والا ہو گیا ہے۔

تین شعر آسمان کے متعلق ہیں

مذکورۂ بالا تین شعر آسمان کے متعلق ہیں۔ اب پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہے۔ یہ میں نے اس وجہ سے ظاہر کیا ہے کہ بعض حضرات کو خاقانی کے قصائد میں ربط نہیں معلوم ہوتا ہے:

روی خاک آلود من۔ چون کاه۔ بر دیوار حبس

(۶) از زخم کهگل کند اشک زمین اندای من

معنی

اب پھر قیدی اپنی حالت کا فوٹو کھینچتا ہے۔ کہتا ہے۔ کہ یہاں قید خانہ میں نہ تکیہ۔ نہ بچھونا میرا وہ رخسارہ جو قید خانہ کی تکالیف سے۔ مثل سوکھی۔ اور زرد گھانس کے ہو گیا ہے زمین پر پڑا رہتا ہے۔ یہ تو ادھر پڑا ہوا ہے۔ اور اُدھر میری آنکھوں سے آنسو کیا۔ بلکہ پانی جاری ہے۔ یہ پانی (اشک) مٹی اور میرے رخ کی سوکھی گھانس کو ملا کر کہگل تیار کرتا ہے۔ اور قید خانہ کی دیوار پر کرتا رہتا ہے:

مقصد حکیم کا یہ ہے۔ کہ میرا چہرہ کبھی تو زمین پر ہوتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اور کبھی یہ کیچڑ بھرا ہوا چہرا اٹھا کر قید خانہ کی دیوار پر رکھ دیتا ہوں۔

مار دیدی در گیا پیچان۔ کنون در غار غم

(۷) مار بین پیچ در ساق گیا آسای من

گیا۔ نبات۔ گھانس | غار غم۔ قید خانہ۔

مار ۔ سانپ ۔ دوسرے مصرعہ میں زنجیر سے استعارہ ہے ۔ جو شاہی حکم سے خاقانی کے پاؤں میں ڈالی گئی تھی ۔
ساق گیا آسا ۔ ساق ۔ پنڈلی

گیا آسا ۔ گھاس کی طرح ۔
یعنی ایسی پنڈلی کہ جو قید خانے کے تکالیف سے گھل گھل کر مثل گھاس کے ہوگئی ۔

معنی

بیچارہ قیدی کہتا ہے ۔ تم نے یہ تو بارہا دیکھا ہوگا ۔ کہ گھاس یا پودے پر سانپ پٹا ہوتا ہے ۔ ایک ذرا قید خانہ میں آؤ تو میں تمہیں ایک اور تماشا دکھاؤں ۔ میری ان لاغر پنڈلیوں میں دو سانپ لپٹے ہوئے ہیں ۔ یعنی قید خانہ ہی کی تکالیف کیا کم تھی ۔ اس پر طرّہ یہ کہ میرے پاؤں میں زنجیریں الگ ڈالی گئی ہیں ۔ کیا بتاؤں ان سے کیا تکلیف ہوئی ہے ۔ گویا دو کالے ناگ ہیں کہ ہر وقت ڈس رہے ہیں ۔

ش (۸)

اژدہا بین حلقہ گشتہ ۔ خفتہ زیر دامنم
(زنجیر ۔ گنڈلی منڈلی مارے ۱۲)
زان نجنبم ترسم آگہ گردد اژدرہائی من
(جاگ اٹھے ۱۲ ۔ اضافت ادنیٰ ملابست ۱۲)

حل لغات

اژدہا ۔ اَژدَہا ۔ بڑا مہیب سانپ ۔ اژدہا کی (ہا) جمع کے لئے نہیں بلکہ جزو کلمہ ہے ۔
حلقہ گشتہ گنڈلی منڈلی مارے

اژدرہائے من میں اضافت بادنیٰ ملابست ہے ۔ چونکہ خاقانی کے پاؤں سے زنجیر کا تعلق ہو گیا ہے ۔ اس ادنیٰ ملابست کی وجہ سے "اژدرہائے من" کہا ہے ؛

معنی

اور یہ اژدہا میرے دامن کے نیچے گنڈلی منڈلی مارے پڑا سو رہا ہے اور میں اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ موذی جاگ اٹھے اور ڈس لے ۔ میں اپنے پاؤں کو ذرا بھی جنبش نہیں دیتا ؛

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میرے پاؤں میں اس قدر موٹی اور بھاری زنجیریں ڈالی گئی ہیں کہ جن کے وزن سے میں اپنے پاؤں کو ذرا بھی نہیں ہلا سکتا ۔

قابل نامی کے معنی

قابل نامی ۔ مطلب یہ کہ میں اس قدر مجروح و ناتوان ہو گیا ہوں کہ اب زنجیر

مجھکو ہلنے جُلنے میں بھی تکلیف دیتی ہے۔ اور نیز یہ بھی خوف ہے کہ اگر میں قید سے بھاگا۔
تو بادشاہ مجھپر اور ظلم وستم کرے گا ،

خط کشیدہ عبارت کو شعر سے کوئی علاقہ نہیں۔

(۹)

تا نترسند این دو طفل ہندو اندر مہد چشم
زیر دامن پوشم اژدرہای جان فرسای من

(ہر دو مردمک ۱۲ — اضافت تشبیہی ۱۲ — مضاف ۱۲ — صفت ۱۲ — بمعنی خود — مضاف الیہ اژدرہا ۱۲)

حل لغات

دو طفل ہندو ۔ ہر دو مردمک سیاہ دونوں آنکھ کی سیاہ پتلیاں ۔ چونکہ پتلی سیاہ ہوتی ہے اس وجہ سے انکو ہندو کہا۔
مہد چشم میں اضافت تشبیہی ہے پتلیاں آنکھ میں پھرتی رہتی ہیں اسوجہ سے چشم کو گہوارہ کہا ہے

اژدرہائے جانفرسائے من اژدرہا موصوف ہے۔ اسکی صفت جانفرسا ہے یہ صفت موصوف مل کر۔ مضاف ہے۔ اور "من" اس کا مضاف الیہ۔ اندریں صورت من بمعنی خود ہے یعنی "اژدرہائے خود" اور پوشم کا مفعول ہے۔ یعنی اژدرہائے خود را زیر دامن پوشم" اور "اژدرہا خود" میں اضافت بادنیٰ ملابست ہے

قیدی کہتا ہے۔ میں کیا بتاؤں۔ میں کس مصیبت میں ہوں۔ آنکھوں کے گہوارے میں پیارے دو چھوٹے چھوٹے ہندو لڑکے موجود ہیں۔ اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ ڈر جائیں۔ میں اپنے اژدھوں کو دامن کے نیچے چھپائے رکھتا ہوں۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میرے پاؤں میں اس قدر موٹی اور بھاری زنجیریں ڈالی گئی ہیں۔ کہ ان کی طرف دیکھا نہیں جاتا۔ اب تو دیکھے سے ہول آتا ہے ۔

(۱۰)

دست آہنگر مرا در مار ضحاکے کشید
گنج افریدوں چہ سود اندر دل دانای من

(قید خانہ کی زنجیر ۱۲ — صفت ۱۲ — مضاف — صفت — مضاف الیہ)

آہنگر ۔ لوہار۔
مار ضحاک ۔ ضحاک کے معنی بہت ہنسنے والا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے ماں باپ عربی النسل تھے۔ اسوجہ سے اسکا نام "ضحاک" رکھا گیا۔

کیونکہ تولد کے وقت اس کے اگلے دو
دانت موجود تھے بعض کہتے ہیں۔ دہ آک
کا معرب ہے۔ دہ۔ دش۔ آک۔ عیب
چونکہ اس میں دس عیب تھے اس وجہ سے
اس کا یہ نام رکھا گیا۔ بہر حال اس کے شانوں پر
دو زخم تھے۔ جن کا علاج یہ تجویز کیا گیا کہ دو
آدمیوں کا بھیجا روزانہ ملا جائے۔

اُن زخموں کو " مار ضحاک " کہتے ہیں۔
کاوہ نامی ایک لوہار نے فریدوں سے مل کر
اس کو گرفتار کرایا۔

یہاں " مار ضحاک " سے مراد قید خانہ کی زنجیر
ہے جو شاہی حکم سے خاقانی کے پاؤں میں
ڈالی گئی۔ **گنج افریدوں** سے علم و فضل
مراد ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ لوہار نے یہ زنجیر میرے پاؤں میں نہیں ڈالی۔ بلکہ اُس نے مجھے " مار
ضحاک " کی طرف پہونچا دیا ہے۔ یعنی ان بھاری خاردار زنجیروں سے میرے پاؤں میں
زخم پڑ گئے ہیں۔ اور یہ مار ہر وقت مجھے کھائے جاتے ہیں۔ اب اگر یہ بھی فرض کر لو کہ میرے
دل میں افریدوں کا خزانہ بھرا پڑا ہے یعنی بہت کچھ علم و فضل موجود ہے تو یہ ان مار ضحاک
کے دفع کرنے کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے؟

مقصد یہ ہے کہ اس تکلیف کے رفع کرنے کے لئے نہ علم کام دیتا ہے۔ نہ فضل۔
شعر کا مطلب ختم کرنے کے بعد جو میں نے دوبارہ غور کیا تو معلوم ہوا کہ میں
خاقانی کے اصل مقصد پر نہیں پہنچا۔

دوسرے معنی

حکیم کا مطلب یہ ہے۔ کہ واقعہ تو یوں ہوا کہ کاوہ آہنگر درفش کاویانی لیکر فریدوں
کے پاس پہنچا تھا۔ اور اس کی دلالت ضحاک کی طرف کر کے فریدوں کے ہاتھوں اس کا
قلع قمع کرایا تھا۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے۔ آہنگر کے ہاتھوں نے مجھے مار ضحاک کی طرف
پہنچایا ہے۔ اس صورت میں اگر میرے دل دانا میں گنج افریدوں موجود بھی ہو تو اس
سے کیا ہو سکتا ہے اور وہ کس طرح مار ضحاک پر قابو پا سکتا ہے۔ یہ افریدوں تو اسوقت
غالب آ سکتا تھا۔ جب کہ آہنگر اس کی رہنمائی کرتا۔

فاضل بلگرامی کے مختصر معنی

فاضل بلگرامی۔ لوہار نے تو مجھے زنجیریں پہنا دی ہیں پس اگر میرے
دل میں خزانہ علم و ہنر ہے تو اُس سے کیا فائدہ؟

آپ کے اس مختصر سے طالب علم کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے :

آتشین آب از جوی خونین برانم تا بہ کعب
کآسیا سنگی ست برپای زمین پیمای من

آتشین آب - سُرخ اور گرم گرم آنسو۔

جوے خونیں - سُرخ آنکھوں سے کنایہ ہے۔ خونیں اس وجہ سے کہ رات رات بھر جاگنے سے ان میں سُرخی آگئی۔ اور باقی خون کے آنسو تو انہیں نہر سے جاری ہی ہیں۔

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں:

"جوے خونیں۔ گریہ خونیں۔"

آپ کے پاس فاضل شارح کی شرح موجود ہے اور وہ "کنایہ از چشم" لکھ رہا ہے۔ مگر آپ صحیح کو بھی غلط کر دیتے ہیں۔ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔

کعب - شتالنگ۔ کہ علت کا ہے

آسیا سنگ - بترکیب مقلوب سنگ آسیا

آسیا۔ اُس چکّی کو کہتے ہیں۔ جو پانی کی طاقت سے چلتی ہے۔ یہ لفظ دراصل (آس۔ آب) تھا۔ یہ چکّی کسی نہر یا دریا کے کنارے قائم کیجاتی ہے پانی حکمت سے گرایا جاتا ہے اُسکی طاقت سے چلتی ہے۔ ہاتھ سے چلنے والی کو "دست آس" اور گدھے سے چلنے والی کو "خر آس" کہتے ہیں :

سنگ آسیا۔ خاقانی نے اس پتھر کو ٹھہرایا ہے جو قید خانہ والی زنجیر میں ہوتا ہے اُسی فارسی میں "زولانہ" اور "زاولانہ" بھی کہتے ہیں۔ یہ بھاری پتھر اس وجہ سے ہوتا ہے۔ تاکہ مجرم اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکے :

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں اپنی آنکھوں سے اشک خونیں بہا رہا ہوں۔ شاید تم نے اسکو بیکار خیال کیا ہوگا۔ ایسا نہیں۔ میں اس نہر سے گرم پانی اس وجہ سے جاری کر رہا ہوں کہ میرے پیروں پر جو آزادی کے وقت زمین پیمائی کیا کرتے تھے چکّی کا بھاری پتھر ہے اس کو وہ جنبش دے دیگا اور یہ چکّی گردش میں آجائے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ میرے پاؤں میں صرف زنجیر ہی نہیں ہے بلکہ اس میں بھاری پتھر بھی ہے

(۱۲)
ش

جیب من بر صدہ خارا عنابی شد ز اشک

کوہ خارا زیر عطفِ دامن خارائی من

مراد سنگ آسیا ۱۲

جیب۔ گریبان۔ پیرہن۔ کیسہ پر گریبان کیسہ زیر دامن۔

صدرہ۔ بالضم سینہ پوش۔ چھوٹا کرتا پیراہن نیم تنہ

خارا۔ ریشمی کپڑا ہے۔ سادہ اور مخطط ہوتا ہے۔ مخطط کو عنابی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عناب ایک شخص کا نام تھا۔ یہ کپڑا اسی سے منسوب ہے۔

عنابی۔ وہی مخطط ریشمی کپڑا۔ اور وہ رنگ جو عناب کا سا ہو۔

کوہ خارا۔ اسی سنگ آسیا کو کہا ہے۔ جو اوپر مذکور ہے۔

عطفِ دامن۔ سجاف دامن۔

حکیم کہتا ہے۔ یہ تماشا دیکھو کہ میں جو سادہ ریشمی کرتا پہنے ہوں۔ اشک خوں ٹپکنے کی وجہ سے اس کا گریبان سرخ دھاری والا عنابی کپڑا ہو گیا۔ اور کیوں نہ ہو جاتا ذرا میرے کرتے کے دامن کے نیچے تو دیکھو ایک سخت پتھر کا پہاڑ موجود ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ زنجیر ہیں وہ بھاری پتھر ہے جس کی تکلیف سے میں خون کے آنسو رو رہا ہوں اور وہ میرے کرتے پر گر رہے ہیں۔

(۱۳)

چون کنارِ شمع بینی ساق من دندانہ دار

ساق من خاید گوئی بختِ دندان خای من

موصوف ۱۲ طالع ناموافق

صفت

حل لغت

دندانہ دار۔ دندانہ ایسی چیز جو دانتوں کے مشابہ ہو۔ یہاں پنڈلی کو دندانہ دار اس وجہ سے کہا ہے کہ اس میں زنجیر کی رگڑ سے دندانہ پڑ گئے ہیں۔

بختِ دندان خا۔ طالع ناموافق

دندان خا۔ سگ گزیدہ و چیزے ناشناختہ ہا رسم اور اسی لغت کے تحت میں خاقانی کے اس شعر کو سند میں لاتے ہیں۔ اور میں عرض کرتا ہوں کہ اس مقام پر بخت بالضم ہے مشہور ظالم بادشاہ جس نے بیت المقدس

کو تباہ کیا تھا۔ اور دنداں بمعنی ظالم اُسکی صفت ہے "بخت دنداں خاے من" میرا ظالم بادشاہ

معنی

حکیم کہتا ہے۔ تم نے جلتی ہوئی شمع تو دیکھی ہوگی۔ اس کے کنارے پگھل کر دندانہ دار ہو جاتے ہیں ٹھیک اسی طرح میری پنڈلیوں کا گوشت اس بھاری اور خاردار زنجیر کی رگڑ کھا کر دندانہ دار ہو گیا ہے (ہائے تقدیر کا لکھا گویا اس ناموافق بخت نے میری پنڈلیوں کو چبا لیا ہے)

کہنا تو چاہیئے تھا کہ زنجیروں نے پنڈلیوں کو چبا لیا ہے۔ مگر خاقانی نے اس فعل کو بخت کی طرف منسوب کیا ہے۔ چونکہ یہ زنجیریں بخت نامساعد کیوجہ سے پڑیں۔ لہذا اس فعل کو اس کی طرف منسوب کیا۔

یہ معنی عام شارحین نے کیے ہیں اور صاحب عجم نے بھی اسی مطلب کو تسلیم کیا ہے

میرے معنی

میں کہتا ہوں۔ کہ اس مقام پر "بخت دنداں خا" اس مشہور ظالم بادشاہ کو تجویز کیا جائے جس کا ذکر میں نے حل لغات میں کیا ہے اور اُس سے مراد (شاہ شروان) ہی جائے جس کے حکم سے خاقانی کے پاؤں میں زنجیریں ڈالی گئیں ہیں۔ شعر نمبر (۱۰) میں اسی شاہ شروان کو ضحاک کہہ چکا ہے اور اُس کی زنجیر کو "مار" لہذا اس اعتبار سے یہاں ظالم بادشاہ قرار دینا نہ صرف مناسب بلکہ نہایت ضروری ہے۔ اس لئے کہ اسی کا (مار) خاقانی کی پنڈلیاں چبا رہا ہے۔ اس "باریک بات" پر شارحین کی نظر نہ گئی۔ اس لئے اونھوں نے "بخت" بالفتح پڑھا۔ فتدبر۔

باریک بات ۱۲

اس صورت میں معنی واضح ہیں۔ یعنی میری پنڈلیاں دندانہ دار ہوگئی ہیں۔ گویا کہ اس ظالم بادشاہ نے میری پنڈلیوں کو چبا لیا ہے۔ یعنی اس کی زنجیر نے۔

قابل نامی کے معنے

قابل نامی

میرے ظالم نصیبہ نے گویا میری پنڈلی چبا لی ہے۔ یعنی نصیب نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی

"میرے نصیب مخالف نے میری پنڈلی چبا ڈالی ہے"

فاضل شارح نے اس شعر کے معنی نہیں لکھے۔

(۱۴۵)

قطب وا رم بر سر یک نقطہ دارد چار میخ

ایں دو مریخ ذنب فعل زحل سیمائی من

(ستارہ قطبا در چکی کی کیلی — ایم مفعولی — فاعل ایں دو مریخ — ایک قسم کی سزا شکنجہ — مفعول — موصوف — صفت — صفت بعد صفت)

قطب اُن دو نقطوں میں سے ایک نقطہ ہے کہ ہر دو پہلوؤں پر ایک دوسرے کے محاذی میں مقرر کرتے ہیں۔ اگر کرہ کو حرکت دولابی دیجائے تو یہ دونوں نقطے اپنے مقام سے حرکت نہ کریں گے۔ اس کی زیادہ تفصیل علم ہیئت سے معلوم ہو سکتی ہے۔ بہرحال ان دونوں نقطوں پر دو ستارے ہیں۔ جن کو قطب شمالی۔ قطب جنوبی کہتے ہیں۔ ان کو مجازاً قطب کہتے ہیں ورنہ قطب وہی دو نقطے ہیں۔ جو مذکور ہوئے۔ شمالی قطب یہاں سے نظر آتا ہے۔ تم اس کے کسی جاننے والے سے شناخت کر سکتے ہو۔ وہ ہر وقت ایک ہی جگہ پر ہوتا ہے۔ قطب جنوبی یہاں سے دکھائی نہیں دیتا اور

قطب اُس لوہے کی کیلی کو کہتے ہیں۔ جو چکی کے نیچے والے پاٹ میں نصب ہوتی ہے اس شعر میں دونوں معنی ملحوظ رکھوگے تو زیادہ لطف آئے گا۔

چار میخ ۔ ایک قسم کی سزا ہے۔ جب کسی کو شکنجہ میں کستے ہیں تو اس کے ہاتھ پاؤں کو چار میخوں میں جکڑ بند کر دیتے ہیں۔

چار میخ دارد ۔ "دارد" کا فاعل پورا مصرعہ ہے ؎

مریخ ۔ مشہور سیارہ ہے۔ پانچویں آسمان پر ہے۔ اس کو "جلادِ فلک" کہتے ہیں۔ کیمیاگروں کی اصطلاح میں آہن و فولاد کو کہتے ہیں۔ دہکتے انگارے سے بھی کنایہ ہے۔

ذنب نغتین۔ دُم حیوان اور راس شکل کا نام ہے جو فلک جوزہر و مائل کے منطقہ کے تقاطع سے ایک بڑے سانپ کی سی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ایک طرف کو راس۔ دوسرے جانب کو ذنب کہتے ہیں

زحل ۔ فلک ہفتم پر سیارہ ہے جس کا رنگ سیاہ ہے۔ اور نحس اکبر ہے۔

دو مریخ ذنب فعل زحل سیما

دو مریخ موصوف ہے ذنب فعل اسکی صفت زحل آسیا صفت بعد صفت ہے۔ یہ موصوف صفت مل کر کنایہ ہے اس دو منحوس کالی لمبی زنجیروں سے جو خاقانی کے پاؤں کھائی

جاتی ہیں
دو مریخ - مضاف ہے - اور من مضاف الیہ
اس میں ادنیٰ بہ ملابست اضافت ہے - چونکہ
ان زنجیروں کا تعلق اب خاقانی کے پاؤں

سے ہو گیا ہے اس وجہ سے

"دو زنجیر من"

کہا ہے -

معنی

پیغمبر سخن کہتا ہے - جس طرح کہ ایک ہی نقطہ پر قطب کا قیام رہتا ہے " از جائی جنبد "
اسی طرح اس قید خانہ میں میرا بھی ایک ہی نقطہ پر قیام ہے ذرا بھی اِدہر اُدھر حرکت نہیں کر سکتا
وجہ اس کی یہ ہے کہ ان دو منحوس کالی لمبی لوہے کی زنجیروں نے مجھے چومیخا کرکے ڈالدیا ہے
حرکت کروں تو کس طرح کروں - یہ زنجیریں جلادی ہیں - مریخ ہیں - افعال میں ذنب - رنگ
و نحوست میں زحل - اور چونکہ اوپر کہہ آیا ہے کہ سنگ آسیا موجود ہے اس لئے قطب یعنی
چکی کی کیلی اس کے لئے نہایت مناسب ہے -

قطب - نقطہ - ذنب - مریخ - زحل - یہ سب اصطلاحات علم ہیئت وغیرہ ہیں - دیکھو
پیغمبر سخن نے ان سے کہاں کام لیا ہے -

شعر کی شرح ختم کرنے کے بعد محترم ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرانا
چاہتا ہوں - کہ اکثر شارحین اور نیز اہل لغات نے صرف اس قدر لکھ دیا ہے " دو مریخ
کنایہ از زنجیر " اسی طرح ذنب فعل اور زحل سیما کو دیکھنے والے کے دل میں دغدغہ
رہتا ہے کہ کیوں ؟ زنجیر کو " دو مریخ " کہا ؟ بے چارہ طالب علم صحیح مطلب پر نہیں
پہونچتا ؛

مثلاً جناب شاداں بلگرامی کی شرح جس کے دیکھنے سے طالبعلموں کے ذہن میں
سیکڑوں شبہے رہ جاتے ہیں - بلکہ اس سے مطلب بھی اخذ نہیں کر سکتے ؛

فرماتے ہیں - دو مریخ - کنایہ از زنجیر - ذنب - ہندی کیت - اسے منجم منحوس
مانتے ہیں - اگر سیارہ سعد کے ساتھ ہو تو اس کی سعادت جاتی رہتی ہے یا کم ہو جاتی ہے
دیکھلا یہ بیان خاقانی کے شعر کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے - شاداں (۲) زحل - کیوان نحس اکبر
ہے - ذنب فعل - زحل سیما - زنجیر کی صفت ہے

فاضل بلگرامی کا مطلب ۱۲

مطلب - میں خود قطب کی طرح ہوں - یہ دو منحوس زنجیریں قطب کی طرح مجھے ایک محل پر ساکن و قائم رکھتی ہیں۔

البتہ جناب پروفیسر نامی نے اس شعر کی خوب شرح کی ہے۔ طول ہونے کیوجہ سے نہیں لکھتا۔

(تنبیہ)



اگرچہ میں اوپر بتا آیا ہوں۔ مگر پھر تشریح کئے دیتا ہوں۔ مریخ۔ جلاد فلک ہے۔ اور مریخ لوہے اور فولاد کو بھی کہتے ہیں۔ اسوجہ سے زنجیر کو مریخ کہا۔ ذنب۔ سانپ ہے اور یہ ڈستا ہے۔ اس وجہ سے زنجیر کو ذنب فعل کہا۔ کیونکہ یہ پاؤں کو کھاتے جاتی ہے۔ زحل سیما کہنے کی وجہ یہ ہے کہ زنجیر کی رنگت کالی ہے زحل بھی سیاہ ہے

(۱۵)

تاکہ لرزاں ساق من بر آہنیں کرسی نشست
می بلرزد ساق عرش از آہ صور آوای من

حل لغات

آہنیں کرسی۔ جناب محشی نے بحر العجائب کے حوالے سے لکھا ہے کہ تر ساکی زنجیر جو غار دار ہوتی ہے بہرحال یہاں کہنا یہ اسی زنجیر سے ہے۔ جس میں سنگ آ گیا

آہ صور آوا۔ ایسی آہ جو صور اسرافیل کی سی آواز رکھنے والی ہو۔ "آہ صور آوا" موصوف صفت ہے اور من کا مضاف۔

معنی

قیدی کہتا ہے کہ جب وقت سے یہ میری تھر تھراتی پنڈلیاں اس آہنیں کرسی پر قائم ہوتی ہیں۔ یعنی جب سے میرے پاؤں میں یہ بھاری لوہے کی زنجیریں ڈالی گئی ہیں۔ اُس وقت سے وہ دردناک آہیں کر رہا ہوں جس سے عرش الٰہی بھی لرز گیا ہے۔

(۱۶)

بوسہ خواہم داد وچک بند پند آموز را
لاجرم زیں بند چنبر واشد بالای من

دیگ - دیخ - کلمۂ ترحم - مدح وتحسین وافسوس - اور تنبیہ و زجر ہے کاف خطاب کا ہے - در پردہ بادشاہ سے خطاب ہے
بند کے بہت سے معنی ہیں - قید زنجیر جو مجرموں کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے - خیال - فکر

لاجرم - ناگزیر - ضروری - لاحرف نافیہ ہے - جرم کے معنی علاج - گزیر اور چارہ کے ہیں -
چنبر دار - حلقہ کی طرح
بالا - قد -

معنی

او بادشاہ! خدا تجھ پر رحم کرے - تو نے میرے پاؤں میں یہ بیڑیاں کیا ڈلوائیں گویا ایک ناصح بھیجدیا ہے - میں تو ان نصیحت آموز بیڑیوں کو چوموں گا اس لئے کہ انھیں وزنی زنجیروں کا فیضان ہے جس نے مجھ متکبر ومغرور کے قد کو جھکا کر حلقہ کی طرح کر دیا ہے -
سچ یہ ہے کہ اسی پند آموز نے مجھے عاجزی کا سبق پڑھایا ہے -

(۱۷)

در سیہ کامی چو شب اردی سپید آرم چو صبح
(نورانی چہرہ ۱۲)
بس سپید آید سیہ خانہ بشب ماوای من
(بہت منور ہو جائے گا ۱۲ - قید خانہ ۱۲ - رات میں ۱۲ - مسکن ۱۲)

حل لغات

سیہ کامی - بدبختی - نامرادی -
روے سپید - روے روشن - سپید خوو
سپید آید کے معنی فاضل شارح تحریر کرتے ہیں " شرم آتی ہے " میں عرض کرتا ہوں یہ معنی ہوں گے مگر یہاں اس معنی سے کوئی علاقہ نہیں -

سپید آید کے معنی اس موقع پر یہ ہیں :-
" منور ہو جائیگا - روشن ہو جائیگا "
" فاضل بلگرامی " نے بھی ان بزرگ کی تقلید میں بمعنی خجالت و " شرم آید " لکھا ہے -
سیہ خانہ قید خانہ -

شارحین کی طبع آزمائی

حکیم کے اس شعر پر ہر شارح نے بہت کچھ طبع آزمائی کی ہے - ایک مطلب شارح فاضل نے اور ایک مطلب محشی نے کسی شرح سے - اور دو مطلب پروفیسر نامی نے اور دو مطلب شاداں بلگرامی نے لکھے ہیں - اور سچ ہے کہ ایک بھی صحیح نہیں ؟
اب اگر میں ہر ہر شارح کے مطالب لکھتا ہوں تو نہایت طول ہوا جاتا ہے - اور

اگر نہیں لکھتا ہوں تو ناظرین کو اشتیاق رہ جائیگا۔ کہ فلاں نے نہ معلوم کیا لکھا۔
بہرحال فاضل شارح اور جناب محشی کا مطلب لکھتا ہوں۔

فاضل شارح کا "ب"

اول الاکر فرماتے ہیں۔" اس نامرادی میں۔ جو مثل شب تاریک ہے۔ صبح کی طرح رد ئے سُرخ و منور لاؤں۔ یعنی اگرچہ اس قید خانہ میں میری کوئی مراد بر نہیں آتی۔ پھر بھی دشمنوں کے خلاف میں خوش ہوں۔ مگر مجھے بہت ہی شرم آتی ہے کہ با وجود اس سرخ روئی اور علم و فضل کے ہر رات میرا مسکن سیہ خانہ ہے جو نہایت تاریک و موحش ہے۔ یعنی اس علم و فضل و بیگناہی پر قید خانہ میرے لیئے مناسب نہیں"

جناب محشی۔ کسی شرح سے یہ معنی تحریر کرتے ہیں:۔

دوسری شرح کا مطلب

" اس سیہ کامی میں جو کنا یہ قید سے ہے اور اس میں تاریکی مثل رات کے ہے" روئی سپید ظاہر کرُوں"۔ یعنی اپنی رہائی کی تدبیر کروں۔ اور وہ تدبیر مدح ممدوح ہے تاکہ اس کے بعد یہ سیاہ خانہ کہ جو رات میں میرا مسکن ہوتا ہے۔ سپید و روشن ہو جائے۔ یعنی اس زنداں سے رہائی پا جاؤں"

وجہ غلطی

ان دونوں بزرگواروں نے اوپر کے شعر کو ملحوظ نہیں رکھا اس وجہ سے اصل مقصد سے ہٹ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک نے رسپید ہ کے معنی شرم کے قرار دیئے۔ اور کہیں سے کہیں چلے گئے۔ اور دوسرے نے (روے سپید) سے رہائی مراد لیکر۔ یہ خیال قائم کیا۔ کہ مدح پادشاہ کریگا۔ حالانکہ دونوں میں سے ایک بھی نہیں۔

میرا مطلب

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میرا وہ قد جو اکڑتا پھرتا تھا اور خدا کی جناب میں بہت کم جھکتا تھا۔ خدا بھلا کرے ان بیڑیوں کا جس نے اسکو جھکا دیا۔

کوئی شخص ایسی حالت میں کہ سیہ کام ہو۔ سرخ رو نہیں ہو سکتا۔ مگر مجھے کیا اچھا موقعہ ملا ہے کہ میں اس قید خانہ میں (با وجود اس کے کہ ہر حیثیت سے سیہ کام ہوں۔ کیا باعتبار تاریکی اور کیا باعتبار نامرادی) رو سپیدی و سرخروئی حاصل کروں گا۔ یعنی چونکہ وزنی بیڑیوں نے مجھے خوب حلقہ کی طرح جھکا کر عاجزی کا سبق پڑھا دیا ہے اور خوب مجھے تکلیف دے رکھی ہے اس لئے اب میری توجہ اس خدا کی طرف خاص ہو جائے گی۔

اور نہایت خضوع وخشوع سے اس غفور الرحیم کی جناب میں توبہ و عاجزی کروں گا جس سے مجھے روسپیدی (بجائے روسیاہی) حاصل ہو جائیگی۔ اور گناہوں سے پاک ومنزہ ہو جاؤنگا علاوہ بریں اس کا نتیجہ یہ بھی نکلیگا کہ یہ سیہ خانہ کہ جو میرا ماویٰ ومسکن ہے اور تاریکی میں رات کو بھی مات کئے دیتا ہے۔ دن تو دن رات میں بھی بہت ہی سپید۔ یعنی روشن ومنور ہو جائیگا۔

اب اگر آپ اجازت دیں تو جناب نامی اور جناب شادان بلگرامی کے بھی کم ازکم ایک ایک معنی لکھدوں مگر طول کی شکایت نہ کیجئگا۔

قابل نامی کا مطلب ۱۲

قابل نامی مطلب یہ کہ دن بھر تو جیل کی مشقت میں رہتا ہوں۔ شام ہوتی ہے تو کال کوٹھری کی تاریکی اور اس کی تکلیف کے خوف سے اپنا فق ہوا چہرہ لیکر اس میں داخل ہوتا ہوں جس سے وہ سیہ خانہ سپید ہو جاتا ہے بس اور کسی قسم کی روشنی نہیں ؀

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی۔ اپنی سیاہ کامی میں جو تاریکی میں شب سیاہ کی طرح ہے میں اس میں اپنا چہرۂ سپید جو نیک اعمالی کیوجہ سے مثل صبح صادق ہے، لاتا ہوں اور زنداں بھی سپید اس روے منور سے ہو جاتا ہے۔ ہوں تو ایسا۔ مگر پھر بھی رات کو یہ زنداں میرا مسکن ہوتا ہے؀

سپید آید؛ شرم آتی ہے۔ یعنی حالتِ مذکورہ کے ہوتے ہوئے مجھے بہت شرم آتی ہے کہ جیل خانہ میرا مسکن ہو۔

دونوں بزرگوں کے اوکھڑے پکھڑے مطلب کو خاقانی کے شعر سے ملایئے اور دیکھئے کہ یہ کہاں سے کہاں جا رہے ہیں۔

(۴۶)

پشت بر دیوار زنداں دیٔ بر بام فلک
چوں فلک شد پر شگوفہ نرگس بینای من

حل لغات

شگوفہ۔ کلی۔ شعراء عموماً شگوفہ کو سفید نظم کرتے ہیں۔ ملا ظہیرائی تفرشی نے پنبۂ شگوفہ کہا ہے۔ یہاں استعارہ قطرات اشک و انجم سے ہے ؀

نرگس بینا۔ چشم سے مراد ہے۔ نول کشوری نسخہ میں نرگس بکتا | بر شگوفہ' غلط لکھا ہوا ہے۔ تصحیح کر لیجئے۔

قیدی کہتا ہے کہ۔ قید خانہ کی دیوار پر پیٹھ لگائے اور آسمان کی طرف منہ اُٹھائے رو رہا ہوں۔ تم آسمان پر ستارے دیکھتے ہو۔ ٹھیک اسی طرح میری آنکھوں میں قطرات اشک ہیں۔

کس قدر صاف اور سہل شعر ہے مگر قابل نامی نے اس کے بھی معنی غلط لکھے۔ فرماتے ہیں۔ قید خانہ کی دیوار سے پیٹھ لگائے۔ آسمان کی چھت کو دیکھتا ہوں۔ (مگر بوجہ کثرت تاریکی دکھائی نہیں دیتی) اس لئے میری بے مثل آنکھ آسمان کی طرح شگوفوں یعنی قطرات اشک سے بھری ہوئی ہیں۔

قابل نامی کے معنی بالکل غلط ہیں۔

(۱۹)

محنت و من روی در روی آمد چوں جوز و مغز
فندق آسا بستہ روزن سقف محنت زای من

حل لغات

محنت۔ رنج۔ غم۔ تکلیف۔
روی در روی آمدن۔ مقابل آنا
جوز۔ گوز کا معرب ہے۔ اخروٹ۔
فندق۔ ایک میوہ ہے۔ سرخی مائل انگلی سے مشابہ ہوتا ہے

سقف محنت زا۔ سقف موصوف ہے اور محنت زا اسکی صفت۔ ایسی چھت کہ جو رنج پیدا کرنے والی ہو۔ "سقف من" میں اضافت ادنیٰ ملابست ہے۔ محشی نے آسمان سے بھی کنایہ لیا ہے۔

معنی

قیدی کہتا ہے۔ تم کیا میری حالت پوچھتے ہو۔ میں ہوں۔ اور رنج میں ہوں اور تکلیف۔ ان دونوں کا ایسا مقابلہ ہے۔ جیسے جوز اور مغز یعنی جس طرح مغز کا احاطہ جوز کے اوپر چھلکا کئے ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر طرف سے غم مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ کسی طرف اس رنج و غم کے نکلنے کی جگہ نہیں۔ یا یہ کہ میرے نکلنے کی جگہ نہیں اس لئے کہ اس قید خانہ کی تکلیف دہ چھت اس طرح بستہ روزن ہے جس طرح تم نے فندق کو دیکھا ہوگا کہ ہر طرف سے منہ بند ہوتا ہے۔

سقفِ محنت زا" سے مراد آسمان لیکر بھی معنی کیے جا سکتے ہیں۔

(۲۰)

غصۂ ہر روز و یارب یارب ہر نیم شب
تا چہ خواہد کرد یارب یارب شبہائے من

معنی

یہ ہر روز کا اندوہ۔ یہ آدھی رات کی فریاد۔ یہ میری "یارب" "یارب" دیکھئے کیا نتیجہ دکھاتی ہیں۔

(۲۱)

ہست چوں صبح آشکارا کین صبوحی چند را
بیم روز رستخیز ست از شبِ یلدائے من

حل لغات

صبوح۔ صاد اور بے کو پیش۔ وقت صبح۔
روز رستخیز یا صبح رستخیز۔ صبح قیامت
شبِ یلدا۔ شب تاریک۔ وہ رات جو سب سے بڑی ہو۔ سال بھر میں ایک مرتبہ پوس کے مہینے میں ہوتی ہے۔

حکیم کہتا ہے کہ یہ امر تو اب روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان ہی چند دنوں میں میری ان سخت تاریک راتوں سے قیامت کا کھٹکا پیدا ہو گیا ہے۔ یعنی جب صورت حال یہ ہے کہ میں ان اندھیری راتوں میں یوہیں بلک بلک کر روؤں گا اور یونہی یارب یارب کرتا رہوں گا۔ تو آپ سے آپ ایک نہ ایک دن قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ میری آہ و فریاد خالی نہیں جا سکتی۔

را بمعنی فی

یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ جب (را) کو بہ معنی فی لیا جائے۔ یا بمعنی برلے **جناب قابل نامی** نے (را) مفعولی ٹھہرا کر ایک اور معنی کہے ہیں وہ بھی ہدیۂ ناظرین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:" یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان چند صبحوں کو (یعنی وہ چند دن جو مجھے قید میں کاٹنا باقی ہیں) میری شب یلدا سے کھٹکا پیدا ہو گیا ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم قید خانہ میں آئیں۔ اور پھر یہ قیامت نازل کر دے۔ مقصد یہ کہ کال کوٹھری میں لمبی رات ہی رات ہے۔ وہاں دن آتا ہی نہیں۔ اس خوف سے کہ کہیں یہ لمبی

قابل نامی نے بہت اچھے معنی لکھے ہیں

رات ہم پر قیامت نازل نہ کردے۔

(۲۲)

منجنیق صد حصار ست آہ من غافل چرا ست
شمع ساں بی منجنیق از صدمت نکبا ے من

حل لغات

منجنیق - گوپھن کی طرح ایک آلہ ہے کہ جس میں پتھر وغیرہ رکھکر دشمن یا دشمن کے قلعہ کی طرف پھینکتے ہیں۔ لغات والے بھی عجیب اوپچ کی لیتے ہیں کہتے ہیں "یہ لفظ (من چہ نیک) کا معرب ہے۔ یہ آلہ چونکہ قلعہ گیری کے لئے مفید ہے اس وجہ سے ازروے تفاخر اس کا یہ نام ہوا" یہ تقریر ان لوگوں کی بالکل غلط ہے اس لفظ کی حقیقت "میخانیک" میکانیک ہے
حصار - قلعہ۔

شمع ساں بے منجنیق - آسمان کو کہا ہے۔
یعنی یہ آسمان ایسا ہے کہ جس کے پاس منجنیق نہیں اور شمع کی طرح ہے
صدمہ - یک نوبت بہم دیگر گرفتن - آسیب رسانیدن۔
نکبا - ایسی ہوا جو تین طرف سے چلے۔ - جہاز وغیرہ کے لئے مضر ہے بعض کے نزدیک چوبائی ہوا - یہاں آہ مطلوب ہے

حکیم کہتا ہے کہ میری آہ۔ وہ آہ ہے کہ جو سیکڑوں قلعوں کو توڑنے والی ہے۔ پھر نہ معلوم یہ آسمان کہ جس کے پاس کوئی منجنیق بھی نہیں۔ میری آہ کے صدمے سے غافل کیوں ہے۔ میری یہ باد تند تو اس کو اس طرح بجھا دے گی۔ جیسا کہ ہوا شمع کو بجھا دیتی ہے ؎

(۲۳) ش

روزہ کردم نذر چوں مریم کہ ہم مریم صفاست
خاطر روح القدس پیوند عیسیٰ زای من

حل لغات

روزہ کردم نذر - اس شعر میں تلمیح ہے - حضرت مریم کے شوہر نہ تھا۔ آپ روح القدس سے حاملہ ہوئیں۔ جب حضرت

عیسیٰ پیدا ہوئے تو عزیز واقارب کو تعجب ہوا۔ اور آپ کے پاس آکر دریافت کیا۔ کہ تمہارا شوہر نہ تھا لڑکا کیونکر پیدا ہوا۔

حضرت مریم حیران کہ میں کیا جواب دوں۔ جبرئیل وحی لائے فقولی انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا۔ یعنی ای مریم تم اشارے سے کہہ کہ میں نے خدا کے لئے روزہ کی نذر کی ہے اس لئے میں آج کسی آدمی سے نہیں بولوں گی۔ تمہیں جو پوچھنا ہے اس بچے سے پوچھ لو۔ یہ تمہیں جواب دیدیگا۔ اس زمانہ میں روزہ کے شرائط میں خاموشی بھی داخل تھی۔

"روح القدس پیوند"

وہ ذات جو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پیوند رکھنے والی ہو۔ اسم فاعل ترکیبی ہے۔ یہ مرکب صفت خاطر ہے۔

عیسیٰ زا۔ عیسیٰ کی پیدا کرنے والی صفت بعد صفت ہے خاطر موصوف مضاف ہے اور من مضاف الیہ ہے۔ یعنی میری خاطر جو حضرت جبرئیل سے حمل رکھنے والی اور عیسیٰ کی پیدا کرنے والی ہے۔

فاضل شارح (شادی آبادی) فرماتے ہیں کہ:۔

فاضل شارح کا مطلب ۱۲

"میں نے قید خانے میں روزہ کی نیت کی ہے۔ اور خاموشی اختیار کی ہے اس لئے کہ میری خاطر مثل حضرت مریم باکرہ ہے۔ کبھی کسی شاعر کے کلام سے مس نہیں ہوئی۔ البتہ جبرئیل میرے دل میں القا کرتے ہیں۔ میرا کلام مثل حضرت عیسیٰ مردوں کا زندہ کرنے والا ہے اور میری خاطر تہمت کے لوث سے منزہ ہے"۔

جناب محشی اور جناب نامی کے معنے

اور جناب محشی نے یہ بھی لکھا ہے۔ جس طرح حضرت مریم نے اجابت دعا کے لئے روزے کی نذر مانی تھی۔ اسی طرح اجابت دعا کے لئے خاقانی نے نیت روزہ کی تھی۔

اور قابل نامی نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ خاقانی نے نظم کی مقبولیت کے لئے روزہ رکھا تھا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ یہ سب کچھ نہیں۔ خاقانی کا مطلب یہ ہے کہ اس قید خانہ میں دن بھر کھانا ملتا ہے۔ نہ پانی۔ شام کو مٹھی بھر چنے۔ اور آب خورہ بھر پانی مل جاتا ہے پھر جو مجھپر حضرت مریم کی طرح تہمت لگائی گئی ہے اوس کی بھی کچھ اصل نہیں ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی گئی۔ اور لوگ ان سے پوچھنے

آئے۔ کہ "لڑکا کیونکر پیدا ہوا؟" اُنھوں نے اشارے سے کہا۔ کہ "میں روزے سے ہوں کچھ جواب نہیں دے سکتی"

اسی طرح مجھ پر تہمت لگائی گئی ہے اور مجھے قید خانہ میں ڈالدیا گیا ہے۔ یہاں گویا میں نے روزے کی نیت کی ہے (کیوں کہ دانہ پانی تو دن بھر ملتا ہی نہیں ہے) اور ساتھ ہی اس کے خاموش بھی ہوں۔ بات کروں تو کس سے کروں۔ اس لئے کہ قید تنہائی ہے۔ شریعت محمدی میں خاموشی شرط روزہ نہیں۔ مگر مجھے یہاں یہ شرط بھی بجالانا پڑتی ہے۔ بہر حال یہ کیوں میں نے روزہ رکھا۔ یہ اسلئے کہ میری خاطر کہ جو روح القدس سے حاملہ اور عیسیٰ کی پیدا کرنے والی ہے۔ وہ مریم صفا ہے۔

یعنی جس طرح وہ تہمت سے منزہ نہیں اُسی طرح میں بھی منزہ ہوں۔

او تہمت لگانے والو! میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دوں گا خاموش رہوں گا۔ میرے کلام سے جواب لو۔ یہ تمھیں بتا دیگا کیں اس قسم کے لغو حرکات کر سکتا ہوں۔ یا نہیں۔ یعنی میری قابلیت والا وہ حرکات کر نہیں سکتا جو تم اس کے ذمے لگا رہے ہو۔

یہ ہے اصل غرض خاقانی کی؟ شارحین نہ معلوم کہاں سے کہاں جاتے ہیں۔ کوئی شاعر لاتا ہے! کوئی اجابت دعا لکھتا ہے! کوئی مقبولیت نظم دکھاتا ہے؛

(۴۴)

نیست بر من روزہ بیماری دل زاں مرا

روزہ باطل می کند اشکؔ دہاں آلائے من

بیماریٔ دل سے یہاں مراد روحانی صدمات۔ اور تکالیف قید خانہ ہیں۔ | **دہاں آلا**۔ صفت اشک ہے۔ ایسے آنسو جو منہ میں بھر جانیوالے ہیں؛

معنی

میں جو اوپر بیان کر آیا ہوں اسی کی تائید میں کہتا ہے کہ۔

"رمضان کا مہینہ نہیں کہ روزے مجھپر فرض ہوں۔ وہ تو دن بھر کھانا۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے گویا روزہ ہو جاتا ہے۔ علاوہ بریں روزے فرض بھی ہوں تو بیمار کے لئے نہیں۔ یہاں تو دل کی بیماری ہے۔ خدا را انصاف کرو کہ ان تکالیف میں کیسے روزہ فرض ہو اکرتا ہے تو چونکہ روزہ مجھپر فرض نہیں کھانا وغیرہ نہ ملنے سے روزہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے بیچارے اشک مجھپر

رحم کھاکر میرے منہ میں آجاتے ہیں۔ اوراس روزے کو باطل کر دیتے ہیں۔

اس شعر کا مطلب کوئی شارح نہیں

اس شعر کے معنی کل شارحین نے غلط لکھے ہیں۔ وجہ غلطی ظاہر ہے کہ جب اوپر والے ہی شعر کے معنی ان سب سے غلط ہوگئے تو اس کے بعد والے میں غلطی ہو جانا لازمی تھی۔

قابل نامی - بیماری دل - ہوا و ہوس محبت دنیا - چونکہ اہل حقیقت کے نزدیک کسی دل کی بیماری میں روزہ کامل نہیں ہوتا۔ اور میرے دل کے اندر محبت دنیا۔ اور ہوا و ہوس کی بیماری موجود ہے۔ لہٰذا روزے کی تکمیل کے لئے بیماری دل کا دور کرنا مقدم شرط ہے:

بیماری دل کے اندر مجھپر روزہ لازم نہیں۔ اس لئے۔ کہ میرے آنسو میرے روزہ کو باطل کر دیتے ہیں"

فاضل بلگرامی کا مطلب اور اعتراض

فاضل بلگرامی نے اپنا مطلب لکھکر "قابل نامی" کے مطلب پر اعتراض کر دیا ہے "گومیں نے روزہ رکھ لیا ہے۔ مگر بوجہ بیماری دل مجھپر روزہ فرض نہیں۔ یہی تو وجہ ہے۔ کہ میرے آنسو میرے منہ میں جاکر میرے روزے کو باطل کر دیتے ہیں"

اعتراض - اگر بیان تجرد ہوتا تو بیماری دل سے پابندی دنیا مراد لیتے۔

(۲۵)

اشک چشم در دہاں افتد گہ افطار - زانکہ
جز بآب گرم پستی نہ گذرد در نائے من

ستو - حلق - گلو

تو اس روزے (یعنی قیدخانہ میں۔ جو دن بھر کھانا - پانی نہیں ملتا ہے) کے افطار کے وقت میرے گرم گرم آنسو میرے منہ میں اس لئے آجاتے ہیں۔ کہ میرے حلق میں جو ستو پھنسے ہوئے ہیں ان کو حلق سے اوتار دیں۔ اس لئے کہ اس قسم کی پھنسی ہوئی چیز گرم پانی ہی سے حلق سے اترتی ہے۔

خدارا تم نہ اس روزے کو روزہ سمجھنا۔ نہ اس افطار کو افطار۔ نہ ان ستوؤں کو ستو۔ میں تم کو بتا آیا ہوں کہ خاقانی ہرگز روزے سے نہیں۔ اور پھر بتاتا ہوں کہ وہ روزے سے نہیں۔ قیدخانہ میں چونکہ دن بھر کھانا پانی نہیں ملتا ہے اسکو وہ روزے سے تعبیر کر رہا ہے۔

اور چونکہ وہ رو رہا ہے اور آنسو منہ میں جا رہے ہیں۔ اس لئے وہ کہہ رہا ہے کہ یہ گرم آنسو میرا یہ روزہ باطل کر رہے ہیں۔ اب کہتا ہے کہ میرے گلے میں وقت افطار ستو پھنسے ہوئے ہیں۔ ستو استعارہ ہے اس گلوگیری سے جو بے اختیار رونے کے وقت عارض ہوتی ہے۔

باریک بات

غور کرو یہ باریک بات ہے۔

میں اوپر کہہ آیا اور پھر عرض کرتا ہوں کہ خاقانی کے ان اشعار پر کوئی شارح نہیں پہنچا۔ اور لطف یہ ہے کہ بعض شارحین اُلٹے خاقانی پر اعتراض فرماتے ہیں چنانچہ

فاضل بلگرامی خاقانی پر اعتراض فرما رہے ہیں

فاضل بلگرامی تحریر کرتے ہیں:۔

"پہلے روزہ رکھنے کو کہا۔ پھر روزے سے انکار کیا۔ پھر روزہ کھولا۔ یہ خاقانی کی پریشاں بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟"

مَیں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ ذرا اب تو تینوں شعروں کے مطلب پر غور فرمائیے۔ دیکھئے اس کی پریشاں بیانی ہے یا کیا؟

تینوں شعروں کو شارحین غلط سمجھے

قابل نامی۔ مطلب یہ کہ بیماری دل کے اندر مَیں نے روزہ رکھ لیا ہے۔ مگر اس بیماری کے باعث آنسوؤں کے گرم پانی کے سوا مجھ کو کوئی غذا نہیں ملتی۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے اس بیماری دل کا دور ہونا ضروری ہے۔

جناب **شاداں** بلگرامی۔ قابل نامی کے ان مطالب پر کیا رائے رکھتے ہیں۔ ان میں تو خدانخواستہ پریشان بیانی نہیں۔

بہرحال یہ تینوں شعر اس باب میں ہیں کہ قید خانے میں نہ کھانا ملتا ہے نہ پانی۔

(۲۶)

پای من گوئی بدرد کجروی ماخوذ بود

پای را ایں درد سر بود از سر سودای من

جنون

شعر صاف ہے۔ حکیم کہتا ہے۔ گویا یہ میرے پاؤں کجروی کے درد سے ماخوذ تھے۔ یعنی مَیں نے اس قدر بدرفتاری کی جس کی وجہ سے میرے پاؤں میں درد پیدا ہوگیا۔ اور یہ میرے پاؤں کی تکلیف درحقیقت ان خام خیالیوں کی وجہ سے ہوئی جو میرے دماغ میں

پیدا ہوئیں۔

جناب محشی نے یہ تحریر کیا ہے کہ خاقانی رات کو سفر سے واپس آیا تو کہہ رہا تھا میرے پاؤں میں درد ہے۔ صبح کو بادشاہ نے بلوا کر اس کو قید کر دیا۔ اس لئے کہ وہ باہر چلے جانے سے ناراض تھا۔ گویا یہ رات کی بات کی تعبیر ہے

زانکہ داغ آہنی آخر دوای دردہاست

بہ زآتش آہ من آہن۔ داغ شد بر پای من

(۲۷ ش)

حل لغات

داغ آہنی۔ وہ داغ جو منسوب بہ آہن ہو جب کسی کے پاؤں یا کمر میں درد ہو جاتا ہے تو اسے گرم لوہے سے داغ دیتے ہیں۔ اس عمل سے اس کا درد دفع ہو جاتا ہے

آخر دوا۔ درد کی آخر دوا داغ دینا ہے۔ مثل مشہور ہے "آخر الدواء الکی" یعنی آخری علاج داغنا ہے

حکیم کہتا ہے۔ یہ امر ملحوظ رکھتے ہوئے کہ درد کا آخری علاج یہ ہے کہ لوہے کو گرم کر کے داغا جائے میری گرم آہوں سے (جو میں اس قید خانہ میں نکال رہا ہوں) زنجیر کا لوہا خوب گرم ہو گیا ہے اور اس سے میں اپنے پاؤں کو داغ رہا ہوں۔ یعنی میری گرفتاری اور بیجا مارے مارے پھرنے سے جو میرے پاؤں میں درد پیدا ہوا تھا۔ اس کا آخری علاج یہی ہے کہ میں اپنی آہوں سے لوہے کو گرم کروں۔ اور اپنے پاؤں کو داغوں۔ آہوں سے لوہے کا گرم ہونا ایک شاعرانہ ادعا ہے؛

نے کہ یک آہن مراہم صد موکل بر سر است

کاف اضراب محذوف ۱۲

ورنہ چہ خستی مشبک زآہن پہلو سای من

(۲۸ ش)

حل لغات

آہ کا ترجمہ اچھا نہیں

یک آہن۔ آہن سے مطلوب وہی قید خانہ والی زنجیر ہے۔ اور آہن کے بعد کاف اضراب محذوف ہے۔ دونوں فاعلوں نے آہن کی جگہ (آہ) پڑھا ہے اور یہ اچھا نہیں۔

مرا۔ اسمیں را اضافی ہے بر سر مضاف۔ اور ایہم مضاف الیہ ای بر سر م

موکل - جس کے سپرد کوئی کام کیا جائے یہاں قیدخانہ کے سنتری مراد ہیں۔

مشبک - ایسی شے جس میں سوراخ ہوں۔ جیسے جالی

آہ پہلو سا - ایسی آہ جو بوجہ ضبط پہلوؤں کو گھسے ڈالتی ہو۔ "پہلو سا" صفت آہ ہے اور "آہ" مضاف "من" ہے۔

حکیم کہتا ہے۔ کیا تم نے یہ خیال قائم کیا ہے کہ صرف یہی وزنی بیڑیاں میری موکل ہیں۔ جو مجھے ملنے نہیں دیتیں۔ میرے سر پر تو سیکڑوں سنتری معین کئے گئے ہیں۔ جن کا یہ کام ہے کہ آہ تو آہ۔ میرے منہ سے آواز بھی نہ نکالوں۔ ورنہ تمہاری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اس قید فرنگ کی تکالیف کی وجہ سے وہ پُرزور اور پُرتاثیر آہیں نکالتا کہ یہ آسمان چھلنی ہو جاتا۔ مگر اب کیا کیا جائے دم نہ تڑپنے کی اجازت ہے۔ نہ فریاد کی ہے

گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

کسقدر صاف شعر ہے مگر **قابل نامی** کے معنی ملاحظہ فرمائیے:۔

ایک نہیں۔ بلکہ میری آہ پر آسمان نے سَو موکل مقرر کر رکھے ہیں۔ کہ یہ سانس بھی نہ نکالنے پائے۔ ورنہ یہ آسمان میری پُرزور آہ سے کبھی کا چھلنی ہوگیا ہوتا ؎

فاضل بلکہ نامی نے فقط "آسمان" کا لفظ نکال ڈالا ہے۔ باقی یہی معنی ہیں

(۲۹)

روی دیلم دیدم از غم موی ژوپین شد مرا
ہچو موی دیلم اندر ہم شکست اعضای من

حل لغت

دیلم - مشہور شہر ہے۔ گیلان کے متعلق ہے یہاں کے لوگوں کے بال مثل حبشیوں کے پیچیدہ ہوتے ہیں۔ تبر اور ژوپین ان کا حربہ ہے۔ اور ایک طائفہ ہے۔ یہاں دیلمی سنتری مطلوب ہے۔

ژوپین - ایک چھوٹا سا دوشاخہ نیزہ ہے جو ان ہی دیلمیوں کا حربہ ہے

موی ژوپین شد مرا - میرے بال نیزے کی طرح کھڑے ہوگئے۔

موی دیلم - ان دیلمیوں کے گھونگروالے بال

معنی

اوپر حکیم نے کہا تھا کہ صرف یہ زنجیر ہی موکل نہیں ہے۔ بلکہ میرے سر پر سیکڑوں موکل

مقرر کئے گئے ہیں۔ اب ان ہی کا ذکر کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ ادھر میں نے کسی سنتری کو دیکھا اور اُدھر مارے خوف کے میرے رونگٹے نیزے کی طرح کھڑے ہوگئے اور تمام اعضا کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ گویا گنڈلی مار جاتے ہیں۔ اس طرح جیسے دلیوں کے بال یعنی اس قدر سہم جاتا ہوں کہ میرا ایک ایک عضو سمٹ کر ایک دوسرے سے مل جاتا ہے۔ کہ یا اللہ! دیکھئے یہ خرانٹ سپاہی اب کیا میرے اوپر مصیبت نازل کرتا ہے۔ اور کیا شاہی حکم سناتا ہے۔

(۳۰)

چون ربابم کاسۂ خشک ست و خزینہ خالی ست
بس طنابم در گلو افگندہ اند اعدائے من

ملِ لغات

رباب۔ طنبورہ کی طرح ایک باجہ ہے اسکا پیٹ بڑا اور دستہ چھوٹا ہوتا ہے اسپر بجائے تختہ کے پوست آہو منڈھا جاتا ہے۔

کاسہ اسی رباب کا۔ یہاں خاقانی کا کاسۂ سر مقصود ہے۔ قابل وفاضل فرماتے ہیں کاسۂ خشک جس کے پیالہ میں کچھ نہ ہو مفلس ہو رباب کا تونبہ خشک تونبی سے بناتے ہیں

خزینہ۔ خزانہ۔ رباب کا خزانہ وہ ہے کہ جہاں تار باندھے جاتے ہیں۔ اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ یعنی خالی ہوتا ہے یہاں خزانہ سے مراد شکمِ خاقانی ہے۔

طناب۔ بالکسر۔ رسّی

اعدا۔ بعض نسخوں میں (اعضا) ہے

قابل نامی وفاضل بلگرامی سے اختلاف

(معنی)

حکیم اپنی جسمانی حالت کا فوٹو آپ کے سامنے پیش کر کے آپ کو متاثر کرتا ہے۔ کہتا ہے تم نے رباب دیکھا ہوگا۔ اس کا کاسۂ خشک ہوتا ہے۔ میرا بھی کاسۂ سر بالکل خشک ہے۔ اور جس طرح اس کا شکم خالی ہوتا ہے۔ اسی طرح میرا پیٹ بھی خالی ہے (اس لئے کہ قید خانہ میں کھانا تو ملتا ہی نہیں) پھر جس طرح رباب میں تار اور ڈوریاں باندھی جاتی ہیں۔ اسی طرح میرے گلے میں میرے دشمنوں نے رسّیاں ڈالی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس قید خانہ میں صرف ہڈی چمڑا رہ گیا ہے نہ دماغ میں تری ہے نہ پیٹ میں غذا ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ رسیوں سے الگ جکڑ بند کیا ہے اگر تم یہاں آکر

مجھے دیکھو گے تو پہچان نہ سکو گے - یہ کہو گے کہ "خاقانی نہیں بیٹھا ہے - بلکہ رباب رکھا ہے جس میں جان نہیں"

اب اگر جناب نامی و فاضل بلگرامی کے معانی لکھتا ہوں تو طول ہوا جاتا ہے - اور اگر نہیں لکھتا ہوں تو ناظرین کے اشتیاق پر کاری ضرب لگتی ہے -

بہرحال میں تو محترم ناظرین کا خیال کروں گا - اور دونوں بزرگوں کے معانی لکھوں گا -

قابل نامی کے پُرلطف معنے

قابل نامی - رباب کی طرح میرا پیالہ خشک اور خزانہ خالی ہے یعنی بالکل مفلس اور قلاش ہوں - اس لئے میرے دشمنوں نے رسی میرے گلے میں ڈال رکھی ہے - یعنی مجھکو عاجز و کمزور سمجھکر اس مصیبت میں پھنسا دیا - اگر میرے پاس کچھ بھی ہوتا - تو ان کا منہ پھونک دیتا "

فاضل بلگرامی نے کچھ کتر بیونت کر کے معنی لکھدیئے ہیں - اور (خزانہ) سے کچھ بحث نہیں کی بہرحال ہیں نے (کاسہ) اور (خزانہ) کو بتا دیا ہے کہ اس سے دماغ و شکم مراد ہے - نہ بھیک کا ٹھیکرا - نہ خزانہ -

(۳۱)

ای عفی اللہ خواجگاں کز سر صفرای جاہ
خوانند اندام وز اباد اللہ بر حضرای من

خواجگان حل لغات

عفی اللہ - خدا معاف کرے "

خواجگان - یہاں دشمنوں سے مراد ہے جو ارکین سلطنت ہیں - اور ہو سکتا ہے کہ ذکر عام اور ارادہ خاص ہو یعنی صرف بادشاہ مقصود ہو "

صفرا - ایک خلط ہے جسکی تفصیل اوپر لکھی جاچکی ہے - غضب و تکبر کے معنی ہیں بھی مستعمل ہے - اور یہاں تکبر مطلوب ہے

کہا جاتا ہے کہ سبزی کھانے سے صفرے کی زیادتی ہوتی ہے -

اباد اللہ - اباد اللہ خضراہم اصمعی کہتا ہے اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ دور کرے اللہ انکی نعمت و فراخی و عیش کو

خضرا - سرسبزی و فراخی عیش - یہاں محشی نے جوانی و تروتازگی مراد لی ہے -

حکیم کہتا ہے اے امیر و اے حاکمو۔ میں سوائے اس کے اور کیا کہوں کہ خدا تمہارے
حال پر رحم کرے۔ تم تو اپنے جاہ و مرتبہ کے غرور میں اس قدر مست و مدہوش ہو گئے ہو کہ
کسی کو خیال ہی میں نہیں لاتے۔ فی زمانہ مجھے ہاتھ اٹھا اٹھا کر کوس رہے ہو اور کہہ رہے
ہو کہ خدا خاقانی کی سرسبزی اور فراخیٔ عیش کو دور کرے۔ خدا اس کو غارت کرے۔
واہ سبحان اللہ! کیا تمہارے اخلاق ہیں کہ مداح رسول مقبول کے ساتھ ایسا
سلوک کر رہے ہو!

لف پرداز (٣٢)

چوں زر از پروای عزت چوں گل از پروای عیش
نیست شان پروانہ وار از بیخودی پروای من

معنی

اصل یہ ہے کہ تم لوگوں کو زر کی طرح عزت کی رغبت ہے۔ اور گل کی طرح عیش و عشرت
میں مشغول ہو۔ اس لئے پروانہ کی طرح مدہوش و بیخود ہو رہے ہو۔ اندریں صورت
تمھیں میری کیا پروا ہو سکتی ہے۔ اور پروا کیسی میری سرسبزی دیکھ کر تمہارے صفرے
میں اور زیادتی ہوتی ہے۔ اس لئے تم لوگ تو میری ہلاکی میں کوشش کر رہے ہو۔

(٣٣)

نیست زر و گل بدست الا کہ خار پای عقل
صید خارے کے شود عقل سخن پیرای من

معنی

یہ جو تمھارے ہاتھوں میں زر و گل موجود ہے اور تم کو عیش و عشرت حاصل ہے
یہ درحقیقت عقل کے پاؤں کا کانٹا اور اخروی ترقی کا روڑا ہے۔ یاد رکھو اسی عیش و
عشرت سے "خسر الدنیا والآخرۃ" ہو جاؤ گے۔ اب رہا میں تو بھلا میری وہ عقل کہ جو ہر وقت
آراستگی کلام عشقیہ میں رہتی ہے۔ اس کانٹے کا شکار کب بن سکتی ہے۔

(٣٤)

زر دو حرف افتاد باہم ہر دو را پیوند نے
پس کجا پیوند سازد با دل یکتای من

معنی

دیکھو ہم تمھیں ایک موٹی سی بات بتاتے ہیں۔ (ز ر) کے دو ہی حرف ہیں زیادہ تو نہیں باوجود اس کمی کے دونوں میں پیوند نہیں۔ ہر وقت ہندوستانیوں کی طرح پھوٹ رہتی ہے۔ کبھی نہیں ملتے۔ اگر حروف زیادہ ہوتے تو کہنے کی گنجائش ہو سکتی تھی۔ کہ کثرت کی وجہ سے اتحاد کے پلیٹ فارم پر نہ آسکے۔ جب یہ زر خود سے متحد نہ ہو سکا تو دوسرے سے کیا اتحاد پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے میرا دل یکتا اس سے کب اتحاد کا رشتہ جوڑ سکتا ہے اور خود زر کب میرے دل سے پیوند قائم کر سکتا ہے

(۳۵) ش

سامری سیرتم نہ موسیٰ سیرتم تا زنم ام
درسُمِ گوسالہ آلاید یدِ بیضای من

(سیرتم: کردار؛ سُمِ گوسالہ: زر خواجگاں ۱۲؛ یدِ بیضا: دست منور خاقانی ۱۲)

حل لغات

سامری۔ ایک ساحر کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کا عزیز تھا آپ کی غیبت میں اس نے سونے کا ایک گوسالہ بنایا۔ اس میں حکمت عملی سے آواز پیدا کی۔ قوم اس بچھڑے پر فریفتہ ہو کر اس کی پرستش کرنے لگی۔ پھر حضرت موسیٰ نے بد دعا کی۔ سامری مرض میں مبتلا ہوا۔ اور شہر بدر کر دیا گیا۔ صاحبِ قاموس کہتے ہیں کہ یہ کرمان کا گبر تھا۔ یا اکابر بنی اسرائیل سے تھا منسوب بہ سامرہ کہ موضع ہے۔ صاحب منتہی الارب اسکا نام موسیٰ بن ظلف بتاتے ہیں۔ بہر حال تفاسیر میں اسکا قصہ درج ہے۔

سُیَر۔ بالفتح۔ روش و رفتار

سیرت۔ عادت۔ خصلت

سُمِ گوسالہ۔ گوسالہ وہی سونے کا بچھڑا۔ یہاں "سُمِ گوسالہ" سے مراد زر خواجگاں ہے۔ خاقانی سُمِ گوسالہ خصوصیت کیساتھ یوں لایا ہے کہ پرستش کرنے والے اس گوسالے کے کھُروں کو نہایت عقیدتمندی سے چھوتے چومتے تھے۔

یدِ بیضا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشہور معجزہ ہے۔ آپ جس وقت جیب سے ہاتھ نکالتے تھے تو ایسا نور ساطع ہوتا تھا کہ جس کی چھوٹ آسمان تک پہونچتی تھی۔ یہاں خاقانی نے اپنے دستِ منور کو "یدِ بیضا" کہا ہے

فضل شارح کا نقطہ

فاضل شارح شادی آبادی۔ فرماتے ہیں کہ پہلا مصرعہ بطریق قسم ہے

اور دوسرا مصرعہ جواب قسم۔

اور شعر کا مطلب یوں تحریر فرماتے ہیں :۔

"جب تک میں زندہ ہوں۔ اگر میرا نورانی ہاتھ ان امراء کے زر و جواہر سے آلودہ ہو تو خدا کرے میں سامری رفتار ہو جاؤں اور سیرت حضرت موسیٰ مجھے میسر نہ ہو۔ یعنی خدا کرے۔ میں کافر ہو جاؤں اور مذہب اسلام سے ہٹ جاؤں۔ اگر ان خواجہ صاحبان کے پیسے سے میں اپنے ہاتھوں کو آلودہ کروں۔ ان کے روپیہ کو لینا گویا گوسالہ کے کھروں کی پرستش کرنا ہے۔

فاضل شارح نے جو معنی تحریر کئے ہیں۔ اس کی صحت و خوبی میں کوئی شک نہیں۔ میرے ذہن میں بھی ایک معنی اس شعر کے آئے ہیں۔ اور ان کو ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں اگر پسند آجائیں تو خیر۔ ورنہ۔ نظر انداز کر دیجئے۔

سُم گوسالہ۔ گوسالہ سے مراد بمفاد اولیک کالانعام بل ھم اضل۔ خواجگان۔ دنیادار۔ لی جائے۔ اور سُم سے انھی دُنیاداروں کے پاؤں۔ اس صورت میں شعر کے معنی یوں کرسی نشین ہوتے ہیں۔ کہ یہ جاہل امراء جن کی روحیں مردہ ہیں درحقیقت گوسالہ ہیں ان کی اس ظاہری حیات اور ظاہری آرائش کو دیکھ کر دنیا والے زر و مال کے لالچ میں ان کے پاس نہایت عقیدتمندی سے آتے ہیں۔ اور خوشامد میں۔ ان کے پاؤں کو چھوتے اور بوسہ دیتے ہیں۔ اگر میرا نورانی ہاتھ ان کے پاؤں چھوئے تو خدا کرے میں سامری رفتار ہو جاؤں۔ اس لئے کہ ان کے پاؤں چومنا۔ گوسالے کے پاؤں چومنا ہیں۔ اور مجھے سیرت حضرت موسیٰ میسر نہ ہو۔ غضب خدا کا یہ متکبر اپنے پاؤں چومواتے ہیں۔ یہ تو دہی گوسالہ والا نقشہ مرتب کیا گیا ہے۔

اس شعر کے معنی دوسرے طرز پر بھی کئے جا سکتے ہیں۔ طول ہونے کی وجہ سے چھوڑتا ہوں

درتموزم برگ بیدی نی ولی از روی قدر
بادزن شد شاخ طوبیٰ از پئے گرمائے من

حل لغات

تموز + رومیوں کے ایک مہینہ کا نام ہے
اُس وقت آفتاب برجِ سرطان میں ہوتا
ہے۔ اور نام ماہ اول تابستان۔ اور سخت گرمی
برگ بید + اس مقام پر بید سے بید مشک
مراد ہے جس کا عرق تفریح طبع کے لئے
پیا جاتا ہے۔ یا یہ کہ بید ہی مقصود ہو۔ اور
طعن سے کہہ رہا ہو کہ بید مشک کا کیا ذکر
یہاں بید کا بھی پتہ نہیں۔
بادزن پنکھا
طوبیٰ۔ بہشت والا مشہور درخت ہے
اہل جنت کے ہر گھر میں اس کی شاخ ہوگی
اور اسکی خوشبو سے ہر جنتی لذتیاب +

خاقانی نمبر ۳ کے شعر میں اپنی حالت بیان کر رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے امرا کا ذکر کیا کہ وہ میری سرسبزی پر رشک کھاتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ میں تباہ ہوجاؤں۔ چنانچہ ان لوگوں نے کچھ تہمت لگا کر مجھے قید کرا دیا۔ اس کے بعد ان امرا اور ان کے روپیہ۔ اور ان کے متکبرانہ روش کی مذمت کی ہے اور یہ دکھایا کہ نہ میں ان کی پرستش کرتا ہوں۔ اور نہ مجھے ان کے مال کا لالچ۔ اس کے بعد پھر اصل مطلب کیطرف آتا ہے۔ یعنی اپنی مصیبت کا ذکر کرتا ہے جو اس قیدخانہ میں نازل ہے۔

اس قدر تقریر میں نے اس وجہ سے کی کہ بعض حضرات کے نزدیک پیغمبر سخن کے کلام میں ربط نہیں ؛

معنی

حکیم کہتا ہے اُف ری گرمی۔ پھر اُس پر قیدخانہ کی گھٹن ؛ پانی تو ملتا نہیں۔ مفرح چیزوں کا کیا ذکر ! کہ عرق بید ہو یا کیوڑا۔ یہاں تو بجائے بید مشک بید کا پتا بھی نہیں۔ مگر ہاں اے میرے تکلیف دینے والو! میرا وہ مرتبہ ہے کہ میرے اس موسم گرما کیلئے شاخِ طوبے پنکھا ہوگئی ہے

ورنہ ہوسکتا تھا کہ معنی شعر کے یوں کہے جاتے کہ۔ میرا قد جو بمنزلہ طوبیٰ ہے اور اس کی شاخ۔ یعنی میرا ہاتھ بمنزلہ بادزن ہے اس سے کام لے رہا ہوں۔ لیکن اس صورت میں "از دہی قدرؔ" کا جملہ بیکار ہوجاتا ہے ؛

لہذا معنی اول ہی صحیح ہیں ؛

قابل نامی فرماتے ہیں۔ اگرچہ میری ظاہری حالت خراب ہے۔ لیکن باطن میں فقر د

ہمت کے باعث میرا مرتبہ بلند ہے:۔

مالی حالت کا یہاں کہاں ذکر ہے:۔

(۳۷) **برگ خرمایم کہ ازمن بادزن سازند خلق**

بادسردم درلبست وریزریزاجزای من

حل لغات **بادسردم درلبست** ۔ میم لب کی مضاف الیہ ہے یعنی" بادسرد درلب من است" { بادِ سرد سے مراد وہ کلام کہ جس سے فرحت حاصل ہو **ریزریز** ۔ شکستہ۔ چورا چورا۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ کہتا کیا ؟ بلکہ اپنی حالت کی تصویر آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ کہ اس قید فرنگ میں میری حالت ایسی ہوگئی ہے جیسے کھجور کی پتیاں۔ اس لئے کہ میرے تمام اعضا چور چورا اور شکستہ ہوگئے ہیں۔ ایسی صورت میں اللہ کی مخلوق کو مشورہ دوں گا کہ یہ خشک شاخ بیکار کیوں جائے۔ تم اس کا پنکھا بنا لو۔ اس لئے کہ میرا نصب العین یہ ہے کہ بندگانِ خدا کو میری ذات سے نفع پہنچے۔

اب رہی یہ بات کہ پنکھے کے اجزا ریزہ ریزہ ہوتے ہیں۔ اور وہ توڑ مروڑ کر بنایا جاتا ہے۔ اور اس سے سرد ہوا نکلتی ہے تو مجھ میں بھی یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔ قید خانے کے مصائب نے میرے اجزا کو شکستہ کر دیا ہے اور میرے لبوں میں دم سرد موجود ہے۔ یعنی کلامِ خوش۔ اللہ کے بندو! میں اس سے تمھیں فرحت پہنچاؤں گا۔

اس مقام پر مجھے یاد آیا کہ ایک زخمی جرمنی نے حالتِ نزع میں یہ کہا تھا

" جب میں مرجاؤں تو میری نعش کو میری قوم کے پاس بھیج دینا۔ تاکہ وہ مردہ جسم کی چیر پھاڑ کریں۔ اور تشریح اعضا کے علم کے کام میں لائیں "

اس جرمنی نے یہ سبق خاقانی سے حاصل کیا تھا۔

نافۂ مشکم کہ گر بندم کنی درصد حصار

(۳۸) **سوی جاں پرواز جوید طیبِ جاں افزای من**

مضاف الیہ ۱۲ ۔ موصوف ۱۲ ۔ صفت ۱۲

جان ۔ روح نفس ناطقہ جو ادراک معقولات کرتا ہے
یہاں جان سے دوسروں کی جانیں مقصود ہیں

طیب خوشبو یہاں کلام سے مراد ہے جاں افزا صفت طیب ہے۔ اور طیب مضاف ہے اور من مضاف الیہ ہے ؎

معنی

ظالمو! یہ تو تم نے مجھے ایک قید خانہ میں بند کیا ہے۔ اگر سیکڑوں قلعوں میں بھی بند کرو گے تو بھی میری خوشبو (کلام) (اور کیسی خوشبو جو جان افزا ہے) کی پرواز جانوں تک ہوگی۔ رُک نہیں سکتی۔ اس لئے کہ میں تو مشک نافہ ہوں۔ یعنی جس طرح مشک سات تہوں میں بھی رکھی جائے، مگر اس کی خوشبو قوتِ شامّہ تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح میرا کلام ہے۔ اس کی بھی اشاعت نہیں رُک سکتی لوگوں تک ضرور پہونچے گا۔ پھر میرے قید کرنیکا فائدہ

ن رنگیں (۳۹)

نافہ را کیمخت رنگی سرزنشہا کرد و گفت
نیک بد رنگی نداری صورت رعنای من

(۴۰)

نافہ گفتش یاوہ کم گو کآیت معنی مراست
اینک اینک حجت گویا دم بویای من

ن رنگیں

حل لغات

کیمخت رنگ ۔ کیمخت خچر اور گدھی کی کھال کو دباغت کرکے بناتے ہیں اکثر نیلے رنگ کا دانہ دار ہوتا ہے کیمخت رنگ اپنے دشمن کو کہا ہے جو فرق البصر کرنے سے گر جاہل ہے۔

سرزنش ۔ ملامت ۔
یاوہ کم گو ۔ بیہودہ نہ بک یہ کم بمعنی نفی ہے۔
حجت گویا ۔ روشن دلیل ۔
دم بویا ۔ خوشبودار دم

ن رنگیں

معنی

ایک طرف مشک نافہ رکھا ہوا تھا۔ دوسری طرف۔ گدھے کا چمڑا ادرنگین۔ دانہ دار پڑا ہوا تھا۔ رنگین چمڑے نے نافہ کو میلا کچیلا دیکھ کر بہت تو بہت کچھ ملامت کی پھر کہا تو تو بہت ہی بدرنگ ہے۔ میری سی صورتِ زیبا و شکل رعنا نہیں رکھتا" یہ سنکر نافہ بولا۔ "بیہودہ نہ بک! تیری یہ ظاہری جھلک کچھ کار آمد نہیں۔ یہاں معنی موجود ہیں۔ اب اس پر اگر تو حجت ساطع چاہتا ہے تو میرا دم بویا موجود ہے۔ زیادہ کیا کہوں "مشک

آن ست کہ خود ببوید۔ نہ کہ عطار گوید" قوت شامہ ہو تو سونگھ لے۔

(۴۱)

آئینہ رنگی کہ پیدا ی تو از پنہاں بہ است
(تو آئینہ کی طرح ہے ۱۲) (ظاہر ۱۲) (باطن ۱۲)

کیمیا فعلم کہ پنہانم بہ از پیدا ے من

معنی

او جاہل دشمن! تیری مثال آئینہ کی سی ہے۔ ظاہر خوب۔ اور باطن نامرغوب۔ واقع میں تو نہایت عمدہ لباس پہنے ہوئے ہے۔ مگر تیرے اندر وہ بد اخلاقی کا زنگار بھرا ہوا ہے کہ بس اس کا نظیر آئینہ کا باطن ہی ملتا ہے۔ تو میری کیا حالت سمجھ سکتا ہے۔ میں ظاہر میں خاک کی چٹکی ہوں۔ لیکن میرے اندر وہ معانی بھرے ہوئے ہیں۔ کہ اگر کسی جاہل کے مس طبع پر ڈال دوں۔ تو سونا بنجائے اور اخلاق کا مجسم پتلا نظر آئے۔

(۴۲)

کعبہ وارم مقتدای سبز پوشان فلک

کز وِطاي عیسیٰ آمد شقہ دیبا ی من
(ملائیکہ ۱۲) (رداء ۱۲) (پارچہ جامہ ۱۲)

حل لغات

مقتدا۔ ایسا شخص جسکی لوگ پیروی کریں
سبز پوشان فلک۔ ملائکہ بھی ہوسکتے ہیں۔ اور افلاک بھی۔ اس صورت میں اضافت تشبیہی ہے

وِطا۔ بالکسر۔ بستر۔ چادر اور لباس۔ وہ جامہ کہ ہودج پر ڈالا جائے۔
شقہ۔ پارچہ جامہ۔ اور وہ پارچہ کہ عَلَم پر باندھا جائے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ او جاہل دشمن! تجھے میرے مرتبہ کا حال کیا معلوم۔ میں کعبہ کی طرح تمام ارواح و ملائکہ کا پیشوا اور مقتدا ہوں اس لئے کہ میرا شقہ دیبا حضرت عیسیٰ کی رداء سے ہے
معنی اس شعر کے صاف ہیں۔ زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔

(۴۳)

در ممزج باشم و ممزوج کوثر خاطرم

در معرج غلطم و معراج رضواں رای من
(حالیہ ۱۲) (جہنم)

حل لغات

ممزّج - بضم میم - و فتح میم دوم و فتح زای معجمہ مشدّد - وحاے مہملہ - جامہ کتان -
یہ عبارت لکھ کر صاحب غیاث تحریر کرتے ہیں کہ یہ لفظ سوائے شرح خاقانی کے اور کہیں نہیں پایا جاتا -

فاضل بلگرامی سے اختلاف

فاضل بلگرامی کہتے ہیں کہ "ممزج" باجیم ہے
مرزا محمد قزوینی "چہار مقالہ" کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ جامۂ ابریشمی ہے کہ جو مخلوط بزر ہوتا ہے ؛

(۹) دونوں مصرعوں میں حالیہ ہے -
ممزوج - آمیختہ شدہ
مُعرّج - جامہ نفیس - اور جائے معراج اور مقام بلند - کہ رنگین کپڑوں سے آراستہ ہو - اور عمدہ فرش بچھا ہو - گویا شاہ نشین یہاں آخری معنی مقصود ہیں -
فاضل بلگرامی فرماتے ہیں جامہ منقش مطلوب ہے
معراج - آلۂ عروج - نردبان

میرے پاس فاضل شارح کی شرح کا قلمی نسخہ ہے - اس میں اس شعر کے جو معنی لکھے ہوئے ہیں وہ "آدھا تیتر - آدھا بٹیر" ہوگئے ہیں - معلوم ہوا کہ کاتب کی زبردست دست برد ہے - بہرحال وہ آدھورے معنی لکھ کر میں اپنے معنی لکھوں گا -

فاضل شارح کے معنی

میرے دل میں کوثر ملا ہوا ہے - یعنی میں اپنے دل میں سخنان پاکیزہ رکھتا ہوں - میری رائے رضواں کے لئے معراج ہے - وہ بہشت سے اس آرزو میں آتا ہے کہ میری رائے کے انوار سے فیض حاصل کرے - حاصل یہ ہے کہ خاطر کو ثر آمیز رکھتا ہوں اور میری فکر رضوان بہشت کی معراج ہے - بڑے افسوس کی بات ہے کہ باوجود اس علم و فضل کے مجھ کو بے گناہ قید کیا ہے - اور قید خانہ کے موکلوں کے جور و جفا کے سپرد +

میرے معنے

میں عرض کرتا ہوں - حکیم کہتا ہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں زربفتی لباس میں ہوں حالانکہ میری خاطر کوثر آمیز ہو اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں بلند مقام (شاہ نشین) پر پڑا لوٹیں لگاؤں - اور حال یہ ہے کہ میری رائے رضواں کے لئے معراج ہو - یعنی او ظاہر پرست یہ کتابی، یہ زربفتی لباس تجھے مبارک ! میرا دل تو کوثر سے آمیختہ ہے اس میں ہر نت شہد معنی - و شیر معرفت الٰہی کی نہریں جاری ہیں - بھلا جس کی یہ معنویت ہو وہ زرق برق لباس کو پسند کر سکتا ہے اور جاہل متکبر حاکم تو پڑا شاہ نشین پر لوٹیں لگائے - میری

وہ روشن و بلند راے ہے کہ جس سے رضوان جنت نور حاصل کرتے ہیں گویا ان کے لئے معراج ہے۔ جس کی رائے کا یہ مرتبہ ہوگا وہ اس نمائشی بلندی پر غلطان ہوسکتا ہے۔ میرے لئے تو دون مرتبت ہے۔ یہ ہیں اس شعر کے صحیح معنی۔

مگر فاضل بلگرامی و قابل نامی نے اس کو کند چھری سے ذبح کردیا۔

قابل نامی کے معنی غلط ہیں

قابل نامی۔ میں ریشمی کپڑے پہنتا ہوں۔ اور میری طبیعت میں کوثر ملی ہوئی ہے اور میں گدے بچھے ہوے شاہ نشین میں لوٹتا ہوں۔ اور میری رائے داروغہ بہشت کے لئے باعث ترقی و بزرگی ہے۔

میں بعض وقت تعجب میں آجاتا ہوں۔ ابھی ان بزرگ نے شعر نمبر ۲۵ وغیرہ میں فرمایا تھا۔ کہ "خاقانی مفلس ہے۔ قلاش ہے۔ کاسہ خالی ہے۔ اس کی مالی حالت خراب ہے۔" اب اس کو شاہ نشین پر بٹھاکر ریشمی کپڑے پہنا ئے دیتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں اشعار میں ربط نہیں۔ کہیں کچھ کہتا ہے کہیں کچھ۔ ہاں میں نے غلطی کی بے ربطی تو فاضل بلگرامی تجویز فرماتے ہیں۔

فاضل بلگرامی کے معنی بھی صحیح نہیں ۱۲

فاضل بلگرامی گو میں زربفت بھی پہنوں۔ پھر بھی میری طبیعت کوثر سے آمیختہ ہے۔ گو میں بیل بوتے والا نفیس کپڑا پہنوں۔ پھر بھی میری رائے رضواں کے لئے معراج ہے۔ یعنی گو میں اسباب دنیوی کی طرف مائل ہوں پھر بھی ان دنیا والوں سے کہیں بڑھ کے ہوں۔ یہ معنی اس لئے لکھے کہ خاقانی اوپر سے اظہار مفلسی کرتا آرہا ہے۔ اس کے پاس ممرج اور معرج کہاں ورنہ اوپر کے بیان سے اختلاف ہوجاتا۔

خاقانی نے اس قصیدے بھر میں کہیں بھی مفلسی کا اظہار نہیں کیا ہے۔ اسنے تو زر کو حقیر و ذلیل ثابت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میں زر کے پیچھے امراء کی خوشامد نہیں کرتا۔ نہ معلوم اس کی مفلسی کہاں اور کس شعر سے ثابت ہوئی ہے۔ بہرحال آپ مفلس ثابت کرتے ہیں اور جناب نامی بعد مفلسی امیر ی۔

اصل یہ ہے کہ دونوں معنی غلط ہیں صحیح اور حقیقتاً صحیح وہی معنی ہیں جو میں نے لکھے ہیں ساتھ ہی اس کے اس شعر میں ممرج، یعنی مقام بلند ہے۔ نہ جامہ نفیس و منقش۔

(۴۴) چون گلِ رعناست شخصم کز پی کُشتن زید
در شهیدی شاہدی داد گلِ رعنای من

حل لغات

گلِ رعنا۔ ایک قسم کا پھول ہے اندر سے سُرخ۔ اور باہر سے زرد ہوتا ہے
شخص = بدنِ انسان۔ کالبدِ مردم۔
کز پی کشتن زید۔ بعض نسخوں میں "گر پے کشتن برند" ہے۔ اور بعض میں "کز پی مردن زید" اور یہ اچھا ہے۔

شہیدی میں یائے مصدری ہے۔ شہید ہونا۔
گُلِ رعنا۔ کے بجائے گلِ برنا بھی ہے۔
"برنا" کے معنی جوان۔ خوب۔ اور نیک کے ہیں۔ اور صاحب برہان بمعنی حنا بھی لکھتے ہیں +

معنی

حکیم کہتا ہے کہ میرا جسم مثل گل رعنا کے ہے جو زرد بھی ہے۔ اور سُرخ بھی۔ با غلبۂ تکالیف زرد ہے۔ اور با غلبۂ اشکِ خونیں سُرخ۔ جو چہرے پر موجود ہے۔ یہ میرا شخص مرنے ہی کے لئے جی رہا ہے۔ گویا ہر وقت اسی شوقِ شہادت سے۔ اور اپنے اس شہید ہونے کے باب میں میرا گلِ رعنا گواہ بھی رکھتا ہے۔ اور گواہ یہی سُرخی ہے۔ جو موجود ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاقانی کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔ لہٰذا اس کے جواب میں کہہ رہا ہے۔ کہ میں تو مرنے ہی کے لئے جی رہا ہوں۔ آو۔ قتل کرو! یہی میرے لئے حیات ہے۔

مگر اس شعر کا اوپر والے شعر سے کوئی ربط نہیں۔ اور اگر ربط پیدا کیا جائے تو بہت تقریر کرنا پڑے گی +

(۴۵) چند بیغار کہ در بیغولۂ غارے شدی
(گوشۂ غار ۱۲) (طنز۔ طعن ۱۲)
ای پی غولاں گرفتہ دوری از صحرای من
(صحرائے معرفت ۱۲)

حل لغات

پیغار - طعنہ - سرزنش - بہتان
پیغولہ - گوشہ خانہ - کنج - گوشہ چشم
پیغولہ غار - گوشہ غار سے یا تو قیدخانہ مطلوب ہے - اور یا وہ مقام جہاں خاقانی مراقبہ کرتا تھا

غول - جن - دیو کہ جو صحرا اور پہاڑ میں ہوں - اور جس شکل پہ چاہیں ظاہر ہوں اور لوگوں کا راستہ بھلا دیں -
یہاں ہوا و ہوس یا نفس امارہ سے مراد ہے -
صحرا سے مراد علم و معرفت ہے -

معنی

حکیم کہتا ہے - یہ کیا تو طعن و طنز کرتا ہے - کہ خاقانی تو ایک غار کے گوشہ میں پڑا رہتا ہے - (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ طعن اس کے مراقبہ پر کی جاتی تھی - یا اس کے قید خانے میں ہونے پر کی گئی ہو، اس لئے کہ اس وقت کا جیل خانہ غار کی طرح ہوتا تھا) اور ہوا و ہوس کے پیچھے چلنے والے نفس امارہ کے غلام - میں غار میں نہیں ہوں - اور ہوں تو بظاہر - میں تو اس لق و دق صحرائے معرفت میں ہوں کہ جس سے تو اور تیرے ساتھی کوسوں دور ہیں - یہ وہ بیابان نہیں جس میں دنیا والے مارے مارے پھرتے ہوں اور انھیں راستہ نہ ملتا ہو - اس لئے کہ ہوا و ہوس کے بھتنوں نے انھیں بھٹکا رکھا ہے -

(۶۰) آبنوسم در بُن دریا نشینم چوں صدف
خس نہ ام تا بر سر آیم کف بود ہمتای من

(تہ دریا) (تنکا ۱۲) (اوپر آؤں ۱۲) (پھین ۱۲) (برابر ۱۲)

حل لغات

آبنوس - ایک سیاہ درخت ہوتا ہے اس کی لکڑی وزنی ہونے کی وجہ سے پانی میں ڈوب جاتی ہے - ایک قسم کی مچھلی بھی ہے -

بن دریا - تہ دریا
بر سر آیم - ادھر آؤں -
کف - زبد - پھین -
ہمتا - برابر - مثل - نظیر -

(معنی)

او جاہل! میں وہ وزنی لکڑی ہوں - جو صدف کی طرح دریا کی تہہ میں ہو - او سطحی نظر رکھنے والے میں تو دریائے معرفت میں ڈوبا ہوا ہوں - اور سنائی اللہ کی

مرتبہ پر پہنچا ہوا۔ پھر ایسا غرق ہوا ہوں کہ اب ابھر نہیں سکتا۔ تنکا نہیں ہوں کہ ذراسی موج کی وجہ سے ڈوبا۔ اور پھر ابھر کر دریا کے پھین کے ساتھ بہتا ہوا چلا جاتا ہوں۔

(۴۷)

جاں فشانم، عقل پاشم، فیض رانم، دل دہم
طبع عالی کیست تا گردد عمل فرمای من

عقل پاشم = عقل پاشی کا یہ مطلب ہے کہ میں لوگوں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہوں معقولات کا ادراک کراتا ہوں۔ نولکشوری نسخہ میں عقل باشم صحیح نہیں لکھا ہے۔ جناب پروفیسر نامی اس کی تصحیح نہ کرتے ہوئے یہ معنے لکھتے ہیں کہ "میں عقل ہوں"۔ بادی النظر میں تو کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی۔ مگر درحقیقت صحیح نہیں۔ جاں فشانم۔ دل دہم۔ فیض رانم کا مقابلہ عقل پاشم چاہتا ہے۔ اس لئے کہ خاقانی اپنا ایثار دکھا رہا ہے

نولکشوری نسخہ میں عقل باشم صحیح نہیں قابل نامی سے اختلاف ۱۱

دل دہم ۔ یعنی میں دلدہی کرتا ہوں۔

عمل فرما۔ حاکم۔

معنی

حکیم کہتا ہے سن او متکبر جاہل۔ میں قوم پر اپنی جان نثار کرنے والا، سخت محنت و جاں فشانی کرنے والا، اس کو معقولات پر لگانے والا۔ فیض پہونچانے والا اور اس کی دل دہی کرنے والا ہوں۔ غرضکہ میں اپنی ذات اور اپنی تمام انسانیت کو قوم پر صرف کرنے والا ہوں۔ یہ طبع عالی کون ہے کہ مجھ پر عمل فرمائی اور حکومت کر سکے۔ میں بندۂ طبیعت نہیں۔ مغلوب نفس نہیں۔ اور اگر ہوتا تو مجھ میں یہ ایثار کہاں سے ہوتا۔ البتہ تو اور تیرے ساتھی بندۂ نفس امارہ ہیں کہ جن میں نہ ایثار۔ نہ فیض۔ سوائے خود غرضی اور خویشتن آرائی کے کوئی کام نہیں۔

(۴۸)

علوی و روحانی و غیبی و قدسی زادۂ ام
سے بود در بند اسطقسات استقصای من

بند۔ فکر۔ قید

اسطقسات۔ یونانی لفظ ہے۔

اول وسوم وچہارم مضموم ہے اورسین مہملہ مشدّد۔ ضرورتِ شعریّہ کی وجہ سے حرکت میں فرق آگیا۔ اس کا واحد اسطقس ہے۔ عناصر اربعہ۔

طبائع اربعہ۔ یعنی حرارت و برودت و یبوست رطوبت اور اصل وہ کیفیت بھی مستعمل ہے

استقصا۔ طلب نہایت چیزی کردن۔ منتہای مقصد۔

حکیم کہتا ہے۔ میں علوی۔ روحانی۔ غیبی۔ اور قدسی زادہ ہوں۔ یعنی میرا مولد و منشا عالم علوی و غیبی و قدسی ہے۔ پھر ایسی ذات طبائع اربع میں کب مقید ہوسکتی ہے۔ اور ان کے استقصا کی فکر میں کب پڑ سکتی ہے۔ میں نے وہ تزکیہ نفس و تصفیہ باطن کیا ہے۔ کہ میرا نفس ناطقہ درجہ کمال پر پہونچ گیا ہے وہ مغلوب طبع او نفس امارہ کا بندہ نہیں ہوسکتا

دایہ من عقل و زُقّہ شرع۔ مہد انصاف بود

آخشیجاں۔ امہات و علویاں آبای من

(۱۴۹)

گھُٹی۱۲ گہوارہ۱۲ امہاتِ سفلی۱۲ آبائے علوی۱۲

زُقّہ بضم اول۔ وتشدید قاف۔ وہ دانہ جو پرندا اپنے پوٹے سے نکال کر بچہ کو بھراتا ہے اور وہ دوا جو دودھ میں ملاکر بچے کو دی جائے۔ اور گھٹی۔

جناب پروفیسر نامی کی شرح ادب حاشیے میں (ذقہ) بذالِ مُخذ۔ اور انتخا میں "رقہ" برائے قرشت لکھا ہوا ہے جناب پروفیسر شاداں نے زقہ سے مراد غذا لی ہے۔

آخشیج بایائے مجہول۔ بمعنی ضد و مخالف۔ اسی کی مناسبت سے عنصر کے معنی بھی ہیں۔

امہات۔ واحد "امہ" مائیں۔ امہاتِ سفلی۔ یعنی عناصر اربعہ مقصود ہیں۔

علویاں۔ ساتوں آسمان۔ یا سبعہ سیارہ۔ آبائے علوی۔

حسنِ تعلیل

انتخاب کی غلطی

معنی

حکیم کہتا ہے میں وہ ہوں۔ کہ میری پرورش کرنے والی دودھ پلانے والی۔ یہ معمولی دایہ نہ تھی۔ بلکہ عقل تھی۔ اور شرع تو میری گھٹی ہی میں پڑی تھی۔ انصاف کے

جھوے میں جھولنا تھا - میری مائیں بھی اربعہ عناصر ہیں ۔ اور میرے باپ بھی ساتواں آسمان یعنی باعتبار روح کے تو میں علوی و قدسی زادہ ہوں اور باعتبار جسم۔ میں عناصر و سبعہ سیارہ زادہ۔

جناب شاداں بلگرامی کے خاقانی پر دو (۲) اعتراض

جناب شاداں بلگرامی نے اس مقام میں **خاقانی** پر دو اعتراض کئے ہیں۔

(اعتراض اول)

اوّل - یہ کہ۔ خاقانی نے پہلے تو یہ کہا کہ میں قدسی و علوی زادہ ہوں - اور اب عناصر اربعہ - اور افلاک سے اپنی پیدائش بتاتے ہیں +

(جواب)

خاقانی نے بالکل صحیح کہا ہے۔ چونکہ جناب نے غور نہیں فرمایا۔ اس وجہ سے اعتراض فرما دیا۔ پیغمبر سخن نے علوی زادہ باعتبار روح اور نفس ناطقہ کے کہا ہے۔ جو جوہر ہے - مجرد ہے - جسم و جسمانیات سے منزہ ہے - بسیط ہے - جیسا کہ حکما اور محققین متکلمین مثل فخر رازی - و محقق طوسی وغیرہ قائل ہیں - اور باعتبار جسم اس نے اربعہ عناصر کو ماں - اور افلاک کو باپ کہا ہے - اور خود یہی نہیں کہتا ہے بلکہ حکیم

حکیم سنائی سے سند

سنائی بھی کہتا ہے + **س**

از درونت نگاشت صنع اله	نہ زر زر دو سفید و سرخ و سیاہ
واز برونت نگاشتہ افلاک	از چہ از باد و آب و آتش و خاک
دادہ خود سپہر بستاند	نقش اللہ جاودان ماند

درون - نفس ناطقہ - روح - نفس مطمئنہ - یہ تو اللہ کی صنعت سے بنا۔
برون - جسم ہے - اس کو افلاک اور اربعہ عناصر نے بنایا - افلاک اپنا بنایا ہوا لے لیں گے - اور اللہ کا نقش ہمیشہ رہے گا - یعنی نفس ناطقہ کو فنا نہیں۔

جناب **شاداں** بلگرامی کی طبیعت نہایت منصف واقع ہوئی ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وہ اپنا اعتراض واپس لیں گے۔ رسالہ "**نیرنگ**" کی تنقیدوں میں وہ اسی انصاف کے متمنی رہے ہیں - اور کج بحثی کو بہت برا سمجھا ہے۔

فاضل بلگرامی کا دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض فاضل موصوف کا یہ ہے :-

کہ " مصرعہ ثانی میں کون سی بات قابل فخر ہے تمام مرکبات کی یہی حالت ہے"

(جواب) یہ اعتراض بھی آپ کے عدم غور کا نتیجہ ہے۔ بے شک تمام مرکبات۔ افلاک وامہات زادہ ہیں۔ لیکن تمام مرکبات علوی وقدسی زادہ نہیں۔ یعنی موالید ثلاث میں صرف انسان ہے کہ جس کو نفس ناطقہ مرحمت ہوا ہے۔ " ونفخت فیہ من روحی" سے مشرف۔ پھر آپ کا یہ فرمانا کہ " تمام مرکبات کی یہی حالت ہے" کیونکر درست ہوا؟

(جواب کی تفصیل) ممکن ہے کہ جناب فاضل۔ یا آپ کی طرح کوئی اَور فاضل یہ فرمائے۔ کہ "اچھا یوں بھی سہی! تو یہ حالت ہر انسان کی ہے کہ وہ علوی زادہ ہے۔ اور افلاک زادہ ہے۔ پھر خاقانی کو کیا فخر؟

میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اس کا جواب بھی خاقانی کے اشعار میں موجود ہے۔ وہ یہی تو اپنے معاندین سے کہہ رہا ہے۔ کہ تم بھی علوی زادے۔ میں بھی۔ تم بھی افلاک زادے۔ میں بھی۔ مگر پھر بھی مجھ میں۔ اور تم میں فرق ہے میری دایہ "عقل" ہے۔ میری گھٹی "شرع" ہے۔ میرا جھولا "انصاف" ہے۔ میں جاں فشاں ہوں۔ عقل پاش ہوں۔ فیض رساں ہوں۔ میری تعلیم ہوئی۔ میری تربیت ہوئی۔ میں بندہ طبیعت نہیں۔ تم جاہل۔ بندۂ نفس امارہ۔ خود غرض۔ سفید پوش۔ خوش لباس۔ لذات جسمانی کے غلام۔ یہ تمام چیزیں قابل فخر ہیں۔ یا نہیں۔

(دونوں اعتراض قابل التفات نہیں) بہر حال دونوں اعتراض قابل التفات نہیں۔ اس لئے کہ صرف دوسرے مصرعہ پر نظر ڈالی گئی ہے۔ یہ نہ دیکھا کہ اوپر کیا کہہ آیا ہے اور نیچے کیا کہہ رہا ہے۔

(قابل نامی کی عجیب تحریر) **قابل نامی** کی بھی عجیب وغریب تحریر ہوتی ہے۔ لکھتے۔ لکھتے تحریر فرماتے ہیں۔ " مجھے خدا نے سب نعمتیں دی ہیں۔ کسی بات کا محتاج نہیں"

(۵۰)

چوں دو پستان طبیعت را بصبر آلود عقل

در دبستان طریقت شیر شد دل والای من

طبیعت حرص وہوا۔
دو پستانِ یا قوت غضبی وشہوی
صِبر۔ بالکسر۔ دوا ہے جسے ایلوا کہتے ہیں۔ جب بچے کا دودھ چھڑایا جاتا ہے تو اس کو پستنی پر لگا دیا جاتا ہے۔ کڑواہٹ کی وجہ سے بچہ اس کو منہ میں نہیں لیتا۔
نولکشوری نسخہ میں "صبر" کی جگہ "ابصر" لکھا ہوا ہے اور درا، بھی نہیں۔
دبستان۔ یعنی ادبستان مکتب۔
طریقت۔ راہ تصوف میں تزکیہ باطن اور صفائے قلب ہے۔ حدیث بیان کی جاتی ہے "الشریعت اقوالی والطریقت افعالی والحقیقت حالی" **والالبند**۔ دل کی صفت ہے۔

معنی — حکیم کہتا ہے۔ کہ جب میری دایۂ عقل نے طبیعت کی دونوں پستانوں پر ایلوا لگا دیا۔ اور میرا دودھ چھڑا دیا۔ یعنی جب عقل نے حرص وہوا قوت غضبی اور شہوی کی برائیاں مجھے سمجھا کر ان سے ہٹا یا تو میرا باہمت دل۔ (روح) مکتبِ طریقت میں الٰہی اخلاق۔ الٰہی معرفت۔ اور تزکیہ نفس کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا +

(۵۱)
وز دگر سو چوں خلیل اللہ درودگر زادہ ام
بود خواہر گیر عیسیٰ۔ مادر ترسای من

ترجمہ
حل لغات

خلیل اللہ۔ حضرت ابراہیم کا لقب ہے
درودگر۔ مخفف "درو دگر" بڑھئی۔
خواہر گیر عیسیٰ۔ خواہر گیر۔ منہ بولی بہن۔ کل نسخوں میں "خواہر گیر عیسیٰ" لکھا ہوا ہے۔ فاضل شارح اور دیگر شارحین نے اسی سے معنی کیے ہیں۔ بلکہ فاضل شارح نے ایک قصہ بھی لکھا ہے کہ "ترسا قوم کی ایک صالحہ عورت حضرت عیسیٰ پر ایمان لائی تھی اور اس کو آپ نے منہ بولی بہن بنایا

معنی — خاقانی کے باپ (علی بخار شروانی) بڑھئی تھے۔ حضرت ابراہیم کے والد (آزر) پتھر اور لکڑی کے بت بناتے تھے۔ اس وجہ سے خاقانی نے کہا ہے کہ میں حضرت خلیل کی طرح درودگر زادہ ہوں۔

یہ تمام شارحین کی تقریریں اور اُن کی معنی دیکھتا رہا مگر مجھے شبہ رہا۔ ربانی القا کہوں یا ذہنی انتقال ایک عرصہ کے بعد سمجھ میں آیا کہ "خواہر گیر عیسیٰ" نہیں ہے بلکہ "خواہر گیر مریم" ہے۔ یعنی میری ماں۔ جو کہ عیسائی مذہب کی تھی وہ حضرت مریم کی منہ بولی بہن تھی۔ اب تقابل خوب ہو گیا۔ بلکہ صحیح ہو گیا۔ یعنی میرا باپ بڑھئی ہے اس لئے میں حضرت ابراہیم ہوں۔ اور میری ماں۔ چونکہ مریم کی منہ بولی بہن ہے۔ اس وجہ سے میں حضرت عیسیٰ ہوں۔ حضرت عیسیٰ کی بہن سے حضرت عیسیٰ نہیں پیدا ہو سکتے۔ البتہ مریم کی بہن سے حضرت عیسیٰ کا پیدا ہونا درست ہوتا ہے۔ فتدبر۔

"خواہر گیر عیسیٰ" کی جگہ "خواہر گیر مریم" ہے

مادر ترسا۔ کہتے ہیں **خاقانی** کی ماں پہلے نصرانیہ تھی۔ بعد میں مسلماں ہوئیں۔

فاضل شارح شادی آبادی اس شعر کے معنی یوں تحریر فرماتے ہیں:

کہ خاقانی کہتا ہے "میں باعتبار روح علوی زادہ ہوں۔ اور از طرف جسم، حضرت ابراہیم کی طرح درودگر زادہ۔ میری ماں کہ عیسائی تھی۔ حضرت عیسیٰ کی منہ بولی بہن تھی۔ یعنی میری ماں میں وہ قابلیت ہے کہ حضرت عیسیٰ پیدا کر سکے"۔

غرضکہ اسی قسم کے معنی لکھی ہیں۔ کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے عبارت صاف نہیں پڑھی جاتی۔

اس شعر کو کسی شارح نے صحیح کیا

مقصد میرا یہ ہے کہ اس شعر کو نہ تو کوئی شارح صحیح کر سکا۔ اور نہ اس کے معنی کسی نے صحیح لکھے۔

مَیں عرض کرتا ہوں۔ کہ حکیم کہتا ہے۔ کہ مَیں اوپر بتا آیا کہ از طرف روح۔ علوی زادہ۔ از طرف جسم آبای علوی و امہات سفلی زادہ ہوں۔ اب مَیں باعتبار توالد و تناسل بتاتا ہوں۔ سنو۔ اور غور سے سنو! میں ایک بڑھئی کا لڑکا ہوں۔ اس بنا پر حضرت ابراہیم ہوں۔ اور عیسائی عورت کا بیٹا ہوں (حضرت مریم کی منہ بولی بہن تھیں) اس وجہ سے میں حضرت عیسیٰ ہوں۔

ہو سکتا تھا کہ اس شعر کے معنی یوں لکھے جاتے۔ جیسا کہ فاضل شارح نے لکھے ہیں۔ کہ میں از طرف جسم ابراہیم زادہ ہوں۔ یعنی بڑھئی کا لڑکا ہوں اور از طرف

روح - علوی زادہ یعنی میرا حضرت عیسیٰ کی طرح کوئی باپ نہیں اور اگر ہے تو روح القدس یعنی قدسی زادہ۔

مگر آگے جو شعر آرہا ہے وہ اس آخری معنے کو نہیں چاہتا۔ معنی اول صحیح اور نہایت صحیح ہیں ؛

قابل نامی اور **فاضل بلگرامی** کے معانی لکھنا بیکار ہیں۔ اول تو "خواہر گیر عیسیٰ" سے معنے لکھے ہیں۔ دوسرے نہ اوپر کے اشعار کا خیال۔ نہ نیچے کے شعروں کا لحاظ۔ صرف ترجمہ ہی ترجمہ ہے۔

چنانچہ فاضل بلگرامی کے معنی ملاحظہ فرمائیے :-

" بہ لحاظ قوائے روحانی علوی زادہ ہوں۔ بہ لحاظ ظاہر مثل ابراہیم بخار زادہ ہوں۔ میری عیسائی ماں عیسیٰ کی منہ بولی بہن ہے ؛ بہر صورت عصمت والدہ کا بیان ہے ؛"

غور کیجئے کہ **خاقانی** کیا سلسلہ باندھتا چلا آرہا ہے۔ اور شارحین کیا فرما رہے ہیں۔ البتہ اتنا ہے کہ آپ نے یہ تحریر فرمایا۔ کہ "عیسیٰ" کی جگہ "مریم" بھی پڑھ سکتے ہیں ؛

(۵۲)

چشمہ صلب پدر چوں شد بکاریز رحم
زاں مبارک چشمہ زاد گوہر رعنائے من

حل لغات

صلب - مہرہائے پشت۔ استخوانِ پشت چشمہ صلب۔ نطفہ سے کنایہ ہے۔

کاریز - کھیتوں۔ باغوں میں پانی دینے کے لئے زمین کے اندر نالی بناتے ہیں اس کے ذریعہ سے کھیت وغیرہ سینچے جاتے ہیں۔

رحم - بالکسر ہے۔ "رحم مادر" مشہور ہے۔

گوہر رعنا - خوبصورت موتی۔ یہاں ذاتِ خاقانی مقصود ہے

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ میرے باپ کی پشت کے چشمہ سے رحم مادر کے کاریز میں پانی گیا

تو اس مبارک نطفہ سے میرا گوہر رعنا پیدا ہوا۔

(۵۳) حل لغات

پردۂ فقرم مشیمہ دست نطقم قابلہ
خاک شروان مولد و دار الادب منشای من

فقر سے وہ فقر مقصود ہے جس کی نسبت آنحضرت نے فرمایا "الفقر فخری"۔ نہ محتاجی نہ مفلسی۔
مشیمہ۔ اُس جھلّے کو کہتے ہیں جس میں وقت ولادت بچہ لپٹا ہوتا ہے۔

نطق۔ قوت ناطقہ مقصود ہے۔
قابلہ۔ دائی۔
مولد۔ پیدا ہونے کی جگہ۔
دار الادب۔ ادبستان۔ مکتب۔
منشا۔ نشو و نما کی جگہ۔ جائے تربیت۔

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو تم مجھ میں فقر۔ اور نطق دیکھ رہے ہو۔ یہ اس وقت کا نہیں۔ بلکہ جب میں پیدا ہوا تھا تو فقر کے پردے میں لپٹا ہوا تھا۔ اور اسی نطق کے ہاتھ نے مجھے جنوایا تھا۔ میری پیدائش کا مقام بھی شروان ہے۔ اور میری نشو و نما میری تربیت اسی دار الادب میں ہوئی

مقصد حکیم کا یہ ہے۔ کہ یہ فقر اور یہ نطق مجھ میں فطری ہے۔ یا یہ کہ جب میں پیدا ہوا تھا تو میرے گھر میں یہی چیزیں موجود تھیں۔

ز غفلت (۵۴) ش

ز ابتدا سر مامک و بابک بنا ئیدم چو طفل
زانکہ ہم ماماک رقیبم بود و ہم بابا من

سر ماماک۔ لڑکوں کا ایک کھیل ہے وہ اس طرح کہ ایک نام "ماماک" رکھتے ہیں۔ اس کی گود میں ایک لڑکا اپنا سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ یہ چور ہے۔ باقی

لڑکے اِدھر اُدھر چھپ جاتے ہیں۔ یہ اُٹھکر اُنہیں ڈھونڈھتا ہے۔ چھپے ہوئے لڑکے دوڑ دوڑ کر ماماک کے سر کو چھوتے جاتے ہیں۔ گویا ماماک "دُھائی" ہے

جس لڑکے کو چور نے ڈباتی چھونے کے قبل پکڑ لیا۔ وہ چور ہو گیا۔ پہلا چور لڑکا اس پر چڑھی لے گا۔

بابک۔ کوئی کھیل نہیں ہے۔ اسلئے اس کو جمیع شارحین نے غلط مان کر "غفلت" کا نسخہ تجویز کیا ہے۔ سر مامک غفلت میں اضافت بادنی ملابست ہے۔ یعنی وہ کھیل جو بوجہ نادانی اور غفلت کھیلا جاتا ہو لیکن میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے "خافانی" مامک کا تابع مھمل۔ بابک لایا ہو۔ تاکہ دوسرے مصرعے کے مامک بابک سے مطابقت ہو جائے۔ اگرچہ فی الواقع بابک کوئی بازی نہیں۔ اور ممکن ہے کہ ایسا نہ ہو۔ اور محشی نے "سر مامکبا بک" ملا کر بھی کھیل لکھا ہے۔

شارحین کے نزدیک بابک "صحیح نہیں"

مامک"۔ ما کے معنی ماں کے ہیں۔ اور کاف تنظیم کا ہی۔ یا محبت و پیار کا اظہار کرتا ہے "رقیب" نگہبان + "بابا" باپ

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ میرا نشو ونما ہی دار الادب میں ہوا اس لئے میں شروع ہی سے لونڈوں میں سر مامک بابک" کھیلنے نہ پایا (یا بہ وجہ نادانی و غفلت سر مامک کھیل نہ سکا) کیوں ؟ اس لئے کہ میری پیاری ماں اور میرے مہربان باپ میرے سخت محافظ و نگہبان رہتے تھے وہ جانتے تھے کہ طفلی میں اگر خراب عادتیں راسخ ہو گئیں تو ان کا جوانی تو جوانی بڑھاپے میں بھی نکلنا دشوار ہو گا۔ تو جب میرے بچپنے میں یہ حالت تھی۔ کہ نہ مَیں نے کسی لونڈے سے چڑھی لی، اور نہ کسی کو چڑھی دی۔ تو اب غور کرو کہ کمال عقل میں کیسا ہو نگا۔ اور میرے اخلاق کیا ہوں گے۔ پھر یہ بیجا تہمت کیسی۔ اور یہ لغو الزام کیسا جو تم میرے اوپر لگا رہے ہو۔

(۵۵)

بُختی مستم نہ خوردہ پختہ و خام شما
کز شما خامان نہ اکنون ہست استغنای من

حل لغات

بختی مست۔ مست اونٹ۔ بختی بخت نصر کی طرف منسوب ہے اسنے اصفہانی اور عربی اونٹ کو ملا کر ایک نسل پیدا کرائی۔

پختہ و خام۔ کچا۔ پکا۔ اچھا۔ برا۔

خامان۔ نقصان۔ بیہو توفان روزگار

استغنا۔ بے پروائی۔

میرے مست اونٹ نے (یعنی میں نے) تمہارے کچے پکنے سے کبھی کچھ نہیں کھایا۔ یہ تم ایسے بے وقوفوں سے میری بے پروائی اور یہ میرا استغنا کچھ نیا نہیں ہے۔ میں نے ایسے جاہلوں سے ہمیشہ پرہیز کیا ہے۔ یعنی اس میں شک نہیں کہ تمہارے پاس مال و زر ہے۔ اور دنیا دار تمہاری خوشامد کرنے آتے ہیں۔ لیکن میں نے کبھی تمہارے مال سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ اور نہ میں نے حرص کیا۔ اور نہ تمہاری خوشامد۔

(۵۶) شعر

حیض بر حور و جنابت بر ملائک بستہ ام
گر ز خونِ دخترانِ رز بود صہبای من

حل لغات

حیض۔ وہ ماہانہ خون جو جوان عورتوں کو آتا ہے

جنابت۔ ناپاکی

خون دختران۔ کنایہ شراب انگوری سے ہے۔

صہبا۔ شراب۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ تم نے میری پیدائش سے لے کر جوانی۔ اور جوانی سے لے کر اس وقت تک کے حالات سُنے۔ اب میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اگر میری شراب اس مادی انگور کی لڑکی کا خون ہو۔ اور اگر کبھی میں نے اس کو استعمال کیا ہو تو گویا میں نے اتنا بڑا گناہ کیا ہو کہ "میں نے حور کو یہ کہا ہو کہ" حائضہ "ہے۔ اور فرشتوں کو یہ کہا ہو کہ" جنب "ہیں۔ پہلا مصرعہ قسم ہے۔

(۵۷)

در خورم می ہم مرا شاید کہ از دہقانِ خلد
دی رسید از دست امروز اُجری فردای من

حل لغات

دہقان خلد۔ رضوان جنت

دی۔ روز گزشتہ۔

امروز۔ تین لفظوں میں۔ لفظ "ام" بمعنی این آتا ہے۔ ایک تو یہی ہے۔

دوسرے امسال. تیسرے امشب۔

اُجری ۔ بالکسر و بالضم } وظیفہ ۔ علوفہ ۔ اُجریِ فردا ۔ وظیفۂ قیامت ۔ یعنی شراب طہورا۔

حکیم کہتا ہے "میں تمہیں بتا چکا۔ اور قسم کھا کر بتا چکا۔ کہ میں شراب نہیں پیتا۔ لیکن اب میں کہتا ہوں۔ کہ اگر میں پیوں۔ تو میرے۔ اور صرف میرے لئے لائق ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ داروغۂ جنت سے وہ شراب طہور۔ جو اعمال صالحہ کے سبب سے کل قیامت میں مجھے ملنے والی ہے۔ وہ امروز کے ہاتھوں کل ہی (پہلے) میرے پاس آگئی"

اس لفظی ترجمہ کے بعد میں قابل "نامی"۔ فاضل "بلگرامی"۔ اور جناب "محشی" کے معنی لکھتا ہوں۔ اس کے بعد میں "خاقانی" کی اصل غرض لکھوں گا۔ جس پر ایک شارح بھی نہیں پہونچا۔

جناب نامی کے معنی غلط ہیں

قابل نامی ۔ " اور اگر میں شراب معرفت پیتا بھی ہوں۔ تو مجھ کو یہ زیبا ہے۔ کیونکہ داروغۂ بہشت کی طرف سے میری قیامت کا روزینہ مجھے موجودہ زندگی کے ذریعے سے کل شب ہی کو مل گیا۔

جناب نامی کے یہ معنی حتماً غلط ہیں۔ اس لئے کہ رضواں نے نہ آجتک کسی کو "شراب معرفت" جنت سے بھیجی ہے۔ اور نہ بھیجے گا۔ شراب معرفت تو یہیں دنیا میں حاصل ہوتی ہے۔ "فتدبر فانہ من الدقیق"

شراب معرفت رضواں نہیں بھیجتا

پھر فرماتے ہیں :۔ مطلب ایں کہ اگر من در موجودہ زندگی شراب مے خورم۔ ہماں است۔ کہ فردا مرا بدست آمدے۔ پس من آن شراب طہورا در ہمیں زندگی نوش میکنم۔

یہ مطلب البتہ کچھ صحیح ہوا۔ مگر رضوان جنت نے کیوں شراب طہور قبل از وقت بھیجی۔ اس مختصر سے نہیں معلوم ہو سکتی۔

فاضل بلگرامی کے معنے

فاضل بلگرامی ۔ اور اگر میں شراب ہی پیوں تو مجھے زیبا ہے کیوں کہ داروغۂ بہشت سے کل ہی (بہت پہلے) اس دنیا ہی میں وظیفہ قیامت

(شراب طہور مجھ مل چکا۔

آپ کے مطلب میں بھی وہی بات ہے، جو قابل نامی کے مطلب میں ہے۔ اسی طرح جناب محشی کے معنی ہیں۔

(حکیم کا مقصد)

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ۔ آج کے دن یعنی اس زندگی موجودہ میں مَیں وہ اعمال صالحہ کررہا ہوں۔ اور جو کچھ کہ زندگی باقی ہے اس میں آئندہ کروں گا۔ کہ اس پر رضوان جنت اس قدر خوش ہیں۔ کہ انھوں نے قیامت کے پہلے ہی مجھے شراب طہور یہاں میرے پاس بھیج دی اور اسی (امروز) کے ہاتھوں روانہ کی ہے۔ یعنی ان ہی اعمال صالحہ کے ہاتھوں۔ حالانکہ کسی شخص کے کتنے ہی اعمال عمدہ ہوں مگر قیامت کے قبل اس کو جزا نہیں ملا کرتی۔ مگر اے بہتان لگانے والو! میرے مرتبے اور میرے اعمال کا اندازہ لگاؤ کہ مجھے قبل از وقت شراب طہور مل گئی ہے۔ کس قدر میری ذات پر بھروسہ کیا گیا ہے۔ رضوان جانتا ہے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہی نہیں ہو سکتا

اس شعر میں "دی" "امروز" "فردا" جس خوبی سے نظم کیا ہے۔ وہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔ اور "از دست امروز" کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ "امروز" ہی کی بدولت شراب طہور روانہ کی گئی ہے۔ گویا اس کے ہاتھوں آئی۔ (امروز) موجودہ زندگی۔ اور موجودہ زندگی میں اعمال بھی ہوتے ہیں۔ اس سے اعمال صالحہ مقصود ہیں۔

(۵۸)

در بہشتم می خورم طلق حلال زیرک روح
خاک می شد تا پذیرد جرعۂ حمرائی من

(حل لغات)

طلق حلال شراب سے کنایہ ہے۔ لیکن بحث یہ ہے۔ کہ کیوں ہے۔ خاقانی کا ایک شعر ہے جس کا دوسرا مصرعہ یہ ہے:۔ ع

"طلق حلال نا روا طلق روان گوہری" فاضل شارح اس کی شرح فرماتے ہیں کہ "طلق حلال نا روا" شراب انگوری کو اس وجہ سے کہا کہ "طلق" ابرک ہے۔ ابرک

اگر حل ہو جاتی ہے تو کیمیا کے کام میں
آتی ہے۔ طلق روان اس کا خلاصہ ہے۔
اس لئے شراب سے کنایہ ہوتا ہے شراب
بھی کیمیا سے کم نہیں۔ چنانچہ شراب کو خاقانی
نے "کیمیاے جاں" بھی کہا ہے۔ حلال
اس وجہ سے کہا کہ انگور حلال ہے۔ اور اس کا
نتیجہ یعنی شراب حرام ہے۔ اس لئے اس
کو ناروا کہا۔

اور صاحب مویدالفضلا نے "طلق
حلال باردان" پڑھکر یہ معنی لکھے۔ طلق بمعنی
خالص۔ و"حلال" بہ معنی بیروں آمدہ۔
و"باردان" بہ معنی صراحی۔ مولانا غیاث
کہتے ہیں کہ اول کے دونوں لفظوں کے
معانی لغات میں موجود نہیں میرے نزدیک
یوں ہوں تو صحیح ہو سکتے ہیں۔ طلق۔ مجازاً
بہ معنی شراب۔ طلق حلال شراب مثلث
کہ وہ مباح ہے۔ بہر حال صاحب غیاث
کی بحث کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ "طلق حلال" شراب
مثلث ہے۔ لیکن اون کا یہ کہنا کہ "حلال"
کے معنی "بیروں آمدہ" کے نہیں تو صاحب
منتخب نے لکھے ہیں۔

اور جناب نامی نے طلق حلال کے معنی
"حل کیا ہوا ابرک" لکھا ہے اور "کنایہ از
شراب" بہر حال زیادہ بحث میں طول ہوگا
یہاں شراب طہور مقصود ہے۔

روح۔ جان۔ فرشتہ۔ یعنی جبرئیل۔

جرعہ۔ گھونٹ۔

حمرا۔ سُرخ۔ یعنی شراب سُرخ۔

حکیم کہتا ہے کہ یہ جو میں نے کہا۔ کہ اگر میں شراب پیوں تو میرے لئے زیبا ہے۔
اس سے تمہارے ذہن میں یہ آیا ہوگا کہ وہ شراب آئی ہوئی رکھی ہے۔ میں اُسے پیتا نہیں
اب میں بتاتا ہوں کہ میں ہر وقت بہشت میں ہوں۔ اور ہر وقت اُسی شراب طہور میں
مست۔ یہی تو وجہ ہے کہ فرشتے خاک ہوئے جاتے ہیں۔ تاکہ میری شراب سُرخ کی
جرعہ چینی کریں۔ شراب پیتے وقت تھوڑی سی شراب نظر گزر کے لئے زمین پر ڈال
دیتے ہیں۔

قابل نامی۔ میں بہشت میں۔ شراب معرفت پیتا ہوں۔ جس کے لئے
روح کا ابرک خاک ہوتا ہے۔ تاکہ میری شراب سُرخ کا ایک گھونٹ پی لے۔
آپ نے (زیراک) کی جگہ (ابراک) پڑھا ہے اور یہ معنی لکھے ہیں۔ ابراک۔ ابرق

کا معرب و مزید علیہ اور شراب سے شراب معرفت۔

(۵۹)

بوسہ بر سنگ سیاہ و مصحف روشن دہم
گرچہ چوں کوثر ہمہ تن لب شود اجزائے من

حل لغات

سنگ سیاہ۔ حجر اسود۔
مصحف۔ قرآن مجید۔
لب۔ یہی لب۔ اور کنارہ

قابل نامی نے اس مقام پر لُب بالضم پڑھا ہے۔ اور بہ معنی خالص لکھا ہے۔ اجزائے کی جگہ ایک شارح نے حورا پڑھا ہے۔

معنی

خاتمہ پر حکیم کہتا ہے کہ سنو! اگر میرے تمام اجزا حوض کوثر کی طرح کنارے ہو جائیں اس میں شہد و شیر و شراب کوثر بھر جائے اس وقت بھی میں حجر اسود اور قرآن شریف کا بوسہ لوں گا۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میں شریعت نبوی کا اس قدر تابع اور اتنا شیدا ہوں اور اس قدر اُسے عزیز رکھتا ہوں کہ کبھی ترک نہیں کر سکتا۔ گو میں کتنا ہی مستغنی کر دیا جاؤں تا اینکہ پورا حوض کوثر ہی کیوں نہ مجھ میں بھر دیا جائے۔

شاید میں اچھی طرح مطلب ادا نہ کر سکا انسان جب کوئی کام کرتا ہے۔ تو اسکا نتیجہ برآمد ہو جانے کے بعد وہ اس کو ترک کر دیتا ہے۔ اسی طرح شریعت کی پیروی کا نتیجہ یہ ہے کہ جنت میں جائے۔ اور امن و سکون کی زندگی میں رہ کر شراب طہور سے متلذذ ہوتا رہے۔

خاقانی کہتا ہے یہ کعبہ۔ یہ شریعت ایسی چیز ہے کہ اگر اس کی پیروی کا نتیجہ مجھے مل ہی کیوں نہ جائے۔ تا اینکہ میرے تمام اجزا حوض کوثر کے کنارے بن جائیں اور اسمیں شراب بھر دی جائے۔ تو میں بھی اس کو ترک نہیں کروں گا۔ اتنا میں قرآن کو عزیز رکھتا ہوں۔

سلمانی اور دیگر شارحین کے عجیب عجیب معنے

شارحین نے اس شعر کے عجیب عجیب معنی لکھے ہیں۔ دو معنی تو صرف کلیات خاقانی کے حاشیہ پر چڑھے ہوئے ہیں۔ ایک معنی تو (اجزائے من) تسلیم کرکے اور دوسرے

معنی (حور اے من) سے ہیں۔ اگر اُن کو بیں نقل کرتا ہوں۔ تو بہت طول ہوگا۔

قابل نامی کے معنی

قابل نامی۔ لُبّ۔ خالص۔ صاف۔ اگرچہ میرے جسم کے ذرّے حوض کوثر کی مانند صاف ہو جائیں۔ تب بھی میں حجر اسود۔ اور قرآن شریف کی تعظیم۔ اور پیروی کروں گا۔

یہ تو نہ معلوم۔ جناب پروفیسر صاحب نے کیا تحریر فرمایا۔ میں تو بالکل ہی نہ سمجھا۔ اس کے بعد مطلب لکھتے ہیں۔ میں اگرچہ حوض کوثر کی مانند شراب معرفت سے معمور ہو جاؤں تب بھی میں شریعت کا ضرور تابع رہوں گا۔

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی۔ اگرچہ میں حوض کوثر کی طرح شیرینی صفا میں میرے تمام اجزائے بدن لب بن جائیں۔ تب بھی میں حجر الاسود۔ و قرآن کو بوسہ دوں گا۔ کیوں کہ ان دونوں کے بوسے سے میرے لبوں کو اور زیادہ شیرینی حاصل ہوگی۔ منتہائے شوق بوسہ کا بیان ہے ؎

یہ مطالب گو کتنے ہی درست ہوں۔ اور شعر کے الفاظ ان کی مساعدت کر رہے ہوں۔ مگر خاقانی کے اغراض سے بالکل الگ ہیں۔

خاقانی نے پہلے یہ کہا کہ میں شراب نہیں پیتا۔ پھر کہا کہ اگر میں پیوں تو میرے لئے زیبا۔ اس لئے میرے اعمال صالحہ پر نظر رکھتے ہوئے رضوان جنت نے مجھے شراب طہور قبل از وقت بھیجدی۔ پھر یہ کہا کہ میں دنیا ہی میں بہشت میں ہوں۔ اور شراب طہور پی رہا ہوں۔ اب اس کے بعد یہ کہہ رہا ہے کہ باوجود شراب طہور ملجانے کے جو نتیجہ پیروی شریعت ہے۔ میں شریعت کی پیروی ترک نہیں کرسکتا۔ یہ سلسلہ ملحوظ رکھتے ہوئے شراب معرفت پر غور کیا جائے کہ کہاں تک صحیح ہے۔ لبوں کی اور زیادہ شیرینی ہو جانا کہاں تک درست ہے۔

اس موقعہ پر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ فی نفسہ خاقانی کے لئے کیا شراب طہور آئی۔ اور کیا فی الواقع اس کے لئے بہشت اوتارا گیا۔ یا مبالغہ کر رہا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب کسی کو کسی چیز کا عین الیقین اور حق الیقین ہو جاتا ہے تو اس کی ایکدوسری

حالت ہوجاتی ہے۔

خاقانی کا مقصد یہ ہے کہ مجھے اپنے درستی اعمال اور اس کے نتیجہ کا حق الیقین ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ میں بہشت میں ہوں۔ اور شراب پی رہا ہوں۔ اور یہ ان لوگوں کے مقابلہ میں کہا ہے کہ جنہوں نے اوس پر تہمت لگائی ہے۔

شارحین اس مغز پر نہیں پہونچے۔ کہیں سے کہیں چلے گئے۔

(۶۰)

مالکِ ملکِ سخن خاقانیم کز گنجِ نطق
دخلِ صد خاقان سزد یک نکتۂ غرای من

قصیدہ ختم کرچکا۔ اب سنت شعراء ادا کرتا ہے۔

معنی

کہتا ہے میں خاقانی ہوں۔ اور ملکِ سخن کا مالک۔ میرے کلام کے خزانے کے ایک نکتہ کی قدر و قیمت سیکڑوں بادشاہوں کی آمدنی ہوسکتی ہے۔

اس شعر میں بھی بادشاہ شروان پر کاری ضرب لگائی ہے۔ یعنی تم ایسے بادشاہوں کی آمدنی میرے ایک نکتہ کے برابر ہے۔ بلکہ نہیں ہوسکتی ہے۔ اس لئے کہ مادی جواہرات کہیں جواہراتِ معنی کے مقابل ہوسکتے ہیں۔

(۶۱)

دست من جوزا و کلکم حوت و معنی سنبلہ
سنبلہ زاید ز حوت از جنبشِ جوزای من

(سنبلہ = معنی ۱۲، حوت = قلم ۱۲، جوزا = ہاتھ ۱۲)

ترجمہ

جوزا۔ تیسرا برج ہے۔ اس کی شکل دو جوڑواں بچوں کی سی ہے۔ ذوجسدین ہر اور ہاتھ دو ہیں اس لئے ہاتھوں کو جوزا سے تشبیہ دی ہے۔ یہ برج عطارد کا خانہ ہے جو دبیر فلک ہے

حوت۔ بارہواں برج ہے۔ یہ بھی ذوجسدین ہے۔ خانہ مشتری ہے۔ جو قاضی فلک ہے۔ مچھلی پانی میں پیرتی ہے۔ قلم بھی دوات کے چشمے اور دریائے الفاظ و معنی میں شناوری کرتا ہے۔

حل لغات

پھر قاضی احکام صادر کرتا ہے - قلم کا بھی یہی حال ہے ؎

سنبلہ - بالی - چھٹے برج کا نام ہے - یہ بھی خانۂ عطارد ہے اور یہ دبیر فلک ہے اسکو شاعری علم و حکمت سے نسبت ہے

تنبیہ

نجوم میں جوزا کی نسبت - ہاتھ - بازو اور کلائی سے ہے - اور "حوت" کی قلم اور "نے" سے - اور "سنبلہ" کی علوم اور اشعار وغیرہ سے

حکیم کہتا ہے - میرا ہات "جوزا" ہے - میرا قلم "حوت" اور میرے معنی "سنبلہ" میرے اس "جوزا" کی حرکت کی وجہ سے میرے "حوت" سے "سنبلہ" پیدا ہوتے ہیں - یعنی میرا ہات - وہ ہات ہے کہ جس کی جنبش کی وجہ سے میرے قلم سے وہ معانی پیدا ہوتے ہیں - جو بلندی میں مثل سنبلہ کے ہوتے ہیں -

گرچہ از زن سیرتان کارم چو خنثی مشکل است

(۶۲)

حامل ست از جان مردان خاطر عذرائی من

حل لغات

زن سیرت - عورتوں کے سے خصائل رکھنے والا - اپنے مخالفین کو کہا ہے جو بزدل - اور صفات رذیلہ سے متصف ہیں

خنثی - بالضم - ایسا شخص جو مرد و عورت دونوں کی علامتیں رکھتا ہو -

کہا جاتا ہے کہ چیل کی یہی حالت ہے - بعض کے نزدیک چھ ماہ اور بعض کے نزدیک ایک سال مادہ اور نر رہتی ہے - انوری کہتا ہے،

یک سال زغن مادہ و یک سال نر آمد

مردان - اہل اللہ - عاشقان الٰہی -

عذرا کنواری لڑکی

معنی

حکیم کہتا ہے - اگرچہ ان بزدلوں، نامردوں، بدخصلتوں کی وجہ سے میرے کام میں دشواریاں رہتی ہیں - اور ان سے مجھے اذیت و تکلیف پہنچتی ہے (جس طرح خنثی کے کام میں دشواریاں ہوتی ہیں کہ کبھی وہ مرد ہو جاتا ہے اور کبھی عورت) مگر میں ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتا - اس لئے کہ میری باکرہ خاطر عاشقان الٰہی کی جان سے حاملہ ہے - میں اہل اللہ کے سے خیالات اور عاشقان الٰہی کے سے اخلاق رکھتا ہوں - یہ زن سیرت پڑی

بکا کریں میں نہ کچھ ان کی پروا کرتا ہوں اور نہ ان سے متاثر۔

(۶۳)

گر بہفت اقلیم گوید کس بمثل این دو بیت
کافرم دار القمامہ مسجد اقصائی من

حل لغات

دار القمامہ ۔ ایسا مقام جہاں کوڑا کرکٹ ڈالا جائے۔ گھورا۔ چکلہ جہاں عورتیں زنا کاری کے لیئے جمع ہوں۔ گرجا کے بھی معنی ہیں۔

مسجدِ اقصا۔ بیت المقدس

حکیم کہتا ہے کہ۔ میں ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں۔ کہ میرا سا شاعر نہ صرف ایران۔ بلکہ ہفت اقلیم میں نہیں۔ بلکہ اتنا ہی نہیں کہ اس قصیدے کے ایسے صرف دو شعر کہہ دے۔ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں۔ تو کافر ہوں۔ اور میری مسجدِ اقصا۔ گرجا یا چکلہ۔ یا گھوارا ہو۔

(۶۴)

شاعران را گرچہ غاوون خوانده اندر قرآن خدا
ہم ازایشان بود ظاہر وجہ استثنای من

استثنا

حل لغات

غاوون۔ قرآن شریف میں آیا ہے وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ۔ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ۔ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سرگرداں پھرتے ہیں اور منہ سے وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہاں وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اللہ کی یاد زیادہ کی۔ جناب محشی اور فاضل بلگرامی اور جناب نامی والشعراء الخ کا ترجمہ غلط کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ شاعر لوگ تو گمراہوں کی پیروی کرتے ہیں۔ شاعر نہیں بلکہ گمراہ شاعروں کی پیروی کرتے ہیں۔

شادان بلگرامی کی تصحیح

استہزا۔ جناب فاضل بلگرامی فرماتے ہیں۔ استہزا اس مقام پر صحیح نہیں۔ مصرعہ یوں ہونا چاہیئے "ہم از ایشان بود ظاہر وجہ استثنای من"۔ یا اسطرح ہست از ایشاں ہم بقرآں ظاہر استثنای من۔ چونکہ قرآن میں استثنا ہے اس وجہ سے انکی تصحیح درست ہے۔ باقی دوسرے مصرعہ کی ضرورت نہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ اگرچہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں شاعروں کو غاوون کہا ہے۔ مگر میرے مستثنیٰ ہونیکی وجہ بھی خود انہیں سے ظاہر ہے۔ اسلئے کہ خود قرآن میں استثنا موجود ہے مطلب حکیم کا یہ ہے کہ ایسے شاعر جو بندہ نفس امارہ ہیں اور دنیا داروں کی کبھی ہجو اور کبھی تعریف کرتے ہیں اور انمیں وہ صفات ثابت کرتے ہیں جو درحقیقت موجود نہیں ہوتے۔ گمراہ ہیں۔ میں انسے مستثنیٰ ہوں۔ جیسا کہ خود قرآن پاک میں الا الذین کہکر استثنا کیا ہے۔ میں تو درحقیقت ایمان والا ہوں اور اعمال صالح کرتا ہوں

تنبیہ

قرآن پاک میں شاعروں کو گمراہ نہیں کہا ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ گمراہ ان کی پیروی کرتے ہیں ظاہر ہے کہ گمراہ گمراہ ہی کی پیروی کریگا۔ اسلئے خاقانی نے التزاماً شاعروں کو غاوون کہا ہے۔

قابل نامی۔ شاعروں کی نسبت خداوند عالم نے اکثرہم الغاوون فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے لغوگو شعراء پر ہنستا ہوں۔ (مگر میں ایسا نہیں ہوں)

فاضل بلگرامی۔ اگرچہ خداوند عالم نے قرآن میں شعراء کو پیرو گمراہاں کہا ہے مگر میرے مستثنیٰ ہونے کی وجہ خود انہیں کے کلام سے ظاہر ہے۔

فاضل بلگرامی کے معنے

دونوں بزرگواروں کے معنی غلط ہوگئے۔ وجہ غلطی ظاہر ہے کہ آیت کا ترجمہ غلط کیا ہے۔

دونوں کے معنی غلط ہوگئے

(۶۵)

از مصاف بولھب فعلاں نہ پیچانم عناں
چوں رکاب مصطفےٰ شد مقصد و ملجای من

حل لغات

مصاف۔ جمع ہے مصف واحد اسم ظرف ہے۔ بمعنی جائے صف زدن لیکن مجازاً بہ معنی جنگ مستعمل ہے۔

بولھب۔ آنحضرتؐ کا چچا ہے۔

"بولھب فعل" ایسا شخص جو دشمنی اور کینہ بولھب کی طرح رکھتا ہو۔

ملجا۔ "لجا" سے ماخوذ ہے۔ بہ معنی جائے پناہ۔

معنی

حکیم کہتا ہے چونکہ میرا مقصد و ملجا حضرت محمد مصطفےٰ کی رکاب ہے اندریں صورت

ہیں ان بولہب فعلوں۔ان کینہ توزوں کی جنگ سے منہ پھیر لوں گا۔ ہرگز نہیں ؟ اس لئے کہ خود آنحضرت نے بھی اپنا کام جاری رکھا تھا۔ اور بولہب کی دشمنی کی کچھ پروانہیں کی۔

(۶۶)

قاسم رحمت ابوالقاسم رسول اللہ کہ ہست
در ولای او خدیو عقل وجاں مولای من

قاسمِ رحمت۔ قاسم۔تقسیم کرنے والے۔ایسی ذات جو رحمت تقسیم کرنے والی ہو۔آنحضرت کو کہا ہے اس لئے کہ آپ "رحمۃ للعالمین" ہیں۔

ابوالقاسم۔آپ کی کینت ہے آپ کے صاحبزادے کا نام قاسم تہا۔

ولا محبت ودوستی

خدیو خداوند۔بادشاہ

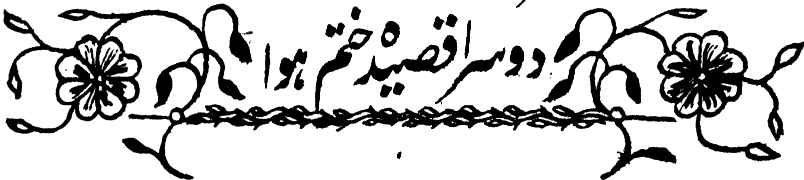
مولا غلام۔خداوند۔یاری دہندہ

معنی ادا

حکیم کہتا ہے۔تم جانتے ہو۔وہ مصطفےٰ کون ہیں ؟ کہ جن کی رکاب میری ملجا ہے میں تمہیں بتاتا ہوں وہ رحمت کے قاسم۔اور قاسم کے باپ۔اور خداوند عالم کے رسول ہیں۔جن کی محبت کی وجہ سے یہ عقل۔اور یہ جان کہ جو بادشاہ ہیں۔میرے غلام ہوگئے ہیں۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ یوں کیوں نہ معنی کیے جائیں۔کہ ذرا شاہ شروان پر چوٹ بھی ہے یعنی آنحضرت کہ جن کی ولا کا یہ اثر ہے کہ بادشاہ عقل وجان میری یاری کرنے والے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ آنحضرت کی محبت کا یہ اثر ہے کہ میں نفس امان کی پیروی سے نکل گیا اور میرے مددگار میری عقل وجان ہوگئی۔لہذا میں ان کی شاہی اور ان کی مددگاری کے تحت میں ہوں۔نہ کہ شاہ شروان کی شاہی کے تحت میں ؟





(۱) متن

عروس عافیت آنگہ قبول کردم را * کہ عمر بیش بہا دادمش بشیر بہا

تین قصیدے کے تین شارح

اس قصیدے کے تین شارح ہیں:-

(۱) فاضل شارح

اول جناب **محمد بن داؤد** شادی آبادی - جن کو میں **فاضل شارح** کے لقب سے ملقب کرتا ہوں -

(۲) جناب محشی

دوم **جناب محشی** جو خاقانی کے کلیات پر متعدد لغات اور شرحوں سے تحشی کرتے ہیں - اور خاتمہ پر (ش) لکھ دیتے ہیں - آپ کی شرحوں سے حاشیہ چڑھاتے ہیں - جن کا مجھے پتہ نہیں - اس لئے میں ان سب کی جگہہ پر جناب "محشی" لکھتا ہوں ؛

(۳) فاضل بلگرامی

سوم **جناب شاداں بلگرامی** - جن کی اردو شرح ابھی طبع ہوئی ہے - آپ اورینٹل کالج "لاہور" میں پروفیسر ہیں - آپ کو میں اپنی شرح میں **فاضل بلگرامی** لکھتا ہوں -

وزن بحر

اس قصیدے کا وزن "مفاعلن - فعلاتن - مفاعلن فعلن یا فعلات ہے" دوبار بحر کا نام مجتث مثمن مقصور" یا محذوف ہے

حل لغات

عروس عافیت - عروس دولہن - عافیت - تندرستی - تصوف کی اصطلاح میں "فراغ القلب مع اللہ لحظۃ" عروس عافیت میں اضافت تشبیہی ہے -

کہ :- بیانیہ

بیش بہا :- بیش قیمت

شیر بہا :- روپیہ کپڑا وغیرہ جو دولہا

کی طرف سے دولھن کو بھیجا جاتا ہے۔ اسی کو دست پیماں بھی کہتے ہیں۔ بہار عجم میں ساچق اور بری کا ترجمہ کیا ہے۔ دست پیماں کے متعلق لغت میں ہے کہ وہ رقم جو نکاح کے وقت دولھن کو دیجاتی ہے۔ مہر معجل کو بھی کہتے ہیں۔ شین کی ضمیر عروس عافیت کی طرف ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ عافیت کی دولھن نے مجھے اس وقت قبول کیا ہے۔ جب کہ میں نے اپنی عمر ایسی بیش قیمت چیز کو اس کے مہر میں دے دیا۔ یعنی میں نے برسوں ریاضتِ شاقہ میں صرف کرکے اور "موتوا قبل ان تموتوا" پر عمل پیرا ہو کر اپنے تمام قویٰ کو مہذب۔ اور اپنے تمام اخلاق کو درست کیا ہے۔ اس وقت کہیں جا کر مجھے حقیقی تندرستی اور صحیح عافیت (قرار القلب مع اللہ) حاصل ہوئی ہے۔ ورنہ اس کے پہلے عافیت کہاں، دنیا کی زق زق بق بق میں پڑا ہوا تھا اور تمام قوتوں کو بیماری لاحق تھی نہ قلب کو قرار تھا۔ نہ دل کو سکون۔

(۲) ش

چو کشت عافیتم خوشہ در گلو آورد ❊ چو خوشہ باز بریدم گلوی کام و ہوا

حل لغات

خوشہ در گلو آوردن۔ عبارت ہے خوشہ کے نکلنے سے یعنی جس وقت کہ درخت سے بالی نکل رہی ہو۔

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں کہ خوشہ سے مراد حرص نفسانی ہے۔ میرے نزدیک

یہ صحیح نہیں۔

گلوی کام و ہوا۔ کام۔ مقصد۔ ہوا خواہش نفسانی۔ کام و ہوا کو ایک شخص فرض کرکے اسکا گلا قرار دیا ہے یہ ترکیب قدم فکر۔ پاتے نظر کی ہے۔

فاضل بلگرامی سے اختلاف

معنی

حکیم کہتا ہے۔ جس وقت کہ عافیت کی کھیتی سرسبز و شاداب ہوئی۔ اور اس میں بالیاں آنے لگیں۔ یعنی عافیت قریب بہ تکمیل پہنچی تو میں نے دنیوی مقاصد اور نفسانی خواہشات کے گلے کو اس طرح کاٹا جس طرح خوشہ کاٹا جاتا ہے۔ یعنی جو ہیں مجھے عافیت میسر ہوئی اور درجہ تکمیل پر پہنچنے لگی اسی وقت میں نے لذات نفسانی کا خاتمہ کر دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو نفس پھر بہکے اور پھر بداخلاقی کی بیماریاں لاحق حال ہوں

فاضل بلگرامی کے معنی صحیح نہیں

فاضل بلگرامی۔ اگر میری عافیت و سلامتی کی کھیتی میں خواہشات کی بالی

نکلنے کو ہوتی ہے۔ تو میں فوراً کی بالی کی طرح مقاصد اور خواہشات کے گلے پر چھری پھیر دیتا ہوں۔

حکیم کہہ رہا ہے۔ کہ عافیت کی کھیتی میں خوشہ نکل رہے ہیں۔ یعنی یہ کھیتی اب درجۂ تکمیل پر پہونچ رہی ہے۔ عنقریب اس کے نتائج برآمد ہوں گے۔ اس بنا پر میں نے خواہش نفسانی کا خاتمہ کر دیا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس لہلہاتی کھیتی پر یہ برق خرمن ہو جائے اندریں صورت "خوشہ" سے مراد خواہش نفسانی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ خوشہ تو عافیت کی کھیتی کا ہے۔

(۳) شعر

خروس کنگرہ عقل پر بکوفت چو دید
کہ در شب امل من سپید شد پیدا

خروس کنگرہ عقل سے مراد روح ہے۔ شارح فاضل فرماتے ہیں کہ عشق سے بھی مراد ہو سکتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ خروس سے خروس عرش بھی مراد ہو سکتی ہے۔ اور عقل۔ عرش کو کہتے ہیں۔

شارح فاضل سے اختلاف

ہمیرے نزدیک آخری مرادیں اچھی نہیں۔ فاضل بلگرامی فرماتے ہیں۔ "خروس کنگرہ عقل" باضافت بیانی عقل سلیم مراد ہے۔

فاضل بلگرامی سے اختلاف

آپ کے پاس شارح فاضل کی شرح موجود ہے۔ اور وہ "خروس کنگرہ عقل" سے روح مراد لے رہا ہے۔ مگر آپ صحیح کو بھی غلط کر دیتے ہیں۔ "خروس عقل" ہوتا تو آپکا بیان صحیح ہوتا۔ آپ نے (کنگرہ) کے لفظ پر غور نہیں فرمایا۔ اضافت بیانی۔

"خروس کنگرہ عقل" سے مراد عقل نہیں

اور تشبیہی ایک چیز ہے۔ بعض اس اضافت تشبیہی کو بیانی بھی کہہ دیتے ہیں۔ خروس کنگرہ عقل میں مشبہ مشبہ بہ کیا ہیں۔ اور کنگرہ کیا ہے۔

بہرحال صحیح وہی پہلی بات ہے۔ عقل کے کنگرہ پر خروس روح بیٹھا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ روح عقل سے کام لیتی ہے اور ادراک معقولات کرتی ہے۔

کہ بیان جملہ مطویہ محذوفہ ہے اور وہ این امر ہے

شب امل دنیاوی امیدوں کی شب۔ مقاصد دنیوی کو رات اس وجہ سے کہا کہ وہ مادی فانی و معدوم ہیں۔ ان کی تیرگی ظاہر ہے۔

سپید ۔ نور کا ترکا۔ یہاں صفائے باطن مطلوب ہے

معنی

جس وقت نور کا تڑکا ہوتا ہے تو مرغ پر پھٹ پھٹا کر بانگ دیتا ہے۔ حکیم کہتا ہے جب کہ عقل کے کنگورے پر مرغ (یعنی میری روح) نے یہ دیکھا کہ خواہشات نفسانی کی اندھیری رات میں سفیدۂ صبح نمایاں ہونے لگا تو اس نے مارے خوشی کے اپنے بازو پھٹ پھٹانا شروع کئے۔ یعنی جب اس نے ادراک کیا کہ خواہشات نفسانی دور ہوئی اور صفائے باطن کا ظہور ہونے لگا تو از حد خوشی ہوئی۔

فاضل بلگرامی کے معنے ۱۲

فاضل بلگرامی - جب خروس عقل نے دیکھا۔ سپیدہ نور باطن پیدا ہو گیا ہے اور اب شب امال دنیوی زائل ہو جائے گی تو اس نے مارے خوشی کے پر پھپٹ پھٹائے۔

جناب فاضل بلگرامی نے آخر کار اپنے ترجمے میں (خروسِ عقل) رکھا۔ اور (کنگرہ) کا لفظ نکال ڈالا

(۴)

چو ماہ سی شبہ ناچیز شد خیال غرور ÷ چو روز پانزدہ ساعت کمال یافت ضیا

حل لغات

ماہ سی شبہ - ماہِ سی روزہ۔ ماہ چہار ہفتہ سے کنایہ شئے معدوم و ناچیز سے ہوتا ہے اس لئے کہ چاند نہایت باریک۔ گویا ناچیز ہوتا ہے

روز پانزدہ ساعت :- وہ دن جو پندرہ گھنٹے کے ہوں اس زمانے میں روشنی زیادہ ہوتی ہے۔ گویا دن اپنے کمال پر ہوتا ہے ؛

فاضل بلگرامی سے اختلاف ۱۲

یافت کا فاعل (ضیا) ہے۔ اور اس کا مفعول کمال ہے۔ یعنی ضیا نے کمال کو حاصل کر لیا۔ اور یہ ضیا وہی سپیدۂ ہے جو اوپر والے شعر میں مذکور ہے مگر جناب شادان بلگرامی کی دقتِ نظری یہ بتاتی ہے کہ یافت کا فاعل دل ہے جو نیچے کے شعر میں ہے۔ کچھ مضائقہ تو نہ تھا مگر شعر کے معنی گڑ بڑ ہو جائیں گے۔ اور ربط نہیں رہے گا ÷

معنی

حکیم کہتا ہے۔ صفائے قلب و نور باطن حاصل ہونے پر کبر و غرور تیسویں رات کے چاند کی طرح ناچیز و معدوم ہو گیا۔ اور گرمیوں کے بڑے بڑے دنوں کی طرح سپیدہ یعنی ضیا نے کمال حاصل کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح دن بڑھتے بڑھتے پندرہ گھنٹہ کا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی ضیا کو کمال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میرے شب امل میں جو پسیدہ نور باطن نمایاں ہوا تھا تدریجاً درجہ کمال پر پہونچ گیا۔

(۵) مسیح وار پی راستی گرفت آن دل + کہ باز گونہ روی داشت چون خط ترسا

حل لغات: **پی گرفتن** ۔ پیچھا لینا ۔ پے کے معنی قدم نشان قدم ۔ اور عقب کے ہیں۔ **آن دل** وہ روح جو حرز دس کنگرہ عقل ہے
باز گونہ روی ۔ اُلٹی چال چلنا۔ **خط ترسا** ۔ عیسائیوں کا خط ۔ بائیں طرف سے لکھا جاتا ہے۔

معنی: حکیم کہتا ہے وہ روح جس کی رفتار عیسائیوں کے خط کی طرح اولٹی تھی یعنی بھیجی تو گئی تھی معرفت ایزدی و عبادت صمدی کے لئے ۔ مگر نفس امارہ کی مطیع ہو کر ماکولات ۔ ملبوسات ۔ مشروبات میں منہمک ہو گئی ۔ اب جا کر اس نے حضرت عیسیٰ کی طرح راستی کے نشان قدم پر چلنا شروع کیا۔

(۶) ز مرغزار سلامت دل مرا خبر است + کہ ہم مسیح خبر دار د از مزاج گیا

حل لغات: **مرغزار سلامت** میں اضافت تشبیہی ہے ۔ مَرغزار ۔ سبزہ زار ۔ مَرغ بالفتح دوب کو کہتے ہیں ۔ بعض اسکو مُرغزار بالضم پڑھتے ہیں ۔ اس غلطی سے بچنا چاہئے ۔ **سلامت** کے معنی بے گزند ہونا ۔ بے عیب ہونا ۔ اور رہائی پانا ۔ یہاں تینوں معنی لئے جا سکتے ہیں ۔

فاضل بلگرامی کی عجیب غلطی: فاضل بلگرامی اس لفظ پر عجیب عبارت لکھتے ہیں ۔ فرماتے ہیں ۔ سلامت بہ معنی وحدت کیونکہ مثل میں آیا ہے " السلامت فی الوحدت " عربی کے اس فقرہ کے تو یہ معنی ہیں کہ " سلامتی تنہائی میں ہے "، نہ کہ سلامتی وحدت ہو گئی ممکن تھا کہ کاتب کی غلطی تجویز کی جاتی ۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپ نے شعر کے معنی بھی وحدت سے لکھے ۔

مسیح کے معنی دوست ۔ اور بہت پیمائش کرنے والے کے ہیں ۔ آپ حق دوست اور سیر و سیاحت پسند تھے

اسی وجہ سے یہ لقب ہوا

گیا۔ نباتات

حکیم کہتا ہے۔ میری روح سلامتی کے سبزہ زار سے خوب واقف ہے۔ وہ ان تمام طرق سے آگاہ ہے کہ انسان کس طرح دنیوی خواہشات سے رہائی پا سکتا ہے۔ کس طرح بے عیب ہو سکتا ہے۔ کیونکر امراض نفسانی سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ کس طرح اہل دنیا کے گزندوں سے بچ سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ تو مسیح وقت ہے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ کو جڑی بوٹی کے مزاج سے واقفیت ہے اسی طرح میرے دل کو سبزہ زار عافیت سے۔

معنی

حضرت عیسیٰ کے وقت میں اطبا کا زور تھا۔ اس لئے آپ کو صحت امراض کا معجزہ عطا ہوا۔

فاضل بلگرامی۔ سبزہ زار وحدت و تجرید سے میرا دل خوب واقف ہے۔ کیونکہ مسیح بوٹیوں کے مزاج سے خوب واقف ہے۔ اسی طرح میرا دل وحدت و تجرید سے خوب واقف ہے۔

فاضل بلگرامی کے معنی صحیح نہیں ہیں

جناب فاضل بلگرامی کے معنی صحیح نہیں۔ یہاں سلامتی کا ذکر ہے۔ نہ وحدت کا! وحدت کا ذکر آگے آتا ہے " مرا شہنشہِ وحدت زد امگاہ خرد "

مرا طبیبِ دل اندر گونہ کردہ است ❊ دریں دہ بس اُرحوا دسو دا ادِ شسوا

(۲۷)

طبیبِ دل باضافت بیانی۔ وہی روح ہے۔ روح کو طبیب اس وجہ سے کہا کہ وہ امراض نفسانی کا علاج کرتی ہے امراض نفسانی "اخلاق ناصری" میں مذکور ہیں۔

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں۔ طبیبِ دل سے تجرد بھی مراد لے سکتے ہیں۔

حل لغات

گونہ۔ تھوڑی

سواد۔ حوالی شہر۔ سیاہی۔ یہاں دنیا مراد ہے۔

سودا۔ ایک خلط ہے۔ اور دیوانگی اور ہوا و ہوس

معنی

تو چونکہ میری روح سلامتی کے مرغزار سے بدرجہ اتم واقف ہے اس لئے اُس نے

مجھے کچھ تھوڑی سی نصیحت کی ہے۔ وہ یہ کہ اے خاقانی تم اس مادی دنیا میں ہوا و ہوس کے حوادث سے ڈرو۔ اور دنیوی لذات سے بچو۔ ورنہ یاد رکھو! تمہاری سلامتی معرض خطر میں آجائے گی ؛

(۸) تلخ و ترش از خوان گیتی بر کہ نشتر خوری ار بیشتر خوری حلوا

مل لغات

تلخ و ترش اس وجہ سے مذکور ہوا۔ کہ اس سے سودا کم ہو جاتا ہے۔

یہاں تکالیف مقصود ہیں۔

بر زائد ہے در بر۔ نیز۔ فر۔ فرو۔ فرا۔ زائد آتے ہیں۔ یا یوں سمجھو کہ بر خوان گیتی تھا حرف "بر" اپنے محل سے ہٹ گیا۔ اسکی بجائے صرف "با" آگیا۔ اب اگر ہم "بر" کو مقدم کر دیں۔ تو "با" زائد ہے۔

حلوا اس کے کھانے سے صفرا میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور خون میں بھی

معنی

طبیب دل نے مجھ سے کہا۔ دیکھو خاقانی اس دنیا کے دستر خوان پر تلخ و ترش بھی ہے اور شیریں بھی۔ تم تلخ و ترش ہی پر راضی ہو۔ شیریں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اس لئے کہ اس ترشی و تلخی سے وہ سودا جو ہم اوپر بتا آئے ہیں کم ہو جائے گا۔ اگر کہیں تم نے حلوے پر ہاتھ ڈالا۔ تو جتنا اُسے کھاؤ گے اتنا ہی نقصان ہوگا۔ خون میں زیادتی ہوگی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری رگ نشتر فصاد کھائے گی۔ یعنی مصائب و تکالیف برداشت کرو۔ لذات نفسانی اور لہو و لعب سے کنارہ کشی اسی میں تمہاری سلامتی ہے ؛

(۹) ازین سراچہ آوا و رنگ دل بگسل ؛ بار غوان بر رنگ و بارغنون آوا

مل لغات
فاضل بلگرامی کی دقتِ نظری

سراچہ آوا و رنگ ۔ اسی کرۂ ارض کو کہا ہے اس لئے کہ یہاں کی چیزوں میں رنگ بھی ہے اور آواز بھی یعنی نغمہ۔ اور طبیعت ان پر مائل ہو جاتی ہے۔

فاضل بلگرامی دقت نظری فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ "سراچہ آوا و رنگ" سے مراد آسمان ہے۔ فلک کی رنگینی تو ظاہر ہے اب رہی آواز۔ ہر متحرک میں آواز ہوتی ہے

بات تو معقول ہے مگر اس آواز پر آج تک کسی کی طبیعت مائل نہیں ہوئی۔

ارغوان سرخ رنگ کا پھول ہے
ارغنون باجہ ہے۔ ارگن۔

طبیب حاذق کہتا ہے دیکھو خاقانی اس مادی دنیا میں آواز (نغمہ) ہی ہے۔ اور رنگ حسن بھی ہے۔ وہ لوگ جو بندہ طبیعت ہیں ان سے دلبستگی کرکے طرح طرح کے نفسانی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اپنی سلامتی کھو بیٹھتے ہیں۔ تم اپنے دل کو ان سے ہٹا لو۔ نہ پھول کی خوش رنگی کی طرف جاو۔ اور نہ ارغون کی خوش آوازی کی جانب۔ یہ دونوں چیزیں ان ہی دونوں کے لیے رہنے دو۔ یعنی رنگ ارغواں کے لیے۔ اور آواز ارگن باجہ کے لیے

اگر "سراچہ آوا و رنگ" سے آسمان مراد لی جائے تو اس کی حرکت میں نغمہ کہاں۔

اسیر طبع مخالف مدار جان و خرد — زبون چار زبانی مکن دو حور لقا (۱۰)

کہ پوست پارہ آہن ربای دولت را — کہ مغزبی گنہان را دہد بہ اژدرہا (۱۱)

حل لغات

چار زبانی ۔ زبانی۔ موکل دو رخ۔
یہاں چار زبانی سے مراد طبع اربعہ ہیں۔

دو حور لقا ۔ روح۔ عقل۔ یعنی وہ روح جو کنگرہ عقل پر ہے۔ اور وہ عقل جس کے کنگرہ پر روح ہے۔

پوست پارہ ۔ اس چمڑے کو کہا ہے جس کو کاوہ آہنگر کام کرتے وقت اپنے پاؤں میں باندھ لیتا تھا۔ اسی کو اس نے علم پر باندھا تھا اور یہی درفش کاویانی ہے

آہن کا مشار الیہ ضحاک ہے اس کے شانے پر دو زخم تھے۔ جس کا علاج مغز انسان تھا۔ ہر روز دو انسانوں کی جانیں ضائع ہوتی تھیں۔ ایک روز کاوہ کا لڑکا پکڑا آیا۔ اور اس کا بھیجا صرف کیا گیا۔ کاوہ ضحاک کے پاس بطور فریادی پہنچا۔ مگر وہاں اسکا کام تمام ہو چکا تھا۔ بیٹے کا غم لئے ہوئے واپس آیا۔ اور پاؤں پر باندھنے والا چمڑا علم پر باندھکر ضحاک کے ظلم کی شکایت کرتے ہوئے قوم کو ابھارا اور فریدون سے ملا اسنے جنگ کی اور ضحاک کا خاتمہ کر دیا۔

معنی

طبیب دل کہتا ہے۔ خاقانی دیکھو! جان و عقل ایسی مکرم و معزز کو ان سرکش

طبائع کے ہاتھ میں نہ دو۔ اور ان کا مقید نہ بناؤ۔ یہ دو تو حور تھا ہیں۔ ان کو موکلان دوزخ کے سپرد کر دینا۔ ان کو زبون و عاجز کر دینا۔ کون سی عقل کی بات ہو سکتی ہے۔ ایک ذرا غور کرو۔ ضحاک ایسے با جبروت بادشاہ کی سلطنت پر ایک چمڑے کے ٹکڑے سے ہلاکت آگئی یہ کیوں ؟

اس لئے ؛ کہ بے گناہ انسانوں کے بھیجے وہ اپنے مرض دفع کرنے کے لئے کام میں لاتا تھا اور اپنے شانوں کے اژدھوں کو کھلاتا تھا۔ اسی طرح اگر تم نے بھی اپنی جان و عقل کو اژدہائے طبع کی خوراک بنایا تو پھر وہی نتیجہ نکلے گا جو ظالم ضحاک کا ہوا۔

یہاں تک طبیب روح کی نصیحت تھی۔

طبیب دل کی نصیحت ختم ہو گئی ۱۲

مرا شہنشہ وحدت ز دامگاہ خرد ۞ بشیب مقرعہ دعوت ہمی کند کہ بیا (۱۲)

درین رسدگہ خاکی چہ خال می بیزی ۞ نہ گوئی نہ مقامر خاک چیست ترا (۱۳)

شہنشہ وحدت میں وہی اضافت تشبیہی ہے جسے بیانی کہتے ہیں۔ یہاں عزیز وحدت مقصود ہے۔ وحدت کے معنی۔ تنہائی۔ یگانہ ہونا۔ اور یکی بودن کے ہیں۔ " السلامۃ فی الوحدۃ " آیا ہے۔ خاقانی نے پہلے سلامتی کا ذکر کیا۔ اس کے بعد اب وحدت و تجرد کا ذکر کرتا ہے۔

شہنشہ وحدت سے میں وحدت مقصود ہے

جناب محشی پر تعجب ہے کہ وہ "شاہنشاہ وحدت" سے خداوند عالم۔ یا پیغمبر مراد لیتے ہیں۔ لڑکو!! تمہیں خدا اور رسول کا واسطہ؟ تم یہاں یہ مراد نہ لینا!!

جناب محشی کی عجیب غریب تحریر

اسی طرح جناب فاضل بلگرامی سے تسامح ہوا کہ وہ نمبر ۶ کے شعر میں "سلامت" کے معنی "وحدت" لکھ گئے۔ حالانکہ اب وحدت کا ذکر آیا ہے۔

فاضل بلگرامی کا تسامح

شیب مقرعہ شیب۔ بالکسر پائے معروف۔ چمڑے کا پھندنا ہوتا ہے۔ جو کوڑے میں لگایا جاتا ہے۔ اس کی آواز خوب نکلتی ہے ؛ مقرعہ۔ کوڑا۔

رسدگہ خاکی۔ رسدگہ۔ وہ مقام جہاں سوداگروں سے مال کا باج لیا جاتا ہو۔ خاکی میں یائے نسبت ہے ایسی باج گاہ۔ جو منسوب بہ خاک ہو۔ یہاں دنیا مطلوب ہے ؛

خاک بیختن - اکثر بچے زمین پر بیٹھ
خاک چھانا کرتے ہیں - اور جواری زمین
پر لکیریں کھینچ کر جوا کھیلتے ہیں - جیسے ہمارے
یہاں کی سولہ گٹی "

مقامر
جواری

معنی

حکیم کہتا ہے - کہ روح جو مجھے نصیحت کرنا چاہتی تھی وہ کر چکی - اس کے بعد شہنشاہ وحدت نے اس دامگاہ خر د (دنیا) میں پھنسا ہوا دیکھ کر پہلے تو میری دعوت تازیانہ سے کی - پھر بلا کر کہا - کیوں خاقانی - تم اس خاکی باج گاہ (دنیا) میں جہاں تمھیں ایک اچھا خاصہ محصول ادا کرنا پڑتا ہے - (یعنی تمہاری روحانی وجسمانی طاقتیں صرف ہورہی ہیں) بیٹھے ہوئے کیا خاک چھانا کرتے ہو اور کیا کار لغو کرتے ہو - نہ تو تم بچے ہو - اور نہ جواری - پھر اس خاک سے تمہارا کیا علاقہ ——— تم عالم بالا کے - وہیں سے تمہارا تعلق - مقصد حکیم کا یہ ہے - کہ وحدت مجھے تازیانہ لگا کر دنیا سے ہٹاتی ہے اور اپنی طرف بلاتی ہے اس لئے کہ سلامتی وحدت ہی میں ہے -

(۱۴) بدست آز مده دل که بهر فرش کنشت + ز بام کعبه بند زند بکیان دیبا

(۱۵) ببوی نفس مکن جان که بهر گردن خوک + کسی نه ببرد زنجیر مسجد الاقصا

حل لغات

کنشت - بت کده
بو - امید آرزو
نفس - نفس اماره
مکن جان - یعنی جان کو صرف نہ کر
نبرد - میں زحاف تسکین اوسط ہے
زنجیر مسجد الاقصی - بیت المقدس کی زنجیر - ہر متبرک مقام میں زنجیر ہوتی ہے

معنی

شاہنشاہ وحدت کہتا ہے - خاقانی - ارے دل ایسی چیز کو تو حرص کے ہاتھ میں نہ دے یہ لطیفہ ربانی ہے اسی پر فیضان الہی نازل ہوا کرتا ہے - خدارا انصاف کر کہیں بھی کسی نے سنا ہے کہ مکہ والے خانہ کعبہ کی دیبا چرا چرا کر لاتے ہوں اور بت خانے میں بچھاتے ہوں تیرا یہ فعل اسی کام کے مثل ہے اور کمبخت روح! ایسی گرم شے کو تو خواہشات نفسانی میں صرف نہ کر بھلا کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی شخص نے بیت المقدس کی زنجیر

کاٹی ہو، اور اسے سور کی گردن میں ڈالی ہو۔ ہرگز ایسا نہیں ہوا۔ تیرے یہ دونوں فعل ایسے ہی لغو ہیں۔ ان سے باز آ۔ اور وحدت کی طرف متوجہ ہو تاکہ حقیقی سلامتی حاصل ہو۔

(۱۶) **بہ بین کہ کوکبۂ عمر خضر وار گذشت ٭ تو بامانِ چو موسیٰ تیہ خوف و رجا**

حل لغات
کوکبہ۔ جھنڈا جو بادشاہ کی سواری کے آگے ہوتا ہے جماعت۔ لشکر۔ احتشام۔
خضر وار گذشت۔ بہت جلد گزر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت خضر بہت تیز رفتار ہیں۔
تیہ۔ ایسا بیابان جس میں سفر کرنے والا ہلاک ہو جائے۔ اور وہ بیابان جس میں حضرت موسیٰ بارہ سبط بنی اسرائیل کے ساتھ چالیس سال تک سرگرداں رہے۔ قولہ تعالیٰ یتیہون فی الارض اربعین سنۃ ہر سبط میں پچاس ہزار آدمی تھے۔
خوف و رجا۔ بیم و امید

معنی
اک ذرا آنکھ کھول کر دیکھ۔ تیری عمر کا جھنڈا خضر کی طرح کس قدر جلد گزر گیا۔ اور تو حضرت موسیٰ کی طرح ابھی تک امید وبیم کے میدان میں پھنسا پڑا ہے۔ تیری عمر خاتمہ پر آئی اور تو نے کوئی کام ایسا نہ کیا جس سے تقرب باری تعالیٰ حاصل ہوتا۔ اب اگر آخرت کا کام کرنا ہے تو میری طرف آ۔ ورنہ بقیہ عمر بھی ہاتھ سے جاتی ہے۔

(۱۷) **پریر بُت حج بُد و مہد خواجہ ہنوز ٭ از آں سوی عرفات است چشم بر فردا**

حل لغات
پریر۔ پرسوں
عرفات مکہ معظمہ سے نو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں حاجی لبیک کہتے ہیں۔ اور نماز ظہر و عصر پڑھ کر واپس ہوتے ہیں۔

معنی
سبحان اللہ! حج تو پرسوں تھا۔ وہ ہو بھی گیا۔ مگر جناب خواجہ صاحب کا پڑاؤ ابھی تک عرفات سے بھی اس طرف ہے۔ اور لطف تو یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب کے خیال میں یہ ہے۔ کہ یوم حج کل ہے۔ یا یہ کہ کل کوچ کی امید باندھے ہوئے ہیں اللہ ری غفلت؟!

(۱۸) بچاہ جاہ چہ افتی کہ عمر در نقصان بقصد فصد چہ کوشی کہ ماہ در جوزا

حل لغات: ماہ در جوزا ۔ چاندجس وقت برج جوزا میں ہوتا ہے اس وقت فصد کھلوانا مضر ہوتا ہے ۔ اس زمانے میں خون میں کمی ہوتی ہے کہ دونوں مصرعوں میں علت کلہ ہے

معنی: تو اس دنیوی جاہ کے کنویں میں گر رہا ہے اس لئے کہ عمر تو ہر وقت گھٹ رہی ہے پھر ان مناصب و مراتب سے کیا حاصل ہوگا ۔ یہ بھی چند روزہ ہی ٹھہریں گے ۔ اور یہ تو فصد کھلوانے کی کوشش کر رہا ہے ۔ تجھے یہ نہیں معلوم کہ چاند برج جوزا میں ہے اس وقت سوائے نقصان کے اور کچھ نہ ہوگا ۔ لہذا دنیوی جاہ و مراتب کی رغبت کم کر اور وحدت کی طرف آ ۔

(۱۹) بر فت روز تو چوں طفل خرمی آری ؛ نشاط طفل نماز دگر بود عذرا

حل لغات: نماز دگر سے مراد عصر کا وقت ہے اس وقت لڑکوں کو چھٹی ملتی ہے ۔ اور وہ بہت خوش ہوتے ہیں ۔ عذرا کے معنی آشکارا جناب محشی اس لفظ کے نیچے مریم لکھتے ہیں ۔ نہ معلوم (مریم عذرا) سے انکے ذہن میں شعر کے کیا معنی تھے ۔

جناب محشی سے اختلاف

معنی: شاہنشاہِ وحدت کہتا ہے ۔ دن تو تیرا خاتمہ پر آ گیا بس وقت عصر ہے ۔ اور تو بچوں کی طرح خوب خوش ہو رہا ہے ۔ سچ ہے عصر کے وقت لڑکوں سے خوشی ظاہر ہی ہوتی ہے ۔ معلوم ہوا تو بھی بچہ ہی ہے ۔ کیونکہ کار آخرت سے بالکل غافل ہے ؛

(۲۰) چو عمر داد دنیا بہ کہ خوش نوشد ؛ بصد خزینہ مبذر بدانگی استقصا

حل لغات: مبذر ۔ مسرف ۔ بیجا صرف کرنیوالا دانگ ۔ چھ رتی کا ہوتا ہے استقصا ۔ نہایت چیز سے رسیدن ہمہ را گرفتن ۔ مجازاً عجز و رسی ۔ اور "بخل" کے معنی میں مستعمل ہے اور یہاں یہی مقصود ہے

(معنی)

خاقانی! جب تو نے عمر ایسی گراں بہا چیز برباد کر دی تو رہی اب یہ ذلیل دنیا یہ بھی دیدے اے سوختہ انوں کے ساتھ تو یہ اسراف ۔ اور چھہ رتی کے لئے یہ بخل!

مقصد یہ ہے کہ جب تو نے عمر ایسی گراں مایہ شئے کو جو جا کر نہیں آتی خواہشات نفسانی اور لذات جسمانی کے پیچھے تباہ و برباد کر ڈالا ۔ حالانکہ یہ سیکڑوں گنج شاہگاں کے برابر تھی ۔ تو اب اس مادی دنیا سے (جو ایک دانگ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی) کیا بخل کر رہا ہے اسے بھی دیدے ۔

شاہنشاہِ وحدت کس خوب صورت پیرایہ میں ترک دنیا کرا رہا ہے۔

حکیم نے عمر کو سوختہ انوں کے برابر اور دنیا کو ایک دانگ ٹھہرایا ہے ۔

(۲۱) دو رنگیِ شب و روز سپہر بوقلموں ✽ پرندِ عمرِ ترا می برند رنگ و بہا

حل لغات

بوقلموں ۔ رومی دیبا ہے ۔ یہ کپڑا گھڑی گھڑی رنگ بدلتا رہتا ہے گرگٹ کو بھی کہتے ہیں ۔

پرند ۔ حریر سادہ ۔

ترا ۔ یہ "را" اضافی ہے ۔ "رنگ و بہا" مضاف "پرند عمر" مضاف الیہ ۔ "رنگ و بہائے پرندِ عمرِ تو" یہ نثر ہوئی

معنی

خاقانی! تجھے کچھ خبر بھی ہے! یہ شب و روز کی دو رنگی ۔ یہ لیل و نہار کے اختلاف اور یہ سپہر کی نیرنگی ۔ یہ گردش دوار تیری عمر کے پرند کے رنگ و بہار کو لئے جاتے ہیں ۔ بلکہ ایک حد تک لے گئے ۔ ہائے تیری غفلت! ۔ رات دن عمر گھٹ رہی ہے اور تو "خواب خرگوش" میں پڑا ہے ۔ کچھ انجام پر نظر نہیں ۔

(۲۲) دو چشمہ اند یکی قیر و دیگری سیماب ✽ شب بنفشہ وش و روز یاسمین سیما

موصوف ۱۲ صفت ۱۲ موصوف ۱۲ صفت ۱۲

(۲۳) تو غرق چشمۂ سیماب و قیر بیداری ✽ کہ گرد چشمۂ حیوان گذشت نجرا

روز ۱۲ شب ۱۲ آب حیات ۱۲

قیر ۔ تارکول ایک قسم کا سیاہ روغن ہے

سیماب ۔ پارہ

بنفشہ۔ مشہور ہے۔ نیلگوں ہوتا ہے۔ "بنفشہ وش" صفتِ شب ہے شعرا کے نزدیک نیلا۔ کالا۔ سبز۔ آبی۔ سب ایک ہی رنگ ہیں۔

یاسمین۔ سفید رنگ کا پھول ہے یاسمین سیما صفتِ روز ہے۔

چشمہ حیوان۔ (آبِ حیات)

معنی

خاقانی! او غافل خاقانی!! یہ کالی رات یہ روشن دن دو چشمے ہیں۔ ایک سیماب کا دوسرا قیر کا۔ ارے تو ان دونوں میں غرق ہو رہا ہے۔ یعنی تو رات دن دنیوی خواہشات و مادی لذات میں مستغرق ہے۔ اور تجھے کچھ خبر نہیں۔ اور مزہ تو یہ ہے کہ تو یہ سمجھ رہا ہے۔ کہ ہم تو چشمہ حیوان۔ و حوض کوثر کے گرد کھڑے ہوئے شراب جنت اور آب حیات پی رہے ہیں۔ اور دین و دنیا دونوں حاصل کر چکے ہیں۔ اُف ری نادانی۔ ہائی ری غفلت!!

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی۔ تو غرقِ چشمہ سیماب (روز) چشمہ قیر (شب) ہے۔ یعنی منہمک حصول دنیا میں شب و روز ہے۔ اور پھر یہ سمجھتا ہے کہ گرد چشمہ حیوان و کوثر تو چر رہا ہے۔ یعنی نفع میں ہے۔ حالانکہ تو ان میں ڈوب کر ہلاک ہو جائے گا۔

(۲۴)

جہان بچشمی ماند در سیاہ و سپید ❊ سپید ناخنہ دارد سیاہ نابینا

سیاہ و سپید۔ سے مراد شب و روز ہے دنیا کو آنکھ سے اس وجہ سے تشبیہ دی کہ اس میں بھی شب کی سیاہی اور دن کی سپیدی ہے۔

سپید ناخنہ دارد۔ یعنی دنیا کی آنکھ کی سپیدی میں ناخنہ ہے۔ سپید دن ہے اور دن میں آفتاب ہوتا ہے یہی اس کا مرض ناخنہ ہے۔

فاضل بلگرامی نے عجیب دقت نظری کی ہے جو آگے آتی ہے۔

سیاہ نابینا۔ سیاہ شب ہے۔ یعنی شب بالکل نابینا ہے۔

ظاہر ہے کہ رات بالکل اندھی ہے۔

خاقانی! یہ مادی دنیا جس پر تو بہت ریجھا ہوا ہے۔ اسے تو آنکھ سمجھ اسلئے کہ اسمیں بھی سیاہی (شب) سپیدی (روز) ہے۔ مگر اس کا سپید (دن) مرض ناخنہ میں

بتلاتا ہے۔ اور سیاہ (شب) تو اندھا ہی ہے۔ پھر ایسی علت بھری کی طرف رغبت یعنی چہ ایسی مریضہ سے دل لگانے کا کیا فائدہ تجھے تو پھوٹی آنکھ بھی نہ بھانا چاہئیے۔

جناب شاداں کو اس شعر میں ایک فکر لاحق ہوئی اور ہونا بھی چاہئیے تھی وہ یہ کہ "سپید" میں "ناخنہ" کیا ہے؟ اور "سیاہ" کو "نابینا" کیوں کہا؟ آپ کے غور کا جو نتیجہ ہے درج ذیل ہے:

ناخنہ۔ ایک سخت بڑھا ہلالی شکل میں ڈھیلے میں پیدا ہوتا ہے جو بڑھ کے پتلی کو ڈھانک لیتا ہے۔ چوں کہ دن کو سپیدی رنگ کی وجہ سے ڈھیلا کہا ہے۔ اور ڈھیلے کے آخری حصے میں پتلی کے قریب ناخنہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح آخری دن میں ہلال دکھائی دیتا ہے۔

فاضل بلگرامی کی ژرف نگہی ۱۲

سیاہ نابینا۔ اس وجہ سے کہا ہے کہ رات کے اندھیرے میں سب کو کم۔ اور اکثروں کو کچھ نہیں دکھائی دیتا۔

اس میں شک نہیں آپ کو سپید میں مرض ناخنہ ثابت کرنے میں غور کرنا پڑا۔ اور آخر کار اس چاند کو جو آخری دن میں دکھائی دیتا ہے۔ ڈھونڈھ نکالا ہے۔

"مرض ناخنہ" آفتاب ہے۔ نہ "ہلال"

مگر میں عرض کرتا ہوں کہ اس کنج کاوی کی ضرورت کیا داعی ہوئی۔ اس لئے کہ اتنا بڑا آفتاب تو دن میں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ یہی ہر ساعت اس کے مرض ناخنہ کا کام دے سکتا ہے:

ایک اعتراض اور اسکا جواب

اب رہا یہ سوال کہ "ناخنہ ہلالی شکل میں ہوتا ہے۔ اور آفتاب گول"

اس کا جواب یہ ہے کہ ناخنہ بڑھکر ساری پتلی کو ڈھانک لیتا ہے۔ پتلی گول ہے۔ ناخنہ میں بھی گولائی آگئی۔ شعر وشاعری میں اس قدر کافی ہے۔ فتدبر

فاضل بلگرامی کی عبارت کا مطلب ہیں نہیں سمجھا

اور حقیر یہ تقریر تو بالکل نہ سمجھا۔ رات کے اندھیرے میں سب کو کم اور اکثروں کو کچھ نہیں دکھائی دیتا ——— ؟ سیاہ، شب ہے۔ شب کو نابینا کہا ہے۔ یعنی رات بالکل اندھی ہے۔



(۲۵) بر طناب ہوس پیش ازانکہ ایامت ✽ چہارمیخ کند زیر خیمۂ خضرا

حل لغات

طناب - خیمہ کی رسی

چہارمیخ - ایک قسم کی تعذیب ہے مجرم کو چت لٹاکر ہاتھ پاؤں کو چار میخوں سے باندھ دیتے ہیں۔ یہاں موت سے کنایہ ہے۔

خیمہ خضرا - نیلا آسمان۔

معنی

قبل اس کے کہ زمانہ اس نیلے آسمان کے نیچے تجھے چومیخا کرے ہوا و ہوس کی رسیونکو کاٹ کر پھینک دے۔ ورنہ پھر تجھے موقعہ نہ ملے گا۔ یعنی اپنے مرنے سے پہلے ترک لذات جسمانی کرکے آخرت کا کام کرو، نہ ایک دن موت آجائے گی۔ پھر کچھ بنائے نہ بنے گی۔

(۲۶) بصوِ نیمشبی برفگن رواق فلک ✽ بناوک سحری بر شکن مصاف قضا

حل لغات

صوِ نیمشبی - اُن آہوں سے مراد ہے جو آدھی رات کو کیجاتی ہیں۔

رواق - پیش گاہ خانہ۔ ایوان سقف مقدم خانہ۔

ناوک سحری - آہ سحری

مصاف قضا - مصاف جاے صف زدن اس کا واحد مصف ہے۔ مجازاً جنگ کے معنی میں مستعمل ہے۔

قضا - حکم الٰہی جو دفعۃً واقع ہو یہاں آسمان۔ اور گردش آسمانی مقصود ہے

معنی

سب سے پہلے تجھے یہ کرنا چاہئے۔ کہ اپنی نیم شبی آہوں سے اس رواق فلک کو توڑ دینا چاہئے۔ اور اپنے سحری ناوکوں سے اس آسمانی مصاف کو تباہ و برباد کردینا چاہئے اس لئے کہ اسی کی بازیگری نے تجھے دنیا کی طرف مائل کردیا ہے ✽

(۲۷) قضا بہ بوالعجبی تا کہ بہت نماید لعب ✽ بہفت مہرۂ زرین و حقہ مینا

(۲۸) ترا بحقہ و مہرہ فریفتند ایرا ✽ چو حقہ بیدل و مغزی چو مہرہ بے سر و پا

حل لغات

بوالعجبی - بازی گری شعبدہ بازی
بوالعجب - شعبدہ باز
تاکیت - تاکی ترا۔
لعب - بازی کھیل
ہفت مہرہ زریں - سبعہ سیارہ
سے کنایہ ہے جناب محشی نے ہفت اقلیم
بھی لکھا ہے
حقہ مینا - سبز ڈبہ - آسمان
سے کنایہ ہے۔
ایرا - زیرا۔

معنی

شہنشاہ وحدت - خاقانی سے کہتا ہے - دیکھہ او غافل! یہ آسمان ایک بازی گر ہے اس کے ڈبے میں سات سنہری گولیاں (سبعہ سیارہ) ہیں - کبھی ان کو موجود اور کبھی ان کو غائب کرتا ہے - تو اب میں تجھہ سے پوچھتا ہوں - کہ یہ گردش آسمانی اپنی شعبدہ بازی سے کب تک ان سات گولیوں - اور ڈبے سے یہ کھیل کھیلتا رہے گا - اور تو بچوں کی طرح ان کو دیکھتا رہے گا -

سچ یہ ہے کہ ان آسمانوں نے تجھہ کو ان مہروں، اور ڈبوں سے بالکل فریفتہ کر لیا ہے اس کا سبب خاص یہ ہے کہ تو مثل حقہ کے بیدل و بے مغز ہے - اور مہرے کی طرح بے سر و پا ہے - یعنی یہ آسمان کہ جس میں دن کو تارے نہیں ہوتے اور رات کو موجود ہوتے ہیں - اور ان سے جو کچھہ اثرات کرہ ارض پر ہوتے ہیں - یہ سب اک "بہان منی" کا تماشہ ہے - کیونکہ یہ سب فانی ہے - قابل دلچسپی نہیں - اور تو بچوں کی طرح اس سے دلچسپی لے رہا ہے - اس طرف سے ہٹ - اور وحدت کی طرف مائل ہو -

(۲۹)

فریب گنبد نیلوفری مخر کہ کنوں ❊ اجل چو گنبد گل بر شگافدت عمدا

حل لغات

گنبد نیلوفری - کنایہ از آسمان - جناب محشی فرماتے ہیں "غنچہ" آپ کو ربط اشعار سے توکچھہ بحث نہیں ❊
گنبد گل - گل بالکسر - گارا - گنبد گل - گارے کا گنبد - اور ہو سکتا ہے کہ گل بالضم پڑھیں - ظاہر ہے کہ غنچہ کی قطع گنبد کی سی ہوتی ہے -

معنی

تو اے خاقانی اس نیلے آسمان کے دھوکے میں نہ آ - اور اسکی شعبدہ گری پہ فریفتہ

نہ ہو اس لئے کہ بہت جلد موت تجھے گارے کے گنبد کی طرح ڈھا دے گی۔ اور پھر اس کے بعد کچھ نہ ہو سکے گا

(۳۰) ز خشک سال حوادث امید امن مدار * کہ در تموز ندارد دلیل برف ہوا

حل لغات

خشک سال۔ قحط۔
تموز۔ سخت گرمی۔ اور ماہ اول تابستاں

کہ بیان جملہ مطویہ محذوفہ ہے۔ وایں امر محذوف ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ کاف علت کا لیا جائے۔

معنی

اور اے خاقانی! اگر کسی سال تجھ پر حادثے نہ آئیں اور گویا ان کا قحط ہو تو اس سے تجھے امن کی امید نہ رکھنا چاہیے کہ سخت گرمی میں جو ہوا چل رہی ہے یہ برف کی دلیل نہیں ہو سکتی کیسی دلیل۔ اور کیسا قحط حوادث۔ اور اگر کاف علت کا لیا جائے۔ تو اس صورت میں یہ معنی ہونگے حوادث کی قحط سے امن کی امید نہ رکھ۔ یعنی اگر کسی سال تو بچ گیا تو تجھے یہ نہ سمجھنا چاہیے۔ کہ بس اب امن ہی امن ہے۔ اس لئے کہ موسم گرما میں جو ہوا چلتی ہے۔ وہ برف کی دلیل نہیں ہوا کرتی۔ اس طرح قحط سالی حوادث دلیل امن نہیں ہوا کرتی۔

(۳۱) چہ جای راحت و امن دہر پر نکبت * چہ روز باشہ و صید ست ہر نکبا

حل لغات

نکبت خواری۔ خستگی
باشہ شکاری پرند ہے۔ شکرا

نکبا وہ ہوا جو تین طرف سے چلے۔ پرندوں کے لئے موذی ہے۔

معنی

زمانہ پر نکبت ہے۔ اندریں صورت یہ مقام راحت و امن کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ گو کبھی کتنا ہی قحط حوادث ہو۔ یہاں کوئی بھی چین سے بیٹھا ہے کہ تو بیٹھے گا۔ اس لئے کہ دن تو شکارا اور شکرے کا ہے۔ اور جنگل میں دیکھئے تو چاروں طرف سے فرّاٹے ہوا کے چلے آتے ہیں۔ ان جھوکوں میں شکرا شکار کیا خاک کھیلے گا۔ جب یہ صورت ہے تو گوشہ نشینی اختیار کر کے یاد خدا میں مشغول ہو۔ ورنہ اس وقت نہ سہی۔ کچھ دن بعد زمانہ کی ہوا کے تھپیڑے نہ معلوم تجھے کہاں سے کہاں لیجائیں گے۔

فاضل بلگرامی نے نمبر ۳۱ کے شعر کے معنی غلط کر دیئے ہیں۔ نہ معلوم کیا لکھا ہے۔ فرماتے ہیں " حوادث کی وجہ سے جو قحط ہو رہا ہے (زخشک سالِ حوادث کا ترجمہ صحیح نہیں ہے) ایسے زمانے میں امن کی امید نہ رکھو۔ کیونکہ جیٹھ۔ بیسا کہ میں ہوا سے کوئی علامت ٹھنڈک کی نہیں پائی جاتی۔

(۳۲) **مگو کہ دہر خون خور چو نیست دہانش + بہ بین بہ پشہ کہ ژوپین زن است و کیا**

حل لغات **ضمیر شین**۔ دہر کی طرف ہے۔
ژوپین۔ ایک چھوٹا نیزہ ہے۔ یہاں مچھر کی سونڈ سے مراد ہے۔ جسے وہ جسم میں چبھوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مچھر کی صورت ہاتھی سے۔ اور چیونٹی کی شکل شیر سے مشابہ ہوتی ہے۔
کیا
پہلوان۔ پادشاہ بزرگ۔

معنی اور ہاں خاقانی! یہ تم نے کیا کہا؟ کہ زمانے کا منہ نہیں وہ خون کیونکر پیئے گا۔ تمہیں ایسا نہ کہنا چاہیئے۔ ذرا مچھر کو تو دیکھو! نیزہ مارتا ہے گو پہلوان نہیں۔ اسی طرح زمانے کو سمجھو خون پیتا ہے اور منہ ندارد۔

(۳۳) **مساز عیش کہ نامردم است طبع جہاں + مخور کرفس کہ پُر کژدم است بوم و سرا**

حل لغات **نامردم**۔ بے وفا
کرفس۔ اجمود کو کہتے ہیں۔ اگر کسی کو بچھو کاٹ لے اور اسے کرفس کھلا دیا جائے تو وہ مر جاتا ہے۔
پُر بنا لو اسلئے کہ نولکشوری نسخہ میں بُر ہے۔
بوم۔ زمین غیر مزروع۔

معنی دیکھو خاقانی! عیش و عشرت کے سامان میں نہ پڑو۔ تم عالم کی طبیعت کا حال نہیں جانتے۔ یہ نہایت ہی بے مروت بے وفا ہے۔ اور تم خراسانی اجوائن نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ زمین ہو یا مکان۔ سب کا سب بچھوؤں سے بھرا پڑا ہے۔ فوراً کاٹیں گے۔ پھر تم جانبر نہ ہو سکو گے
مطلب یہ ہے کہ اِدھر تم لذات میں پڑے اور اُدھر ہلاک ہوئے۔ عیش و عشرت کرفس ہے۔ اور طبع جہاں بچھو۔

ز روزگار وفائی بروزگار آید + که حصرم از پس شش ماه میشود صهبا (۳۴)

حل لغات

حصرم بکسر حائے حطی و سکون صاد مہملہ کچا انگور۔ نول کشوری نسخہ میں "حضرم" غلط لکھا ہوا ہے

صہبا۔ شراب سرخ

معنی

اول تو زمانہ بے وفا ہی ہے۔ اور اگر وفا بھی کرتا ہے تو مدت دراز میں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کہیں چھ مہینہ کے بعد کچا انگور پکتا ہے۔ اور اس سے شراب سرخ تیار ہوتی ہے۔

چه خوش بوی که درون وحشت و برون غم + کجا روی که زپیش آتش است و پس دریا (۳۵)

حل لغات

بوی بروزن و معنی "شوی"

وحشت ۔ اندوه۔ تنہائی۔ رمندگی

بس لکھا ہوا ہے۔ آپ "پس" بنا لیجیے۔

معنی

تم اس زمانے سے کیا خوش ہو سکتے ہو۔ جس کے اندر وحشت و رمندی بھری پڑی ہے۔ ہر وقت ہرن کی طرح بھاگا چلا جاتا ہے۔ اب رہا ظاہر۔ وہ تو سراسر غم ہے۔ ایسی حالت میں "میاں خاقانی"! ذرا ادھر دیکھو! کہاں جا رہے ہو! اس لئے کہ پہلے تو آگ ہی سے بھگتنا پڑے گا۔ سمندر تو کہیں بعد میں ملے گا۔ یعنی پہلے تو اس کی وحشت سے سامنا ہے۔ پھر غم ہے۔

خوشی طلب کنی از خلق ساده دل مردا + که از زکوٰة ستانان زکوٰة خواست عطا (۳۶)

حل لغات

ساده دل۔ بے وقوف

که۔ کدامیہ

زکوٰة۔ مال کا چالیسواں حصہ جو محتاج کو دیا جائے

زکوٰة ستانان۔ محتاجان۔

معنی

او سادہ دل۔ احمق۔ دنیا۔ اور دنیا والوں سے خوشی طلب کرتا ہے۔ بھلا کسی نے بھی ایسا کیا ہے کہ محتاجوں سے زکوٰۃ کی خواہش کی ہو۔ خلق کے پاس تو خود خوشی نہیں۔ وہ تجھے کہاں سے دینگے

صلاح کار خود اینجا ز بیزبانی ساز + که بیزبانی دفع زبانیه است آنجا (۳۷)

حل لغات
صلاح کار ۔ درستی کار | **زبانیہ** موکلان دوزخ
بے زبانی ۔ خموشی | **آنجا** ۔ عالم آخرت

معنی
شاہنشاہ وحدت سلامتی کا راستہ دکھاتا ہے۔ کہتا ہے بس اس مقام پر تمام کاموں کی درستی اسی بات میں ہے کہ خاموشی اختیار کر۔ اور کچھ یہ ہی نہیں کہ سکوت یہیں مفید ہے۔ بلکہ اس عالم میں بھی دوزخ کے موکلوں سے بچانے والا ہے۔ حدیث میں آیا ہے:۔
"من سکت سلم ومن سلم نجی" (ترجمہ) جس نے سکوت اختیار کیا وہ سلامت رہا۔ اور جو سلامت رہا اس نے نجات پائی۔

(۳۸) **خرد خطیب دست و دماغ منبر او + زبان بصوت تیغ و دہان نیام آسا**

(۳۹) **دروں کام رہا کن زبان کہ تیغ خطیب + برائی نام بود در برش نہ بہر غنا**

معنی
خاقانی۔ تو یوں سمجھ کہ دل یعنی روح یہ تو پادشاہ ہے اس کا خطبہ خواں عقل ہے۔ یہ واعظ دماغ کے ممبر پر بیٹھا ہوا ہر وقت اس عالم صغیر کے پادشاہ کا خطبہ پڑھا کرتا ہے۔ خطبہ خواں کے پاس تلوار ہوتی ہے۔ وہ زبان ہے۔ اور منہ اس کا نیام تو اس تلوار (زبان) کو نیام کام میں رو کے رہ۔ کیونکہ واعظ کی تلوار تو صرف برائے نام اس کی بغل میں ہوا کرتی ہے۔ نہ یہ کہ وہ جنگ کے لئے ہو۔

(۴۰) **چو خوشہ چند ی زبان نمی خواہی + کہ یکزبان چو ترازو بوی بہ روز جزا**

حل لغات
خوشہ ۔ بالی۔ بالی میں جس قدر دانے ہوتے ہیں وہ پوست سے ڈھکے ہوتے ہیں۔ اس کے اوپر مہین مہین تنکے ہوتے ہیں۔ وہی اس کی زبانیں ہیں۔ | **یک زباں** ۔ وہ جو منافق نہ ہو سرخ رو۔ راست گو۔ گران عمل۔
زبان ترازو:۔ شاہین ترازو

معنی
اور اے خاقانی! مثل خوشہ کے سیکڑوں زبان والا کب تک رہے گا۔ کیا تو نہیں چاہتا۔ کہ روز جزا مثل ترازو کے ایک زبان۔ بے نفاق۔ گران عمل۔ اور سرخرو ہو۔

اگر ایسا چاہتا ہے تو اس عالم میں یک زبان ہو کر راست گوئی اور کم گوئی اختیار کر۔

(۱۴۱) در نیمقام کسی کو چو مار شد دو زبان + چو ماہی برید زبان زبان ست در آن ماوی

حل لغت: آن ماوی ۔ عالم آخرت

معنی: اس دنیا میں جو شخص سانپ کی طرح دو زبان منافق ۔ دروغگو ہوا اور جس نے صداقت اور راستی کو ترک کیا ۔ تو اوسے یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ وہ عالم عقبیٰ میں مثل ماہی کے بریدہ زبان اور بے زبان ہوگا ۔ وہ اپنی منافقانہ کارروائیوں کی وجہ سے میدان حشر میں خاموش کھڑا ہوگا کیا عذر کر سکے گا۔

(۱۴۲) زبان بمهر کن و جز بگاه لا مکشائے + کہ در ولایت قالوا بلیٰ رسی تو ز لا

حل لغات: زبان بمهر کن ۔ زبان پر مہر لگالے ۔ خاموش رہ ۔
گاہ وقت ۔ لا سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ مراد ہے
قالوا بلیٰ ۔ پروردگار عالم نے جب روحوں کو خلق کیا تو ان سے پوچھا ۔ "الست بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ ارواح نے جواب دیا ۔ "قالوا بلیٰ" بیشک تو ہمارا رب ہے ۔

معنی: خاقانی ۔ تو اپنی زبان پر مہر لگا کر ۔ بالکل سکوت اختیار کرلے ۔ اس لیئے ۔ کہ "من عرف ربہ فقد کل لسانہ" ہاں جس وقت کہ نفی جنس کا موقع ہو تو کلمۂ توحید "لا الٰہ الا اللہ" اپنی زبان پر جاری کر ۔ اس کے علاوہ کچھ نہ کہہ ۔ اسی کلمہ توحید سے تو قالوا بلیٰ کی ولایت میں پہونچ جائے گا ۔ یعنی روز الست میں جو تو نے اقرار وحدانیت و ربوبیت باری تعالیٰ عزاسمہ کیا تھا ۔ اس کی تصدیق کا تجھے مرتبہ حاصل ہو جائے گا

(۱۴۳) دو اسپہ اثر لا بران بر آن شرطی + کہ رخت نفگنی الا بمنزل الا

حل لغات: دو اسپہ ۔ نہایت جلدی کرنا ۔ بہت شتابی کرنا ۔ کوئی شخص صرف ایک گھوڑی سے کام لے ۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا دو گھوڑوں سے کام لے ظاہر ہے کہ آخر والا

اپنے مقصد میں بہت جلد کامیاب ہوگا۔
اثر۔ نشان قدم۔ عقب
لا۔ سے مراد "لا الہ" ہے
الا۔ حرف استثنیٰ۔
اِلّا۔ گو حرف ہے۔ مگر یہاں مراد الا اللہ سے ہے۔ جس سے تصدیق وحدانیت باری تعالیٰ ہوتی ہے
رخت افگندن۔ اترنا۔ منزل کرنا۔ ٹھہرنا

معنی خاقانی! نہایت تیزی سے "لا الہ" کے نشان قدم پر دوڑ۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ سوائے لا اللہ کی منزل کے اور کہیں تیرا قیام نہ ہو۔ مطلب شہنشاہ وحدت کا یہ ہے۔ کہ جزو اول تو صرف نفی ہے تصدیق وحدانیت باری تعالیٰ نہیں۔ لہذا نفی کی طرف نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا۔ اور اس منزل کو طے کرتا ہوا "الا اللہ" کی منزل پر مقیم ہوجا۔ اور اقرار و تصدیق وحدانیت کر۔

۴۴ **مگر معاملہ لا الہ الا اللہ ❊ درم خرید رسول اللہ بہا کند**

معنی البتہ یہی لا الہ الا اللہ کا معاملہ اور یہی تصدیق وحدانیت تجھے رسول اللہ کا غلام درم خریدہ نہایت خوبی سے بنا دے گی۔ یعنی پھر تو تیسری منزل پر (جو محمد رسول اللہ ہے) پہونچ جائے گا۔ اور تیرا ایمان کامل ہو جائے گا۔

۴۵ **زبان ثنا گر درگاہ مصطفیٰ بہتر ❊ کہ بارگیر سلیماں نکوترست صبا**

بارگیر اسپ خوش رو۔ اور سواری

معنی سب سے بہتر یہ بات ہے کہ زبان حضرت مصطفیٰ کی مداحی کیا کرے۔ کیونکہ صبا کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان کا تخت اڑایا کرے

(۴۶) **ثنائے و بدل ما فرو نیاید از انکہ ❊ عروس سخت شگرفست حجلہ نازیبا**

حل لغات **فرو آمدن**۔ نزول کرنا۔ آنا۔
عروس ای عروس ثنا
شگرف۔ نادر۔ عجیب۔
حجلہ = چھپر کھٹ۔ جو دلہن کے لئے آراستہ

کیا جائے۔ یہاں تجلۂ دل مقصود ہے۔

حکیم کہتا ہے۔ مدح نبوی میرے دل میں نزول اجلال نہیں فرماتی وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ دلھن سخت خوب صورت و نادر ہے۔ اور میرے دل کا حجلہ نہایت ہی نامناسب اور بے آرائش پھر وہ آئے تو کیونکر آئے۔

(۴۷) **پپیدی ازل مصطفیٰ رست کز شرفش ❋ سیاہ گشت بہ پیرانہ سر سر دنیا**

حل لغات: **پپیدر وے ازل**۔ پپیدر و۔ رحمت خدا یافتہ۔ سرخرو۔ ازل وہ زمانہ جس کی ابتدا نہ ہو۔

پیرانہ سر۔ بڑھاپا

سر دنیا سیاہ گشت۔ دنیا کا سر کالا ہو گیا۔ یعنی زال دنیا بوڑھی تھی جوان ہو گئی۔

(معنی) حکیم کہتا ہے کہ وہ محمد مصطفیٰ۔ کہ جن پر ازل ہی سے خدا کی رحمت کا نزول تھا۔ اور ان کو اسی زمانے سے سرخ روئی حاصل تھی۔ اس مقدس ہستی کی شرف سے یہ زال دنیا۔ جو بوڑھی ڈھڈو تھی۔ (جس کے بال روئی کے گالوں کی طرح سفید تھے) از سر نوجوان ہو گئی یعنی اہل دنیا توحید کے بھول جانے کی وجہ سے بالکل از کار رفتہ۔ بوڑھے۔ بلکہ مردہ ہو گئے تھے۔ آپ نے یہاں آکر ان میں ایک نئی روح پھونکی اور وحدانیت کی تعلیم دی جس سے از سر نوجوان ہو گئے۔

(۴۸) **فلک بدانگی بن او بدیں مرکز ❋ زنیست بر سر گھوانئ بماندہ دوتا**

حل لغات: **مرکز** وہ نقطہ جو دائرے کے درمیان ہو یہاں زمین مراد ہے جو دائرۂ آسمان کے درمیان ہے

گھوان نہیں معلوم ہے۔ اس سے بھی مراد زمین ہے۔

دوتا۔ خمیدہ۔ جھکا ہوا۔ آسمان گویا گھوانئ (زمین)، پر جھکا ہوا ہے۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ یہ آسمان جو نیلی چادر اوڑھے ہوئے زمین کی طرف جھکا ہوا ہے۔ کچھ

تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا کر رہا ہے۔

ہم سے سنو! آنحضرت کا دین متین ایک طفل ہے اور یہ زمین اس کا گہوارہ

یہ نیلا آسمان اس بچے کی دایہ ہے جو جھکی ہوئی گہوارا جنبانی کر رہی ہے۔

یعنی آں حضرت کا وہ دین ہے جس کا خادم فلک ہے۔

لطیفہ کہا جاتا ہے کہ اگلے لوگ زمین کو ساکن مانتے تھے۔ مگر خاقانی نے تو اس کو اپنی شاعری قوت سے متحرک کر دیا ہے۔

۴۹ **دمش خزینہ کشای مجاہز ارواح + ولش خلیفہ کتاب معلم اسما**

حل لغات

دمش۔ دَم۔ نفَس۔ کلام۔ ضمیر شین آنحضرت کی راجع ہے۔

خزینہ۔ یہاں خزانہ سے مراد رموز واحکام آلٰہی ہیں۔

مجاہز ارواح۔ خداوند عالم۔ "مجاہز" کے معنی ساختگی کنندہ۔ اور اوراسباب دارندہ کے ہیں۔

خلیفہ کُتاب۔ خلیفہ۔ مانیٹر۔ کُتاب بالضم بہ معنی مکتب۔

معلم اسما۔ خداوند عالم بمفاد "علم آدم الاسماء کُلّہا۔"

معنی

حکیم کہتا ہے کہ آپ کی وہ ذات ہے جس کی شان میں (وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی) آیا ہے۔ اس بنا پر جو سانس کہ آپ کے دہن سے نکلتی ہے اور جو کلام کہ آپ کے منہ سے برآمد ہوتا ہے وہ ایزدی رموز اور سرمدی کلام اور روحی کے خزانے کھول دیتا ہے اور کیوں نہ کھول دے اس لئے کہ آپ کی روح تو معلم اسما کے مکتب کی مانیٹر تھی۔ یعنی اس مکتب میں جہاں استاد ازلی حضرت آدمؑ و نوحؑ و داؤدؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ ایسے شاگردوں کو تعلیم دے رہا تھا۔ وہاں اپنے خاص شاگرد کو وہ تعلیم دی کہ وہ اُن سب کا خلیفہ ہوگیا۔ اس لئے اب جو کچھ کلام اس کے منہ سے نکل رہا ہے۔ وہ سب رموز ایزدی کے خزانے کھول رہا ہے۔

(۵۰) **بہ مَیش کانت وحیش دوات اخر بفرق جب بارش نثار یار خدا**

حل لغات

کاتبِ وحی - جناب عثمان رضؓ بن عفان - خلیفہ سوم -

دوات دار - خادم -

خرد - عقل - اس مقام پر یا عقل اول مراد لی جائے - یا فرشتہ -

فرق - سر کی مانگ - مجازاً سر -

حاجب بار - ناظر دربار - یہاں جناب سلمانؓ فارسی مقصود ہیں -

نثار بار نثار بالضم - وہ زر و گوہر کہ جو نثار کیا جائے - نثار بار زر و گوہر برسانے والا -

معنی

حکیم کہتا ہے کہ آنحضرت کے مراتب کا کیا ذکر - آپ کے صحابی کا وہ مرتبہ ہے کہ جب وحی لکھنے بیٹھتے ہیں - تو جبریلؑ ایسے مقرب بارگاہ ایزدی اُن کے سامنے دوات لئے کھڑے ہوتے ہیں - اور سلمانؓ ایسے ناظر دربار کے سر پر خود خداوند عالم نہ معلوم کتنے زر و گوہر نثار کر دیتا ہے -

(۵۱)

ہزار فصل ربیعش جنیبہ دار جمال * ہزار فضل ربیعش خریطہ دار سخا

حل لغات

فصل ربیع - موسم بہار - اس فصل میں سبزہ و گل کی وجہ سے دنیا پر زیب و زینت ہو جاتی ہے -

جنیبت کوتل گھوڑے کو کہتے ہیں -

جنیبت دار - سائیس - خادم -

ضمیر شین - آنحضرت کی طرف راجع ہے

اسکو جمال کا مضاف الیہ سمجھنا چاہئے -

فضل ربیع - نعمان بن منذر کا وزیر تھا - اور ہارون رشید کے وزیر کا بھی نام ہے - سخاوت میں بہت مشہور رہے

خریطہ دار - تھیلا رکھنے والا بستہ رکھنے والا

معنی

ایک فصل بہار سے جو کچھ باغ دنیا کی آرائش و زیبائش ہوتی ہے - وہ دیکھنے والے کی آنکھ دیکھتی ہے - اب اس صدہا فصل بہار کا اندازہ لگاؤ - کہ اس میں کس قدر سرمایہ آرائش ہوگا -

حکیم کہتا ہے - کہ آپ کا وہ جمال پاک ہے کہ جس کا جنیبت دار - یعنی خادم صدہا فصل بہار ہے - اسی طرح آپ کی وہ سخاوت ہے جس کا خریطہ دار یعنی چاکر فضل ربیع ایسا سخی ہے -

(۵۲) زباں دراں دہن پاک گفتہ کہ مگر + میہان چشمہ خضر ست ماہی گویا

معنی — آپ کے دہن پاک میں زبان اس طرح گویا ہے۔ کہ جیسے آب حیات میں مچھلی باتیں کر رہی ہو۔

(۵۳) دو شاخ گیسوی او چو چہار نبض حیات + بہر کجا کہ اثر کرد اخرج المرعا

حل لغات — چہار نبض حیات۔ کنایہ خاک با۔ آب۔ آتش سے ہے | اخرج المرعا۔ اشارہ ایک آیت کی طرف ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔ وَاَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعٰهَا

معنی — آپ کے گیسوے مبارک کی دونوں لٹیں کیا ہیں۔ کہ زندگی کی چار اصلیں ہیں۔ جہاں کہیں انہوں نے اثر کیا۔ وہاں سرسبز و شاداب کر دیا۔ بلکہ ان میں حیات کی روح پھونک دی۔

(جناب محشی)

تحریر کرتے ہیں۔ کہ" ایسی عورتیں جو بانجھ ہوتی تھیں۔ وہ آپ کے موے مبارک لے جاکر اور اس کو پانی میں ڈالکر پی لیتی تھیں۔ خدا کی قدرت سے اُن کے اولادیں پیدا ہوتی تھیں

۵۴ بباد گیسوی او آتش بہار گرست + کہ آب و گل را به آبستنی دہد به نما

حل لغات — باد گیسو۔ گیسو کی ہوا۔ آتش بہار یہاں کنایہ ہے گل و لالہ سے | آبستنی۔ حاملہ ہونا۔ نما بالفتحہ۔ بالیدگی۔ نمو۔

معنی — آپ کے گیسو کی خوشبو کے مقابلہ میں بہار کی آگ۔ یعنی گل و لالہ کی خوشبو بہت ہی کم واقع ہوے ہیں۔ اس لئے کہ یہ ایسی ہوا ہے کہ جو آب و گل کو قوت نمو سے حاملہ کرتی ہے۔ پھر کہاں یہ اور کہاں وہ

۵۵ غرور دہر و سر چہار نخواست + از آنکہ نداشت از غم من باین و آن پروا

حل لغات

غرور سے مراد مال وجاہ دنیوی ہیں کہ جن سے انسان متکبر ہو جاتا ہے۔
امت ایسا گروہ جو نبی کا پیرو ہو۔

این و آں کنایہ اہل دنیا سے ہوتا ہے یہاں غرور دہر۔ اور سرورِ جہاں کی طرف اشارہ ہے۔

معنی

آپ نے کسی وقت بھی دنیوی مال وجاہ اور مادی لذات کو نہ چاہا۔ اس لئے۔ کہ آپ تو نوع انسانی کی تعلیم کے لئے تشریف لائے تھے۔ آپ کو تو ہر وقت اپنی امت کی بہبودی کی ہی فکر لاحق رہی۔ ان کے ہوتے آپ نے نہ اس کی پروا کی۔ اور نہ اس کی۔

۵۶ ازیں حریف گلو بُر خدا گزید حذر ❊ وزیں ابای گلوگیر ابا نمود ابا

حل لغات

حریف گلو بُر ایسا دشمن جو گلا کاٹنے والا ہو۔ یہاں مراد زمانے سے ہے
ابای گلوگیر۔ ابا کے معنی شوربے کے ہیں۔ گلوگیر اسکی صفت ہے ایسا سالن جو گلا پکڑ لینے والا ہو۔ یہاں مراد دنیوی لذائذ سے ہے کہ جو نقصان دہ ہیں۔
ابا۔ بالکسر۔ انکار۔

معنی

یہ زمانہ۔ یہ دنیا کہ درحقیقت ایک ایسا دشمن ہے۔ کہ ہر وقت گلا کاٹنے کے لئے تیار رہو۔ اس سے ہمیشہ آپ پرہیزی کرتے رہے۔ اور ان لذائذ دنیوی سے جو کہ درحقیقت نقصان دہ ہیں آپ علٰحدہ ہی رہے۔

(۵۷) چہار یارش تا تاج اصفیا نشدند ❊ نداشت ساعدِ دیں یارۂ داشتن یارا

چہار یار۔ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ یہ چاروں یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے
تاج اصفیا۔ برگزیدہ لوگوں کے سر کے تاج۔ یعنی دیگر صحابہ کے سرتاج۔

ساعدِ دین۔ دین کو ایک شخص سے استعارہ کرکے اسکی کلائی مانی ہے۔
یارہ۔ کنگن۔ زیور ہے
یارا۔ قوت۔ طاقت۔

آپ کے چاروں دوست جس وقت تک کہ جمیع صحابہ اور برگزیدہ کے سردار اور سر کے تاج نہ ہوئے اس وقت تک دین کی ترقی اور زیب و زینت نہیں حاصل

ہوئی۔ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ شخص دین کی کلائی میں اتنی طاقت بھی نہ تھی۔ کہ وہ کنگن پہن لیتا۔

(۵۸) الٰہی ز دلِ خاقانی آگہی کہ درو * خزینہ خانۂ عشق ست سر بمہر رضا

حل لغات

عشق - بالکسر۔ بسیار دوست داشتن چیزے۔ اور اطباء کے نزدیک جنون کی ایک قسم ہے کہ خوب صورت شکل دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "عشق" عشقہ سے ماخوذ ہے۔ جسے "لبلاب" کہتے ہیں۔ یہ بیل جس درخت پر ہوتی ہے اسکو زرد و خشک کرتی ہے۔ یہی حالت عشق کی ہے۔ کہ جس دل میں ہوتا ہے اسکو زرد و خشک کر دیتا ہے بہر حال مادی عشق مذموم ہے اور روحانی محمود۔

اسکی بحث طولانی ہے میری کتاب اسکی متحمل نہیں۔

رِضا - خوشنودی اور صوفیہ کے نزدیک اپنی مراد کو ترک کرتے ہوئے خداوند عالم کی مراد کو اختیار کرنا۔

معنی

حکیم مدح نبی و اصحاب ختم کرنے کے بعد کہتا ہے۔ "خدایا! تو تو خاقانی کی دل سے آگاہ ہے۔ کہ اس میں تیرے ہی عشق کا خزانہ ہے۔ اور اُس پر تیری ہی رضا وخوشنودی کی مہر لگی ہوئی ہے۔

(۵۹) ازاں شراب کہ نامش مفرح کرم ست * برحمت ایں جگر گرم را بساز دوا

حل لغات

مفرح وہ چیز جو فرحت دینے والی ہو

کرم - مروت۔ سخاوت۔ عزیزی بزرگواری۔

جگر گرم - ایسا جگر جو تب زدہ ہو۔ یہاں غمزدہ مطلوب ہے۔ بمناسبت شراب کہ وہ دافع غم ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ اس شراب سے جس کا نام مفرح کرم ہے۔ اپنی رحمت سے میرے غم زدہ جگر کی دوا کر دے۔ یعنی اپنے کرم سے میرے غموں کو دور کر دے۔

(۶۰) ز ہیبت جہانست و ہر کہ اہل جہاں * مرا چو صفر نہی دار چوں الف تنہا

ہر اس چیز سے کہ جس سے دنیا کی زینت ہے۔ مجکو مثل صفر کے خالی رکہہ اور ہر اس شخص سے کہ جو دنیا دار ہے۔ مجہہ کو مثل الف کے تنہا رکہہ۔ یعنی نہ میں مادی مال وجاہ چاہتا ہوں اور نہ اہل دنیا سے ملنا چاہتا ہون۔

(۶۱) قنوت من آنماز ونیاز در این است ✦ کہ عافنا وقنا شر ما قضیت لنا

حل لغات

قنوت دعا پڑھنا۔ اور مشہور دعا جیسے نماز میں پڑھتے ہیں۔
نیاز۔ حاجت
عافنا۔ ہمکو معاف رکہہ۔ محفوظ رکہہ
وقنا۔ اور ہمیں نگاہ رکہہ۔ یعنی ہمیں بچا
ما قضیت لنا۔ جو کچہہ کہ تو نے ہمارے لئے حکم کیا۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ نماز ہو کہ نیاز۔ میری دونوں میں یہ دعا رہتی ہے کہ خدایا اس شر سے ہمیں بچا۔ اور محفوظ رکہہ۔ جو تو نے ہمارے باب میں حکم کیا ہے۔

(۶۲) مرا بمنزل الا الذین فرود آور ✦ فرو کشای ز من طمطراق الشعرا

حل لغات

الا الذین۔ قرآن شریف میں آیا ہے "والشعرا یتبعھم الغاون الم ترا انھم فی کل واد یھیمون۔ وانھم یقولون ما لا یفعلون۔ الا الذین آمنو وعملوا الصلحات وذکروا اللہ کثیرا۔ الخ۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سرگرداں پہرتے ہیں۔ اور منہ سے جو کچہہ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ ہاں وہ لوگ مستثنی ہیں جو ایمان لائے۔ اور نیک عمل کئے اور اللہ کی یاد زیادہ کی۔

فرو کشا۔ دور کر

طمطراق۔ کروفر۔ شان وتجمل

الشعرا۔ سے مقصود "الشعرا یتبعھم الغاون" ہے۔ جناب محشی تحریر کرتے ہیں الشعرا امرا الکلام۔ اور جناب فاضل بگرامی فرماتے ہیں اقتباس ہے امرا الکلام یا الشعرا تلامیذ الرحمن۔ اگر ایسا ہے تو کیا خاقانی رحمن کی شاگردی سے علحدگی چاہتا ہے۔ وہ الشعرا یتبعھم الغاون سے دوری چاہتا ہے اور الا الذین آمنو کی منزل میں آنا۔

جناب محشی اور فاضل بگرامی کی غلطی

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ خدایا مجھ سے وہ طمطراق وہ کروفر وہ شان وتجمل دور کر دے۔ جو ان شعرا کو حاصل ہوا ہے کہ جنہوں نے جھوٹے قصے بیان کرکے اور غلط فقہ بناکر دوسروں کو گمراہ کیا ہے کہ جن کی شان میں "الشعراء یتبعہم الغاوٗن" آیا ہے مجھ کو تو ایسے لوگوں کی منزل میں پہونچا جو ان سے مستثنیٰ ہیں۔ اور ایمان وعمل والے۔ یعنی "الا الذین" ۱۶ کے مقام میں پہونچا۔

۶۳

یقین من تو شناسی زشک محتقرانم کہ علم نیست شناسای ربنا ارنا

حل لغت

یقین ٭ بے شبہ۔ یقین وہ ہے جو مشکک کی تشکیک سے زائل نہ ہو۔ اور شک وہ ہے جو وجود وعدم میں مساوی الطرفین ہو ورنہ طرف راجح کو ظن کہتے ہیں۔ یقین کے تین درجہ ہیں۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔

محتقر۔ خوار۔ ذلیل۔

ربنا ارنا۔ قرآن شریف میں آیا ہے

۵۰ پارہ ۲۴ سورہ حم سجدہ

وقال الذین کفروا ربنا ارنا الذین اضلنا من الجن والانس نجعلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین

اور جو لوگ کافر ہوگئے ہیں۔ اور یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ان دونوں کو دکھا دے جنہوں نے ہمکو گمراہ کیا تھا۔ کہ ایک ان میں سے جن ہے۔ اور ایک انسان۔ تاکہ ہم ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کچلیں تاکہ وہ سب سے نیچے ہوجائیں اور ہوسکتا ہے کہ یہ آیہ مقصود ہو:۔

۵۱ پارہ ۱ سورہ بقر

ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لك ص وارنا مناسكنا وتب علینا:۔ ای ہمارے پروردگار ہم دونو کو اپنا فرماں بردار قرار دے اور ہماری اولاد میں سے ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار قرار دے اور ہمیں ہمارے قواعد تعلیم فرما اور ہماری توبہ قبول فرما

معنی

حکیم کہتا ہے۔ ان میرے ذلیل مخالفوں کے شک کے مقابلہ میں خدایا تو میری یقین کا عالم دانا ہے اس لئے کہ تیرا علم تو ربنا ارنا کا ہی شناسا ہے یعنی جو میں تیری بارگاہ میں عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ بار الٰہا تو مجھے اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری اولادوں کو بھی اپنا مطیع بنا اور ہمیں قواعد تعلیم فرما۔ اور ہماری توبہ قبول کر اس سبب سے

تو واقف و آگاہ ہے۔ باقی دوسری آیت سے بہی معنی کیے جا سکتے ہیں۔

مرا ز آفت مشت زیاد بازرہان + کہ بر زنای زن زید گشتہ اند گوا

۲۴ ہشتی

حل لغات

مشتی۔ مٹھی بہر تھوڑے سے

زیاد۔ اس شخص کو زیاد منکر کہتے ہیں۔ اس شخص نے گواہی دی تہی کہ "آنحضرت صلعم نے زن زید کیسا تہہ (معاذ اللہ!) زنا کیا ہے"

زید۔ بن حارثہ۔ ان کو آں حضرت نے بازار عکاظ سے جناب خدیجہ کے مال سے خرید فرمایا تہا۔ جب آپ مبعوث برسالت ہوئے تو یہ مسلمان ہو گئے۔ زید کے والد نے ابی طالب کے ذریعے سے یہ خواہش کی کہ یا تو آنحضرت زید کو میرے ہاتہہ بیچ ڈالیں۔ یا فدیہ لیکر آزاد کر دیں۔ آنحضرت نے آزاد کر دیا۔ مگر زید نے آں حضرت کا ساتہہ نہ چہوڑا باپ نے عاق کر دیا۔ آنحضرت نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اور زینب بنت جحش سے شادی کر دی پہر طلاق کی نوبت آئی۔ اسکے بعد آنحضرت نے عقد کر لیا۔ عرب میں متبنی کو مثل فرزند حقیقی سمجھتے تھے۔ اسی لئے آپ نے زینب سے عقد کر لیا۔ تا کہ مسلمان یہ سمجھیں۔ کہ متبنی بیٹا نہیں ہوا کرتا۔

(معنی)

حکیم کہتا ہے۔ بار الہا مجہے ان زیاد خصلت لوگوں سے رہائی دے۔ اس لئے کہ یہ لوگ ٹھیک زیاد کی طرح میرے اوپر تہمت لگانے والے اور جہوٹی گواہی دینے والے ہیں۔ جس طرح کہ زیاد نے آنحضرت پر زن زید کی زنا کے متعلق گواہی دی۔

خلاص دہ ز خیلم از غارت گرہی + کہ مولع اند بنقش ربا و قلب ریا

۶۵

حل لغات

گرہ۔ گروہ کا مخفف کر لیا ہے۔

مولع۔ حریص۔ شیفتہ

نقش صورت۔ شکل۔

ربا کے معنی سود کے ہیں۔ نقش ربا۔ لفظ ربا کی شکل۔ اور ربا کی شکل زنا کی ہے۔ لہذا یہاں زنا سے مراد ہے۔

قلب ریا۔ ریا کو اولٹو۔ تو ایر ہوتا ہے اور ایر عضو .... کو کہتے ہیں۔ اور یہاں یہی مقصود ہے۔

حکیم کہتا ہے۔ کہ خدایا میرے کلام کو ایسے گروہ کی لوٹ سے بچا۔ کہ وہ یا توڑنا کے حریص ہیں۔ اور یا علت اپنی رکھتے ہیں۔ یا ان میں دونوں باتیں ہیں۔
مقصد یہ ہے کہ ان سرقہ کرنے والوں شاعروں سے میرے کلام کو بچا۔

(۶۶) چو کاسہ باز کشادہ دہن ز جوع الکلب + چو کوزہ پیش نہادہ شکم ز استسقا

جوع الکلب۔ بیماری ہے صاحب مرض کتنا ہی کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ | استسقا۔ بیماری ہے۔ جس میں پیٹ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ ایک استسقاے طبلی ہے۔ دوسرا زقی۔ پانی چاہتا۔ پیاس۔ تشنگی۔

معنی یہ ذلیل اس قدر کھاتے ہیں۔ اور پھر سیر نہیں ہوتے۔ ان کو جوع الکلب کی بیماری ہے کہ ان کا منہ بہاڑ سا ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اور اس قدر پانی پیتے ہیں۔ پھر بھی تسکین نہیں ہوتے۔ گویا انکو استسقا کا مرض ہے کہ کوزے کی طرح ان کا پیٹ آگے نکلا ہوا ہے

(۶۷) اگر خسیسی ز من گران سرست رواست + کہ او زمین کثیف ست و من سما رسنا

حل لغات گران سر۔ رنجیدہ خاطر | سما رسنا۔ بلندی کا آسمان۔

معنی اگر کوئی کمینہ مجھ سے رنجیدہ ہے تو بالکل درست و بجا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنی پستی کی وجہ سے زمین کثیف ہے۔ اور میں اپنے علو ہمت کی وجہ سے بلندی کا آسمان ہوں۔ میرے اس کے زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(۶۸) گر او نشستہ و من ایستادہ ام شاید + نشستہ باد زمین و بپای باد سما

معنی اگر وہ بیٹھا ہوا ہے۔ اور میں کھڑا ہوا ہوں۔ تو یہ بھی درست ہے۔ خدا کرے زمین بیٹھی ہی رہے۔ اور آسمان کھڑا ہی رہے۔ یعنی تم نہیں دیکھتے۔ کہ زمین پست بیٹھی ہوئی ہے۔ اور بلند آسمان کھڑا ہوا ہے۔ پھر مخالف اس نشست سے مجھ پر کیا تفوق ظاہر کرتا ہے۔

(۶۹) وراو براحتِ ومن در مشقتم چہ عجب + کہ ہم زمین بود آسودہ و فلک دُوا

معنی: اور اگر کوی یہ کہے کہ بھئی خاقانی! تمہارا مخالف تو راحت میں ہے۔ اور تم مشقت میں تو میں کہوں گا۔ کہ پھر اس میں استعجاب کیا ہے۔ دیکھو سپت زمین آسودہ ہے۔ اور بلند آسمان معلق۔ سرگشتہ۔ سرنگوں۔ یعنی ہر بلند مرتبے والے کو تکالیف سے سامنا ہوتا ہی ہے +

(مصرعہ) جن کے رُتبے ہیں سوا۔ انکو سوا مشکل ہے۔

(۷۰) سخن بہ ست کہ ماند زمادر فکرت + کہ یادگار ہم اسمانکوتر از اسما

حل لغات: **مادر فکرت**۔ فکرت کی (ت) اصلی ہے۔ فکر کی ماں۔ خاقانی نے اپنی "فکر" کو مادر کہا ہے۔ **اسماء** عرب کی مشہور معشوقہ ہے۔ یہ اسماء بنت اسماء ہے۔ خاقانی نے اپنی فکر کو "اسماء" اور اپنے کلام کو "اسماء" کہا ہے۔ کہ جو اسما کی بیٹی ہے۔ **یادگار**۔ فرزند

معنی: حکیم کہتا ہے۔ کہ مادر فکر سے جو کلام یادگار رہ جائے بس وہی بہتر ہے۔ دیکھو اسماء ماں ہے اس سے اسماء کہ جو اس کی یادگار ہے کیسی خوب صورت اور حسین ہے۔

(۷۱) بروز حشر کہ آواز لاتخف شنوند + بگوشِ خاطرِ ایشان رسان کہ لا بشرا

حل لغات: **لاتخف**۔ خوف نہ کر۔ یعنی صالحین سے کہا جائے گا کہ تم خوف نہ کرو۔ **لابشریٰ**۔ ملائکہ منافقوں سے کہیں گے "لابشریٰ لکم الیوم" آج تو تمہارے لئے کوئی خوشخبری نہیں ہے۔

معنی: قیامت میں جب کہ صالحین و مومنین آواز "لاتخف" سنیں گے۔ تو خدایا ان میرے معاندین کے کانوں میں "لابشریٰ" کی آواز پہنچا دے۔ یعنی خدا کرے میرے مخالف جہنم میں جائیں۔

تیسرا قصیدہ ختم ہوا



(۱) ش

ہر صبح پای صبر بدامن در آورم + پرکار عجز گرد دل و تن در آورم

اس قصیدہ کی تین شارح (۱) فاضل شارح (۲) فاضل بلگرامی (۳) جناب محشی

اس قصیدے کے تین شارح ہیں۔

اوّل فاضل شارح دوم فاضل بلگرامی سوم جناب محشی

جناب محشی سے مراد وہ شارح ہے جسکی شرح آپ نے حاشیہ پر چڑھائی ہے۔ چونکہ حاشیہ کے خاتمہ پر آپ (ش) لکھدیتے ہیں۔ اس لئے مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ یہ حاشیہ کس کا ہے۔ مجبوراً میں نے سب کی بجائے آپ ہی کو اختیار کیا۔

اب میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ یہ قصیدہ بھی غالباً حالت قید میں کہا ہے اس کا وزن مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن یا فاعلات دوبار ہے۔ اور اس بحر کا نام مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف یا مقصور ہے۔

حل لغات

پای صبر کی ترکیب وہی ہے۔ جو قدمِ فکر و پاے نظر کی ہے "پاے صبر بدامن در آوردن" دنیوی تعلقات سے کنارہ کشی کرکے گوشۂ عزلت میں بیٹھ رہنا۔ کیونکہ جب دامن پاؤں کے نیچے آجاتا ہے۔ تو انسان اٹھ نہیں سکتا۔ اور ہو سکتا ہے کہ قید خانے کے تکالیف پر صبر کرنے کا ذکر کرتا ہو۔

پرکار عجز۔ "پرکار" مشہور آلہ ہے مجازاً بمعنے دائرہ مستعمل ہے۔ اور یہاں یہی مطلوب ہے۔ بعض نے اس کو گافِ فارسی سے سمجھا ہے۔ دلیل یہ دی ہے کہ "فرجار" اس کا معرب ہے۔

عجز۔ بالفتح و بالکسر۔ دونوں طرح ہی۔ عاجز ہونا۔ ناتوانی عجز کی نسبت فرمایا ہے

العجز عن الادراک ادراک

عمل پڑھنے والوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ اپنے گرد دائرہ کھینچتے ہیں۔ تاکہ جن و دیو سے ان کو نقصان نہ پہونچے۔

یہاں خاقانی نے اپنے گرد عجز کا دائرہ کھینچا ہے۔ تاکہ وساوسِ شیطانی روح کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔

چونکہ صبح کا وقت یادِ الٰہی کے لئے ہوتا ہے۔ اور اس وقت آسمانی فیضان دل پر نازل ہوتا ہے۔ اس لئے حکیم کہتا ہے کہ میں ہر صبح تمام مادی دنیا کے خیالات اور تمام قوائے بدن کے بے جا خواہشات سے کنارہ کشی کرتا ہوا گوشہ خلوت و محل عزلت میں بیٹھ کر مراقبہ میں مشغول ہوتا ہوں۔ مگر چونکہ بشری تقاضے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اور سخت اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وساوسِ شیطانی میرے دل پر حملہ کر بیٹھیں۔ اس لئے میں عجز کا دائرہ نہ صرف اپنی روح کے گرد بلکہ روح و جسم دونوں کے گرد اگرد کھینچ لیتا ہوں۔ اب مجھے ان دیو و جن کا کوئی اندیشہ نہیں لیعنی ہر صبح میں حالت یادِ الٰہی میں عجز اختیار کرتا ہوں۔ ممکن ہے اس کی بدولت بلندی حاصل ہو کر میری رسائی خدا تک ہو جائے۔ اور یہ ہو سکتا ہے۔ کہ قید خانہ کی تکالیف پر صبر کرتا ہوا کہتا ہو۔ یعنی ان ظالموں نے جو مجھے قید خانے میں بند کر کے طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کیا ہے۔ ہر صبح کو میں صبر کرتا ہوا عاجزی کرتا ہوں۔

معنی اول

معنی دوم

(۲)

از عکس خون قرابہ پر می شود فلک + چوں جرعہ ریز دیدہ ام آمد بدامن درم

حل لغات

قرابہ۔ شیشہ۔ صراحی۔ قرابہ پر می شود فلک، یعنی آسمان ایک ایسی صراحی ہو جاتا ہے جس میں شراب بھری ہو۔

جرعہ ریز دیدہ۔ آنکھ کے اشک خونی۔ دراصل جرعہ ریز وہ قطرات شراب ہیں جو کسی کی یاد۔ یا نظر گذر کے لئے زمین پر پھینکے جاتے ہیں۔

دوسرا مصرع شرط ہے اور پہلا مصرعہ اسکی جزا۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ میں مکار صوفیوں کی طرح صرف "ہو۔ حق" نہیں کرتا۔ بلکہ اس معشوق حقیقی کی یاد میں جس وقت کہ میں روتا ہوں تو اس شدت سے اشک خونی کے تار میرے دامن پر بندھتے ہیں۔ کہ جس کے عکس سے زمین تو زمین۔ بلکہ اتنا بڑا آسمان

ایک صراحی پُر از شراب ہو جاتا ہے۔

اب اگر معنی دوم کے لحاظ سے اس شعر کے معنی کیے جائیں تو۔ ذرا خرابی ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اوپر تو کہا کہ میں صبر کرتا ہوں۔ اور پھر کہا۔ کہ میں روتا ہوں۔ اس لئے معنی اول بہتر ہیں مگر قیدخانہ ضرور ذہن میں رہے۔

(۳) **ہردم ہزار بچہ خونین کنم بخاک چون لعبتان دیدہ بزادن درآورم**

حل لغات **بچہ خونین**۔ قطرات اشکِ سرخ۔ قطرات اشک کو بچے اس وجہ سے کہا کہ مادرِ چشم سے پیدا ہو کر دامن اور زمین پر کھیل رہے ہیں۔

بخاک کردن۔ خاک میں دفن کرنا خاک میں ملانا۔

لعبتان دیدہ میں اضافت تشبیہی ہے **لُعبت**۔ گڑیا۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ دیکھو ہر ذی حیات اپنے بچے کو کیسا عزیز رکھتا ہے۔ وہ کسی طرح اپنے لختِ جگر کو زندہ دفن کرنا نہیں چاہتا۔ میرے کلیجے کو دیکھو میں یادِ الٰہی میں اس کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ جس وقت کہ میں اپنی آنکھوں کی گڑیوں سے وضع حمل کراتا ہوں اور اس سے ہزاروں سرخ سرخ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ تو میں خود ہی اپنے ہاتھ سے ان جگر کے ٹکڑوں کو خاک میں زندہ دفن کرتا ہوں۔ اور محبتِ الٰہی میں اس قربانی کی کوئی پروا نہیں کرتا۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲ **فاضل بلگرامی** " جب لعبتانِ دیدہ کو میں جنواتا ہوں۔ یعنی روتا ہوں۔ تو ہزاروں بچے سُرخ رنگ کے یعنی آنسو۔ ہر منٹ میں خاک پر گراتا ہوں۔

محترم ناظرین! دونوں معانی میں فرق نکال لیں۔ اور " بخاک کردن " کے معنی میں بھی غور فرمالیں۔

(۴) **از زعفران چہرہ مگر شرہ کنم + کابستنی بہجت ستروں درآورم**

حل لغات **زعفران چہرہ**۔ زعفران کے لئے زردی لازم ہے۔ یہاں ملزوم استعمال کر کے لازم مراد لی ہے۔ یعنی زردی چہرہ جو بوجہ غم پیدا ہوئی۔

نشرہ کے معنی تعویذ وافسوں کے ہیں۔ تعویذ زعفران سے لکھے جاتے ہیں۔
آبستن۔ حاملہ
سترون بانجھ۔ عقیم۔ مرکب لفظ ہے۔ ستر۔ استر۔ اور کلمہ ون سے۔ کہ حرف تشبیہہ ہے۔ چونکہ خچری کو جفت نہیں ہونے دیتے۔ اس لئے اس کے بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ زیادہ تشریح لغت میں دیکھو۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ ہائی ری بخت۔ یہ تو مثل بانجھ عورت کے ہوگیا۔ کہ اس سے کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔ لاؤ میں اپنے چہرے کی زردی سے فائدہ اٹھاؤں۔ اور اسے بے کار نہ جانے دوں۔ اس زعفران سے تعویذ لکھ کر بخت کے گلے میں ڈالوں۔ ممکن ہے کوئی نتیجہ برآمد ہو۔ جس عورت کے بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے لئے گنڈے تعویذ کئے جاتے ہیں۔

(۵)

دانم کہ دہر خط بلا بر سرم کشد + داند کہ سر بخط بلا من در آورم

حل لغات

"خط بلا بر سر کسے کشیدن" یا "سر کسی بہ خط بلا آوردن" کے معنی کسی کے سر پر بلا کی لانا۔

(اس شعر کے دو معنی ہو سکتے ہیں)

معنی اول

حکیم کہتا ہے۔ یہ تماشا دیکھو۔ میں تو یہ سمجھ رہا ہوں کہ زمانہ میرے سر پر مصیبت نازل کر رہا ہے۔ اور وہ سمجھ رہا ہے کہ میں اُسے بلا کی میں لا رہا ہوں۔ یعنی یہ جو میں مصائب میں رو رہا ہوں۔ اس کی نسبت تو میں یہ خیال کر رہا ہوں۔ کہ یہ تمام تکالیف زمانے ہی نے میرے اوپر توڑ رہے ہیں۔ اور یہ جو میں بلک بلک کر رو رہا ہوں۔ اور خونی اشکوں کا دریا بہا رہا ہوں۔ اس سے زمانہ سمجھ رہا ہے کہ یہ رونا تو عرش اعظم کو ہلا دے گا۔ اس لئے خوف کھا رہا ہے۔ کہ اب میرے سر پر بلا کی آئی۔

معنی دوم

دوسرے معنے یوں ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ تو میں جانتا ہوں۔ کہ زمانہ میرے سر پر مصیبت کے پہاڑ لا کر ڈال رہا ہے۔ مگر اوسے بھی معلوم ہو جائے گا کہ میں اس کے سر پر کیا بلائیں نازل کروں گا۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی } میں جانتا ہوں کہ زمانہ مصیبت کا پروانہ میرے ہی لئے لکھیگا۔ کیوں کہ زمانہ جانتا ہے کہ میں بہ رغبت مصیبت اٹھانے پر راضی ہوں ؀

(۶)

چون آہ آتشین زنم از جان آہنین ✣ سیماب وش گداز با آہن در آورم

حل لغات

جان آہنین۔ سخت جان ؀

معنی

حکیم کہتا ہے۔ جس وقت میں اپنی سخت جان سے گرم آہیں نکالوں گا۔ تو اور تو اور لوہے ایسی سخت چیز کو پارے کی طرح گداخت کر دوں گا۔

ممکن ہے کہ زمانے کو دھمکی دے رہا ہو۔ کہ "تو تو مجھے ایسا سخت نہیں معلوم ہوتا۔ میں تو لوہے تک کو پگھلا دوں گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ زمانہ کو سخت ٹھہرایا ہو۔ یعنی میں جانتا ہوں کہ تو مثل لوہے کے سخت ہے۔ کسی پر تیرا دل نہیں پگھلتا۔ مگر میری گرم آہیں تجھکو پگھلا کر رہیں گی۔

اس شعر کے کئی صورت سے معنی نکلتے ہیں۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی } جب میں آہِ گرم جان سخت سے نکالتا ہوں۔ تو لوہے کو پارہ کی طرح پگھلا دیتا ہوں۔

(۷)

غم در جگر زد آتش برزین مرا من ✣ از آب دیدہ دجلہ ببرزن در آورم

(اشک ۱۲)

حل لغات

آتش برزین۔ برزین۔ زرتشت کے ائمۂ دین میں سے ایک کا نام ہے اس نے آتش خانہ تعمیر کرایا تھا۔ اس کا نام "آذر برزین" رکھا تھا۔ اسکو آتش برزین بھی کہتے ہیں۔ "آتش برزین در جگر زدن" جگر میں سخت آگ لگا دینا۔

اور ہو سکتا ہے کہ "آتش برزین" سے قید خانہ مراد لی جائے۔ یا زمانہ اس صورت میں یہ فاعل ہوگا اور غم مفعول در صورت دیگر برعکس۔

برزن۔ گلی۔ کوچہ۔ محلہ۔ صحرا کے معنی میں بھی ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے کیا یہ معاملہ تعجب انگیز نہیں۔ کہ غم نے تو میرے جگر میں سخت آگ لگا دی ہے

کہ آتشکدہ بن گیا۔ اس صورت میں جگر میں تری کہاں۔ مگر میں اپنی آنکھوں کے اشکوں سے (جو جگر ہی سے آتے ہیں) گلی کوچوں میں دریا بہا رہا ہوں۔

اور دوسرے معنی یوں ہوتے۔ کہ اُف ری قید خانہ کی گرمی؟ قید خانہ کیا ہے۔ آتش برزیں ہے۔ اس نے غم کو میرے جگر میں لا ڈالا ہے۔ لہٰذا میں ان تکالیف سے الیسا رو تا ہوں کہ گویا دجلہ بہہ رہا ہے۔

اسی طرح "برزین" سے زمانہ مراد لے کر معنی ہو سکتے ہیں۔ تم اس میں سے جو معنی پسند کرو۔ اُسے اختیار کرو۔

(۸) غم بیخ عمر من بَرَد و من برگ آن + دستی بشاخ لهو بصد فن درآورم

حل لغات

برگ ۔ سامان | کہ برگ آں کے بعد کاف بیانیہ محذوف ہو۔

آن کا مشار الیہ عمر ہے اور ہو سکتا ہے | **فن** ۔ داؤ۔ ہنر۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ ذرا میری سادگی دیکھنا۔ غم تو اندر ہی اندر میری عمر کی جڑ کاٹ رہا ہے۔ اور میں اپنی عمر کے ساز و سامان کے لئے سیکڑوں تدابیر سے لہو و لعب کی شاخ پر ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ کہ دستیاب ہو جائے۔ یعنی عمر گھٹ رہی ہے اور میں لہو و لعب میں پڑا ہوں۔ غفلت کی وجہ سے کچھ نہیں سمجھتا۔

اور ہو سکتا ہے کہ معنی یوں کیے جائیں۔ کہ غم تو عمر کی جڑ کاٹ رہا ہے۔ اور میں اس تباہی سے بچنے کے لئے اس سامان میں ہوں کہ لہو کی شاخ پر ہاتھ بڑھاؤں۔ کہ شاید اس لہو سے غم دفع ہو۔ اور میری عمر اس بربادی سے بچے۔ مگر توبہ! یہ غم وہ غم نہیں جسے لہو و لعب دفع کر سکے۔

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی } غم میری زندگی کی جڑ کاٹ رہا ہے! در میں اس سامان میں ہوں۔ کہ ہزاروں بہانوں سے شاخ لہو تک ہاتھ پہنچاؤں۔

(۹) طوفانم از تنور بر آمد چه سود ازانکه + دامن چو پیرزن به نهفتن درآورم

اشک ۱۲ چشم ۱۲ بی عورت ۱۲

حل لغات

تنور۔ استعارہ ہے چشم سے۔

فاضل بلگرامی

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں جگر سوختہ سے مراد ہے

سے اختلاف

جگر سوختہ سے مراد لینے میں کوئی حرج نہ تھا۔ مگر دوسرے مصرعے میں دامن کا لفظ آگیا ہے۔ دامن سے آنکھ کے آنسو پوچھے جاتے ہیں۔ جگر سوختہ پر رکھا نہیں جاتا۔

پیرہ زن۔ حضرت نوح کا طوفان مشہور کوفہ کی ایک بڑھیا کے تنور سے طوفان اُٹھا تھا۔ یہ سرپوش لیکر دوڑی کہ تنور کے منہ کو بند کروں۔ مگر سیلاب کا زور دیکھ کر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

تُہُنبن

بضم اول و فتحہ ثانی۔ اور موئد الفضلا میں بکسر اول تنور کا سرپوش۔ دیگ کا ڈھکنا۔ اور طبق "با" عوض کی ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ اُف ری سوختگی جگر! لو میری آنکھوں کے تنور سے طوفان نوح اُٹھ کھڑا ہوا۔ اب اگر میں کوفہ والی بڑھیا کی طرح بجائے سرپوش اپنے دامن سے اس سیلاب کو روکوں تو رکنے کا نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اشکوں کا طوفان اُمڈا چلا آرہا ہے۔ اب اگر دامن سے اشکوں کو روکوں یعنی پوچھوں تو کچھ فائدہ نہیں۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی } میرے جگر سوختہ سے طوفان اشک جوش مار رہا ہے۔ اس سے کیا فائدہ جو میں زن طباخ کی طرح دامن کا سرپوش اس پر رکھدوں۔

(۱۰)

شد روز عمر زان سوی بیشین و روی نیست + کین عمر رفتہ باز بروزن رآورم

امید نہیں ۱۲

حل لغات

روی نیست۔ امید نہیں ہے + **روزن** سوراخ دیوار۔ تابدان۔ دریچہ۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میری عمر کے دن تو ابتدا کے ہی اس پار پہونچ گئے۔ بھلا اب کہاں یہ امید۔ کہ گزرے ہوے روز عمر پھر واپس آئیں گے۔ اور روشندان سے ان کی روشنی کا ظہور ہوگا۔

(۱۱)

یا من فلک بہ کین سیاوش و من لعجز + ابیی زنی تجرب تہمتن درآورم

حل لغات

کین سیاوش - سیاوش کیکاؤس کا بیٹا ہے۔ اس کی ایک بی بی کا نام سودابہ تھا۔ یہ اپنے سوتیلے بیٹے سیاوش پر عاشق ہوگئی۔ اس کی وجہ سے باپ بیٹوں میں رنجیدگی ہوتی۔ سیاوش افراسیاب کے یہاں آگیا۔ اس نے اپنی لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کردی۔ کچھ دنوں کے بعد افراسیاب کے دوسرے داماد نے اغوا کرکے افراسیاب کو بھڑکایا اور سیاوش کو ناحق قتل کرادیا۔

صاحب برہان کا تسامح

صاحب برہان نے لکھا ہے۔ سیاوش سودابہ پر عاشق ہوا۔ اس میں ان کو تسامح ہوگیا۔

جناب محشی سے اختلاف

جناب محشی لکھتے ہیں "کین سیاوش" ایک لحن کا نام ہے۔ اور شوروشر سے مراد ہے اس موقعہ پر لحن، کا کیا ذکر ہے۔ اور شوروشر بھی تشریح چاہتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ خاقانی پر کچھ الزام ناگفتہ بہ بھی تھا۔ جس کا ذکر وہ اس سے پہلے کرچکا ہے۔ یہاں بھی اسی طرف اشارہ کررہا ہے۔ اور کہہ تو رہا ہے (فلک) کو۔ مگر تم دربردہ شاہِ شروان کو سمجھو۔

اسپ ازنی - نرکل کا گھوڑا۔ از اضافی ہے۔ بچے نرکل وغیرہ کا گھوڑا بناکر اس پر ٹخٹاتے ہیں اور کہتے ہیں ہٹ جاؤ ہمارا گھوڑا آتا ہے۔

تہمتن - تہم - دلاور - تن - جُثہ - رُستم کا لقب ہے یہاں تہمتن فلک کو کہا ہے اور دربردہ شاہ شروان کو

معنی

حکیم کہتا ہے۔ جس طرح سیاوش پر بہتان لگاکر اس کو افراسیاب سے قتل کرایا۔ اسی طرح یہ فلک بھی میرے ساتھ کینہ توزی کررہا ہے۔ اور مجھے قید خانے میں بند کیا ہے شاید قتل کا بھی ارادہ ہو۔ اچھا وہ تو میرے ساتھ یہ کررہا ہے اور میں عجز کے ساتھ نرکل کا گھوڑا اس لئے مہیا کررہا ہوں۔ کہ فلک ایسے تہمتن کے ساتھ نبرد آزمائی کروں۔ یعنی اس کی دشمنی کے دور کرنے کے لئے اسباب میرے پاس کچھ نہیں۔ بالکل عاجز ہوں۔ اور جو ہے وہ مثل نرکل کے ہے۔

فاضل بلگرامی نے محض ترجمہ کردیا ہے اس وجہ سے نہیں لکھتا۔

(۱۲)

چوں کوہ خستہ بستہ کنندم بجرم آنکہ ✱ فرزند آفتاب بمعدن درآورم

خستہ بستہ کردن ۔ مارنا ۔ پیٹنا ۔ زخمی کرنا ۔
کنندم کی میم مفعولی ہے ۔ اور کنند کے فاعل شاہی ملازم

فرزند آفتاب ۔ سے کنایہ جواہرات ہیں ۔ جنکا تکون حرارت آفتاب سے ہوتا ہے ۔ جواہر سے مراد کلام ہے ۔
معدن ۔ خاطر خاقانی سے استعارہ ہے

معنی

حکیم کا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ مجھے شاہی ملازم مارتے ہیں ۔ اس کو وہ اسطرح ادا کرتا ہے ۔ کہ جو شاہی ملازم مجھے پہاڑ کی طرح خستہ بستہ کر رہے ہیں اس کی کوئی وجہ تو نہیں بن ۔ اس لئے کہ میں نے کوئی شاہی جرم کیا ہی نہیں ۔ اب جو کچھ جرم ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ میں اپنی معدن سے جواہرات نکالا کرتا ہوں ۔ اس جواہرات کی وجہ سے مجھے تکلیف پہونچائی جا رہی ہے ۔ یعنی یہ سزا مجھے شاعری کی وجہ سے مل رہی ہے ۔ شاہ شروان نے ۔ اس کو باہر جانے سے روکا ۔ اور آخر میں جیل میں بھجوا دیا تھا ۔ اسی بنا پر خاقانی کہہ رہا ہے ۔ کہ میرا جرم شاعری ہے ۔

جناب فاضل کا ترجمہ

جناب فاضل بلگرامی } نہ ربط اشعار سے بحث کرتے ہیں ۔ نہ فعل و فاعل سے محض شعر کا ترجمہ کر دیتے ہیں ۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ۔

" پہاڑ کی طرح مجھے مجروح کرتے ہیں (نہ معلوم کون ؟ شادماں ۱۲) اور باندھتے ہیں اس جرم میں کہ میں طبیعت سے جواہرات نکالتا ہوں "

۱۴

از جور ہفت پردہ ازرق باشک لعل + طوفان ہفت رقعہ ادکن در آرم

ہفت پردہ ازرق سات نیلے پردے ۔ یعنی ساتواں آسمان ۔
اشک لعل ۔ اشک سرخ

ہفت رقعہ ادکن ۔ رقعہ ۔ پارہ جامہ پارہ کاغذ ۔ ادکن ۔ خاکستر رنگ ۔ ایسا رنگ جو سیاہی مائل ہو ۔ ہفت اقلیم سے کنایہ ہے

معنی

ان ساتوں آسمانوں نے میرے اوپر ظلم ڈھایا ہے کہ جس سے دل و جگر کو سخت تکلیف ہے ۔ اشک سرخ امڈے چلے آ رہے ہیں ۔ اور ساتوں ولایتوں میں طوفان نوح قائم ہو گیا ہے ۔ اللھم احفظنا ۔

(۱۴۱) از کشت زار چرخ و زمین کین دو گاو راست + یک جو نیافتم که بخرمن در آورم

حل لغات

کشت زار چرخ و زمین میں اضافت تشبیہی ہے۔ جسے بیانی کہتے ہیں۔ عین چرخ و زمین یا ان دونوں کے نتائج مراد ہیں۔ اور وہ جمادات اور نباتات۔ حیوانات ہیں۔

کہ این دو گاو راست:۔ کہ یہ کشت زار دو بیلوں کے ہیں۔ گاو اول سے مراد برج ثور ہے اور گاو دوم سے مطلوب وہ ہے کہ جس کی سینگوں پر زمین ہے۔ چونکہ کھیتی بیلوں کے ذریعہ سے تیار کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اسکو برج ثور اور زمیں والی گائے سے منسوب کیا ہے۔

فاضل بلگرامی کی دقت نظری

فاضل بلگرامی کی دقت نظری یہ بتاتی ہے کہ "آسمان اور زمین نے ان دونوں بیلوں کو پیدا کیا ہے۔" بھلا کھیت ہی کہیں بیلوں کو پیدا کرتا ہے۔ گاو زا کی جگہ گاو را پڑھتے تو معنے غلط نہ ہوتے۔ حالاں کہ نسخہ نول کشوری میں صحیح لکھا ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ اس آسمان و زمین کے کشت زار سے (نباتات و جمادات و حیوانات) جن کو گویا دو بیلوں نے طیار کیا ہے۔ ہم کو تو ایک جو بھی دستیاب نہیں ہوا جس کو ہم اپنی خرمن میں لاکر رکھتے۔

مطلب حکیم کا یہ ہے کہ یہ جو تم آسمان و زمین کی لہلہاتی کھیتی دیکھتے ہو جس میں تمام ستارے اور نباتات و جمادات وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایسی چیز نہیں۔ کہ جس کو میں اپنی خرمن میں لاکر رکھتا اس لئے کہ سب کی سب فانی ہیں۔ اور یہ روحانی زندگی کے لئے کچھ کار آمد نہیں۔ نہ ہم ان کو سرمایۂ آخرت بنا سکتے ہیں۔

فاضل بلگرامی } "آسمان و زمین کے کھیت سے کہ یہ آسمان و زمین گائے والے ہیں ایک دانہ بھی نہ ملا۔ جس کو کھلیان میں کر ڈالتا۔ مفلسی و ناداری کی شکایت ہے۔"

فاضل بلگرامی کے معنی میں غلطی

محترم ناظرین! ملاحظہ فرمائیں کہ خاقانی کہاں مفلسی کی شکایت کر رہا ہے قصیدے بھر میں ایک شعر بھی نہیں مل سکتا۔

۱۵ از چنگ غم خلاص تمنا کنم ز دہر* کافغان بنای حلق چو ارغن در آورم

حل لغات چنگ - دست
خلاص - رہائی -
کہ مفاجات کا ہے یکایک - فاضل بلگرامی اس کاف کو غلط بتاتے ہیں میرے نزدیک بالکل صحیح ہے
نالۂ حلق - گلے کی نے
ارغن
باجہ ہے - ارگن -

معنی حکیم کہتا ہے - یہ جو تم میرے نالے سنتے ہو کہ یکایک رونے لگتا ہوں گویا اپنے گلے کی نے میں ارگن کی طرح نالے بھرنے لگتا ہوں - اس کا سبب سوائے اس کے اور کچھ نہیں - کہ زمانے سے رو رو کر غم کے ہاتوں سے رہائی کی تمنا کرتا ہوں - کہ شاید اس کو رحم آجائے اور اس مصیبت سے مجھے نجات دے دے - یہاں تو قید خانے کے تکالیف برداشت سے باہر ہو رہے ہیں -

۱۶ چون زال بستۂ قفسم نوحہ ان کنم* تا رحمتی بخاطر بہمن درآورم

حل لغات زال - رستم کے باپ کا نام ہے اسکو بہمن نے آہنیں قفس میں بند کر دیا تہا - (تفصیل اس قصہ کی لغات میں دیکھ سکتے ہو)
بہمن
سے یہاں درپردہ شاہ شروان مقصود ہے -

معنی حکیم کہتا ہے زال کی طرح میں بہی مقید ہوں - آہ و فریاد اس لئے کر رہا ہوں کہ شاید بادشاہ کے دل میں رحم آجائے - اور اس قید فرنگ سے نجات دے دے

۱۷ نی نی کہ با غم مست انس لاجرم* مریم صفت بہار بہ بہمن درآورم

حل لغات نے نے - بدل الغلط ہے -
کہ علت کا بہی ہو سکتا ہے اور اضراب کا بہی
لاجرم - "لا" حرف نافیہ ہے - جرم علاج و گزیر و چارہ - "لاجرم" کے معنی ناگزیر - بالضرور -
مریم صفت - حضرت مریم پر

تہمت زنا کی تھی۔ اس وجہ سے آپ غمگین تھیں۔ دردِ زہ کے وقت درخت خشک کے نیچے آئیں۔ یہاں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ وہ درخت حضرت مریم کی دعا سے ہرا بھرا ہو گیا

بہمن

خزاں کا مہینہ ہے۔ اس وقت آفتاب برج دلو میں ہوتا ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں نے کہا۔ کہ میں غم سے نجات چاہتا ہوں۔ اور میں اس لئے روتا ہوں کہ شاید منوچہر شاہ کو رحم آجائے۔ یہ سب میں نے غلط کہا میں اسلئے نہیں روتا ہوں۔ بلکہ میرا اور غم کا تو چولی دامن کا ساتھ ہے اس سے مجھ کو سخت انس ہے۔ یہ میرا رونا۔ یہ میرا غم یادِ الٰہی میں ہے۔ اس سے میں حضرت مریم کی طرح ماہ خزاں پر بہار لاؤں گا۔ یعنی جس طرح حضرت مریم کی برکت سے درختِ خرما ہرا بھرا ہو گیا اسی طرح میرے رونے اور غم کرنے سے خزاں بہار ہو جائے گی۔ اور تمام قید خانے کے تکالیف کچھ باقی نہیں رہیں گے۔

۱۸

نشگفت اگر چو آہوی چین بردہم مشک + چون سر بخورد سنبل و بہمن درآرم

حل لغات

سنبل۔ ایک درخت ہے جو زلفوں کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس میں خوشبو بھی ہوتی ہے۔ اس کو "سنبل الطیب" کہتے ہیں۔ اُردو میں بالچھڑ۔

بہمن۔ مشہور ہے اس کی جڑ سرخ اور سفید ہوتی ہے۔ اس کے سرخ وسفید پھول کھانوں میں چھڑکے جاتے ہیں۔ سنبل و بہمن میں تلخی ہوتی ہے اسو جہ سے یہاں اندوہ غم مراد ہے

معنی

حکیم کہتا ہے جس طرح چین کا آہو سنبل و بہمن کھا کر مشک دیتا ہے۔ اسی طرح میں سنبل و بہمن (غم) کھا کر اگر مشک ظاہر کروں تو کوئی تعجب انگیز بات نہ ہوگی۔ یعنی اس عشقِ خداوندی اور غمِ ایزدی سے جو میں سوختہ ہو رہا ہوں۔ تو مجھ سے یقینی کلام عشقیہ نکلیگا اور اس کی خوش بُو سے قوم فائدہ اُٹھائے گی۔

۱۹

چون دم برآرم از سرِ انوبغ دبابل + از شاخ سدن مرغ نوازان درآرم

حل لغات

باغ دل دل لطیفہ ربانی ہے۔ اس پر باری تعالی کیطرف سے فیضان ہوتا ہے بعض کے نزدیک روح حیوانی اور روح انسانی کے امتزاج سے متولد ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک جسم و جان سے۔ مولانا نظامی کہتے ہیں ؂

دل کہ بدخطبۂ سلطانی ست
اکدش روحانی و جسمانی ست

بہرحال دل کا مرتبہ صوفیہ کے نزدیک زیادہ ہے۔ اس موقعہ پر دل کے باغ سے مراد فیضان آلہی ہے۔ شارحین نے حضوری قلب مراد لی ہے۔

سرزانو۔ مراقبہ۔ والمراقبة حضور القلب مع اللہ

سدرہ

بیری کا درخت فلک ہفتم پر ہے۔ اس کو "سدرۃ المنتہیٰ" کہتے ہیں۔ انسانی اعمال۔ اور حضرت جبرئیل کی رسائی یہیں تک ہے۔

مرغ نوازن

چہچہانے والی چڑیا۔ حضرت جبرئیل سے کنایہ ہے اس لئے کہ وہ وحی آلہی لاتے تھے۔

معنی ۱۲

حکیم کہتا ہے۔ کہ جس وقت میں اپنا سر زانو پر رکھہ کر مراقبہ میں جاؤں گا۔ اور اپنے قلب کو خداوند عالم کی طرف متوجہ کرکے یاد آلہی میں مصروف ہوں گا تو میرے دل کے اندر وہ فیضان آلہی کا باغ لگ جائے گا بلکہ وہ خود باغ ہو جائے گا۔ کہ حضرت جبرئیل سدرہ ایسے درخت کو چھوڑتے ہوئے میرے اس باغ میں آجائیں گے۔ اس لئے کہ فیضان آلہی میرے دل سے ان کو حاصل ہوگا۔ وہ سدرۃ المنتہی سے نہیں ہوسکتا۔

جناب محشی کا پر لطف مطلب ۱۲

جناب محشی کسی شارح کا یوں مطلب لکھتے ہیں۔ ہرگاہ ارادہ کنم کہ سخن را از مراقبہ بیان کنم در باغ دل از شاخ سدرہ جبرئیل را فرود آرم با آں کہ او فصیح زبان ست تا مسموع سخن ما کند۔ و دیگر مرغ نوازن کنایہ از سخن فصیحست و سدرہ نزد عرش ست۔ و آن محل سخن است۔ یعنی سخن آنجای در دل دارم۔ (ش)

فاضل بلگرامی کا مطلب

اور **فاضل بلگرامی** فرماتے ہیں کہ میں ایسی آہیں کروں گا کہ جبرئیل کو بھی وتا ہوا اوتار لوں گا۔

عجیب عجیب شرحیں اور عجیب عجیب حاشیے ہیں۔ جبرئیل روتے ہوئے آ تو گئے۔ مگر خاقانی کے دل کے اندر کیوں آئے؟ حکیم تو کہہ رہا ہے کہ میں ان کو دل کے اندر لاؤنگا۔

(۲۰) زانو کنم رسدگہ و دربیع خان جان + صد کاروان درد معین آورم
(۲۱) غم بختی ست توسن و من بار کاروان + در خان بپشت بختی توسن درآورم

زانو۔ مراقبہ	**بختی**۔ خراسانی اونٹ۔ بخت نصر سے منسوب ہے۔
رسدگاہ۔ وہ مقام جہاں سوداگروں سے چنگی لی جاے۔ اس کا املا سین سے ہونا چاہیئے۔	**توسن**۔ شوخ بچھیڑا۔ یہاں مطلق صفت کو کام میں لایا گیا ہے۔
بیع خان۔ خان۔ خانہ و سرائے۔ بیع خان۔ وہ مقام جہاں مال اتارا جائے۔ اور خرید و فروخت ہو۔	**بار کاروان**۔ وہی کاروان
	خان۔ وہی بیع خان جان۔

فاضل شارح } دونوں شعروں کے یوں معنی تحریر کرتے ہیں:۔
میں زانو کو (جو محل مراقبہ ہے) باج گاہ بناتا ہوں۔ اور جاں کو کاروان سرا۔ اس سرا میں سیکڑوں درد کے قافلے اتارتا ہوں۔ مگر اس درد کو شتر قوی کی پشت پر باندھ کر اس بیع خانہ (جان) میں لاتا ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب میں مراقبہ میں جاتا ہوں تو درد کو غم کے ساتھ اپنی جان میں لاتا ہوں۔ اور بہ تنگ نہیں ہوتا ہوں اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جان درد و غم کا بوجھ نہ اٹھا سکے۔

فاضل شارح نے معنے کہے۔ مگر کچھ چھوڑے کچھ پکڑے۔ حکیم نے زانو کو باج گاہ بنایا تھا۔ اس کا کیا نتیجہ نکلا! قافلہ کے قافلہ آئے مگر محصول ندارد؟

حکیم کہتا ہے کہ میرا مراقبہ بے سود نہیں۔ اس کو تم ایک باج گاہ سمجھو جہاں کسی قسم کا مال آئے اور محصول لیا جائے۔ اور میری روح ایک کاروان سرا ہے۔ میں اسمیں

معین درد کے قافلے کے قافلے لالا کر اتار رہا ہوں۔ مگر اس حیثیت سے کہ اس قافلے کے بار کو غم (عشق) کے قوی اونٹ پر لاد کر لاتا ہوں۔

میں یہ سیکڑوں درد کے قافلے کیوں لاد رہا ہوں۔ تاکہ محصول خوب ملے۔ محصول کیا ہے۔ تقرب باری تعالےٰ۔

شعر کا مغز

شعر کا مغز یہ ہے۔ کہ حکیم درد کے سیکڑوں قافلے عشق کے ساتھ دل میں لاتا ہی۔ جس قدر عشق قوی اور تیز ہوگا۔ اسی قدر درد زیادہ ہوگا۔ اور جتنا درد زیادہ ہوگا۔ اتنا ہی محصول یعنی تقرب ایزدی زیادہ ہوگا

نکتہ

عشق و درد لازم و ملزوم ہیں۔ اس وجہ سے حکیم نے کہا کہ میں درد کے قافلے کو عشق کی قوی اونٹ پر لاد کر لاتا ہوں۔

فاضل بلگرامی کا مطلب

اگر آپ فرمائیں تو جناب فاضل بلگرامی کا بھی ترجمہ لکھدوں۔

" زانو کو چنگی گھر بناؤں! اور جان کی منڈی میں سوکارواں درد معین لاؤں۔ تاکہ ان سوداگران درد سے زانو کے چنگی گھر میں درد کی چنگی لے کر درد کا ڈھیر لگا دوں۔

غم ایک سرکش اونٹ ہے اور میں قافلہ سوداگران کا مال یعنی رنج بازار جان میں بھی اسی سرکش اونٹ پر لاد کر لاؤں گا۔

۲۲

دلتنگ ترئے دیدۂ سوزن ہ اوز شدت من + بختی غم بدیدۂ سوزن درآورم

(سوئی کا ناکہ)

معنی

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں عشق کے تیز اور قوی اونٹ پر درد کے گٹھر کے گٹھر لالا کر اپنی جان میں اوتار رہا ہوں۔ اس کو تم نے معمولی بات سمجھی۔ میرا دل اس قدر عشق کی مقابلہ میں تنگ ہے جیسے سوئی کا ناکہ۔ اس ناکے کے اندر سے اتنے بڑے اونٹ کو نکال رہا ہوں۔ حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط۔

مطلب حکیم کا یہ ہے کہ یہ عشق وہ عشق ہے کہ اتنی بڑی زمیں اتنے بڑے آسمان اور سورج۔ چاند۔ ستارے۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ بلکہ کل دنیا و مافیہا

کے سامنے کیا گیا۔ مگر سب نے اس بار کے اٹھانے سے انکار کیا اگر برداشت کیا ہے تو اس جاہل وظالم انسان نے۔ کہ جوان چیزوں کے مقابلہ میں کس قدر صغیر ہے۔ لہذا عشق کی وسعت دیکھو۔ اور دل کی تنگی۔ میں اس تنگ چیز میں عشق الٰہی ایسی وسیع شے کو داخل کر رہا ہوں ؎ آسماں بار امانت نتوان ست کشید + قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند +

فاضل بلگرامی کا ترجمہ } دل سوئی کے ناکے سے بھی تنگ تر ہے۔ میں غم کے اونٹ کو سوئی کے ناکے۔ یعنی دل میں داخل کروں گا۔ یعنی کار محال کو وقوع میں لاؤں گا۔

غم تخم خرمی ست کہ در بکدل افگنم + درد یست جنس من کہ بیک دن در آورم ۲۳

حل لغات

یک۔ کوئی شارح بحر العجائب کے حوالے سے لکھتا ہے۔ کہ "یک" کے معنی زمین اور وسط کے ہیں۔

میرے پاس بحر العجائب موجود نہیں موجودہ لغات میں یہ معنی نہیں۔ دَن۔ بڑا۔ لمبا مٹکا۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ یہ عشق تو خرمی کا بیج ہے۔ اس سے حقیقی راحت حقیقی خوشی حاصل ہوگی۔ لہذا اس کو میں اپنے دل کی زمین میں بوتا ہوں۔ اسی طرح یہ درد میری جنس ہے لہذا میں اس کو مٹکے میں رکھتا ہوں یعنی دل میں۔

ایک شارح نے (درد سے ست) کی جگہ (درمے ست) لکھکر کچھ معنی لکھے ہیں جو سمجھ میں نہیں آتے۔

عنقای مغربم بغریبی کہ ہمتست + غم را چو ال زبر نشیمن در آورم (۲۴)

حل لغات

عنقای مغرب۔ بفتح اول و بضم میم ایک لمبی گردن والا بڑا مرغ ہے۔ مغرب اس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ بچوں کو نگل جاتا ہے۔ بعض نے بفتح ا پڑھا ہے یعنی

عنقا جسکی صورت عجیب ہوتی ہے بعض نے بہ معنے مخفی لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک نبی کی بد دعا سے مفقود ہوگیا۔ غریبی۔ مسافری

اِلف۔ بالکسر خوگر ہونا۔ دوستی۔
زال زر۔ یہ شخص جب پیدا ہوا
تو اس کے بال سفید تھے اور چہرہ سُرخ
کہتے ہیں کہ اس کے باپ نے اس کو پہا
پر جاکر رکھ دیا۔ سیمرغ اٹھا لے گیا اور
اس نے پرورش کی۔ زر ایسے بڈھے کو کہتے ہیں
جسکے بال سفید اور چہرہ سرخ ہو۔ سیمرغ ایک حکیم کا
بھی نام ہے کہا جاتا ہے کہ اس نے پرورش کی تھی۔

معنی
حکیم کہتا ہے۔ میں عنقائے مغرب ہوں۔ اس عالم مسافرت و بیگانگی میں اس
لئے کہ میں قدسی زادہ۔ علوی زادہ ہوں) عشق کو نشیمن (دل) میں زال زر کی طرح لے
آیا ہوں۔ تاکہ یہ مونس مسافرت ہو۔ اور یہ کہ میں اس کی پرورش کروں۔
اور ہو سکتا ہے کہ معنی شعر کے یوں کئے جائیں۔ کہ میں اس قید خانہ میں عالم مسافرت
میں ہوں (قید خانہ شہر سے فاصلہ پر تھا) لہذا عشق کو اس لئے لایا ہوں کہ مونس تنہائی ہو۔

۲۵ در گلشن زمانہ نیابم نسیم انس + دود از سموم غصہ بگلشن درآورم

معنی
حکیم کہتا ہے۔ ہائے انس کا نام آگیا۔ اس کا تو اس عالم میں پتہ ہی نہیں۔ اس
زمانہ کے باغ میں اس کی نسیم چلی ہی نہیں۔ یہ تو عالم مجردات ہی میں پایا جاتا ہے۔ لہذا
اس اندوہ کی وجہ سے آہیں کر رہا ہوں جس کا دھوان گلشن زمانہ میں بھر گیا ہے۔
جناب فاضل بلگرامی فرماتے ہیں۔ ہوائے گرم سے گلشن کے دھوئیں
اڑا دوں گا۔

۲۶ فقر است پیر مائدہ افگن کہ نفس را + بر آستان فقر ممکن درآورم

حل لغات
فقر وہ ہے جسکی نسبت فرمایا ہے الفقر فخری
پیر مائدہ افگن۔ وہ بوڑھا۔ جو
دستر خوان بچھانے والا ہو۔ فقر کو صاف
طعام کہا ہے۔
نفس را کی جگہ "نزل روح" کا بھی
نسخہ ہے مگر اچھا اول ہے
ممکن۔ بضم اول۔ فتحہ دوم۔ کاف
مشدد مفتوح۔ قائم اور پابرجا کیا ہوا۔
فقر کی صفت ہے اور ہو سکتا ہے
کہ صفت نہ قرار دی جائے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ انس کا ذکر چھوڑ کر اصل مطلب کی طرف آیا ہوں۔ عشق اختیار کرنے کے بعد میں نے نفس کو فقر کے آستانے پر لا کھڑا کر دیا ہے اس لیئے کہ اسی کے پاس غذائے روحانی ہے۔ کچھ مل ہی جائے گا۔

۲۷

آب حیات ز آتش گلخن دمد چو باد + گر نقش خاک پاش بگلخن در آورم

حل لغات

گلخن } مرکب ہے۔ گل۔ اخگر خن مخفف خانہ۔ آگ کی بھٹی۔ آتشدان۔ کوڑے کرکٹ ڈالنے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں یہاں گلخن سے استعارہ نفس ہے جس کا ذکر اوپر والے شعر میں ہے۔

نقش خاک پا سے مراد ایک شارح ریاضت اور فقر و فاقہ لیتا ہے۔

ضمیر شین کی پیر مائدہ افگن کی طرف ہے۔

جناب فاضل بلگرامی نے تو اس شعر کا ترجمہ کر دیا۔ اور اس شعر کا کیا؟ انہوں نے تو ہر شعر کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ کچھ ربط کا خیال نہیں۔ فرماتے ہیں:۔

فاضل بلگرامی کا ترجمہ

ہوائی سرد کی طرح بھٹی سے آب حیات بھی پیدا ہو جائے۔ اگر پیر فقر کی خاک نشان قدم بھٹی میں ڈال دوں۔

بہر حال اس شعر کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:۔

معنی اول

اوّل۔ یہ کہ گلخن سے مراد نفس امارہ لی جائے۔ اور آتش سے مقصود ہوا و ہوس۔ اس صورت میں یہ معنے ہوئے۔ کہ میں نے اپنے نفس امارہ کو پیر مائدہ افگن کے آستانے پر پہونچایا ہے۔ اب اگر میں نے یہ عملی صورت اختیار کر لی اور اس کے پاؤں کی خاک اس نفس امارہ کی بھٹی میں ڈال دی تو یہ تمام آتش ہوا و ہوس آب حیات ہو جائیگی۔ اور میرے تمام جسمانی قوتیں درست۔

معنی دوم

دوم یہ کہ گلخن سے مراد روح لی جائے۔ یعنی میں نے اپنی روح کو فقر کے آستانے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ اس میں آتش عشق تو موجود ہے اب اگر میں نے فقر کے پاؤں کی ذراسی خاک اس روح کی بھٹی میں (جس میں آتش عشق کے شعلے بھڑک رہے ہیں فی الذی) یعنی میں نے فقر اختیار کر لیا تو اس سے آب حیات جاری ہو جائے گا۔ یعنی

حیات ابدی حاصل ہو جائے گی۔

(۲۸) آرے زہند عود قماری بروں برم + کز جملہا بہ سند زرو ہن آورم

جسم ۱۲ — اعمال صالحہ ۱۲ — ریاضت شاقہ ۱۲

حل لغات

ہند سے کنایہ جسم۔ یا قوائے جسمانی۔ ایک شارح (دفقر) لکھتے ہیں۔ اور یہ صحیح نہیں۔

عود قماری۔ وہ عود جو منسوب بہ قمار ہو اور قمار "کمار" بتایا جاتا ہے جو ہندوستان کے جنوب میں ہے یہاں اعمال صالحہ۔ اخلاق حسنہ مقصود ہیں۔

روہن + روہنا۔ روہینا۔ روہنی۔ روہینی جوہر دار فولاد کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد سختی و محنت فقر و فاقہ و ریاضت ہے

شارح تحریر فرماتے "کنایہ از اشک" سبحان اللہ! اگر اشک ہی کی خصوصیت تھی تو روین کا نسخہ اختیار کر لیا۔ کیونکہ اس سے سرخ رنگ حاصل ہوتا ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ میں نے نفس کو فقر کے دروازے پر تو لاکر کھڑا کر دیا ہے اب اگر میں نے ریاضت شاقہ کے بوجھ اور فاقہ و محنت کے گھر کے گھر اپنے قوائے جسمانیہ کے ہندوستان میں اُتار دیئے تو میری تجارت چل پڑی۔ پھر اُسی ہندوستان (جسم) سے عود قماری کے بوجھ کے بوجھ باہر لے جاسکتا ہوں۔ یعنی اگر میں نے ریاضت شاقہ کر کے اپنے قوای جسمانیہ کو درست کر لیا تو پھر اُس کفرستان سے اعمال صالحہ و اخلاق حسنہ عالم آخرت میں لے جا سکتا ہوں۔

شارحین نے کنائے صحیح نہیں قائم کئے اس لئے وہ شعر بھی نہیں سمجھے۔

فاضل بلگرامی نے محض ترجمہ کر دیا ہے۔ اس لئے اس کا لکھنا بے کار ہے

(۲۹) چندیں نفس بصفۂ اہل صفا زدم + یک چند پی بدیر برہمن در آورم

حل لغات

صُفہ۔ ایوان خانہ۔ اہلِ صُفہ مشہور ہیں کہ چند غریبان اسلام۔ جن کا گھر بار کچھ نہ تھا مسجد کے ایک گوشہ میں بسر کرتے تھے۔

صفا۔ پاک۔ بیغش۔ مکہ معظمہ میں پہاڑی ہے۔

پی بہ دیر آوردن۔ بتخانہ میں

میں جاتا۔

معنی — معنی صاف ہیں۔ حکیم کہتا ہے۔ عرصہ تک میں اہل صفا کے ایوان میں بہت کچھ عبادت کرتا رہا۔ بہت کچھ اللہ اللہ کی۔ مگراب توپیں نے بت خانہ میں قدم رکھ ہی دیا ہے۔ یعنی اپنے نفس کو آستانۂ فقر پر لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ اہل صفہ کے ایوان میں نفس زنی سے تو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس لئے۔ کہ وہ بہ ظاہر اہل صفا تھے۔ مگر بباطن ریا کار۔

فاضل بگرامی کا مطلب ۱۲ — **فاضل بلگرامی** نے ترجمے کے بعد یہ نتیجہ تحریر فرمایا۔

"صُفہ اہل صفا میں رہنے سے زمانہ ناموافق ہی رہا۔ شاید اس تنوع سے کوئی فائدہ ہو"

یہاں زمانہ کی ناموافقت سے کیا بحث ہے!

(۳۰) **چوں کار عالم ستشتر گربہ من بکف + گہ سبحہ گاہ ساغر روشن درآورم**

شتر گربہ ۔ ہر چیز جو نامناسب و مخالف۔ اور نامشابہ ہو۔ انمل بے جوڑ۔ شاعری میں ایک عیب ہے اور وہ مشہور ہے۔

معنی — تم کہوگے۔ خاقانی نے یہ کیا رنگ بدلا۔ ابھی اہل صُفہ کے ایوان میں تسبیح کھٹکھٹا رہا تھا۔ اور اب اس کے ہاتھ میں ساغر شراب ہے۔ تو بات یہ ہے کہ دنیا کے کام چوں کہ بے ڈھنگے ہوتے ہیں۔ اور پھر تغیر پذیر آج کچھ ہے کل کچھ۔ لہذا میں نے بھی رنگ بدلا۔ کل وہاں تھا۔ آج بت خانے میں ہوں۔ اور شراب سرخ کا بھرا ہوا جام بلوری میرے ہاتھ میں ہے۔

نازک وجہ — تم کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ فی الواقع وہ مے خانہ میں پہونچکر شراب پی رہا ہے۔ اور بے ڈھنگا کام کر رہا ہے۔

یہاں ایک باریک بات ہے۔ جب کوئی شخص ایسا کام کرتا ہے جس کو ظاہر بیں نظریں نہیں سمجھتیں تو وہ نافہموں کے ٹالنے کے لئے کوئی نہ کوئی بات کہہ دیتا ہے۔

کہ ہاں یہ ہے۔ وہ ہے۔ کیونکہ استدلال سے کام نہیں چل سکتا ہے۔ اس لئے حکیم نے نافہموں کے ٹالنے کے لئے ایسا کہا ہے۔ کہ دنیا کے کام تو بے ڈھنگے اور تغیر پذیر ہیں۔ میں بھی ایسی ہی انمل بے جوڑ باتیں کرتا رہتا ہوں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اہل صفا کے صفہ پر تو خدا نہ ملا۔ اس لئے کہ وہاں عشق و فخر تھا ہی نہیں۔ البتہ بت خانے میں کفر عشق اور شراب معرفت موجود ہے۔ لہذا میں تجربے کے بعد اب یہاں آگیا ہوں۔

فاضل بلگرامی کا ترجمہ

فاضل بلگرامی کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے: "دنیا کے کام انمل بے جوڑ ہیں۔ اس لئے میں بھی کبھی ہاتھ میں تسبیح کبھی جام بلوریں لوں۔"

(۳۱) **از ہزل و جد چو طفل نگزیر دم کہ دست + گاہی بلوح گہ بفلاخن در آورم**

حل لغات

ہزل ۔ سخن بیہودہ ۔ مسخرگی
جد ۔ ضد ہزل
نگزیر دم ۔ مجھے چارہ نہیں۔ بہیم مفعولی

لوح ۔ تختی۔
فلاخن ۔ مخفف فلاخان ۔ گوپھن۔ سنگ اندازی کا آلہ

معنی

جب نہیں معلوم ہوگیا کہ کار عالم بے ڈھنگے ہیں۔ تو مجھے بھی یہی کرنا چاہئے۔ لہذا مجھے بھی لڑکوں کی طرح چارہ نہیں۔ کبھی میرے ہاتھ میں تختی ہے۔ بیٹھا ہوا مکتب میں لکھ رہا ہوں۔ کبھی ہاتھ میں گوپھن ہے۔ لونڈوں کے ساتھ ساتھ مارا پھر رہا ہوں۔ جانوروں پر ڈھیلے مار رہا ہوں۔ چلو چھٹی ہوئی۔ یہ ہے نافہموں کے اس سوال کا جواب! کہ ابھی تم وہاں تھے۔ مے خانے میں کیوں آگئے۔

(۳۲) **جنسی نماند پس من و رندان کہ ہمراہ + چون رخش نیست یا بکودن در آورم**

(۳۳) **آہوئے مشک نیست چہ چارہ زگاو + گز ہر د برگ عنبر و لادن در آورم**

حل لغات

رندان ۔ شراب خواراں۔ کوچہ گرداں
نول کشوری نسخہ میں زندان غلط لکھا ہوا ہے۔

رخش ۔ رستم کے گھوڑے کا نام ہے
کودن ۔ ٹٹو۔ جس پر بوجھ لادا جاتا ہو

کند طبع انسان کو بھی کہتے ہیں۔
بُز - بکری - برہان میں ہے کہ عربی میں اس کا ترجمہ (تیس) ہے۔ شارح کے نزدیک وہ گوسپند جو آہو اور گوسپند سے متولد ہو
برگ - سامان۔
عنبر - اگلے لوگوں کو اس کا حال معلوم نہ تھا کوئی کہتا ہے۔ بحری گائے کا گوبر ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ شہد کی مکھی کا خوشبودار موم ہے بہر حال "ہویل مچھلی" سے برآمد ہوتا ہے

لادن

ایک قسم کی خوشبو ہے۔ اس کو عنبر عسلی بھی کہتے ہیں۔ ریگستانی زمین سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ ایک قسم کی گھاس ہے اس میں لادن کا مادہ ملا ہوتا ہے۔ بز اسکو دوست رکھتی ہے چرنے کیوقت اسکی داڑہی اور بال اس سے آلودہ ہوجاتے ہیں اس کے بعد اس کو جدا کیا جاتا ہے۔ ڈاڑہی والا لادن عمدہ سمجھا جاتا ہے

معنی

حکیم کہتا ہے کہ بھائیو! تمہارے ذہن میں جو اعتراضات آتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ میرا کوئی ہم جنس تو رہا نہیں تو اب چارۂ کار کیا ہے۔۔ ان ہی کو چہ گردوں شترا بول کا میں نے ساتھ کر لیا ہے۔ تم خود سمجھو کہ جب تیز گھوڑا نہ ہوگا تو بہ مجبوری ٹٹو سے کام لینا ہی پڑے گا۔ مشکی آہو نہیں ہے۔ انہیں گائے۔ بکری سے میں عنبر و لادن کا سامان مہیا کرتا ہوں۔ اس لئے کہ چارۂ کار نہیں۔

۳۴

چون چرخ سرفگن زہم گرچہ ورم + اکدش ازان بخاک فروتن آورم

حل لغات

اکدش - اصل میں دو تخمہ کو کہتے ہیں مثلاً ماں ہندی ہو - اور باپ ترکی - اسی طرح چیونٹا محبوب کے بھی معنی ہیں۔ اور محققین کے اعتقاد میں نفس حاسہ انسانی ہے کہ وہ مرکب لاہوتی و ناسوتی ہے مولانا نظامی کہتے ہیں ؎

دل کہ بہ دو خطبہ سلطانی است
اکدش روحانی و جسمانی است

بہر حال اکدش سے مراد دل ہے۔ شارحین اور فاضل بلگرامی نے آگوش مبدل بہ آغوش پڑھا ہے۔ مگر بہتر اکدش ہی ہے
فروتن - متواضع۔ منکسر۔

معنی: حکیم کہتا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ میں سردار ہوں۔ اشرف ہوں مگر فقر کے آستانے پر آجانے کے بعد اب تو میں مثل آسمان کے سر جھکائے زندگی بسر کرتا ہوں۔ اس لئے میں اپنے محبوب دل کو (جو لاہوتی بھی ہے اور ناسوتی بھی) نہایت انکسار کے ساتھ خاک پر لاتا ہوں۔ شاید اس عاجزی و انکسار سے خدا مل جائے۔

فاضل بلگرامی وغیرہ نے مطلب غلط لکھا

شارحین اور فاضل بلگرامی نے آغوش پڑھ کر یہ معنی لکھے:۔

"اس وجہ سے خاک متواضع و منکسر کو گود میں لوں گا۔ کیوں کہ تواضع و فروتنی میں وہ میری ہم جنس ہے۔

خاک بھی کہیں گود میں لی جاتی ہے۔ غرض کہ اس شعر کا مطلب سب نے غلط کر دیا!

(۳۵) **دشمن مرا شکستہ کند دوست دارمش + حاشا کہ من شکست بہ دشمن در آورم**

معنی: دیکھو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنے دشمن سے دشمنی کرے۔ اور اس سے عوض لے مگر میں فقر کے آستانے پر آجانے کی وجہ سے اس قدر منکسر ہو گیا ہوں۔ کہ دشمن رات دن مجھے شکستہ کر رہا ہے۔ اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں حاشا کہ میں اس پر شکست لانا چاہتا ہوں۔

کوئی شارح اس شعر کا ربط اوپر سے نہ دے سکا۔ بلکہ بے ربط بنا یا ہے!

(۳۶) **تہدید تیغ میکند آوخ کجاست تیغ + تا چون حلیش دست بگردن در آورم**

حل لغات:

تہدید۔ ڈرانا۔ دھمکانا۔ "تہدید تیغ می کند" بادشاہ مجھے تلوار مارنے کی دھمکی دیتا ہے۔

آوخ۔ افسوس۔

حُلی۔ پہلے کو پیش۔ دوسرے کو زیر۔ اور تیسرے پر تشدید ہے۔ بمعنی زیور۔

معنی: دیکھو بادشاہ بار ہا مجھے تلوار مارنے کی دھمکی دے چکا ہے۔ ہائے افسوس تلوار ہے کہاں۔ میں تو اس کی تلاش میں ہوں اگر مل جائے تو میں دونوں ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر لپٹ جاؤں گا۔ مجھے تو خود شوق شہادت ہے۔

(۳۷) کان را آئے تیشہ رخنہ کند فضل کا ن نہم + رخنہ چرا بہ تیشہ کان کن در آورم

معنی: حکیم کہتا ہے۔ وہ کان جس میں جواہرات ہوتے ہیں۔ اور تیشہ اس میں سوراخ کرتا ہے۔ میں اس کان کو وہی فضل دیتا ہوں جو اس کے لئے ہونا چاہیئے۔ باوجود اس کے کہ وہ شکستہ کی جاتی ہے اندریں صورت میں کان کن کی تیشہ میں کیوں رخنہ پیدا کردں اور کیوں کان کنی سے باز رکھوں۔ اسی طرح میں بادشاہ کے فعل سے مانع نہیں۔ وہ شوق سے میری گردن اڑائے۔ میری جو بزرگی ہے اور جو فضل حاصل ہے وہ جا نہیں سکتے۔

(۳۸) در دیولاخ آز مرا مسکنست و من + خط فسون عقل بمسکن در آورم

حل لغات: دیولاخ۔ وہ مقام جہاں دیو رہتے ہوں۔ "دیولاخ آز" جہاں حرص کا دیو رہتا ہو۔ اور وہ قوت شہوی ہے۔

خطِ فسون۔ افسوں اور جادو کے لئے جو خطوط کھینچے جائیں۔

معنی: حکیم کہتا ہے۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ خداوند عالم کی حکمت عملی سے میرا مسکن ایسی جگہ واقع ہوا ہے جہاں حرص کا ایک بڑا خوفناک دیو رہتا ہے۔ یعنی میرا تعلق قوت شہوی سے واقع ہوا ہے جس سے حرص پیدا ہوتا ہے۔ ضرورت ہے کہ میں اس خوفناک دیو کو دفع کروں۔ لہذا میں یہ تدبیر کرتا ہوں۔ کہ عقل کے افسوں کے خطوط اپنے مسکن میں کھینچ دیتا ہوں تاکہ اس فتنے کا قلع قمع ہو جائے۔ یعنی میں حرص کو قوت عقلی سے زیر کرتا ہوں۔

۳۹ ہمت شود حجاب میان من و نظر + گر من نظر بعالم مکار در آورم

معنی: اب میں اس عالم مکار کی طرف نظر بھی نہیں ڈال سکتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ فقر کے آستانے پر آگیا ہوں۔ لیکن اگر بالفرض اس مکار عالم کی طرف نظر ڈالوں۔ تو میرے اور نظر کے درمیان میری بلند ہمت حجاب بن جائے گی۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ اگر تجھ میں حرص پیدا ہوا اور پھر میں نے نظر اس عالم کی طرف ڈالی تو میری بلند ہمت میرے سامنے آ کر مجھے روک دے گی اور عالم کی طرف متوجہ نہ ہونے دے گی۔

فاضل بلگرامی کا ترجمہ

فاضل بلگرامی کا ترجمہ } میری ہمت بلند میری اور میری نظر کے درمیان حائل ہو جائے اگر میں اس عالم مکار پر نظر ڈالوں۔

بھلا اس ترجمہ سے طالب علم کیا سمجھ سکتا ہے۔

(۴۰)

آسیمہ سر چو گاو خراسم کہ چشم بند + نہ گذاردم کہ چشم بہ روغن در آورم

اصل مقصد ۱۲

حل لغات

آسیمہ سر۔ سر آسیمہ دونوں طرح ہے پریشان۔

گاو خراس چکی کا بیل۔ مگر یہاں خراس کو لہو کے لئے استعمال کیا گیا ہے اس لئے کہ دوسرے مصرعے میں روغن ہے۔ نول کشوری نسخہ میں (خراشم) غلط لکھا ہے۔

چشم بند۔ خواب بندی کے افسوں کو کہتے ہیں۔ یہاں وہ اندھیری مراد ہے۔

کولہو کے بیل کی آنکھوں پر ڈالی جاتی ہے

نہ گذاردم۔ مجھے نہیں چھوڑتی میم مفعولی ہے۔ اور گذارد کا فاعل چشم بند۔

فاضل بلگرامی

فرماتے ہیں:

"نہ گذارم" نہیں اُتاروں گا۔

کیوں کہ "گذاردن" کے معنی اُتارنے کے ہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں نفس کو فقر کے آستانے پر لایا ہوں۔ اور حرص کے دیو کا جو انتظام کر رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں کولہو کی بیل کی طرح نہایت ہی پریشان ہوں۔ اس لئے کہ میری آنکھوں پر وہ غفلت کے پردے پڑے ہیں۔ جو مجھے کسی طرح نہیں چھوڑتے۔ کہ میں روغن (اصل مقصد) کی نظر ڈالوں۔

جناب محشی } "چشم بند" کنایہ از فلک۔ یا شیطان۔ یا نفس امارہ۔ و روغن۔ اصل مقصد۔

فاضل بلگرامی کے غلط معنی ۱۴

فاضل بلگرامی } میں چکی کے پیں کی طرح ہوں۔ اندھیاری کو نہ اتاروں گا۔ کہ میری نگاہ روغن پر پڑے۔ یعنی میں مرغوبات دنیوی سے اپنی آنکھیں بند رکھتا ہوں۔

یہ سب کچھ سہی۔ مگر آسیمہ سر کو تو ملاحظہ فرمایا جائے۔ وہ کب یہ معنے پیدا کرنے دے گا

(۱۸۱) **پروانہ ام کہ سوزم و دم بر نیاورم + قمری نیم کہ طوق بگردن درآورم**

پروانہ ام۔ نول کشوری نسخے میں صرف "پروانہ" لکھا ہے۔

معنی بہرحال اب تو میں پروانہ ہوں۔ کہ عشق الٰہی میں جل جاؤں گا۔ اور اُف بھی نہ کروں گا۔ قمری نہیں ہوں۔ کہ جو بہت کُوکُو کرتی رہتی ہے۔ اور جان نہیں دیا جاتی بلکہ بجائے اس کے طوق سے اپنی زینت کرتی ہے۔ سچا عاشق بھی کہیں اپنی آرائش کرتا ہے لہٰذا میں اس سے بچوں گا۔

(۱۸۲) **در بوی و رنگ دہر نپیچم کہ ارقم + ارقم نیم کہ بال بچندن درآورم**

حل لغات

بوی و رنگ دہر سے مراد لذات دنیوی ہیں۔

ارقم۔ کالا سانپ۔ جس پر سفید نقطے ہوں۔

ارقم چندن نول کشوری نسخہ میں لکھا ہوا ہے۔ اس جگہ "بال بچندن" بنا لیا جائے۔

بال۔ بازو۔ اور قد و قامت

چندن۔ صندل کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ صندل کی لکڑی پر سانپ لپٹا رہتا ہے۔

معنی دنیوی لذات پر دنیا ریجھی ہوتی ہے جسے دیکھو وہ ان کے حصول کے پیچھے مرا جاتا ہے۔ مگر میں ہرگز دنیوی خواہشات پر مائل نہ ہوں گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ میں تو سالک طریقت ہو گیا ہوں۔ سانپ نہیں ہوں کہ صندل کی لکڑی کو خوشبودار سمجھتا ہوا اس پر لپٹ کر رہ جاؤں اور لذات دنیوی میں پھنس کر اصل مقصد کو ترک کر بیٹھوں۔

فاضل بلگرامی کہتے

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں } زمانے کے رنگ و بو میں مبتلا نہ ہوں گا کیونکہ میں تو مسافر ہوں۔ مسافر کو ان باتوں سے کیا تعلق؟ میرے نزدیک "مسافر" کی بجائے "سالک" ہی لکھتے تو اچھا تھا۔ یا مسافر راہ طریقت کر دیتے۔

(۴۳) **من نامہ برکبوتر راہم ز ہمرہان + باز اوفتم کہ طبع بہ ارزن در آورم**

حل لغات **باز اوفتم**۔ میں اپنے ساتھیوں کے مرتبے سے گر جاؤں گا۔ **ارزن** } چینا۔ ساواں۔ ایک اناج ہے۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ میں تو راہ حقیقت کا نامہ برکبوتر ہوں۔ دنیا میں ایزدی معرفت کا پیغام پہنچانے آیا ہوں۔ اب اگر کہیں میری طبیعت دانہ کو دیکھ کر بے قابو ہوگئی اور اس پر لوٹ پڑی تو اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ اور دوسرے اہل اللہ کا ساتھ چھوٹ جائے گا۔ نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ میں اپنے مرتبے سے گر جاؤں گا

(۴۴) **گر خاص قرب حق نشوم نقم بدا + رخت امان بجنت مرین در آورم**

معنی مرتبہ تو میرا وہ ہے۔ جو میں نے اوپر بیان کیا۔ یعنی راہ طریقت کا نامہ برکبوتر + اب اگر بالفرض مجھے قرب حق کا خاص مرتبہ نہ بھی حاصل ہوا تو اس پر مجھے یقین واثق ہے۔ کہ امان کا سامان تو میں بہشت میں ضروری لے آؤں گا۔ یعنی بہشت میں پہونچ کر امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کروں گا

(۴۵) **جان و دل و خرد بر سانم بباغ خلد + آخر مثلثی بہ مثمن در آورم**

حل لغات **مثلث**۔ سہ کردہ شدہ۔ اور ایک قسم کی خوشبو جس کی ٹکیا تکونی بنائی جاتی ہے یا تین چیزوں سے مرکب ہوتی ہے۔ اس مقام پر جان و دل و خرد سے مراد ہے۔ **مثمن** ہشت کردہ شدہ۔ یہاں آٹھ بہشتوں سے مراد ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں اپنی جان۔ عقل۔ اور دل کو بہشت میں پہونچاؤں گا ضرور یعنی دنیا میں اس قدر اعمال صالحہ و اخلاق حسنہ کروں گا جس سے یہ تینوں چیزیں مثل مثلث کے خوش بو دار ہو جائیں گی۔ پھر نتیجہ یہ نکالوں گا۔ کہ اس مثلث کو بہشت میں لے آؤں گا۔

(۲۶۸)

چوں خرمگس ز جیفہ و خس چوں طمعہ کنم + نحلم کہ روزی از گل و سوسن در آدم

حل لغات

خرمگس ۔ بڑی مکھی ہے۔ زخم پر بیٹھی اور کیڑے پڑے۔ اہل دنیا مراد ہے
جیفہ ۔ مردار۔ دنیا سے ہی مراد ہوتی ہے۔ "الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب"

نحل ۔ شہد کی مکھی۔ یہاں سالک راہ خدا مراد ہے۔
گل و سوسن سے معرفت و طریقت مطلوب ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں مکھی کی طرح مردار اور خس سے کیوں غذا حاصل کروں۔ میں شہد کی مکھی ہوں میری تو روزی گل و سوسن سے ہے۔ یعنی میں اہل دنیا کی طرح حریص نہیں۔ کہ لذائذ دنیوی پر مکھی کی طرح ٹوٹ پڑوں۔ میں سالک کامل ہوں گل معرفت و سوسن طریقت سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ اور شہد وصل و تقرب باری تعالیٰ سے حاصل کرونگا جس کی لذت سوائے عاشقان حقیقی اور کسی کو نہیں۔

شارح اور فاضل بلگرامی کے عجیب و غریب معنی

ایک شارح } شاید سنائی ہوں۔ اور دوسرے **فاضل بلگرامی** نے جو معنی تحریر فرمائے ہیں۔ وہ عجائبات روزگار سے ہیں۔ شارح فرماتے ہیں۔ "خرمگس۔ مراد شعرا۔ جیفہ و خس۔ مراد کلام اور مدح پادشاہ ہے۔ میں دوسرے شعرا کی مدح پادشاہ کیوں کروں۔ ذکر خدا میں کیوں نہ مشغول ہوں"

محترم ناظرین! ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کیا سلسلہ باندھتا چلا آتا ہے۔ ابھی اوپر دو شعروں میں کہہ آیا ہے۔ کہ اگر مجھے تقرب نہ حاصل ہوا تو کم از کم بہشت تو لے لوں گا پھر اس نے کہا کہ میں ضرور جان و عقل کو بہشت میں لے جاؤں گا۔ یہاں مدح پادشاہ کہاں ہے؟ اور شعرا کہاں؟ خود کلام بے ربط کرتے ہیں اور پیغمبر سخن کے بیر علی

کے قابل۔

۴۷ چون قوتم آرزو کند از گرم و سرد چرخ + بر خوان جان دو نان ملون در آورم

حل لغات: چون قوتم آرزو کند۔ جبکہ مجھسے غذا کی خواہش کرے گی۔ "کند" کا فاعل "جان" ہے۔ | دو نان ملون } دو رنگیں روٹیاں۔ یعنی آفتاب۔ ماہتاب ایک گرم ہے۔ دوسرا سرد۔

معنی: میں بتا چکا۔ کہ دنیا والوں کی طرح مردار کی طرف التفات نہیں کروں گا۔ اب اگر میری حیوانی جان نے مجھ سے غذا کی خواہش کی۔ تو میں اس کے دستر خوان پر یہ آسمان کی ٹھنڈی۔ اور گرم دونوں روٹیاں لاکر رکھ دوں گا۔ کہ لے کھا! یعنی اس سے کوئی نفع اٹھا سکتی ہے تو اٹھا۔

۴۸ با آنکہ قانعم چو سلیمان ز مہر و ماہ + نان ریزہا چو مور بہ مسکن در آورم

معنی: باوجود دے کہ میں حضرت سلیمان کی طرح قانع ہوں۔ لیکن اگر نفس حیوانی نے خواہش کی تو یہ مہر و ماہ کے روٹی کے ٹکڑے مسکن میں لاکر رکھ دوں گا۔ جس طرح چیونٹی لاکر رکھتی ہے۔ اور کہہ دوں گا کہ اگر اس میں کوئی نفع ہے تو اٹھا۔

(۴۹) نسرین بخوشہ پروین پرند تا من بخوان دو مرغ مسمن در آورم

حل لغات: نسرین۔ ایک کو نسر طاہر۔ دوسرے کو نسر واقع کہتے ہیں۔ یہ دونوں شکلیں ہیں شمال اور جنوب کی طرف۔ | دو مرغ مسمن دو موٹے پرند۔ دونوں آسمانی گدھوں کو کہا ہے۔

معنی: یہ جو میں نے کہا کہ آفتاب و ماہتاب کی روٹیاں لے آؤں گا۔ اس میں تمہیں تعجب کیوں ہوا! میری وہ ذات ہے۔ کہ جس کے لئے قضا و قدر ان دونوں گرگسوں کو خوشہ پرویں کھلا کھلا کے اس لئے پرورش کر رہے ہیں تا کہ وہ موٹے ہو جائیں۔ اور پھر میں ان کو اپنے

دسترخوان پر بے آؤں۔ اور ان سے فائدہ اٹھاؤں۔

شارح فرماتے ہیں "تفاخر سخن ہے"

"تفاخر سخن" سے یہاں کیا علاقہ۔ مطلب خاقانی کا یہ ہے کہ تمام ثوابت و سیار و اشکال جنوبی و شمالی کی تخلیق انسان ہی کے لئے ہے کہ ان سے نفع اٹھائے سخر لکم ما فی السماء وما فی الارض مگر میں ایزدی عشق میں ان کی طرف التفات نہیں کرتا۔ ورنہ ہیں یہ اس لئے کہ میرے دسترخوان کی زینت ہوں۔

۵۰ **مرد توکلم نزنم در گہ ملوک + حاشا کہ شک بہ بخشش ذوالمن آورم**

حل لغات

توکل } اسباب دنیا سے دل ہٹا لینا اور مسبب الاسباب کی طرف توجہ کرنا۔

ذوالمن۔ صاحب احسان۔ خداوند عالم مراد ہے

جناب محشی

تحریر فرماتے ہیں۔ کنایہ از ملوک۔ یہاں ملوک سے کیا علاقہ! اور نیچے کے شعر نے تو اور واضح کر دیا ہے کہ پادشاہ نہیں مراد ہو سکتا ہے

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں تو مرد توکل ہوں اور اس ذات پر کہ جو ضامن رزق ہے۔ پورا بھروسا رکھنے والا۔ میں دور دیتوں کے پیچھے پادشاہوں کے دروازوں کو نہیں کھٹکھٹاتا مجھ سے یہ بعید ہے کہ میں خداوند عالم کی اس بخشش پر جو عام ہے شک کروں۔ جس نے پادشاہ کو دے رکھا ہے۔ وہ مجھ گدا کو بھی دے گا۔

۵۱ **آنکس کہ داد جاں ندہدن بلی دہد + بس کفر باشد ار بدل ایں ظن آورم**

معنی

وہ ذات جس نے مجھے جان دی ہے اور مجھے کیا؟ ہر ذی حیات کو دی ہے۔ کیا وہ روٹی نہ دیگی۔ دے گی۔ اور ضرور دے گی۔ میں اگر اس معاملہ میں ذرا بھی گمان بد دل میں لاؤں۔ تو نہایت ہی کفر ہوگا

نول کشوری نسخہ کی غلطیاں

نول کشوری نسخہ میں "پس" "از" غلط ہیں۔ بس۔ ار ہونا چاہئے۔

(۵۲) چوں موسیم شجر دستہ آتش چہ حاجت است + کاتش زتیہ وادی ایمن در آورم

ش حل لغات

شجر۔ وہ درخت جس پر حضرت موسیٰ کیلئے تجلی انوار حق ظاہر ہوئی تھی۔ **تیہ**۔ بیابان۔ اور وہ خوفناک بیابان۔ جس میں حضرت موسیٰ چالیس برس تک سرگرداں رہے۔ **وادی ایمن**۔ حضرت موسیٰ اپنی بی بی "صفورا" کے ساتھ جا رہے تھے۔ اس وادی میں صفورا کو دردزہ لاحق ہوا

آپ آگ کی تلاش میں چلے۔ دور سے روشنی نمودار ہوئی۔ جب وہاں گئے تو وہ اور آگے بڑھ گئی۔ آپ اور بڑھے وہ درخت پر ظاہر ہوئی۔ حضرت وہاں پہنچے۔ آواز آئی :۔

فاخلع نعلیک الخ

چوں کہ یہ وادی داہنے ہاتھ کی طرف تھا۔ اس لئے اس کا یہ نام ہوا۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کی طرح مجھے شجر طور آگ دیتا ہے۔ تو پھر مجھے کیا ضرورت ہے۔ کہ میں وادی ایمن سے تلاش آتش کروں۔ یعنی جب مجھے خداوند عالم دیتا ہے۔ تو پھر بادشاہوں کے دروازے کھٹکھٹانے کی کیا ضرورت ہے۔

تنبیہ

" وادیِ ایمن " کے پہلے " تیہ " کا لفظ ہے۔ " تیہ " بھی بیابان ہے۔ اور وادی بھی۔ اس لئے تیہ کا لفظ بے ضرورت ہے۔ مگر پیغمبر سخن کو کون کہہ سکتا ہے

(۵۳) گردوں ناقصاں نخرد فضل من رواست + نقصی چرا بفضل مبرہن در آورم

معنی

اگر ان نالائقوں ناقصوں کا زمانہ میرے فضل کا خریدار نہیں تو بالکل درست ہے۔ مجھے اس کی کوئی شکایت نہیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ ناقص ہیں۔ مگر مجھے تو یہ لازم نہیں کہ میں اپنے ظاہر باہر فضل پر نقص وارد کردوں۔ یعنی بادشاہوں کے یہاں جا کر بھیک

مانگتا پھروں۔

(۵۷) **بہرام ار گر بہ من آرند دوکداں + غارت چرا بہ تیغ و بجوشن درآورم**

حل لغات

چرخہ، زرہ

بہرام کا ایک قصہ پر لطف ہے۔ یہ شخص ہرمز بن نوشیرواں کا سپہ سالار تھا۔ ہرمز نے خاقان چین سے لڑنے بھیجا۔ یہ گیا اور فتح پائی۔ بہت کچھ مال غنیمت حاصل ہوا۔ وہ سب بادشاہ کو دیدیا۔ مگر ایک قیمتی انگوٹھی۔ ایک تازیانہ اور ایک جوڑ موزہ رکھ لیا۔ اس امر کو کسی نے بادشاہ سے کہدیا۔ وہ برہم ہوا۔ اور ایک چرخہ اور روئی بہرام کے پاس بھیجا۔ اور خط لکھا کہ

"تو سمجھتا ہے کہ میں نے اپنی شجاعت سے خاقان پر فتح پائی ہے۔ یہ تیرا گھمنڈ بالکل غلط ہے۔ وہاں میرا اقبال کام کر رہا تھا۔ تو تو اس قابل ہے کہ بڑھیوں کی طرح چرخہ کاتنے۔"

بہرام بہت خفیف ہوا اور مارے غصہ کے اپنے تمام ہتیار لٹوا دیئے اور کہا کہ مجھے بیوہ کی طرح چرخہ ہی کاتنا چاہیئے۔

فاضل شارح کے معنی

جناب شارح فاضل اس شعر کے معنی یوں لکھتے ہیں کہ:-

" خاقانی کہتا ہے۔ میں نے طریقت میں اپنے نفس کی وہ ریاضت کی ہے کہ اگر میرے لئے روئی اور چرخہ بھیجا جائے۔ تو مجھے بہرام کی طرح نہ غصہ آئے گا نہ رنج پیدا ہوگا۔ اور نہ میں اپنے آلات لٹواؤں گا۔ یعنی اگر یہ ناقص میرے اوپر طعن کریں گے۔ تو میں اپنے فضل کو لٹوانہ دوں گا۔

ہمارے معنی

میں عرض کرتا ہوں کہ حکیم کا مطلب یہ ہے۔ کہ بہرام نے توفی الواقع مال غنیمت میں سے چند چیزیں رکھ لی تھیں۔ اس شرمناک کام کرنے سے اس نے اپنے آلات لٹوا دیئے۔ مگر میں کیوں ایسا کروں۔ میں جس الزام میں مبتلا ہوں۔ اس کا مرتکب نہیں۔ اندریں صورت اگر میرے لئے روئی اور چرخہ لائیں گے۔ تو میں ہرگز اپنے آلات (فضائل) نہیں لٹوؤں گا۔ اور خود کو چرخہ کاتنے والے بڑھیا نہیں سمجھوں گا۔ میں تو مرد میدان اخلاق حسنہ ہوں۔

(۵۵) زان غم کہ آفتاب کرم برق وار مُرد + شب زہرہ را چو رعد بشیون در آورم

حل لغات

برق وار - برق کی طرح۔

شب - ای وقت شب۔

شارح سے اختلاف

محشی اور فاضل بلگرامی لکھتے ہیں۔ کہ برق وار صفت آفتاب ہے اور یہ اچھا نہیں۔

زہرہ - پتہ - یہاں جگر مطلوب ہے محشی لکھتے ہیں کہ شب زہرہ - سیاہ جگر یہ بھی صحیح نہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ اس غم سے (کہ آفتاب کرم برق کی طرح چمکا۔ اور مر گیا۔ یعنی کرم نہ رہا۔ جاتا رہا) میں وقت شب اپنے جگر سے رعد کی طرح فریاد اور نالہ کا لو کہ ہائے یہ کیا غضب ہو گیا۔ کہ دنیا میں کرم نہیں۔

(۵۶) این پیرہ زن (دنیا) ہنوز عروس کرم نزاد + پس سر چرا بخطبہ این زن (دنیا) در آورم

حل لغات

پیرہ زن سے مراد دنیا ہے۔

خطبہ - زن خواستن۔

معنی

اور اصل تو یہ ہے۔ کہ اس دنیا نے اس وقت تک کرم کی دُلہن کو پیدا ہی نہیں کیا۔ یعنی اس میں کرم ہی نہیں۔ اندریں صورت میں کیوں اس کے ساتھ نکاح کروں۔

جناب محشی ایک شرح سے یہ حاشیہ چڑھاتے ہیں۔

"پیرہ زن - کنایہ از طبع خود - عروس کرم - مدح ممدوح - این زن - عبارت از درگاہ ست" حاصل یہ ہے۔ کہ جب تک مدح پادشاہ نہ کروں تو کیوں اسکی درگاہ میں آؤں۔

عجیب شارح اور عجیب شرح ہے؟

۵۷ گفتم بترک مدح سلاطین مبین در آنکہ + سحر مبین بہ شعر مبیّن در آورم

حل لغات

ترک گفتم - میں نے ترک کر دی

مبین در آن اس امر میں غور نہ کر۔

سحر مبین ۔ کھلا ہوا جادو ۔ | مُبَیَّن ۔ واضح و آشکار

معنی: حکیم کہتا ہے ۔ میں نے پادشاہوں کی تعریف ترک کر دی ۔ اے مخاطب اب تو اس امر پر نظر ہی نہ ڈال کہ میں کھلا جادو (مدح پادشاہ) اپنے ان واضح اشعار میں لاؤں گا ۔ یعنی میں اب مدح سلاطین نہیں کروں گا

۵۸ کو تا طغان جو دکہ من بہرِ اَنمکے + پیش زبان بگفتن سنسن در آورم

حل لغات:

طغان شاہ ۔ افراسیاب کی اولاد سے ایک پادشاہ ہے

اَنمک ۔ ترکی ہے ۔ روٹی ۔

سنسن ۔ سخن غیر فصیح ۔ (برہان ۱۲) اور صاحب غیاث نے بمعنی توتی توتی لکھا ہے ۔ یہاں یہی آخری معنی مطلوب ہیں ۔

معنی: طغان شاہ کریم کہاں ہے کہ میں روٹی کے لئے اس کی تعریف کروں ۔ اور اس کی سخاوت کی وجہ سے "توتی توتی" کہنے میں اپنی زبان کھولوں ۔ اب ایسے کریم و صاحب جود پادشاہ نہیں ۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲: فاضل بلگرامی } یوں معنی تحریر کرتے ہیں :- " طغان بے چارہ کیا چیز ہے ۔ کہ ایک روٹی کے لئے میں اس کی بیہودہ خوشامد کروں ۔

آپ نے (جود) کے لفظ پر غور نہیں کیا ۔ اور نیز "سنسن" کے معنی بھی دوسرے لغت میں نہیں دیکھے ۔ اس لئے اُلٹے معنی لکھ دیئے ۔

۵۹ خاقانی مسیح دمم بس بتیغ نطق + ہمچوں کلیم خنہ بالکن در آورم

حل لغات:

مسیح دم ۔ حضرت عیسیٰ کا سا دم رکھنے والا ۔ معجز نما ۔ مسیح دم ۔ صفت خاقانی ہے

کلیم ۔ حضرت موسیٰ کا لقب ہے

آپ ہکلے تھے ۔ وقت تبلیغ دعا کی وجہ سے لکنت جاتی رہی ۔

الکن ۔ ہکلا ۔

معنی: حکیم کہتا ہے ۔ میں تو حضرتِ عیسیٰ کا سا معجزہ رکھنے والا خاقانی ہوں ۔ جسطرح

حضرت موسیٰ کی دعا سے اُن کی لکنت جاتی رہی۔ اسی طرح میں اپنی گویائی کی تیغ سے الکن میں رخنہ پیدا کردوں گا۔ یعنی اس قدر گویائی کی تیغ ہکلے پن پر ماروں گا۔ کہ بالکل دور ہوجائے گا۔ اور سخن فصیح ہوجائے گا۔

(۶۰) بھر دو نان ستایش دو نان کنم معا + کآب گہر بسنگ خماہن در آورم

حل لغات: ڈُوناں، دو روٹیاں۔ دُوناں کمینے۔ سنگ۔ وزن۔ خماہن۔ ایک سخت پتھر ہے سُرخی مائل۔ نر و مادہ ہوتا ہے۔ نر سے سُرخ رنگ۔ اور مادہ کے گھِسنے سے زرد رنگ حاصل ہوتا ہے

معنی: حکیم کہتا ہے۔ میں دو روٹیوں کی وجہ سے ان کمینوں کی تعریف کرونگا۔ ہرگز نہیں کروں گا؟ خدا نہ کرے۔ کہ میں موتی کی آب کو ہم پلہ خماہن کروں۔

(۶۱) چون موی خوک درزن ترسا بود چرا + تار ردای روح بدوزن در آورم

حل لغات: موی خوک۔ سور کے بال۔ اگلے زمانے میں عیسائی سور کے بال سے سوئی بنا کر سیتے تھے۔ ترسا۔ عیسائی۔ ردا۔ چادر۔ روح۔ حضرت عیسیٰؑ۔ درزن۔ سوئی

معنی: حکیم کہتا ہے۔ چوں کہ عیسائیوں کی سوئی سور کے بال سے ہوتی ہے۔ تو کیا اس صورت میں مجھ پر لازم ہے۔ کہ میں حضرت کی چادر کے تار کو اس سوئی میں لاؤں۔ ہرگز نہیں۔ مقصود یہ ہے کہ یہ امر نہایت ہی نامناسب ہے کہ میں دو روٹیوں کے پیچھے ان کمینوں کی تعریف شروع کروں۔

(۶۲) ہم نعت حضرت نبوی کان نکوتر است + کین لعل ہم بطوق و بکرزن در آورم

حل لغات: لعل۔ مشہور ہے۔ یہاں کلام خاقانی سے مراد ہے۔ | کرزن۔ تاج مرصع۔ یہاں طوق و کرزن نعت نبوی سے استعارہ ہے۔

معنی — حکیم کہتا ہے۔ آنحضرت کی نعت مبارک کہ وہ بہتر ہے اس لئے میں اپنے کلام کو اسی نعت میں صرف کروں گا اور اس لعل کو اسی طوق و تاج میں جڑ دوں گا۔

۶۳ — **کحال دانشم کہ بر ندا ختران بخشیم پر + کحل الجواہری کہ بہاون در آورم**

حل لغات — **کحال**۔ بالفتح و ہائے حطی مشدد۔ سرمہ لگانے والا۔ معالج چشم۔ | **کحل الجواہر**۔ وہ سرمہ جس میں جواہرات حل کئے ہوئے ہوں۔ **ہاون** سے طبیعت مراد ہے۔

معنی — حکیم کہتا ہے۔ میں تو کحال دانش ہوں۔ میں جس وقت کحل الجواہر کو ہاون میں لا کر سرمہ تیار کرتا ہوں۔ تو اس کو فوراً عالم بالا کے ستارے اپنی آنکھوں کے لئے لے جاتے ہیں۔ یعنی میرا وہ کلام بلند و روشن ہے۔ جس سے عالم بالا کو نور حاصل ہوتا ہے۔

۶۴ — **گفتم روم بمکہ و جویم دراں حرم + کنجی کہ سر بحصن محصن در آورم**

معنی — میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ میں مکہ معظمہ جاؤں۔ اور حرم میں ایک ایسا گوشہ تلاش کروں۔ کہ جس سے میں گویا مضبوط قلعے میں آجاؤں۔ اور لوگوں کے لعن و طعن سے بچوں ۞

۶۵ — **چوں وجہ زر نیست کنم عزم مکہ باز + جلباب نیستی بسر و تن در آورم**

معنی — مگر کیا کیا جائے کہ میرے پاس روپیہ ہی نہیں۔ اس لئے مکہ جانے کا ارادہ نہیں کروں گا۔ اور نیستی کی چادر اپنے جسم و سر پر اوڑھ لوں گا۔ یعنی فنا ہو جاؤں گا۔

۶۶ — **تبریز غم فزود مرا آرزوم ہست + کین غم بار زر روم و بار من در آورم**

حل لغات — **تبریز**۔ آذربایجان کا پایۂ تخت ہے۔ | **آرزوم** میری آرزو۔

ارزروم - رومی سرحد پر مشہور مقام ہے۔ | **ارمن** - ایران کے شمال میں صوبہ ہے۔

معنی تبریز نے میرا غم زیادہ کر دیا۔ لہذا میری آرزو یہ ہے کہ میں اس غم کو ارزروم اور ارمن میں نکالوں۔ یعنی ان دونوں مقامات میں جاؤں۔

۶۷ **خوش مقصدیست ارمن و خوش مامن ارزروم + من بخت دل بمقصد و مامن در آورم**

معنی ارمن عمدہ مقصد کا مقام ہے۔ اور ارزروم ہی اچھا مامن ہے لہذا میں ان دونوں کی طرف جاؤں گا۔

۶۸ **منت برد عراق و ری ارمن بدین دو جا + سحر ز نظم و نثر مدون در آورم**

۶۹ **بس شکر گز منیزہ و گیوم سد ار من + شمعی بچاہ تیرہ بیژن در آورم**

حل لغات

عراق و رے دونوں مشہور مقام ہیں

منیزہ - افراسیاب کی لڑکی کا نام ہے۔ بیژن پر عاشق تھی۔ افراسیاب نے بیژن کو اندھے کنویں میں بند کر دیا تھا

گیو - نام پسر گودرز ہے۔ یہ گیو بیژن کا باپ ہے۔ رستم اور گیو بیژن کو چھڑانے کے لئے پہونچے اور شمع لیکر اندھے کنویں میں گئے اور اس کو رہا کیا۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ اگر میں اپنی نظم و نثر مرتب کا جادو عراق و رے میں لاؤں تو یقین جانو۔ کہ اہل عراق و رے اس کی بہت قدر کریں گے۔ اور میرے حد سے زیادہ شکر گذار ہوں گے۔ اس لئے کہ وہ لوگ کلام فصیح کے شائق۔ اور مدح نبوی کے عاشق ہیں ؛

اس کی مثال ٹھیک یہ ہے کہ اگر میں اس اندھے کنویں میں (جس میں بیژن قید ہے) شمع لیکر جاؤں۔ اور قید خانے کو روشن کر دوں تو یقینی منیژہ اور گیو میرے نہایت ہی شکر گذار ہوں گے۔ اسی طرح اہل و عراق و رے میرے کلام سے۔



(۷۰) **چوں مور ساز خانہ باخلاط در کشم ✦ چوں مرغ برگ خانہ بروزن درآورم**

حل لغات **ساز خانہ**۔ ایسا محل جس میں سامان ہو۔ چونٹیاں اپنی غذا لا کر اپنے گھر میں رکھتی ہیں۔ پھر بہ ضرورت اس کو منتقل بھی کرتی ہیں۔

اخلاط۔ عراق میں شہر ہے۔

برگ خانہ۔ مثل ساز خانہ ہے۔

روزن بھی مقام کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ روزن اور اخلاط کے لوگ خاقانی کے کلام کے طالب تھے۔ ایک شارح لکھتے ہیں۔ کہ اخلاط میں چیونٹیاں۔ اور روزن میں چڑیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ کہ میں چیونٹیوں کی طرح اپنا سامان اخلاط میں اٹھا لاؤں گا۔ اور چڑیوں کی طرح اپنا برگ خانہ روزن میں لاؤں گا۔ یعنی اگر ان دونوں مقام کے رہنے والے میرے کلام کے طالب ہیں تو میں یہاں بھی جاؤں گا۔ اور اپنے کلام سے ان کو فائدہ پہونچاؤں گا۔

چوتھا قصیدہ ختم ہوا





(۱) **جوشنِ صورت برون کن در صفِ مردان درآ + دل طلب کز دار ملکِ دل توان شد پادشا**

(اس قصیدہ کے تین شارح ہیں)

(۱) شارح فاضل (۲) جناب محشیؔ۔ آپ کی شرحوں سے حاشیہ چڑھاتے ہیں جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں (۳) جناب شاداں بلگرامی۔

حل لغات

جوشن۔ ایک قسم کی زرہ ہے جو کڑیوں سے بناتے ہیں۔

جوشنِ صورت میں اضافت بیانی ہے۔ خودی نفسانیت۔ انانیت سے مراد ہے۔

مردان۔ عاشقان الٰہی

دل سے مطلوب روح ہے

دار ملک

پایہ تخت۔ جہاں بادشاہ رہتا ہو۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ اے شخص یہ صورت کی مادی زرہ۔ جو بظاہر تجھے مضبوط معلوم ہو رہی ہے (حالانکہ یہ فانی ہے) اس کو علیحدہ کر۔ یعنی خودی و نفسانیت کا قلع وقمع کر کے اور نفس امارہ کو مار کے مردوں کی صف میں آ۔ اور عشق الٰہی اختیار کر۔ اور اپنی روح کی طرف متوجہ ہو۔ اس لئے کہ اسی روح کے پایہ تخت سے تو بادشاہ ہو سکتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے مادی قویٰ کو بے جا خواہشات سے روکتا ہوا اور "**موتوا قبل ان تموتوا**" پر عمل کرتا ہوا۔ روحانیت کی طرف آجا۔ اس روحانیت سے

شاہی مل جائے گی۔ اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔ ورنہ مادی قوی کا غلام رہیگا۔ اور ہمیشہ ان کے بوتوں کی ٹھوکریں کھائے گا۔

(۲)

تا تو خود را پای بستی باد داری در دو دست + خاک کن خود پاش کز خود ہیچ نکشاید ترا

حل لغات

پا بست۔ مقید۔ گرفتار۔ پابستی تو مقید و گرفتار رہے۔

باد در دست داشتن۔ خالی ہاتھ ہونا ہاتھ میں کچھ نہ رکھنا۔

معنی

اے مخاطب! یہ یاد رکھ۔ کہ جب تک تو خودی کا پابند ہے۔ اس وقت تک تیرے ہاتھ میں سوائے ہوا کے اور کچھ نہ ہوگا۔ اور کبھی اصل مقصد تجھے حاصل نہ ہوگا۔ جس کے لئے تو اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ جب ایسا معاملہ ہے تو اس خودی کے سر پر خاک ڈال اس کا قلع قمع کر اس لئے کہ اس سے تو کچھ حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

(۳)

با تو قرب قاب قوسین آنگہ افتد عشق را + کز صفات خود بعد المشرقین مانی جدا

حل لغات

قرب قاب قوسین سے مقصود نہایت نزدیکی و اتصال ہے۔

عشق را۔ یہ "را" اضافی ہے۔ یعنی "قرب قاب قوسین عشق"

صفات خود سے مقصود۔ صفات ذمیمہ خواہشات نفسانی ہیں

بعد المشرقین۔ مشرق و مغرب کا فاصلہ۔ "مشرقین" تثنیہ تغلیبی ہے۔

معنی

اور اے مخاطب! خداوند عالم کے عشق سے اس وقت تجھ کو قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ بلکہ نہایت اتصال پہنچ سکتا ہے۔ کہ تو صفات رذیلہ اور ملکات ردیہ سے بالکل بُعد اختیار کرے۔

مطلب حکیمانہ ہے۔ کہ مادے اور روح میں اتنا ہی فاصلہ ہے کہ جتنا مشرق اور مغرب میں۔ اب اگر تو روحانیت کی طرف آ کر عشق الٰہی اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اور پھر یہ چاہتا ہے کہ عشق الٰہی سے تیرا اتصال ہو جائے تو بالکل مادی قویٰ کے اخلاق رذیلہ سے دوری اختیار کر۔

(۴) **آن خویشی چند گوئی کان اوئیم آن او + باش تا او گوید از خود کآن مائی آن ما**

حل لغات

آن خویشی۔ اے ملک خویش ہستی اُردو میں اس کا ترجمہ یہ ہوا۔ کہ تو اپنی ماہی تو توں کا غلام ہے۔

کآن اوئیم۔ آن او۔ یہ کاف بیانیہ ہے نہ علت کا جیسا کہ فاضل بلگرامی نے خیال فرمایا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس چیز کا بیان ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ جملہ مطویہ محذوفہ کا اور وہ (ایں امر) ہے یعنی چند گوئی ایں امر کہ آن اوئیم۔ آن او = فتدبر۔

کآن مائی۔ آن ما۔ یہ کاف بھی بیان جملہ مطویہ محذوفہ کا ہے اور وہ "ایں امر" ہے۔ نثر اس کی یوں ہوئی "باش تا خداوند عالم از خود ایں امر گوید کہ آں مائی۔ آں ما" اس قسم کے کاف میں جہاں کوئی جملہ محذوف ہوتا ہے اکثر حضرات دھوکا کھا جاتے ہیں۔

کاف علت کا نہیں ۱۲ فاضل بلگرامی کا تسامح ۱۲

معنی

مطلب شعر کا یہ ہوا۔ کہ اے مخاطب اصل یہ ہے کہ تو اپنی ملک ہے۔ یعنی تو قوائی شہوانی کا بندہ اور اس کا غلام ہے۔ اور بہ ظاہر تو یہ کہہ رہا ہے کہ ہم خداوند عالم کی ملک یعنی غلام ہیں۔ اور پھر تاکید کے ساتھ کہتا رہتا ہے ذرا اک ٹھہر۔ اپنے قوا کو زیر کر۔ اور اس کی ملکیت سے نکل اور روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے اخلاق اختیار کر۔ تاکہ وہ خود کہے۔ کہ یہ تو ہماری ملک ہے ہماری ملک ہے! یعنی ہمارا بندہ ہے۔ قوائے شہوانی کا نہیں۔

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی } "اپنے آپ کو کب تک اپنی ملک سمجھتا رہے گا" کیوں کہ ہم اللہ کے ملک ہیں: "اتنا انتظار کر کہ اللہ خود ہی کہے کہ تو میری ملک ہے"

خاقانی مخاطب سے کہہ رہا ہے۔ کہ تو کب تک یہ کہے گا کہ ہم اس کی ملک ہیں۔ حالانکہ تو اپنا بندہ ہو رہا ہے۔ مگر جناب فاضل بلگرامی نے کاف علت کا ٹھہرا کر (آں اوئیم۔ آن او) کو مقولہ خاقانی کا خیال فرمایا۔ اور یہ صحیح نہیں۔

باش کے متعلق یہ فرمایا کہ "انتظار کر" نہ معلوم کس بات کا انتظار کرے۔ میں نے تو اپنے مطلب میں "باش" کا مفہوم لکھ دیا ہے۔ یعنی ٹھہر اور اپنے قوائے جسمانی کو زیر کر۔

اس کی ملکیت سے نکل۔ پھر تجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کہ ہم اللہ کے ملک ہیں۔ بلکہ خود خداوند عالم کہے گا کہ یہ تو ہمارا بندہ ہے۔

(۵) چیست عاشق را جز آں کاتش دہد پروانہ وار ÷ اولش قرب و میانہ سوختن آخر فنا

حل لغات: آتش سے مقصود آتش شمع ہے

پروانہ وار۔ نول کشوری نسخے میں ہے۔ نہیں پروانہ را اپنی کتاب میں بنا لینا چاہئے۔

معنی: اے مخاطب شاید تیرے ذہن میں عاشق کے متعلق کچھ سوالات آئے ہوں۔ تو میں بتاتا ہوں کہ عشقِ آتی میں عاشق کو اس کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔ جو پروانہ کو آتش شمع سے حاصل ہوتا ہے۔ اول پروانے کو شمع سے نزدیکی ہوتی ہے اس کے بعد وہ جلتا ہے۔ پھر فنا ہو جاتا ہے۔ یہی باتیں تجھے بھی حاصل ہوں گی۔ پہلے قرب ہوگا۔ پھر جلے گا۔ آخر میں فنا فی المحبوب ہو جائے گا۔

خاقانی نے مجاز سے کس طرح حقیقت کو سمجھایا ہے

(۶) لاف یکرنگی مزن تا در صفت چوں آئینہ ÷ از درون سو تیرگی داری بیرون سو صفا

تا از صفت چوں آئینہ نول کشوری نسخہ میں ہے ہم نے مصرعہ کو صحیح کر دیا ہے۔

معنی: ہاں! اے مخاطب۔ جب تک تو آئینہ کی طرح اپنے اندر صفات رذیلہ کی تیرگی رکھتا ہے۔ اور بظاہر صاف۔ اس وقت تک تجھے یک رنگی کا دعویٰ نہ کرنا چاہئے۔ بغض وحسد و نفاق سے اپنے سینہ کو صاف کر۔ اور اندر باہر یکساں ہو۔ اس وقت ایسا دعویٰ زیبا ہو سکتا ہے۔

(۷) آتشیں داری زباں از دل سیاہی چوں چراغ ÷ گرد خود گردی ازاں تر دامنی چو آسیا

حل لغات: زبان آتشین داشتن۔ شیخی کرنا۔ لسانی کرنا۔ بے جا دعویٰ کرنا۔

سیاہ دل۔ عبارت ایسے دل سے ہے۔ جس کے اندر بغض۔ حسد۔ کینہ

نفاق اور اخلاق رذیلہ موجود ہوں۔

سیاہ دل کو چراغ سے اس وجہ سے نسبت دی ہے کہ اس کی زبان بھی آتشیں ہے اور اندر سیاہی بھری ہوئی ہے۔

تر دامن۔ گنہ گار۔

نہر کے کنارے چکی نصب کرتے ہیں۔ اور اس کو پانی کی قوت سے چلاتے ہیں۔ تر دامن کو چکی سے نسبت اسی وجہ سے دی ہے۔ کہ اس کے کنارے پانی ہوتا ہے اور ہر وقت بھرتی رہتی ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ اے مخاطب تو مثل چراغ کے آتشیں زبان واقع ہوا ہے۔ ہر وقت تیری آتش زبان سے جھوٹ۔ بے جا دعوی۔ اور شیخی کے شعلے نکلتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ تو سیاہ دل ہے۔

تیرے اندر تمام صفات رذیلہ موجود ہیں۔ اور چونکہ تو اس وقت تک بستہ طبیعت و خواہشات نفسانی ہے۔ اس وجہ سے ان کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ اور مثل چکی کے اون کے گرد پھرا کرتا ہے۔ اس کا سبب ظاہر ہے۔ کہ تو بالکل تر دامن یعنی گنہگار ہے۔

(۸) رخت ازیں گنبد دوار گرہیانی بایت + زانکہ تا در گنبدی با مردگانی ہم وطا

حل لغات

گنبد۔ کنایہ از آسمان۔

مردگاں۔ اہل دنیا

ہم وطا۔ ہمبستر۔ یعنی شریک حال اہل دنیا۔

معنی

اب اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تجھیں حیات ابدی اور زندگی سرمدی حاصل ہو جائے۔ تو جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اپنا ساز و سامان اس نیلے آسمان سے باہر نکال لے جا۔ اور ترک دنیا کرکے اپنی روح کا تعلق عالم لامکان سے کر لے۔ اس لئے کہ جب تک تیرا قیام اس گنبد کے نیچے رہے گا اس وقت تک ان ہی مردوں (اہل دنیا) سے تیرا علاقہ رہے گا۔ ان کی روحیں مردہ ہیں۔ تمدنی اثر سے تیری روح بھی مردہ رہے گی۔

(۹) نفس عیسی حسبت خواہی اکن سوی فلک + نقش عیسی در نگارستان راہب کن رہا

حل لغات

جست خواہی - خواہی جست
نقش عیسیٰ - حضرت عیسیٰ کی تصویر

نگارستان راہب - وہ مقام جہاں پادری - حضرت عیسیٰ - اور حضرت مریم کی تصویریں لٹکا کر اس کی پرستش کریں - گرجا -

معنی

اگر تو یہ چاہتا ہے - کہ حضرت عیسیٰ ایسے متبرک ہستی ملے - تو پھر آسمان کی طرف راستہ نکال - یعنی اگر تجھے یہ خیال ہے کہ ہم معنویت در روحانیت کی طرف آئیں تو پھر عالم بالا کی طرف متوجہ ہو - اور حضرت عیسیٰ کی تصویر گرجے میں چھوڑ - تصویر کی طرف التفات کرنا ظاہر پرستوں کا کام ہے - نہ حقیقت پرستوں کا -

(۱۰)

بر گزرین تنگنای غربت اینک روشنی + در گذر زین خشک سال آفت اینک منسقا

حل لغات

تنگنائے ظلمت - مادی عالم
خشک سال آفت - یہی مادی عالم

منسقا
پانی پینے کی جگہ -

معنی

اب اگر یہ چاہتا ہے کہ تیری روح تاریکی سے نکل کر روشنی میں آجائے تو اس مادی عالم سے کہ جو تنگنائے ظلمت ہے - فوراً باہر نکل جا - اسی طرح اگر یہ چاہتا ہے کہ اس خشک سال آفت سے نجات مل جائے اور کسی سیراب چشمے پر پہونچ جائیں تو اس مادی عالم سے گزر جا - اس سے ادھر نکلا - اور چشمۂ فیض الٰہی پر پہونچ گیا -

(۱۱)

شرب عزلت ساختی از سر ببر آب ہوس + باغ وحدت کاشتی از بن بکن بیخ ہوا

(۱۲)

باقطار خوک در بیت المقدس پا منہ + با سپاہ پیل بر درگاہ بیت اللہ میا

دوسرے شعر میں - دو قصوں کیطرف اشارہ ہے - قصہ اول یہ ہے - ترسا - بیت المقدس میں سور بند کیا کرتے تھے حضرت پیغامبر نے ان کو زجر و توبیخ کی اور ان کو اس فعل سے باز رکھا -

دوسرا قصہ قرآنی ہے اور وہ بہت مشہور ہے - ابرہہ - بہت سے اصحاب فیل کے ساتھ خانہ کعبہ کے ڈہانے کے لئے آیا - بیچارے سگئے والے مقابلہ نہ کر سکے - خدا وند عالم نے مدد کی -

ابابیلیں نمودار ہوئیں۔ جن کی چونچ میں کنکریاں تھیں۔ کنکریوں کو اصحاب فیل پر پھینکا سواروں اور ہاتھیوں کو توڑ توڑ کر نکل گئیں۔ ابرہہ یہ دیکھکر بھاگ کھڑا ہوا۔

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ"

معنی: اب اگر تو نے گوشہ نشینی کا لذیذ شربت تیار کرلیا ہے۔ تو آب ہوس کو سر سے باہر نکال کر پھینک دے۔ اسی طرح اگر تو نے وحدت و تجرد کا باغ لگا لیا ہے تو خواہشات نفسانی کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینک۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ خیالات نفسانی کی ساتھ گوشہ عزلت میں آیا۔ تو اس کے یہ معنی ہوتے۔ کہ تو سووروں کا گلہ اپنے ساتھ لئے بیت المقدس میں گھس آیا۔ اور ہاتھیوں کی فوج لئے ہوئے خانہ کعبہ کے ڈھانے کے لئے پہنچ گیا۔ لہذا ہوا و ہوس کا قلع و قمع کرکے بیت المقدس اور خانہ کعبہ میں قدم رکھ کہ جو عزلت اور وحدت ہیں۔

(۱۳) بر در فقر آ تا پیش آیدت سرہنگ عشق + گویدای صاحب خراج ہر دو گیتی اندر آ

حل لغات: سرہنگ۔ فوج کا سردار۔ چوب دار صاحب خراج۔ پادشاہ

معنی: خواہشات نفسانی۔ ہوا و ہوس جسمانی کو ترک کرتے ہوئے۔ بلکہ ان کا قلع قمع کرتے ہوے بلا کھٹکے اس فقر کے دروازے پر آجا جس کی نسبت تیرے رسول نے فرمایا ہے۔ الفقر فخری) ادہر تو پہنچا۔ اور ادھر سرہنگ عشق تیرے سامنے آکر کہے گا۔ اے دونوں عالم کے بادشاہ! آئیے۔ آئیے۔ اندر تشریف لائیے۔

(۱۴) سر بنہ کانجا سر صد سر بیایدت عوض۔ بلکہ بر سر ہر سرے را صد کلاہ آید عطا

معنی: فقر کے دروازے پر پہونچتے ہی اس کے آستانے پر سر رکھ دے۔ تیرے اس ایک سر کے عوض میں تجھے سیکڑوں سر مل جائیں گے۔ صرف سر ہی نہیں بلکہ ہر ہر سر پر سو تاج شاہی بھی رکھے جائیں گے۔

یعنی عالم فقر میں آنے کے بعد جس قدر مراتب تیری سمجھ میں آسکتے ہیں وہ سب تجھے عطا ہوں گے۔

(۱۵) ہرچہ جز نور السمٰوات از خدا عزل کن + گر ترا مشکات دل روشن شد از مصباح لا

حل لغات

نور السمٰوات سے مراد خداوند عالم ہے خود فرماتا ہے۔ اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ مشکوٰۃ فیہا مصباح۔ (اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے چراغ دان کہ اس میں چراغ ہو۔)

عزل۔ کسی کو کام سے ہٹا دینا۔

مشکات۔ چراغ دان۔

مصباح۔ چراغ

لا۔ سے کلمہ لا الہ الا اللہ مطلوب ہے۔

معنی

اور اے مخاطب! اگر فی الواقع تیرے دل کا چراغ دان کلمہ توحید سے روشن ہو گیا ہے۔ تو پھر (نور السمٰوات) خداوند عالم کے سوا جو کچھ بھی ہے (اگرچہ بفرض محال وہ خدا ہی کیوں نہ ہو) اس کی نفی کر اور اس کو چھوڑ دے اس لئے کہ موجود حقیقی سوائے ذات ایزدی اور کچھ نہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ "از خدائی" پڑھا جائے۔ اسصورت میں اول معنی سے بہتر یہ مطلب ہوتا ہے "کہ نور السمٰوات کے علاوہ جو دوسرے خدائی کے مدعی ہیں انکو خدائی سے معزول کر۔

دوسرے معنی ۱۲

(۱۶) چوں رسیدی بر در لا صدر الا جو از آنکہ + کعبہ را ہم دید باید چوں رسیدی در منا

حل لغات

لا سے مطلوب لا الہ ہے۔ الا سے مراد الا اللہ ہے۔

منا۔ وہ مقام ہے جہاں حاجی قربانی کرتے ہیں۔

معنی

اور اے مخاطب! جب کہ تو لا الہ کے دروازے پر پہونچ گیا۔ اور نفی ماسوای اللہ کر چکا۔ تو پھر الا اللہ کے صدر پر بھی آجا۔ اس لئے کہ توحید تو یہیں سے ملتی ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص مقام منا میں پہنچ جاتے۔ تو خانہ کعبہ جانا اور اس کا طواف ہی کرنا چاہئے۔ ورنہ محض منا تک جانے کے کیا معنی ہوں گے۔

(۱۷) در تو اعمیٰ دین بروش احمد دارد است + کاندریں رہ قائد تو مصطفےٰ بہ مصطفا

حل لغات

اعمیٰ۔ نابینا۔

قائد۔ کور کش۔

اور اگر تو نابینا ہے۔ اور فی الواقع نابینا ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے کاندھے پر ہاتھ رکھہ وہ تجھے پہلے فقر کے دروازے پر۔ پھر لا الہ۔ اور الا اللہ کے صدر پر پہنچا دیں گے۔ یعنی اے مخاطب یہ جو میں یہاں سے وہاں تک تعلیم دیتا ہوا آرہا ہوں اور تجھے مرتبۂ توحید کا راستہ دکھا رہا ہوں۔ اس مقام تک تو خود نہیں آسکتا۔ اس لئے کہ تجھہ میں ابھی چشم باطن نہیں۔ آنحضرت کو اپنا راہنما بنا۔ وہ اپنی تعلیم سے تجھہ میں بصیرت پیدا کر کے مرتبہ توحید تک پہنچا دیں گے۔ اس لئے کہ اُس راستے کے قائد وہ ہی ہیں۔ ان سے کوئی بہتر نہیں۔

(۱۸) اوست مختار خدائی چرخ و ارواح و حواس + زاں گرفتند از وجودش منت بی منتہا

(۱۹) ہشت خلد و ہفت چرخ و شش جہت و پنج حس + چار ارکان و سہ ارواح و دو کون از یک خدا

حل لغات

ارواح۔ فرشتے

حواس۔ دس حواس ہیں۔ پانچ ظاہری اور پانچ باطنی

منت۔ احسان۔

بے منتہا۔ بے حد۔

ہشت خلد۔ آٹھہ بہشت۔ ان کے نام ہم نے کہیں لکھدیئے ہیں۔

شش جہت۔ مغرب۔ مشرق شمال۔ جنوب۔ تحت۔ فوق۔

چار ارکان۔ اربعہ عناصر۔ یا چہار طبائع

سہ ارواح۔ روح انسانی۔ حیوانی۔ نباتی

دو کون۔ دنیا۔ آخرت۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ آنحضرت خدا کے مختار ہیں۔ اور چرخ اور ارواح و انسان کے بہی مختار ہیں۔ اسی بنا پر آٹھوں بہشتوں۔ سات آسمانوں۔ اور شش جہت اور پانچوں حواسوں اور چاروں رکنوں اور تینوں روحوں اور دونوں عالموں نے آپ کے وجود ذیجود سے بے حد احسان اٹھایا۔ کیونکہ خدا کی طرف سے آپ کی شان میں آگیا ہے "لولاک لما خلقت الافلاک"

(۲۰) چوں مراد از نعت چوں او بیرد چندیں سخن + از جہاں بر چوں منی تا کی رود چندیں جفا

در نعت چوں او۔ "او" سے مشارٌ الیہ آنحضرت ہیں۔ جملہ کے یہ معنی ہوئے۔ آپ

آپ ایسی ذات کی تعریف میں"۔ برچوں منی ۔ مجھہ ایسی ذات پر۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ جب کہ رسول ایسی مقدس و برگزیدہ ہستی کی ذات کی تعریف میں میں اسقدر کلام کہا کرتا ہوں۔ تو پھر مجھہ ایسے شخص پر کیوں دنیا والے ظلم کیا کرتے ہیں۔ یعنی اگر میرا ان لوگوں کو کچھہ خیال نہیں تو کاش آنحضرت کا ہی خیال کرتے اور یہ سمجھتے۔ کہ "خاقانی" استنے بڑے پیغمبر الوالعزم کا مداح ہے۔ اس مقدس ہستی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہم اس پر مظالم نہ توڑیں۔ مگر افسوس! نہ میرا خیال۔ نہ آں حضرت کا۔

(مطلع ثانی)

(۲۱) **کار من بالا نگیرد دریں شیب بلا + در مضیق حادثاتم بستہ بند عنا**

حل لغات

کار بالا گرفتن۔ کام کا آگے بڑھنا۔ ترقی کرنا۔ کرۂ ارض ہے۔

مَضیق۔ بفتح میم۔ کسر ضاد۔ تنگ جگہہ۔

شیب۔ مخفف نشیب۔ شیب بلا سے مراد بند عنا۔ قیدِ رنج۔

معنی

یہ دنیا ہی عجیب مصیبت کی جگہ ہے۔ گویا بلا کا ایک گڑھا ہے۔ اسمیں میرا کام کبھی نہ چلا۔ میری ترقی رکی ہی رہی۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ میں ہمیشہ محل حوادث میں گرفتار قید رنج ہی رہا۔

(۲۲) **می کنم جہدے کزیں خضرائے الخذلاں بگذرم + حبذا روزیکہ ایں توفیق یابم حبذا**

حل لغات

خضرائے خذلاں۔ کنایہ از آسمان

حبذا۔ کلمہ مدح ہے۔ بمعنی خوب ہی بہتر ہے۔

معنی

اندریں صورت میری یہ کوشش جاری ہے۔ کہ جہاں تک ہوسکے میں اس نیلے آسمان سے آگے بڑھوں۔ اس لئے کہ جب تک میرا قیام اس میں رہیگا۔ ہرگز میرا کوئی کام نہ نکلے گا۔ کیوں کہ یہ تو محل خذلان سے دیکھا چاہیے۔ یہ توفیق مجھے کب حاصل ہوتی ہے۔ کیا خوب وہ دن ہوگا جس روز میری روح کا تعلق اس عالم سے ہٹ کر

عالم لامکان سے ہو جائے گا۔

۲۳ صبح آخر دیدہ بختیم چنان شد پردہ در + صبح اول دیدۂ عمرم چنان شد کم بقا

حل لغات: صبح آخر۔ صبح صادق۔ اس وقت روشنی ہو جاتی ہے اور ہر شے خوب دکھائی دینے لگتی ہے۔ | صبح اول۔ صبح کاذب۔ اس کا وقفہ بہت کم ہوتا ہے۔

معنی: تم نے صبح صادق تو دیکھی ہے۔ جس طرح اس کے نور میں ہر شے نظر آنے لگتی ہے۔ ٹھیک اس طرح میرا نصیبہ میرا پردہ در ہے۔

اور تم نے صبح کاذب بھی دیکھی ہے۔ کس قدر جلد ختم ہو جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح میری عمر کم بقا ہے۔

(۲۴) با کہ گیرم انس کز اہل وفائی زہم + روزی من نیست با خود نیست در عالم وفا

(۲۵) در ہمہ اں حاصل نیامد نیم دست + دوست خود نا ممکن است ای کاش بودی آشنا

(۲۶) من حسین وقت و اہلان یزید و شمر من + روزگارم جملہ عاشورا و شروان کربلا

خاقانی کو جو شکایت ہے یہی ہر شخص کو ہر زمانے میں ہوتی ہے۔ لیکن مجھے تجربے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ جہاں ہمارا کوئی دوست نہیں۔ وہاں سچ یہ ہے۔ کہ ہم بھی کسی کے دوست نہیں۔

دوست کی تعریف مختصر الفاظ میں محقق طوسی نے خوب کی ہے "او تو باشد و تو او"

معنی: بہر حال۔ حکیم کہتا ہے۔ میں کس سے انس کروں۔ کس سے محبت کروں۔ اہل وفا کا تو پتہ ہی نہیں۔ یا تو یہ بات ہے کہ وفا شعار میری قسمت میں نہیں۔ اور یا یہ ہے کہ خود وفا ہی کا دنیا میں وجود نہیں۔ غضب خدا کا؟ اتنے بڑے شروان ہیں۔ جس میں ہزاروں

انسانی صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ مجھے دوست تو دوست! نیم دوست بھی نہ ملے؟ ارے میں نے غلطی کی دوست کیا۔ دوست تو ناممکن ہے۔ بھلا یہ کہاں میسر آسکتا تھا۔ کاش کوئی آشنا ہی ملتا جو ناممکن نہیں۔ مگر ہائے قسمت وہ بھی نہ ملا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ انسان صورت نااہل ہیں۔

یہ نالائق میرے ساتھ وہ سلوک کر رہے ہیں جو یزید و شمر نے امیرالمومنین امام حسینؓ کے ساتھ کیا تھا۔ اس لئے میں حسینِ وقت ہو رہا ہوں۔ میرا تمام زمانہ عاشورا ہو گیا ہے اور یہ شروان میرے لئے کربلا کا میدان +

۲۷ ای عراق اللہ جارک نیک مشغوفم بتو + وی خراسان عمرک اللہ سخت مشتاقم ترا

۲۸ گرچہ جان از روزن چشم از شمای زی دوست + از دریچہ گوش می بندد سعادت شما

حل لغات

عراق۔ دو ہیں۔ عراق عرب۔ عراق عجم۔ یہاں عراق عرب مقصود ہے۔ جہاں امام حسینؑ کا مزار مقدس ہے۔ عراق کے لغوی معنی دریا کے کنارے کے ہیں۔ چونکہ دونوں صوبے دریا کے کنارے واقع ہیں اس لئے یہ نام رکھا گیا۔

اللہ جارک۔ خدا تجھے نگاہ رکھے۔

مشغوف۔ ایسا شخص جس کے دل میں کچھ پہنچا ہوا ور بعین مہملہ بمعنی شیفتہ اور عاشق کے ہیں۔ اور یہاں یہی درست ہیں۔ نول کشوری نسخہ میں غلط لکھا ہوا ہے۔

خراسان مشہور صوبہ ہے۔ یہاں حضرت امام رضا کا مشہد ہے جسے مشہد مقدس کہتے ہیں۔

عمرک اللہ۔ خدا تجھے آباد کرے۔

دریچہ گوش سے اضافت منقطع ہو گئی دریچۂ گوش ہے

معنی

چونکہ امام حسینؑ کا ذکر آ گیا ہے۔ اس لئے نہایت انس کی وجہ سے عراق کو دعائیں دینے لگا۔ خاقانی کو حضرت امام رضا سے بھی سخت انس ہے یا ان کو بھی گیا ہے اس وجہ سے خراسان کے لئے بھی اسکے دل سے دعائیں نکلنے لگیں۔

کہتا ہے اے عراق (خدا تیری حفاظت کرے) میں تو تیرا عاشق ہوں اور اے خراسان (خدا تجھے آباد رکھے) میں تو تیرا سخت مشتاق ہوں اگرچہ میری جان یعنی میں ان ظاہری آنکھوں سے تمہیں نہیں دیکھتا ہوں اور تمہاری نظارہ نہ کیا

محروم ہوں۔ مگر میری جان کانوں سے تمہارے سعادات کا درک کرتی رہتی ہے۔ تمہارے برکات کا اُسے خوب پتہ ہے۔

تنبیہ

خاقانی نے اگرچہ عراق اور خراسان کہا ہے۔ مگر مقصود اس کا مشہد مقدس اور مزار پاک امام حسینؑ ہے۔

(۲۹) عذرِ من دانند کآخر پای بست مادرم + ہر چہ جانم زان دو آرید دست صبا

(۳۰) تشنہ دل تفتہ ام زدجلہ آریدم شفا + دردمندم از بغداد سازیدم دوا

حل لغات

پابست مادرم۔ اپنی والدہ کی قید میں ہوں یعنی وہ مجھے سفر کرنے نہیں دیتی۔ بعض نسخوں میں پابست نادرم ہے۔ اور یہ نسخہ بھی اچھا ہے۔ یعنی میں تو عجیب و غریب مصیبتوں میں پھنسا ہوا ہوں۔

دل تفتہ۔ سوختہ دل۔
دجلہ۔ مشہور دریا ہے اسی کے ساحل پر بغداد واقع ہے۔ بغداد صوبہ عراق کا پایہ تخت ہے۔

معنی

خراسان اور عراق دونوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔ کہ میں تو تمہارا اس قدر مشتاق ہوں کہ فوراً یہاں سے روانہ ہوجاتا۔ مگر میرا عذر تو تمہیں معلوم ہی ہے۔ اپنی والدہ کی وجہ سے ایسا مجبور رہوں کہ وہ ماںتا کے مارے مجھے سفر نہیں کرنے دیتی۔ یا یہ کہ میں تو ان مصائب میں پھنسا ہوں کہ یہاں سے نکل ہی نہیں سکتا۔ اس لئے تم اپنے فیوضات و برکات باد صبا کے ہاتھ ہی روانہ کردو کہ میری جان اس سے مستفیض ہو میں سوختہ دل۔ سخت پیاسا ہوں۔ میرے لئے دجلہ کا پانی مہیا کردو۔ میں نہایت دردمند۔ نحیف و زار ہوں۔ میرے لئے بغداد سے دوا تیار کردو

خلاصہ یہ کہ میں اس وقت نہیں آسکتا۔ میرے اوپر نظر عنایت و توجہ وہیں سے کرو۔

(۳۱) بوی راحت را چو ان تو آن از مزاج این دیار + چون نوشدارو جستن از دندان اژدها

حل لغات

بوی امید
این دیار - شہر شروان

نوشدارو - تریاق - فادزہر - اور ایک معجون ہے جو زخموں اور المون کے لئے مفید ہے

یہ کربلا کا میدان - یعنی شروان - وہ تکلیف دہ ہے - کہ جس کے مزاج سے راحت کی امید تو کی ہی نہیں جا سکتی - بھلا ایسا ممکن ہے کہ کوئی شخص اژدہے کے منہ سے نوشدارو حاصل کر سکے - لا د اللہ ! ہرگز نہیں -

نکرینان (۳۲) پیش ما بینی کرمی که گاه مائدن + ماکیان بردر کنند و گربه در زندان سرا

میں تمہیں شروان کی کیا حالت بتاؤں - تمہیں یقین نہیں آئے گا - اے یہاں تو ایسے کریم ہیں کہ جو دستر خوان بچھا اور کھانا کھانے بیٹھے تو اُنہوں نے پہلے گھر کی مرغیوں کو باہر نکال دیا - اور بلیوں کو کہیں بند وند کر دیا - کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ گرا پڑا یہ کھالیں - اتنے بخیل ہیں ؟

۳۳ گر برای شوربا بر در اینها شوی + او سکبا هند از چهره وانگه شوربا

میں تمہیں ان شروانیوں کی کیا حالت بتاؤں - خدا نہ خواستہ اگر تمہارے گھر میں لن نہیں پکا - اور تمہارا یہ خیال ہوا کہ لاؤ بھئی - کہیں سے ذرا سا سالن مانگ لیں - پیالہ لے کر پہونچے - تو سب سے پہلے وہ تمہارے سامنے ترش روی پیش کرے گا - پھر اس کے بعد ذرا سا شوربا دے دے گا -

مطلب :- یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے بخیل ہیں - کہ اول تو کچھ دیتے نہیں - اور اگر بمجبوری دیا بھی تو ترش رو ہو کر -

سکبا کو ہم اوپر بتا آئے ہیں - کہ ایک سالن ہے جو سرکہ اور گوشت سے تیار کیا جاتا ہے -

۴۴ مرد ای خاقانی آہرمن شدند از خشم و ظلم
در عدم نہ روی کانجا بینی انصاف و رضا

حل لغات

آہرمن
اہرمن
اہرین
} دیو

رِضا ۔ خوشنودی

معنی

خاقانی! چھوڑو اس قصہ کو یہاں تو وہ ظلم و خشم ہے کہ جس سے لوگ شیطان ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہاں انصاف و رضا دونوں کی امید نہ رکھو ۔ اگر انصاف رضا چاہتے ہو تو ملکِ عدم روانہ ہو جاؤ۔ وہاں یہ دونوں چیزیں البتہ حاصل ہو جائیں گی۔

پانچواں قصیدہ ختم ہوا

قصیدہ ششم

قحط وفا در بنہ آخر الزماں + ہاں اے حکیم پردہ عزلت بساز ہاں (۱)

اس قصیدے کے تین شارح ہیں:۔
اول۔ جناب محشی۔ جو کئی شرحوں سے حاشیہ چڑھاتے ہیں۔
دوم۔ جناب فاضل شارح
سوم۔ جناب پروفیسر شاداں بلگرامی

حل لغات

قحط۔ خشک سالی۔ کال۔
حکیم۔ دانشمند۔ جس میں فضائل اربعہ پائی جاتی ہوں۔ یعنی حکمت۔ عفت۔ عدالت۔ شجاعت
بُنہ۔ بضم اول و فتح نون۔
ہاں۔ کلمۂ تنبیہ۔
عزلت۔ گوشہ نشینی۔

معنی

خاقانی کہتا ہے۔ اے حکیم۔ دنیا اور دنیا والوں سے بھاگ۔ اس لئے کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اس کے رخت گاہ میں سب کچھ ملیگا۔ مگر وفا کا بالکل پتہ نہیں۔ جس وفا کی قحط ہے۔ یہ دنیا والے بالکل بے وفا ہیں لہذا گوشہ نشینی کے پردے کی درستی کرا اور کسی سے نہ مل۔ ورنہ طرح طرح کے مصائب اٹھائے گا اور کچھ ہاتھ نہ آیگا

السلامۃ فی الوحدۃ۔

دردم سپید مہرۂ وحدت بگوش دل + خیز از سیاہ خانۂ وحشت بپائے جاں (۲)

حل لغات

سپید مہرۂ وحدت۔ سپید مہرہ ایک قسم کا مہرہ ہے۔ جس کو جنگ کے وقت

بجاتے ہیں۔ اس سے ایک مہیب آواز نکلتی ہے۔ ہم اس کا ترجمہ (سنکھ) کرتے ہیں۔

وحدت۔ یگانہ ہونا۔ تنہائی۔ اور ایک ہونا۔

پیپید۔ مہرۂ وحدت میں اضافت تشبیہی ہے۔

سیاہ خانۂ وحشت۔ سیاہ خانہ قید خانہ کو کہتے ہیں۔

سیاہ خانہ کی اضافت وحشت کی طرف بادنیٰ ملابست ہے۔ ایسا قید خانہ جس میں وحشت ہو۔ سیاہ خانۂ وحشت دنیا کو کہا ہے "اَلدنیا سجن للمومن"۔

پائے جاں۔ "گوش دل" کی ترکیب وہی ہے۔ جو "قدم فکر" اور "پائے نظر" کی ہے۔

معنی

خاقانی کہتا ہے۔ اے حکیم۔ اپنے دل کے کانوں میں وحدت کا مہرہ پھونک اور بہت زور سے پھونک۔ یعنی وہ جو پہلے تیرے خیالات دنیا کے میل جول کے بسے ہوئے تھے۔ اس کو نکال۔ اور اب وحدت و تنہائی کا خیال دل میں نہایت مضبوطی سے بسا۔ اس لئے کہ دنیا اور اہل دنیا میں وفا ندارد ہے۔ اس سے تجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا اور اس سیاہ خانہ وحشت (دنیا) سے کہ جو درحقیقت ایک مرد مومن اور اہل اللہ کے لئے قید خانہ ہے۔ اٹھ! اور یوں نہ اٹھ کہ تو نے معمولی سے خیال کر لیا۔ بلکہ جان اور روح کے پاؤں سے اٹھ!۔

حاصل شعر یہ ہے کہ وحدت کو اپنے دل میں جگہ دے۔ اور خدا سے ایک ہونے کا قیام کر اور عالم روحانیت کی طرف آ۔ اور دنیا سے کنارہ کشی کر۔ اس لئے کہ یہ سخت بے وفا ہے۔

دراں (۳۰)

ہم باعدم پیادۂ فروکن بہشت نطع + ہم زی قدم سوار برآن ہفت خوان

حل لغات

عدم۔ نیستی۔ درویشی۔ کم کرنا۔

پیادہ۔ معروف۔ یہاں جسم انسانی مراد ہے

ہشت نطع۔ نطع۔ لباس چرمین۔ اور وہ پوستین کہ جو فقرا کمر پر باندھتے ہیں۔

یہاں ہشت نطع آٹھوں بہشتوں سے مراد ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ خلد۔ دارالقرار دارالسلام۔ جنت عدن۔ جنت الماوی جنت النعیم۔ علیین۔ فردوس۔

زی - طرف۔

قِدم - دیرینہ ہونا - قدیم ہونا۔ خداوند عالم کی ایک صفت ہے۔

سوار - مشہور ہے - یہاں روح انسانی

سے مراد ہے

ہفتخوان - دو ہیں - ایک رُستم، دوسرا اسفندیار کا - تفصیل پہلے قصیدے میں لکھی جا چکی ہے - یہاں ساتوں آسمان مطلوب ہیں

معنی

اور اے حکیم - جب تو ترک دنیا کر کے گوشۂ عزلت میں آجائے - اور اپنے دل میں "وحدت" کو جگہ دے لے - اس کے بعد اپنے مادی جسم کو (کہ ایک پیادہ ہے) بہشت کی طرف بڑھا - یعنی اپنے مادی قویٰ کو بہ مصداق "موتو قبل ان تموتوا" مار اور اُن کو ضبط کر، تاکہ بہشت میں جانے کی صلاحیت ہو - اب رہی روح، اس سوار کو (قِدم) کی طرف لے جا - ہاں! اس کے راستے میں ہفت خواں ملیں گے - تو رُستم وقت ہے، اسفندیار زمانہ ہے - اُن پر غالب آ - اور اپنی روح کو اس سے باہر نکال کر لے جا - اور "فنا فی اللہ" کا مرتبہ حاصل کر۔

مقصد یہ ہے - کہ ریاضت کر - اس سے بہشت بھی حاصل ہوگا، اور تقرب باری تعالیٰ بھی۔

(۴)

سوائے این او مکن بیش در دماغ ۔ تکلیف این کثیف منہ بیش بر روان

(دنیا ۱۲ ... جان ۱۲)

معنی

حکیم - جس قدر تو دنیا میں انہماک کر چکا - بس کر چکا - اس سودا کا اس سے زیادہ جنوں اپنے دماغ میں نہ لا - اسی طرح اس کثیف (مادی دنیا) کی تکلیف اب اپنی روح پر نہ رکھ۔

۵

فلسی شمر ممالک این سبزہ کارگاہ ۔ صفری شمر فذلک این تیرہ خاکدان

(آسمان ۱۲ ... دنیا ۱۲)

حل لغات

فلس - کوڑی - پیسہ

سبزہ کارگاہ - آسمان

صفر - خالی - تہی - اور وہ نقطہ جو عدد کو دس گنا کرتا ہے۔

فذلک - بروزن مسالک - تقیہ چیزے - باقی - دفتر مد جمع حساب

بعد تفصیل

معنی — اس سبزہ کارگاہ کے جس قدر رماتک ہیں۔ وہ جھنجھی کوڑی کی برابر نہیں۔ کیوں اس لیئے کہ فانی ہیں۔ اسی طرح اس مادی دنیا کا جو کچھ حاصل ہے وہ ہیچ ہے

(۶) **جیحونِ آفتست و زآبگینہ پل × کہ پایۂ بلاست بر و غول دیدبانؔ**

حل لغات

جیحوں۔ مشہور دریا ہے۔ خراسان اور ماوراءالنہر کے درمیاں واقع ہے ارال جھیل میں گرتا ہے۔

"جیحونِ آفت" سے مراد دنیا ہے۔

برو "او" کا مرجع جیحون آفت ہے

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں:۔

"تیرہ خاکداں"

از آبگینہ پل۔ شیشہ کا پُل۔

آسماں سے مراد ہے۔

کہ پایہ۔ مینار۔ ستون مستحکم۔ اور کوہستان۔ (از برہان)

یہاں آسماں سے مراد ہے

غول۔ دیو۔ شیطان۔

دیدبان اُس شخص کو کہتے ہیں۔ جو کسی اونچے مقام سے دشمن کی فوج کی دیکھ بھال کرے۔ ناظر۔

معنی — حکیم! "یہ دنیا کیا ہے؟" ایک آفت کا دریا ہے۔ اور طرہ یہ ہے کہ اُس پر شیشہ کا پُل بندھا ہوا ہے۔ اور" یہ آسمان کیا ہے؟" بلا کا مینار ہے یا پہاڑ۔ اور لطف یہ ہے کہ اُس کی چوٹی پر شیطان بیٹھا ہوا دیدبانی کر رہا ہے۔ اب تمھیں بتاؤ یہ چیزیں دلبستگی کے قابل ہیں۔ یا نہیں؟

(۷) **چشمِ بھی مدار کہ در چشمِ روزگار × آن ناخنہ کہ بود بدل شد بہ استخوان**

(مرض ہے)

معنی — اے عقلمند۔ اب اس زمانے سے وفا کی امید بالکل ہی نہ رکھ۔ وہ اس کی آنکھ کا مرض ناخنہ کب کا مبدل بہ استخواں ہو چکا۔ پہلے تو اسے کچھ سوجتا بھی تھا۔ اب تو کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ یعنی اگلا زمانہ تو خیر کچھ اچھا بھی تھا۔ اب تو بد سے بدتر ہے۔

(۸) **تو غافل و سپہر کشندہ رقیب تو × فرزانہ خفتہ و سگ دیوانہ پاسبان**

معنی: حکیم! تُو تو غافل ہے اور یہ قاتل آسمان تیرا نگہبان ہو رہا ہے۔ سبحان اللہ!! کیا تماشا ہے کہ عقلمند تو پڑا سو رہا ہے۔ اور دیوانہ کُتّا اُس کی نگہبانی کر رہا ہے۔ اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔

(۹) **دہر سپید دست سیہ کاسہ ایست صعب + منگر بخوش زبانی این ترش میزبان**

حل لغات: **سپید دست** ۔ تو انگر۔ امیر مالا مال۔ جناب محشی نے بہ معنی محبوب لکھا ہے

سیہ کاسہ ۔ کنجوس۔ بخیل۔
صعب ۔ سخت۔
ترش میزبان ۔ یہی دہر ہے

معنی: اے حکیم! یہ سچ ہے کہ زمانہ تو انگر ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے سخت کنجوس بھی ہے۔ از برائے خدا اس بے مروت میزبان کی شیوا بیانی پر نہ جا۔ یہ لسانی کر کے مہمان کو دستر خوان پر لاتا ہے۔ اور کچھ نہیں کھلاتا۔ مار ڈالتا ہے۔

(۱۰) **آں خوشتریں نوالہ کہ از دست او خوری + لوزینہ ایست خوردۂ الماس درمیان**

حل لغات: **لوزینہ** ۔ بادام کا حلوا۔
خوردہ الماس ۔ ہیرے کی کنی اس کے کھانے سے آدمی مرجاتا ہے۔ حضرت داغ کہتے ہیں۔

مصرع

ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہیں جاتی

معنی: یہ جو ہم نے اوپر کہا ہے کہ زمانہ بخیل ہے۔ تم اس کا یہ جواب دوگے۔ "کہ ہم تو روز اس کے ہاتھ سے تر حلوے اُڑاتے ہیں؟" بے شک! یہ سچ ہے۔ مگر یاد رکھو اسی بادام کے حلوے میں ہیرے کی کنی رکھی ہوئی ہے۔

یعنی یہی نعمات دنیوی، یہی لذات دنیوی، تمہیں ہلاک کریں گی۔ نجات صرف ترک لذات ہی میں ہے۔ اور بس۔

(۱۱) دل دستگاہ تست یہ جہاں مد × کین گنج خانہ اندہ کس بایرمان

حل لغات

دل۔ سے مطلوب روح ہے۔
دستگاہ۔ سرمایہ۔ اسباب۔
کارخانہ۔
گنج خانہ۔ وہی دل ہے۔

ایرمان۔ بروزن میہمان۔
عاریت۔ حسرت آرزو۔
اور ایسے شخص کو کہتے ہیں۔ جو بے بلائے کسی کے گھر۔ یا ملک میں چلا جائے۔ اور طفیلی۔

معنی

حکیم صاحب! آپ نے اس دل کے متعلق کیا رائے قائم کی ہے؟ یہ تو ایک کارخانہ ہے جس کے اندر تمام ایزدی حکمتوں کا سرمایہ موجود ہے۔ بھلا کوئی شخص بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ ایسے خزانہ عامرہ کو عاریت دے دے۔ لہذا آپ بھی ایسا نہ کریں۔

(۱۲) ہر لحظہ ہاتفی بتو آواز می دہد × کین دامگاہ نہ جائی امانست الا مان

حل لغات

ہاتف۔ آواز دینے والا۔ اور وہ فرشتہ جو عالم غیب سے آواز دے۔

دامگاہ۔ دُنیا۔ ظاہر ہے۔ کہ دنیا میں حیوان ناطق و مطلق دونوں پھنسے ہوتے ہیں۔

معنی

حکیم تم سے تو ازغیبی فرشتہ ہر وقت پکار پکار کر کہتا رہتا ہے۔ دیکھو تو دنیا اچھا خاصا دامگاہ ہے۔ اس کے دانے پانی میں نہ پھنسو۔ اس کو جائے اماں نہ سمجھو۔ اس سے بچو۔ اور خدا کی طرف متوجہ ہو۔

(۱۳) آواز این خطیب الٰہی تو نشنوی × کز جوش غفلت تیرا گوش دل گران

معنی

مگر ہائے افسوس! تم اس خطیب الٰہی کی آواز نہیں سُنتے۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ دنیا میں سخت منہمک ہونے کے سبب سے تمہارے دل کے کان پٹ ہو گئے۔

اللہ رے غفلت کا جوش۔ اللہ ری بے ہوشی۔

(۱۴) اول بیار شیر بہائی عروس فقر × وانگہ بر قبالہ اقبال رائگان

(۱۵) خاتون دار ملک فریدون نشستہ است × کابین این عروس کم از زر کاویان

حل لغات

شیر بہا لکھا جا چکا ہے۔ نکاح کے وقت داماد کی طرف سے جو دولہن کو دیا جائے مہر معجل کو بھی کہتے ہیں۔

قبالہ۔ دین و مہر کا کاغذ۔ ضمانت نامہ۔

رائگان۔ مفت

خاتون۔ ترکی زبان میں محترم عورتوں کو کہتے ہیں۔ بیگم۔

دار ملک۔ دار الملک۔ پایہ تخت

فریدوں۔ جس نے "ضحاک" پر فتح پائی۔ ضمیر شین "عروس فقر" کیطرف راجع ہے۔

کابین۔ مہر

زر کاویان۔ کاوہ آہنگر نے اپنے پاؤں پر باندھنے والا چمڑا۔ علم میں باندھکر قوم کو ضحاک کے خلاف ابھارکر فریدوں سے ملا جنگ ہوئی۔ اور فریدوں نے فتح پائی۔ کامیابی کے بعد اس علم کو جواہرات سے آراستہ کیا گیا۔ یہی "زر کاویانی" ہے۔

معنی

خاقانی کہتا ہے۔ اے حکیم میں تیرے دل کے کانوں سے پنبہ غفلت نکال کر یہ بتاتا ہوں۔ کہ تو پہلے عروسِ فقر کا مہر لا۔ یعنی اگر تو چاہتا ہے۔ کہ اس دولہن سے تیرا نکاح ہو جائے، تو ترکِ دنیا کر اور اپنے قویٰ کو مھذب بنا۔ پھر اس کے بعد قبالہ اقبال (سعادت دارین) مفت حاصل کر لے۔

اور اس فقر کو معمولی دولہن نہ خیال کر لینا۔ یہ فریدوں ایسے زبردست پادشاہ کے پایہ تخت کی بیگم ہے اس کا مہر "زر کاویاں" سے کم نہیں ہے۔ یعنی جس طرح فریدوں درفش کاویانی کی بدولت فتح پا گیا اور اس کی سلطنت اس علم سے مستحکم ہو گئی۔ اسی طرح اگر تو فلک سعادت پر فتح چاہتا ہے تو عروس فقر کے لئے زر کاویانی ایسا مہر لا۔ اور وہ

یہی ہے۔ کہ ترکِ دنیا کرتا ہوا۔ اپنا مال راہ خدا میں دے ڈال۔ اپنے قوائے حیوانیہ کو کشتہ کر۔ اپنے اخلاق درست کر۔ اندریں صورت تجھے یہ دو امن حاصل ہو جائے گی۔ اور ملک سعادت پر قبضہ، کیوں کہ یہ عروسِ فقر اسی ملک کی بیگم ہے۔

(۱۶) تا بر در تو مرکبِ فقر ست، ایمنی کاحداث را سوی تو جنیبت شود روان

حل لغات

مرکب۔ گھوڑا۔
ایمن۔ بے خوف۔ بے کھٹکے۔
امن کا امالہ ہے۔
کاحداث۔ کاف بیانیہ جملہ مطویہ محذوفہ ہے۔ اور وہ این امر ہے۔
احداث۔ حوادث۔
جنیبت۔ کوتل گھوڑا۔

معنی
اور اے حکیم۔ تجھے یہ معلوم رہنا چاہئے کہ زمینی اور آسمانی حادثات کے کوتل گھوڑے تیری طرف روانہ ہوتے رہتے ہیں۔ مگر جس وقت تک کہ تیرے دروازے پر فقر کا گھوڑا موجود ہے۔ اس وقت تک اس امر سے بالکل بے خوف رہے گا کہ اس قسم کے حوادث کی گھوڑ دوڑ تیری طرف ہو۔

(۱۷) شمشاد و سرو را ز تموز و خزان چہ باک کز گرم و سرد لالہ و گل را رسد زیان

معنی
اس لئے کہ گرمی ہو یا سردی، خزاں ہو، یا بہار، اُن سے شمشاد سرو کو کیا خوف ہے۔ ہاں اگر نقصان پہنچ سکتا ہے (اور پہنچتا ہی ہے) تو لالہ وگل کو پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ آزاد نہیں۔ تو اگر دنیوی علائق سے آزاد ہو کر فقر کی طرف مائل ہو جائے گا تو سرو اور شمشاد کی طرح، بالکل بے کھٹکے ہو جائے گا۔

(۱۸) از فقر ساز گلشکرِ عیشِ بدگوار وز فاقہ خواہ مہرہ تبِ جانِ ناتوان

حل لغات

گلشکر۔ گلقند۔ "گل شکرِ عیش" میں اضافت بہ معنی برائے ہے
عیشِ بدگوار۔ موصوف صفت ہے۔ زندگانیِ تلخ۔

مہرہ تب۔ سے اضافت منقطع ہوگئی۔ یہاں بھی اضافت بہ معنی برائے ہے۔ مہرہ کا یعنی زہر مہرہ۔ جناب فاضل بلگرامی مہرہ تب پر حاشیہ لکھتے ہیں "بعض جانوروں کی گریاں بخار کے دفع کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ نول کشوری نسخے میں "مہرہ بت" غلط لکھا ہوا ہے۔

جناب شاہ وان کی غلطی ۱۲

معنی

اور اے حکیم تو اس تلخ زندگانی کو ایک مرض سمجھ۔ اس کے دفع کے لئے، اسی فقر سے گل قند تیار کر۔ یعنی یہ تلخ زندگانی اس وقت شیریں ہو سکتی ہے جس وقت کہ تو فقر کی طرف مائل ہوگا۔ ورنہ یوں ہی دنیا کی زق زق۔ بق بق میں پڑا رہے گا۔ اسی طرح تیری جان ناتوان تپ میں مبتلا ہے۔ اس کا تریاق فاقہ ہے۔ شکم پرستی ترک کر۔ کم کھا۔ بلکہ نہ کھا۔ زیادہ خوری کے امراض بالکل دفع ہو جائیں گے۔

(۱۹) از این و آن علاج مخواہ چوں مسیح ہست × زیرا جل گیاست عقاقیر این و آن

حل لغات

این و آں سے مراد اہل دنیا یا جسمانی طبیب۔ چوں مسیح ہست۔ یعنی جب کہ فقر ایسا مسیح موجود ہے۔ اجل گیا۔ "بیش" کو کہتے ہیں اس کا ترجمہ "بچھناک" ہے۔ زہریلی ہے عقاقیر۔ عقار کی جمع۔ جڑی بوٹی۔

معنی

اور اے حکیم! جب کہ مسیح (فقر) موجود ہے، تو ان دنیا والوں یا جسمانی طبیبوں سے تجھے علاج نہ کرانا چاہئیے۔ اس لئے کہ امراض تو روحانی ہیں جسمانی نہیں۔ اسلئے کہ ان کے معالجے کی جو جڑی بوٹیاں وہ زہریلی ہیں۔ سوائے اس کے کہ مریض ہلاک ہو جاتے۔ اور کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

(۲۰) مگذار شاہ دل بد رمات خانہ در × زیں کہ ہست در دژ عزلت فروں نشاں

حل لغات

مات خانہ۔ وہ خانہ جس میں شاہ شطرنج کو مات ہو جائے۔ یہاں دنیا سے مراد ہے۔ دژ۔ قلعہ۔ "دژ عزلت" گوشہ نشینی

کا قلعہ۔

دیکھو شاہ دل کو اس مات خانہ (دُنیا) میں نہ چھوڑ رکھو۔ ورنہ شکست کھا جائیگا۔ جلد سے جلد یہاں سے اس کو ہٹا کر قلعہ عزلت میں بٹھاؤ۔ تاکہ دنیوی مہروں کی زد سے بچے۔

(۲۱) خُرسند شو بملکت خُرسندی از وجُود × خاسر شناس خسرو طاغی شمر طغان

حل لغات

خرسند۔ صابر۔ قانع۔ شادماں۔ راضی برضائے الٰہی۔

ملکت۔ بادشاہی۔

از وجود میں (از) انتزاعیہ ہے

خاسر۔ جس کے مال میں نقصان واقع ہو۔ اور جو خود اپنا نقصان کرے۔

طغان۔ ایک تُرکی بادشاہ کا نام ہے۔

معنی

اور اے حکیم تو اپنے وجود سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے قناعت کی بادشاہت پر قانع ہو جا۔ اور راضی برضائے الٰہی۔ اور خسرو ایسے دنیوی بادشاہ کو تو بالکل خاسر اور طغان ایسے شاہ کو بالکل طاغی سمجھ۔

(۲۲) اسکندر و تنعم ملک و دو روزہ عمر × خضر و شعار مفلسی و عمر جاودال

حل لغات

اسکندر۔ فیلقوس کا بیٹا۔ سولہ برس سلطنت کرکے تینتیس (۳۳) برس کی عمر میں راہی ملک بقا ہوا۔

تنعم۔ بناز و نعمت پروردہ شدن۔

شعار۔ جو کپڑا بدن سے ملصق (چمٹا ہوا) ہو

معنی

دیکھو! سکندر نے کیسے کیسے فتوحات کئے۔ کیسی کیسی نعمتوں سے متلذذ ہوئے، مگر وہی دو روزہ عمر یعنی تینتیس برس جئے۔ آخر کار چل بسے۔ اُن کے مقابلے میں خضر کی زندگی پر نظر ڈالو۔ جن کا شعار مفلسی ہے۔ دنیا کی سلطنت پر لات مارے ہوئے ہیں اس لئے اُن کو عمر جاوداں حاصل ہے۔ اے حکیم! تم بھی یہی شعار اختیار کرو۔

(۲۳) زنبور خانہ طمع آمودہ شد مشو × زنبور وار بیش مکن این و آن فغان

حل لغات

زنبور خانہ ۔ بھڑ کا چھتّا
آمودہ شد ۔ چوپ دیا گیا ۔
بیش مکن فغان ۔ زیادہ فریاد نہ کر ۔
این و آن سے اہلِ دنیا مراد ہے ۔

معنی

طمع کا چھتّا تو چوپ دیا گیا ۔ اُس کا تو قلع وقمع ہوگیا ۔ یعنی حرص کی مذمت کرنے والوں نے تو حرص کی جہاں تک مذمت کرنا چاہیئے تھی ، کی ۔ لہذا اب تو کیا شور وغوغا ، اور مکھی کی طرح بھن بھن کر رہا ہے ۔ حکیم ۔ خدا کا واسطہ! اب تُو اس سے زیادہ دُنیا والوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلا ۔ فریاد نہ کر ۔

(۲۴)

بی طعمۂ طمع بسر آور چو کرم بید × چون کرم پیلہ سر چہ کنی در سرِ دہان

حل لغات

طعمہ ۔ خورش ۔ غذا ۔
بسر آوردن ۔ زندگی بسر کرنا ۔
کرم بید ۔ کیڑا ہے جو کچھ نہیں کھاتا ۔ اپنے گرد پتوں سے گھر بناتا ہے اور اُسی میں مرجاتا ہے ۔
کرم پیلہ ۔ ریشم کا کیڑا ۔ توت کے پتے خوب کھاتا ہے ۔ اپنے گرد ریشم تنتا ہے ۔ اور آخر کار اسی میں مرجاتا ہے ۔
سر در سرِ دہان کردن ، سر در سرِ دہان کشیدن دونوں طرح ہے ۔ ہلاک ہو جانا ۔

معنی

بید کے کیڑے کی طرح بے کھائے زندگی بسر کر ۔ اور حرص بالکل نہ کر ۔ ریشم کے کیڑے کی طرح مادی چیزوں سے پیٹ بھر کر کیوں ہلاکی کی طرف دوڑ رہا ہے

(۲۵)

ہمجنس در عدم طلب اینجا مجوی زانکہ × نیلوفر از سراب ندادست کس نشان

حل لغات

نیلوفر ۔ مشہور ہے ۔ گُل نیلوفر دریا میں ہوتا ہے ۔
سراب ۔ ریگِ بیابان جو دور سے پانی کی طرح معلوم ہوتی ہے ۔

اور اے حکیم میں تجھے یہ بھی بتائے دیتا ہوں ۔ کہ یہاں تجھے کوئی ہمجنس نہیں ملے گا ۔ ہاں ملکِ عدم میں البتہ مل جائے گا ۔ وہاں طلب کرنا ۔ اس دنیا میں

اُسکی تلاش بے کار ہے۔ اس لئے کہیں گُلِ نیلو سراب سے مل سکتا ہے۔ یہ تو پانی ہی میں ملے گا۔

(۲۶) خود باش انیس خود مطلب کس کہ پیل را × ہم گوش بہتر از پر طاؤس پشہ ران

معنی: اندریں صورت تو اپنا انیس آپ ہو۔ کسی دوسرے کا طالب نہ ہو۔ اُس سے کوئی نفع حاصل نہ ہوگا۔ دیکھ میں تجھے مثال سے سمجھاتا ہوں۔ ہاتھی کے لئے اُس کے کان ہی بہتر ہیں۔ طاؤس کے پر گو دیکھنے میں نہایت خوب صورت، زرق برق ہیں مگر پشہ رانی کے کام میں نہیں آسکتے۔ اسی طرح یہ دنیا والے۔ گو زرق برق اور فوق البشر ہیں، مگر تیرے اہم مطلب کے لئے کچھ مفید نہیں۔

(۲۷) دانی چہ کن ز ناخوش و خوش کم کن آرزو × سیمرغ وش ز ناکس و کس کم کن آشیان

معنی: حکیم صاحب! کچھ تمہیں معلوم ہے۔ کہ تمہیں دنیا میں کیا کرنا چاہئے۔ ہم سے سنو۔ مرغوب، اور نامرغوب دونوں کی خواہش کم کرو۔ بلکہ کرو ہی نہیں۔ اور عنقا کی طرح اچھوں، اور بروں دونوں سے نہ ملو۔

(۲۸) خود را درم خرید رضائے خدای کن × دامان این خدائی فروشان فرو نشان

حل لغات: رِضا۔ بالکسر خوشنودی۔ اور تصوف کی اصطلاح میں جو کچھ قضای الٰہی سے بندہ پر آئے، اس پر خوشنود ہونا اس سے کم مرتبہ صبر کا ہے اور زیادہ تسلیم کا۔

خدا فروش۔ وہ شخص، جو دنیا کے ہاتھوں دین بیچتا ہو۔ الٰہی خوشنودی پر نہ چلنے والا۔ خدائی احکام کو پس پشت ڈالنے والا۔

معنی: اے حکیم! تو خود کو رضائے الٰہی پر چلنے والا بنا۔ قضای الٰہی پر اسی طرح سرِ تسلیم خم کر، جیسے بندہ آقا کے ساتھ کرتا ہے یعنی تو دنیا کی غلامی سے نکل کر محض ایزدی رضا کا غلام ہو جا۔ اسی کی احکام کی پابندی کر۔ اور ان دین فروشوں دنیا والوں سے

اپنے دامن کو الگ رکھہ۔ اُن سے اپنا پیچھا چھوڑا۔ ان کی غلامی سے نکل۔ اس لئے کہ یہ تو خدائی احکام کو پس پشت ڈالتے ہوئے۔ بلکہ اوس کو مادی دنیا کے ہاتھہ فروخت کرنے والے ہیں۔

(۲۹)

پرواز در ہوا ہویت کن زخرد — در پلۂ ہوا چہ کنی بر تل ہوان

حل لغات

ہوا۔ بالمد۔ جوف فلک۔ اور وہ فرق جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ ساکن ہوا

ہُویّت۔ بالضم۔ مرتبہ وحدت ذات باری تعالی۔ لاہوت۔

پلہ۔ درجہ۔ مرتبہ۔ سیڑہی کا پایہ

ہَوا۔ خواہش نفسانی۔

تل۔ پشتہ۔ زمین بلند۔

ہَوان۔ بالفتح۔ خواری۔ بیعزتی۔

بعض نسخوں میں "در پلۂ ہوا" اور بعض میں "از پلۂ ہوا لکھا ہوا ہے۔ دونوں سے معنی ہو سکتے ہیں۔

معنی

اے حکیم! خدا نے تجھے جانوروں سے ممتاز کر کے عقل دی ہے۔ اسی کے ذریعہ سے تو مرتبہ وحدت کی فضا میں پرواز کر کے عالم لامکاں پہونچ۔ اور تقرب ایزدی حاصل کر۔ یہ تو بے عزتی اور خواری کے ٹیلے پر نفسانی خواہشات کی سیڑہی کے ڈنڈی پر چڑہا ہوا کیا کر رہا ہے۔ عقلمند! یہ بلندی کوئی بلندی نہیں۔ یہ مرتبہ تو محض جانوروں اور قوت شہوی و غضبی رکھنے والوں کا ہے۔ لہذا جلد سے جلد اس سے ہٹ۔

(۳۰)

ازلا رسی بصدر شہادت کہ عقل را × ازلا و ہوست مرکب لاہوت زیر ران

(اے لا آلہ ۱۲ — کلمہ شہادت ۱۲ — مضاف الیہ ۱۲ — نفی و اثبات ۱۲ — عالم ذات آلہی ۱۲ — ور لا زیر)

حل لغات

لا۔ حرف نفی ہے۔ یہاں کلمہ لا آلہ سے مراد ہے۔ یعنی تمام بتوں، اور خدائی دعوے کرنے والوں سے نفی۔

صدر۔ اول و بالائے ہر چیز۔ پیش گاہِ خانہ۔

شہادت۔ کلمہ شہادت مطلوب ہے۔ یعنی خدا کی وحدانیت۔ اور رسول مقبول کی رسالت پر گواہی۔

را قائم مقام اضافت ہے۔ عقل مضاف الیہ۔ زیر ران۔ مضاف

زیر ران عقل۔
لا و ہو۔ "کلمہ" لا آلہ الا ہو" کا اول و آخر نفی و اثبات۔ سنائی کہتا ہے
۵ لا و ہو ہر دو زاں سرے بہی
باز گشتند جیب و کیسہ تہی
لاہوت :۔ عالم ذات آلہی۔ یہاں سالک کو "فنا فی اللہ" کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

معنی: اے حکیم! تو تمام بتوں، اور خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کی نفی، یعنی لاآلہ سے کلمہ شہادت کے صدر پر پہنچ جائے گا۔ اور اس خدائی واحد تک رسائی ہو جائیگی جو یکتا اور بے مثل و نظیر ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور ساتھ ہی اسکے رسول مقبول کی رسالت کا بھی درک ہو جائے گا۔ اس لئے کہ عقل کے زیر ران جو لاہوت کا گھوڑا ہے۔ وہ اسی نفی و اثبات سے ہے۔ جہاں اس مرتبہ پر پہونچا، تقرب الی اللہ حاصل ہو گیا۔

(۱۳) **لا زاں اژدہاے دو سر تا فرو خورد ہر شرک و شک کہ در رہ الا شود عیاں**

حل لغات: لا سے مراد وہی لا آلہ ہے۔ لا کی صورت دیکھو۔ اژدہاے دو سر" معلوم ہوتا ہے۔
الا سے مراد "الا اللہ" ہے۔

معنی: خاقانی کہتا ہے۔ اے حکیم! " لا "، کی صورت جو اژدہائے دو سر کی واقع ہوئی، وہ اس وجہ سے ہوئی۔ کہ "الا اللہ" کے راستے میں جو شرک و شک عیاں ہو، اس کو یہ دو منہ کا سانپ نگل لے۔

(۱۴) **بنمود صبح صادق دین محمدی ہین ثنائش باش چو خورشید صد زبان**

حل لغات: **ہین**۔ کلمہ تنبیہ ہے۔
خورشید صد زبان۔ یا "صد زبان"، باعتبار خطوط شعاعی

معنی: اور دین محمدی کی صبح صادق بھی تو طلوع ہو گئی۔ ہاں حکیم صاحب! اس دین کی تعریف بھی ہر وقت کرتے رہئے۔ اور آفتاب کی طرح سنو زبان والی ہو جائیے

اس وقت جاکر کہیں تقرب اللہ حاصل ہوگا۔

(۳۴) ضمان
دندانہائے تاج بقا شرع مصطفیٰ است ✕ عقل آفرینش از بن دندان بیان کند

حل لغات
دندانہائے تاج :- تاج کے کنگورے
مصطفیٰ " کی طرف راجع ہے
عقل آفرین - عقل کا پیدا کرنے والا یعنی خداوند عالم - ضمیر شین کی شرع
از بن دندان - نہایت رغبت سے - انتہائے شوق سے -
ضمان کی جگہ بیان کا نسخہ اچھا ہے

معنی
حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی وہ شریعت ہے - جس کو بقا (حیاتِ ابدی) کے تاج کے کنگورے سمجھنا چاہیئے - یعنی جس نے اس پر عمل کیا اس کو حیات ابدی حاصل ہوگئی - اور کسی کا کیا ذکر ؟ خود عقل آفرین (خداوندعالم) نہایت رغبت سے اس شریعت کو بیان کرتا ہے - اس لئے کہ اُس کا تو یہ دین ہے - اور یہ ہو سکتا ہے کہ (کند) کا فاعل (عقل) کو ٹھہرایا جائے - اور (آفرین) بہ معنی تحسین لیا جائے - اس صورت میں یہ معنے ہوئے - کہ " اس شریعت کی تعریف عقل نہایت ادب اور عاجزی سے کرتی ہے یعنی یہ ایسی شریعت ہے - کہ جس کو عقلا کی عقلیں تسلیم کرتی ہیں " از بن دندان " نہایت عاجزی اور ادب سے

(۳۴)
ہر داستان کہ آن نہ ثنای محمدی است ✕ دستان کاہنان آن را نہ داستان

حل لغات
دستان - مکر و حیلہ - افسانہ سرود و نغمہ -
کاہن - ساحر - غیب گو - فال گیر نجومی
داستان - قصہ - حکایت -

معنی
ہر وہ بیان - ہر وہ حکایت جس میں آن حضرت ؐ کی ثنا نہو - اوسے کاہنوں کی زٹل سمجھو -

(۳۵)
آن جا کہ دم کشا دسر ابلد عوش ✕ جان با زبا فت پیر اندیب در زمان

حل لغات

اسرافیل - فرشتے کا نام ہے۔ قیامت میں دو مرتبہ صور پھونکینگے۔ پہلی مرتبہ میں سب مر جائیں گے۔ دوسری مرتبہ میں سب زندہ ہو جائینگے

دعوت - دین کی طرف بلانا۔ ضمیر شین۔ آں حضرت کی طرف راجع ہے۔

پیر ہراندیب سیلوں کے بڑے بوڑھے ہے۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ آپ یہیں گرے۔ یہیں مرے۔ یہیں گڑے۔

در زمان - فوراً

معنی

خاقانی کہتا ہے۔ کہ آں حضرت کی دعوت کے اسرافیل نے جہاں کہیں صور پھونکا۔ وہاں اگرچہ حضرت آدمؑ ہی ایسے مردہ کیوں نہوں، فوراً دوبارہ زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی آپ کی وہ دینی دعوت ہے۔ کہ مردہ صد ہزار سالہ (سخت جاہل) کی روح میں بھی وہ تعلیم سرایت کر جاتی ہے۔ اور ایسی حیات آجاتی ہے جو ابدی ہوتی ہے۔

(۲۶)

وانجاکہ کوفت دولت او کوس لاآلہ
آواز قد صدقت برآمد ز لامکان

حل لغات

لامکان - وہ عالم۔ جہاں مکان ہو نہ زماں یعنی عالم ذات الہی۔

قد صدقت - آپ نے بالکل سچ کہا۔

معنی

اور جہاں کہیں آپ نے (لاآلہ) کا نقارہ بجایا، تو اور تو اور خود ذات ایزدی اس کی تصدیق کر دیتی ہے۔ اور لامکان سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ آپ نے درست کہا۔

(۲۷)

آن شاہد لعمرک و شاگرد فاستقم
مخصوص قم فانذر و مقصود کن فکان

حل لغات

لعمرک - اس آیت کی طرف اشارہ ہے لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ۔ (ترجمہ) رسول! تمہاری جان کی قسم وہ یقیناً اپنے نشے میں لڑکھڑا رہے تھے۔ پارہ ۱۴۔ سورۃ الحجر۔ اور ایک تفسیر میں اسکا ترجمہ یوں ہے۔

رسول ! تمہاری جان کی قسم۔ کہ تمہاری قوم کے کفار، قوم لوطؑ کی طرح اپنی گمراہی میں سرگردان اور حیران ہیں۔

بہرحال قسم اُسی کی کھائی جاتی ہے، جو عزیز ہوتی ہے اس لئے شاہدِ لعمرک کہا ہے

فاستقم۔ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا

جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے اس پر تم خود اور جو تمہارے ساتھ تائب ہوئے وہ قائم رہو اور حد سے نہ بڑھو۔

پارہ (۱۲) سورہ (ہود) ۱۲

قم۔ فانذر۔ اُٹھ، اور ڈرا۔ قرآن شریف میں "**وانذر عشیرتک الاقربین**" آیا ہے۔ اور اپنے قریب کے کنبہ والوں کو ڈرا

کن فکان :۔ ہو پس ہو گیا۔ مقصود کن فکاں آں حضرت ہیں۔ اس لئے کہ

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

آپ کی شان میں ہے

معنی: حضرت محمد مصطفےٰ لعمرک (الخ) کے شاہد فاستقم (الخ) کے شاگرد۔ **فانذر** سے مخصوص۔ اور **کن فکان** کے مقصود۔ یعنی باعثِ عالمِ ایجاد ہیں۔

(۳۸)

آدمؑ بہ گاہوارۂ او شیر خوارہ — ادریسؑ ہم بمکتبِ اُو گشت درسخوان

حل لغت: **ادریسؑ** :۔ مشہور پیغمبر ہیں۔ یہ نام آپ کا بہت درس (سبق) دینے کی وجہ سے ہوا۔ آپ کو مثلث النعمۃ کہتے ہیں۔ اور تینوں نعمتیں نبوت۔ حکمت۔ اور حکومت ہیں۔ جاودانی زندگانی پائی۔ آپ بہشت میں ہیں۔

معنی: بمصداق **کنت نبیا وآدم بین الماء والطین** حضرت آدمؑ آپ کے گہوارے میں دودھ پیتے بچے تھے اور حضرت ادریسؑ ایسے نبی و حکیم آپ کے مکتب میں سبق پڑھا کرتے تھے۔



(۳۹) در دین شفای علت عالم برای حق × زی حق شفیع زلت آدم پی جنان

حل لغات
علت - بیماری - علت عالم۔ بیماری اہل عالم اور وہ کفر و زندقہ ہے
برائے خلق لکھا ہوا ہے۔
برائے حق اچھا ہے۔

زی - طرف
زلت - لغزش قدم - گناہ۔ حضرت آدم کی لغزش مشہور ہے۔
لا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکون من الظالمین

معنی
تم آں حضرت کی حالت بہ اعتبار دین کے دیکھنا چاہتے ہو۔ تو وہ اہل عالم کے امراض کے لئے شفا ہیں۔ شفا یعنی دنیا والے کفر و زندقہ کے سخت مہلک امراض میں مبتلا تھے۔ آپ ان کے لئے عین شفا ہوگئے۔ ان کا کفر دور کر دیا۔ اور جو کچھ سعی کی ہے وہ سب اللہ واسطے کی ہے۔ اور خدا سے حضرت آدم کی لغزش کی بھی آپ شفاعت کرنے والے ہیں۔ کہ پھر اُن کو جنت مل جائے۔

(۴۰) ہم عیب را بعالم اسرار پردہ پوش × ہم غیب راز عالم اسرار ترجمان

معنی
آپ۔ عالم آخرت میں لوگوں کے عیبوں کی پردہ پوشی کریں گے۔ اور یہاں دنیا میں عالم اسرار (راز الٰہی) کے غیب کے ترجمان، اور مبین ہیں۔

(۴۱) او سرو جویبار الٰہی و نفس او (ذات) × چون سرو در طریقت ہم پیر ہم جوان

معنی
آپ، جویبار الٰہی کے سرو ہیں۔ اور سرو کی طرح خدا کی راہ میں پیر بھی ہیں۔ جوان بھی۔ سرو کو خزاں لاحق نہیں ہوتی۔

(۴۲) آں آفتاب عصمت و از شرم ذوالجلال × نفگند بر بیان قلم سایہ بنان

حل لغات
عِصمت - پاکدامنی
بیان قلم - تحریر قلم۔

بنان۔ انگشتان۔ "بنانہ" کی جمع ہے۔

معنی: آپ تو عصمت کے آفتاب ہیں۔ اور خدا کی شرم کی وجہ سے آپ نے اپنی انگلیوں کا سایہ تحریر پر نہیں ڈالا۔ یعنی نہ ہاتھ میں قلم لیا۔ اور نہ لکھا۔ کہ خدا کے شاگرد رشید ہوتے ہوئے کسی دوسرے سے کیا سیکھیں۔

(۴۳) **مہ را دو نیم کردہ بدست چو آفتاب × سایہ نہ بر زمینش و از ابر سایہ بان**

معنی: آپ نے اپنے آفتاب ایسے ہاتھ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ اور خود آپ کے سر پر ابر سایہ فگن رہتا تھا۔ تینوں مشہور معجزے ہیں۔

(۴۴) **گہ با چہار پیر زبان کردہ در دہن ‖ گہ با دو طفل در دہن کردہ ریسمان**

حل لغات:

چہار پیر۔ حضرات۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ عثمانؓ۔ علیؓ۔

زبان در دہن کردن سے۔ کلام کرنے، اور اظہار خلوص کرنے سے مطلب ہوتا ہے۔

دو طفل سے مراد امام حسنؓ امام حسینؓ ہیں۔ دونوں جنابِ رسالت مآب کے نواسے ہیں۔

معنی: کہا جاتا ہے کہ کسی سفر میں حضرات خلفائے راشدین پر تشنگی طاری ہوئی۔ آپ نے اپنی زبانِ مبارک اُن کے منہ میں دے دی، پیاس جاتی رہی۔

آں حضرت کے نواسوں کا قصّہ یہ ہے۔ کہ دونوں نے عرض کیا نانا جان! آج تو عید ہے۔" فرمایا" ہاں! بھئی ہے تو" عرض کیا" لڑکے تو اونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں، ہمارے پاس نہیں۔" آپ نے فرمایا" تمہارا اونٹ میں ہوں، آؤ، سوار ہو" یہ سنکر دونوں سوار ہو گئے، کہنے لگے۔" حضور! اونٹ کے تو مہار ہوتی ہے!" آپ نے مہار کا سرا اُن کے ہاتھ میں دے دیا۔ لڑکے بولے" اونٹ تو بلبلاتا ہے" آپ نے ویسی ہی آواز بھی نکالی۔ صحابہ کرام بولے۔ صاحبزادو کیا اچھا

تمہارا اونٹ ہے۔ آں حضرت ص نے فرمایا یہی تو کہو کیا اچھے سوار ہیں؟

اب رہا مطلبِ شعر۔ وہ تم خود سمجھ لو، کہ مدعا کیا ہے۔

(۴۵) مہر آزمای مہرہ بازو شن جان و عقل × حلقہ بگوش حلقۂ گیسوش انس و جان

حل لغات
مہر آزما۔ عاشق۔
مہرہ بازو۔ یا تو تعویذ مقصود ہے، اور یا مہرہ نبوت۔
حلقہ بگوش۔ غلام۔ فرماں بردار
دونوں ضمیریں آں حضرت کی طرف راجع ہیں۔

معنی
آپ کی مہرِ نبوت کے چاہنے والے عاشق جان اور عقل ہیں۔ اور آپ کے گھونگر والے بالوں کے حلقہ بگوش جن وانس۔

(۴۶) حبل آلہ ست معتکفاں را ز زلف او × ہم روز عید و ہم شب قدر اندرو نہاں

حل لغات
حبل۔ رسی۔
معتکف۔ مقام عبادت میں عبادت کے لئے بیٹھنے والے۔
روز عید۔ "رخسار" سے کنایہ ہے۔
شب قدر۔ خط و خال سے کنایہ ہے۔ جناب شاہ آل بلگرامی زلف سے بھی مراد لیتے ہیں۔

معنی
آپ کی زلفیں عابدوں کے لئے حبل اللہ ہیں۔ (واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا) کے مصداق سے وہ اس سے متمسک رہتے ہیں۔ اور اُن کالی زلفوں میں روز عید (رخسارۂ مبارک) اور شبِ قدر (خط و خال) نہاں ہیں۔

(۴۷) قدرش مرقیست بریں سقف لاجورد × فرش فوگرسیت بریں فرشِ پاستان

آسمان ۱۲

حل لغات
مروق۔ بکسر واو مشدد۔ راوق بنانے والا۔ (معمار) اور چھت پر پردے لٹکانے والا۔
فر۔ دبدبہ۔ شان و شوکت
فرش پاستان۔ فرش کہنہ۔ زمین سے کنایہ ہے۔

معنی

آپ کا مرتبہ اس لاجوردی (چھت) پر پردے لٹکانے والا۔ یعنی آپ کے مرتبہ سے آسمانوں کی زینت ہے۔ اور آپ کی شان اس کہنہ فرش کی رفوگر ہے۔

مقصد یہ ہے کہ آسمان اور زمین دونوں کی آرائش اور درستی آپ ہی سے ہے۔ اور کیوں نہ ہو؟ "لولاک لما خلقت الافلاک" آپ ہی کے باب میں ہے۔

(۴۸) **بر بام سدرہ تا در ادنیٰ فگندہ رخت × روح القدس دلیلش و معراج نردبان**

حل لغات

سدرہ۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ مسکن حضرت جبرئیل۔

ادنیٰ۔ یعنی "قاب قوسین او ادنیٰ"

روح القدس۔ حضرت جبرئیل۔

دلیل۔ راہبر۔

معراج۔ وہ مخصوص عروج نبوی جو غایت شہرت کی وجہ سے محتاج بیان نہیں۔

معنی

آپ بام سدرہ سے گزر کر قاب قوسین او ادنیٰ تک جا پہنچے۔ اس سفر کے راہنما حضرت جبرئیل تھے۔ اور اس عروج کی نردبان معراج تھی۔

(۴۹) **جبرئیل ہم بہ نیمہ ازبیم سوختن × بگذاشتہ رکابش و برتافتہ عنان**

معنی

اوپر کے شعر سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ جبرئیل نے پوری پوری راہ نمائی کی۔ اس لئے خاقانی اس شعر میں یہ دکھانا چاہتا ہے۔ کہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ جبرئیل اپنے جلنے کے خوف سے رکابیں چھوڑ چھاڑ آدھے ہی راستہ سے یہ کہتے ہوئے چل دیئے

(خ) فروغ تجلّی بہ سوزد پرم

(م) اگر یک سر موی برتر پرم

اس شعر کو جہاں میں نے چسپاں کیا ہے، کسی شارح نے نہیں کیا۔

(۵۰) **آنجا شد بیکدم و کز بہر بازگشت × زانجا ہزار سال رہش بود تا جہان**

معنی

میں نہیں کیا بتاؤں کہ آن حضرت ایک دم میں کہاں تک گئے۔ بس میں اتنا

کہہ سکتا ہوں کہ وہاں سے اس عالم میں پلٹنے کے لئے ایک ہزار برس کا راستہ تھا۔

(۵۱) جنت زشرم طلعت او گشتہ خار بست × دوزخ زگرد ابلق او گشتہ گلستان

حل لغات: **خاربست**۔ کانٹوں کی باڑھ۔ جو باغ کے چاروں طرف۔ حفاظت کے لئے لگاتے ہیں۔

ابلق۔ دورنگا گھوڑا۔ یہاں براق مقصود ہے۔

معنی: جنت آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر مارے شرم کے خاربست ہوکر رہ گئی۔ اور آپ کے براق کی گرد پا سے دوزخ کی دہکتی آگ گلستان ہوگئی۔

(۵۲) خورشید بر عمامۂ او برفگندہ تاج × برجنبش ردائش فدا کردہ طیلسان

معنی: خسرو خاور نے اپنا تاج آپ کے عمامے پر ڈال دیا۔ اور قاضی فلک نے اپنی چادر آپ کی ردا پر نثار کر دی۔

(۵۳) خواہی کہ پنج نوبت الصابرین زنی × تعلیم کن ز چار خلیفہ طریق آن

(۵۴) از صادقین و قانتین ادب × واز منفقین حیا و ز مستغفرین بیان فاطلب

حل لغات: **نوبت**۔ پادشاہوں کے دروازوں پر پہلے تین مرتبہ بجا کرتی تھی۔ مگر سلطان سنجر کے زمانے سے پانچ وقت بجنے لگی۔

الصابرین سے آیت مقصود ہے:۔ الصابرین، والصادقین والقانتین والمنفقین، والمستغفرین بالاسحار

چار خلیفہ۔ حضرت ابوبکر رضؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمان رضؓ۔ حضرت علی رضؓ۔ یہ چاروں حضرت رسول مقبول محمد مصطفےٰ کے خلیفہ تھے۔

صادقین سے مراد حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ قانتین فرماں برداری کرنے والے۔ دعا پڑھنے والے۔ اس سے مراد حضرت عمر رضؓ ہیں۔ منفقین (معاش دینے والے)

مراد خلیفہ سوم۔ مستغفرین۔ استغفر اللہ کہنے والے۔ مراد خلیفہ چہارم۔

معنی — خاقانی آں حضرتؐ کی نعت ختم کرنے کے بعد کہتا ہے کہ اے مخاطب اگر تو یہ چاہتا ہے۔ کہ تیرا شمار صابرین میں ہو۔ تو۔ تو رسول مقبولؐ کے چاروں خلفاء سے اس کا طریقہ حاصل کر۔ یعنی حضرتِ ابو بکرؓ سے (وفا) حضرت عمرؓ سے (ادب) حضرت عثمانؓ سے (حیا) اور حضرت علیؓ سے (بیان) سیکھ۔ پھر تو سن لیگا کہ پانچ وقت کی نوبت، جو صابرین کی درگاہ پر بجتی ہے، تیرے دروازے پر بھی بجنے لگے گی۔

(۵۵) ہمچون درخت گندم باش اے زبر افرض گہ راست گہ خمیدہ و جان بر میان بستہ

معنی — اور اے مخاطب تجھے الٰہی فرض ادا کرنا چاہئے۔ اس کے لئے تو درخت گندم کیطرح کبھی سیدھا ہو، کبھی خمیدہ، اور کبھی اپنی جان کو اپنی کمر پر باندھ۔ یعنی نہایت مستعد اور آمادہ ہو۔ "جان بر میاں بستن" نہایت مستعد ہونا۔

۵۶ گہ در سجود باش چو در مغرب آفتاب گہ در رکوع باش چو بر مرکز آسمان

۵۷ از جسم بہترین حرکاتی صلوٰۃ دان وز نفس بہترین سکناتی صیام دان

معنی — اور جس طرح مغرب میں آفتاب سجدہ کرتا ہے اسی طرح تو بھی سجدہ کر۔ اور جس طرح آسمان مرکز پر بہ صورت راکع ہوتا ہے اسی طرح تو بھی رکوع کر۔

اور اے مخاطب آخری بات تجھے میں اور بتائے دیتا ہوں۔ جسم کے صدہا حرکات ہیں۔ ان میں سے بہترین حرکت (نماز) ہے۔ اسی طرح نفس کے ہزارہا سکنات ہیں۔ ان میں سے بہترین (روزہ) ہے۔ افضل الحرکات الصلوٰۃ وافضل السکنات الصوم۔

(۵۸) یا رب دل شکستہ و دین درست دہ کانجا کہ این دو نیست و بال ست بیکران

معنی — خدایا دل شکستہ اور صحیح و درست دین عنایت فرما۔ اس لئے کہ جہاں یہ دونوں

چیزیں نہیں، پھر وہاں سوائے عذاب کے اور کیا ہو سکتا ہے

(۵۹) خاقانی از زمان بفضل تو در گریخت — او را امان دہ از خطر آخر الزمان

(۶۰) زان پیشتر کاجل ز جہان وا رہاندش — از ننگ نحس خانہ شروانش وا رہان

(۶۱) گر خواندہ سعادت عقبیٰش رد مکن — ور دادہ مونت دنیاش داستان

معنی: خدایا! خاقانی تو زمانے سے بھاگ کر تیرے فضل و کرم کی طرف آیا ہے تو اسے آخر الزمان کے خطرات سے امان دے۔ اور اس سے پہلے کہ موت اس کو دنیا سے علیحدہ کر دے تو شروان ایسے نحس خانہ کی ننگ و عار سے تو اس کا چھٹکارا کر دے اگر تونے خاقانی کے لئے سعادتِ عقبیٰ مقرر کر رکھی ہے۔ تو تجھے اپنی خدائی کا واسطہ اُسے رد نہ کر۔ اور اگر تو نے اس کے لئے دنیا کی محنت و مصیبت قرار دی رکھی ہے۔ تو اس مصیبت سے اُسے نجات دے دے۔

چھٹا قصیدہ ختم ہوگیا۔

قصیدہ ہفتم

شعر

(۱) سرِ فقر ترا گر شد بتاج رضا — تو سر بجیب ہوس در کشی اینست خطا

اس قصیدے کے تین شارح ہیں۔

اول :۔ فاضل شارح شادی آبادی

دوم :۔ جناب محشی جو کئی شرحوں سے حاشیہ چڑھاتے ہیں۔

سوم :۔ جناب شادان بلگرامی۔

حل لغات

فقر۔ مخلوق سے قطع تعلق کرتے ہوئے خالق کی طرف متوجہ ہونا۔ آں حضرت ؐ نے فرمایا ہے (الفقر فخری۔ والفقر منی) ترا سر۔ اے سر ترا۔ "سر ترا بتاج کشد" ترے سر پر تاج پہنائے گا۔ سر بجیب کشیدن۔ کسی چیز میں منہمک ہونا۔ ہوس۔ عشق خام۔ جنون۔ شوق۔

معنی

تم۔ اگر دنیا (جس کی نسبت "الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب" آیا ہے) سے ترک تعلق کرتے ہوئے خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ تو فقر تمہارے سر پر الٰہی خوشنودی کا تاج رکھ کر تم کو ملکِ درویشی کا بادشاہ بنا دے گا۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ تم ہوا و ہوس کی جیب میں گھسے ہوئے خواہشات نفسانی کے پورا کرنے میں منہمک ہو۔ یہ عجیب تمہاری غلطی ہے۔

(۲) بران سریر، سر بے سراں بتاج — تو تاج بر نہی از فرو نہی عمدا

حل لغات

سریر۔ اسے سریر فقر — بے سران۔ عاشقان الٰہی۔ جن کو

اپنے سر کا ہوش ہی نہو۔
تاج۔ اے تاج رضا۔
تاج برنہادن۔ سر پر تاج رکھنا۔

از سرفرونہی۔ کی بجائے "ار سرفرونہی" اچھا ہے۔
سرفرونہادن۔ مطیع۔ اور فرماں بردار ہونا۔

معنی: اے مخاطب جس نے فقر کے تخت پر قدم رکھا۔ اگرچہ وہ بے سری کیوں نہ ہوا اس کے سر پر رضائے آلہی کا تاج رکھہ دیا جاتا ہے۔ اب اگر تم بھی مطیع و فرماں بردار ہو جاؤ تو اپنے سر پر وہی تاج پہن لوگے۔ مگر اطاعت عمداً ہو۔

(۳) **سرست قیمت این تاج گر سرش داری ✗ من یزید چنین تاج سر بیار بہا**

حل لغات: **گر سرش داری**۔ اگر اس کا خیال رکھتا ہے۔
من یزید۔ کون زیادہ کرتا ہے۔ کون بڑھاتا ہے۔ نیلام کے موقعہ پر جسکی بولی زیادہ ہوتی ہے اسی کے نام مال چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس لئے نیلام کنند "من یزید" کہتا رہتا ہے۔ مجازاً بازار کے معنی میں بھی مستعمل ہے

معنی: ہاں ای مخاطب! اس آلہی رضا کے تاج کی قیمت سر ہے۔ سر۔ اب اگر تمہیں اسکی خریداری منظور ہے تو ایسے تاج کے بازار میں اپنا سر پیش کر دو۔ یعنی خدا کی راہ میں جب سر دوگے۔ اُس وقت اس کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ ورنہ نہیں۔

(۴) **تراجو شمع زتن ہر زماں سر روید ✗ سر کہ درد سر آرد بریدنست دوا**

معنی: تم نے شاید یہ خیال کیا کہ اگر ہم نے سر دے دیا تو پھر حیات کہاں رہے گی۔ ایسا نہیں۔ اگر تم سر کٹوا دوگے، تو شمع کی طرح ہر وقت تمہارے تن سے سر ہی سر نکلا کریں گے۔ اور ہر وقت حیات تازہ حاصل ہوتی رہے گی۔ اور پھر یہ بھی سمجھو کہ ایسا مادی سر جس سے ہر وقت درد سر رہے اُس کا رکھنا بھی تو ٹھیک نہیں اس کا کاٹ ڈالنا ہی مفید علاج ہے۔ شمع کا سر۔ اُس کا گل ہے۔ اس کے کاٹ

ڈالنے سے اس کو تازہ زندگی حاصل ہوتی ہے۔

(۵) نگر کہ نام سرے بر چنین سرے ننہی — کہ گنبد ہوس ہست این دخمہ سودا

معنی: خبردار؟ ایسے سر کا نام کہیں (سر) نہ رکھ دینا۔ یہ تو ہوا و ہوس کا گنبد اور مجنونانہ خیالات کا گورستان ہے۔ جس سر کا نام (سر) رکھا جاتا ہے۔ وہ اور ہی ہے

جناب محشی "سری" بہ معنی "سرداری" لکھتے ہیں۔

(۶) سرے دگر بکف آور کہ در طریقت عشق — سزاست این سرِ سگسار سنگساری را

حل لغات: سرِ دگر۔ سے وہ سر مراد ہے۔ جس میں الٰہی عشق کے خیالات ہوں یعنی روحانی سر۔

سگسار۔ مثلِ سگ۔ مادی سر کی صفت ہے۔ یعنی ایسا سر جس میں خواہشات دنیوی کے خیالات بھرے ہوں۔

سنگساری۔ رجم۔ پتھر مارنا۔ (مرا) برائے اضافت۔ یا بہ معنی برائے۔

معنی: تم تو ایک دوسرا سر حاصل کرو۔ جس میں عشق الٰہی کے خیالات ہوں۔ اس لئے عشق کی راہ میں یہ جس مادی سر، جس میں خیالاتِ مجنونانہ بھرے ہیں، رجم کے قابل ہے۔

(۷) چرا چو لالہ نشگفتہ سرفگندہ نہ — کہ آسمان ز سرفگندگیست پابرجا

حل لغات: سرفگندگی۔ عاجزی۔ پابرجا۔ قائم۔ ثابت قدم۔

معنی: اور یہ تو بتاؤ! تم نہ کھلے ہوئے لالہ کی طرح سرافگندہ۔ منکسر کیوں نہیں ہو۔ خود پسند۔ مغرور و متکبر کیوں ہو رہے ہو۔ جیسے لالہ شگفتہ۔

یاد رکھو یہ آسمان۔ جس کے مظالم چار دانگ عالم میں زبان زد ہیں۔ اس کا قیام محض اس امر کی سرافگندگی۔ عاجزی سے ہے۔ ورنہ نہ معلوم اس کا کیا دھاڑا ہوتا۔

(۸) ترا میان سران کی سد کله دارے | زخون حلق تو خاکی نگشته لعل قبا

حل لغات: **سران** - سرداران۔ عاشقانِ الٰہی شہیدانِ راہ خدا۔ جنہوں نے اُس کی راہ میں سر دے دیئے۔ **خاکی** - میں یائے تحقیر ہے۔ **لعل قبا** } خونی لباس۔

معنی: سچ تو یہ ہے۔ کہ اس وقت تک۔ راہ خدا میں تمہارے حلق سے ایک خون کا قطرہ بھی نہ گرا۔ جس سے ذرا سی خاک ہی خونی لباس (سُرخ) ہو جاتی۔ پھر تم کو ان شہیدانِ راہ خدا میں سرداری کب حاصل ہو سکتی ہے؟۔ تم تو اب تک لہو لگا کے شہیدوں میں بھی داخل نہیں ہوئے۔

(۹) یتیم وار درین تیم ضائع است دلت | بر تیم تم ازی بور زچون عنقا

حل لغات: **تیم** - کارواں سرا۔ "دنیا" سے مراد ہے۔ **عنقا** - سیمرغ۔ جس نے زال کی پرورش کی تھی۔

معنی: اُف! تیری روح اس مادی دنیا میں اس طرح تباہ ہے۔ جس طرح بن باپ کا بچہ۔ کہ اُس کا کوئی پُرساں نہیں۔

کم بخت! جلدی جا۔ اس کی خبر لے۔ اور اس طرح یتیم نوازی کر، جس طرح سیمرغ نے زال کی کی تھی۔

(۱۰) دلی طلب کن بیمار کردهٔ وحدت | چو چشم دوست که بیماری ست عین شفا

زحافت ہے

معنی: تم وہ روح۔ وہ دل طلب کرو۔ جسے وحدت نے بیمار کیا ہو۔ جس کو عشق خدا کا مرض ہو۔ کیوں؟ اس لئے۔ کہ یہی بیماری اس کے لئے عین شفا ہے۔ جیسے معشوق کہ اُس کی چشم بیمار، اُس کے لئے خوبی ہی خوبی ہے۔

(۱۱) مگر شبی زبرای عیادت دل تو قدم نهد صفت ینزل اللہ از بالا

حل لغات: **عیادت** ۔ بیمار پرسی ۔ | **ینزل اللہ** ۔ خداوند عالم نزول کرتا ہے

معنی: جب تمہاری روح کو عشق کی بیماری لاحق ہو جائے گی ۔ تو بالضرور کسی رات کو اس کی عیادت کے لئے " ینزل اللہ " کی صفت عالم بالا سے قدم رکھے گی ۔ یعنی وہ معشوق ازلی بے وفا نہیں ۔ اپنے مریض کی عیادت کے لئے آئے گا ۔ اور بیمار کا سر زانو پر رکھے گا ۔

(۱۲) بر آستانہ وحدت سقیم خوشتر دل بہ بال کانہ جنت عقیم بہ حور را

حل لغات: **وحدت** ۔ یکتائی ۔ یگانگی ۔
سقیم ۔ بیمار
بال کانہ ۔ ایسی جالی دار کھڑکی جس سے اندر کی طرف سے باہر کی چیزیں دکھائی دیں ۔ مگر باہر سے اندر کی چیزیں نہ دکھائی دیں ۔
عقیم ۔ بانجھ

معنی: روح کے لئے تو یہی بہتر ہے کہ اس معشوق یکتا کے آستانے پر ہو ۔ اور بیمار ہو یعنی روح کی تخلیق ہی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ وہ ذاتِ باری تعالیٰ کے آستانے پر ہو ۔ اس کی معرفت حاصل کرے ۔ اس کی ذات و صفات کی عاشق ہو ۔ نہ یہ کہ وہ دنیوی خواہشات ، مادی لذات میں مستغرق ہو کر قوتِ شہوی کا بندہ ہو جائے ۔ صورت اول میں اس کے لئے حیاتِ ابدی ، اور صورتِ ثانی میں ہلاکتِ سرمدی ہے دوسرا مصرعہ مثال میں ہے ۔ جس طرح حور کے لئے یہ بہتر ہے ۔ کہ وہ جنت کی کھڑکی میں بس بانجھ ہی رہیں ۔ ورنہ صورت ثانی میں بیگم جنت کے لئے ہلاکی ہے

(۱۳) مقامری صفتی کن طلب کہ نقش خیال × دو یک شماد اگرچہ ز ششدر ندعذرا

حل لغات: **مقامر** ۔ جواری ۔ مقامری میں یائے مصدری ہے ۔ " مقامری صفت کن طلب " یعنی

صفتِ مقامری طلب کن۔

جناب شادان بلگرامی مقامری کی یاے تحتانی بہ معنی ہستی تسلیم کرتے ہیں یعنی تو جواری ہے۔

صفتے کن طلب۔ وہ بات پیدا کر۔

دو یک۔ دو اِکے۔ تختہ نرد کے دو پانسے ہوتے ہیں ششش ہیں۔ پہلے میں ایک۔ دوسرے میں دو۔ اسی طرح چھٹے میں چھ۔ گول گول نقش ہوتے ہیں تم نے چوسر کی نرد میں دیکھا ہوگا۔ سب سے بڑا وہ داؤں ہے۔ جس میں دو شش (دو چھکے) آجائیں۔ اور چھوٹا وہ جس میں دو یک (دو اکے) ہوں۔

عذرا۔ ظاہر۔ آشکارا۔

معنی — حکیم خاقانی کہتا ہے۔ دیکھو یہ دنیا بازی گاہ ہے۔ ہر شخص کی یہاں بازی لگی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ چاہتا ہے کہ میرا داؤ سب سے بڑا نکلے۔ یعنی ہر شخص کثرت مال و متاع اور دولت و حکومت کی خواہش رکھتا ہے۔ مگر تم ایسے جواری کی صفت حاصل کرو۔ کہ جو دو چھکوں کو دو اِکے خیال کرتا ہو۔ یعنی تمہاری اس دنیوی بازی میں اگر دو چھکوں والا سب سے بڑا داؤں کھلم کھلا نکلے تو، تم اس کو سب سے چھوٹا دو اکے والا داؤں خیال کرو۔

مطلب۔ حکیم کا یہ ہے۔ کہ دُنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی تمہاری نظر میں ہیچ ہو۔ حقیر ہو۔ اس لئے کہ وہ فانی ہے۔ جب تو تمہاری بازی جیتی ہوئی ہے۔ ورنہ ہر طرح ہار ہی ہار ہے۔

(۹) **ترا مقامرِ صورت کجا دہد انصاف** — **ترا ہلیلہ زرین کجا برد صفرا**

حل لغات — **مقامرِ صورت**۔ ایسا شخص جو اپنی تمام قوتوں کو تحصیل دنیا میں صرف کر دیتا ہو۔ اور آخرت کا کچھ خیال نہ ہو۔ اہل دُنیا۔

ہلیلہ زرین۔ ہلیلہ۔ ہڑ کو کہتے ہیں۔ مسہل صفرا ہے۔ ہلیلہ زریں۔ سونے کی ہڑ۔ یعنی مال و زر۔

صفرا ایک خلط ہے۔ یہاں روحانی بیماریوں سے مراد ہے۔

معنی

بھائی! تم جوان دنیا والوں سے بازی لگائے ہوئے ہو۔ اور اپنی تمام قوتوں کو تحصیل دنیا میں صرف کر رہے ہو۔ کہ خوب مال ملے گا۔ خوب بازی جیتوں گا۔ اول تو تمہاری بازی ہری جائے گی۔ اور بالفرض داؤ نکلا بھی تو یہ جواری۔ بے ایمانی کریں گے۔ کیوں کہ ان میں انصاف نہیں۔ اور چلو یوں بھی سہی! تمہاری بازی جیتی، اور خوب جیتی۔ اور تمہیں مال ملا۔ اور خوب ملا۔ تو کیا اس سونے کی ہڑ (مال وزر) سے تمہارا صفرا (روحانی بیماری) دور ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اور زیادہ ہو جائے گا اس لئے کہ حرص اور بڑھ جائے گا، جو اُم الامراض ہے۔

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی } "دنیا کے جواری تمہارے ساتھ انصاف کب کر سکتے ہیں۔ جس طرح سونے کی ہڑ سے صفرا دور نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ان سے انصاف ممکن نہیں"

(۱۵)

بترک جاہ مقامر حریف تر درویش ٭ بخوانِ شاہ مزعفر لطیف تر سکبا

حل لغات

مزعفر۔ ایسا کھانا جس میں زعفران ہو۔

سکبا۔ گوشت۔ سرکہ۔ زعفران۔ اور میوے سے تیار کیا جاتا ہے۔

معنی

جب یہ امر متحقق ہے کہ سونے کی ہڑ سے (صفرا) مال وزر سے عیوب نفسانی دفع نہیں ہو سکتے۔ تو دنیوی جاہ کو فوراً ترک کرنا چاہئے۔ اس کے ترک کے لئے ایک جواری کی ضرورت ہے۔ وہ حریف درویش ہو سکتا ہے۔ اس سے جوا کھیلو۔ اور اپنے عیوب کو دور کراؤ۔ یہ مقابل تو تمہارے لئے ایسا بہتر ہے جیسے شاہ کے دسترخوان پر زعفران پڑا ہوا سکبا مناسب تر ہے

(۱۶)

میانِ خاک چہ بازی سفال کو دکِ وار ٭ سرائے خاک بجا کے بباز مہرِ اسما

حل لغات

سفال۔ ٹھیکری۔ بچے مٹی کے ڈھیر میں ٹھیکری چھپا کر پوچھتے ہیں۔ بتاؤ کس ڈھیر میں ہے۔ اس میں ہے، یا اس میں۔

سرائے خاک۔ دنیا۔

مرد - جو عشق آلہی رکھتا ہو - نامرد - جو عشق دنیا رکھتا ہو -

یہ تم بچوں کی طرح خاک کے ڈھیر میں ٹھیکریوں سے کیا کھیل رہے ہو؟ میاں! وہ کھیل کھیلو، جو مردوں کا ہو - وہ ہم تمھیں بتائیں - کل مادی دُنیا کو مردوں (اہل اللہ) کی طرح ایک ذراسی خاک کی چٹکی کے عوض ہار دو - اور ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو جاؤ یہ ہے مردوں کا کھیل - نہ وہ -

زر نہادِ تو چون پاک شد بوتۂ خاک × نہ طوق و تاج شود، چون زبوتہ جدا شود

نہاد - ذات

بوتہ - گھریا - بوتۂ خاک میں اضافت تشبیہی ہے

نہ طوق و تاج شود - یہ استفہام انکاری بہ منزلہ اقرار ہے -

تم اپنی ذات کو سونا سمجھو - جب اس خاک کی گھریا میں پاک و خالص ہو جائیگی - اور کندن سے نکل آئے گی - یعنی تمھارے روحانی امراض، نفسانی عیوب دفع ہو جائینگے تو میں تم سے، اور صرف تم سے پوچھتا ہوں - کہ اس کندن سے طوق و تاج نہ بنایا جاسکیگا میں کہتا ہوں - بنایا جائے گا - اور ضرور بنایا جائے گا - اور یہ تاج و طوق (تمہاری صفات) باعث زینت عالم و عالمیان ہوگی - اور ہر شخص اسے سر پر رکھنے کا خواہشمند ہوگا -

زریکہ گوی گریبان جبرئیل ہنرد × رکاب پای شیاطین مکن کہ نیست سزا

تو - میاں وہ سونا جس سے مقرب فرشتوں کے گریبان کی گھنڈی بنائی جاسکے، اوس کو تو شیطانوں (دنیا والوں) کے پاؤں کی رکاب نہ بنا -

ہاں - اے مخاطب! ہوشیار - یہ تیری ذات ہے - جس کے متعلق (لقد کرمنا بنی آدم) آیا ہے - یہ تیری ہی اشرف ہستی ہے - جو مسجود ملائکہ ہے " وفضلنا ہم علی کثیر ممن خلقنا " تیری ہی شان میں ہے - " نفخت فیہ من روحی " تیرے ہی باب میں ہے - تو یہاں معرفت ایزدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، نہ کافروں کی غلامی کے لئے -

(۱۹) سوادِ اعظم اینک ببین مقام خرد × جہادِ اکبر آنکہ بدمصاف ہوا

حل لغات

سوادِ اعظم ۔ سے یہاں عالمِ معقولات و عالمِ معرفت ایزدی مراد ہے

اینک } دونوں کاف بیانیہ ہیں
آنک

جہادِ اکبر
وہ جنگ جو نفس امارہ سے کی جاتی ہے۔

ہوا
خواہشات نفسانی۔

معنی

تم نے بہت کچھ سوادِ اصغر (دُنیا) کو دیکھا، اور جہادِ اصغر (تحصیل لذات) کیا۔ اب ہم تمہیں "سوادِ اعظم" اور "جہادِ اکبر" بتاتے ہیں۔

سُنو! سوادِ اعظم یہ ہے کہ مقام عقل (عالم معقولات) کو دیکھو۔

اور جہادِ اکبر یہ ہے۔ کہ مادی لذات کی صفیں چیر پھاڑ دو۔

یعنی اس وقت تک تم طبیعت کی غلامی میں رہ کر اس کے خواہشات پورے کرتے رہے۔ اس لئے نہ تم کو سوادِ اعظم نظر آیا۔ اور نہ جہادِ اکبر۔

اب عقل کی طرف رجوع کرو۔ تو تمہیں عالمِ معقولات نظر آئے۔ اور نفس امارہ سے جنگ چھڑے۔

دونوں مصرعوں میں زحاف تسکین اوسط ہے۔

(۲۰) چو گل مباش کہ ہم پوست را اکفن سازی × چو لالہ باری ازیں پوست بیروں آ

حل لغات

گل ۔ گلاب کی پنکھڑیاں ایک سبز پوست میں ہوتی ہیں۔ پنکھڑیاں مرجھانے کے بعد بھی وہ پوست باقی رہتا ہے۔ **لالہ** کے پھول میں اس قدر سبز پوست نہیں ہوتا۔

ز پوست بیرون آ ۔ کا مطلب یہ ہے۔ کہ دُنیا کی گرفتاری سے باہر نکل۔

معنی

تم گل کی طرح گرفتارِ تعلقات نہ رہو۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد بھی

تمھیں اس سے نجات نہ ملے۔ بہتر یہی ہے کہ لالے کی طرح پہلے ہی سے الگ تھلگ ہو کر اس قید سے آزادی حاصل کرو۔ اور ترک تعلقات کر کے (موتوا قبل ان تموتوا) پر عمل پیرا ہو۔

(۲۱) بدست ہمت طغرائے بی نیازی دار × کہ ہر دو کون تو داری چو داری این طغرا

حل لغات: ہمت - ارادہ بلند۔ خالق کے لئے مخلوق کا ترک کرنا۔
طغرا - ایک قسم کا پیچیدہ خط ہے جس سے شاہی القاب وغیرہ لکھا جاتا ہے۔ یہاں فرامین ایزدی مطلوب ہیں۔

بے نیاز: - خداوند عالم
دو کون: - دنیا۔ آخرت
این طغرا: - وہی احکام خداوندی
فاضل بلگرامی نے بے نیازی پڑھکر "این طغرا" سے بے نیازی مراد لی ہے۔

معنی: تم بندۂ طبیعت۔ بندۂ زر ہونے کی وجہ سے پہلے دنیوی فرامین اپنے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ اور اُن کی بجا آوری میں اچھے خاصے غلام تھے۔ اب میں تمھیں بتاتا ہوں۔ سنو سنو! اُن فرمانوں کو پھینکو۔ اور اُس بے نیاز (خداوند عالم) کے احکام اپنی ہمت بلند کے ہاتھوں میں لے کر اس کے عامل بنو۔ پھر دیکھو۔ دونوں عالموں کی حکومت دونوں کی دولت تمھیں حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔ شیطانوں کی غلامی سے نکلتے ہو یا نہیں۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ تو "خسر الدنیا والآخرہ" ہو جاؤ گے۔

(۲۲) ز ہر ہوان نتوان رفت دل رہین امل × رفوگری نتوان کرد چشم بینا

حل لغات: ہوان۔ (بالفتح) آہستگی۔ وقار آرام۔ سبکی۔ یہی معنی (ہون) کے بھی ہیں۔ صاحب "غیاث" ہوان کے معنی بے عزتی۔ خواری کے لکھکر منتخب کا حوالہ دیتے ہیں۔ اُس میں تو یہ معنی موجود نہیں۔
رہین - بالفتح۔ گرو کیا ہوا۔
امل - اُمید۔

معنی

مخاطب! تمہارا دل دنیوی امیدوں کا رہین ہے۔ اس لئے ممکن نہیں کہ تم آرام و سکون کے راستہ پر قدم رکھ سکو۔ تمہاری زندگی یوں ہی اضطراب میں رہے گی۔ تم خود سمجھ سکتے ہو۔ کہ اندھے سے رفوگری ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔

اگر اپنی زندگی با وقار بنانا چاہتے ہو، دنیا میں سکوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو دل سے خواہشات نفسانی نکالو۔ حرص کا قلع قمع کرو

(۲۳) **ترا کہ رشتۂ ایمان ز ہم گسست امروز × سحا ر خط امان ارچہ می کنی فردا**

حل لغات

امروز۔ آج کا دن۔ اِم۔ بالکسر یعنی این مستعمل ہے۔ مگر بعض مقام پر۔ امشب امروز۔ امسال۔

فردا۔ کل۔ مراد روز قیامت سے ہے۔

سحا۔ بفتح اول۔ بند نامہ۔ بڑے آدمیوں کا خط ایک خریطہ میں جایا کرتا تھا اس میں ایک خوب صورت ڈوری لگی ہوتی تھی۔ اس سے خریطہ کو باندھا کرتے تھے۔ اب بھی والیان ملک کے خطوط اس شان سے جاتے ہیں

خط اماں۔ خط مغفرت۔

معنی

تمہارے ایمان کا تاگا اس قدر پھُس پھُسا تھا۔ کہ وہ آج ہی یہیں ٹوٹ گیا۔ اب بتاؤ۔ کل قیامت میں مغفرت نامہ کس ڈوری سے باندھو گے۔ اس لئے کہ بغیر ایمان مغفرت ناممکن۔

(۲۴) **ترا امان ز امل بہ کہ اسپ تازی را × بروز معرکہ برگستوان بہ از ھرّا**

حل لغات

اماں۔ وہی خط اماں۔

برگستوان۔ مرکب لفظ ہے۔ برگست کے معنے پناہ کے ہیں۔ "وان" نسبت کا ہے۔ پاکھر کو کہتے ہیں۔ جو گھوڑے کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے

ھرّا۔ بہ فتحہ اول۔ و تشدید دوم۔ سونے۔ چاندی کے گول گول لٹو جو زین میں لگائے جاتے ہیں۔ زیور و حمائل و اسپ۔

معنی

تم۔ دنیوی امیدوں۔ مادی خواہشوں کو منجملہ اسباب زینت سمجھ رہے ہو

اور حق یہ ہے۔ کہ یہ تمہارے لیئے کسی طرح مناسب نہیں۔ تمہارے واسطے تو درخطِ امان) بہتر ہے۔ جس طرح گھوڑے کے لئے میدان جنگ میں پاکھر مناسب ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ اوسے زیور پہنایا جائے۔ حمائل ڈالی جائے۔ یہ چیزیں عرصۂ کارزار میں کیا کام دے سکتی ہیں۔ اسی طرح دنیوی امیدیں عقبیٰ میں کس مرض کی دوا ہوں گی۔

(۲۵) **ترا از پستیٔ ہمت بکف شد مملکت بلی × ز پہلوئے آدم پدید شد حوّا**

حل لغات
مملکت۔ بالضم۔ پادشاہی
آدمؑ۔ حوّا۔ ابوالبشر۔ ام البشر ہیں
کہا جاتا ہے۔ کہ حوّا حضرت آدمؑ کے بائیں پہلو سے پیدا ہوئیں۔

معنی
تم کو اگر دنیوی شاہی کی عروس حاصل ہو گی۔ تو پست ارادے کی بدولت۔ ہاں! ٹھیک ہے حضرت آدم کے بائیں پہلو ہی سے اُن کی بی بی پیدا ہوئی تھیں۔ میاں! کیسی شاہی؟ اور کیسی حکومت؟ اہل اللہ کو اس سے کیا علاقہ ہوتا ہے۔ اُن کی رغبت صرف معشوقِ حقیقی کی طرف ہوتی ہے۔ اور بس۔ وہ عروسِ مملکت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔

(۲۶) **چو ہمت آمد ہشت داد ہ بہ جنت × چو وامق آمد ہر ہفت کردہ بہ عذرا**

حل لغات
ہمت۔ ارادہ بلند۔ ترک مخلوق براۓ خالق۔
ہر ہشت دادہ بہ جنت۔ ای ہر ہشت جنت۔ دادہ بہ۔ یعنی آٹھوں بہشت اصحاب شکم کو دے دینا بہتر ہیں۔
وامق۔ عذرا۔ مشہور عاشق معشوق ہیں۔

ہر ہفت = سات آرائش کی چیزیں ہیں۔

(۱) حنا ※ (۲) وسمہ
(۳) گلگونہ ※ (۴) سپیداب
(۵) زرک ※ (۶) غالیہ
(۷) سرمہ ※

ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔

معنی
بھائی۔ جس وقت دل میں بلند ارادہ آیا۔ اور مضبوطی سے یہ قصد کیا گیا۔ کہ سوائے معشوق حقیقی کے زالِ دُنیا کی طرف ہرگز رغبت نہیں کی جائے گی، تو اس وقت

یہ دنیا تو دنیا، جو مرد (اہل اللہ) ہیں وہ تو آٹھوں بہشت کو بھی اصحاب شکم کو دے دیتے ہیں اس لئے کہ طالب مولےٰ سوائے تقرب باری تعالےٰ اور کچھ نہیں چاہتا۔ دنیا اور اس کی شاہی میں کوشش کرنا پست ہمتی ہے۔

دوسرا مصرعہ بہ طور تمثیل بالعکس ہے۔ یعنی جس وقت وامق آجائے تو اُس کی معشوقہ عذرا کے لئے آرائش بہتر ہے۔ اسی طرح جب ہمت بلند آجائے۔ تو ترک بہشت اولےٰ ہے۔ لہٰذا تم دُنیا کی شاہی اور جنت دونوں کو ٹھکرا کر معشوق حقیقی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

خروش و جوش تو از بہر بود و نابود است × کہ از سر دو گروہ ہست شورش و غوغا

بہ بوئے بود دو روزہ چرا شوی بدو رنگ × کہ بدو حال محالست و مُہر کار فنا

حل لغات

بود و نابود۔ ہست و نیست۔ بقا و فنا۔

دو گروہ۔ دو منزل۔ مراد بود و نابود سے ہے

بہ بوئے بود دو روزہ۔ اس دو روزہ زندگی کی امید پر۔

بدو رنگ۔ یعنی ہستی اور نیستی کے خیال میں تم دو رنگ کیسے ہو رہے ہو تمہارا خیال یکسو کیوں نہیں ہوتا۔

بدو حال۔ ابتدائے حال

محال کے معنی سلمانی کے حوالے سے (خانہ عدم) کے محشی نے لکھے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ ہوں۔ مگر اس محل پر (عدم) کا نسخہ اچھا ہے۔

مُہر کار۔ یعنی آخر کار۔ اسلئے کہ مُہر خاتمے پر ہوتی ہے۔

معنی

حکیم خاقانی کہتا ہے۔ کہ یہ جو تمہارا جوش و خروش ہے ہست و نیست کی بنا پر ہے۔ اس لئے کہ تمام شورش ان ہی دو مقام سے ہوتی ہے۔

سُنو سُنو۔ تم اس دو روزہ قلیل زندگی کی امید پر کیوں دو رنگ ہو رہے ہو۔ اس لئے کہ ابتدا میں تو تم معدوم ہی تھے اب رہا آخر۔ اس میں بھی فنا ہے۔ تو جب اول فنا، آخر فنا

تو پھر یہ شور و غوغا کیسا؟ اور یہ دنیا میں انہماک کیا معنی رکھتا ہے۔

(۲۹) **بہ بندِ دھر ہمہ ماندی بتنِ تا بہ ہی* کہ طوطی از پی این مرگ شد بہ بند رہا**

معنی: دیکھو۔ اس وقت تک تو تم ہمہ تن زمانے کی قید میں رہے۔ اب اس گرفتاری سے نجات حاصل کرو۔ وہ اس طرح کہ۔ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اور (موتوا قبل ان تموتوا) کا مصداق بن جاؤ۔ بس تم اس قید سے چھوٹ جاؤ گے۔ اس لئے کہ طوطی قفس سے مرنے کے بعد ہی نجات حاصل کرتی ہے۔

(۳۰) **چو باشہ دوختہ چشمی بہ سوزنِ تقدیر* چو لاشہ بستہ گلوئی بریسمانِ قضا**

حل لغات: **باشہ**۔ شکاری پرند ہے۔ اس قسم کے وحشی پرندوں کی وحشت دور کرنے کے لیے آنکھیں سی دیتے ہیں۔

لاشہ۔ دُبلا گھوڑا۔ یا گدھا۔ ناتوان۔ اور ضعیف۔

معنی: تم کو دُنیا کا نشیب و فراز کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ انجام پر کچھ نظر نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شکرے کی طرح تمہاری آنکھیں تقدیر کی سوئی سے سی دی گئی ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں (ختم اللّٰہ علیٰ قلوبہم و علیٰ سمعہم و علیٰ ابصارہم غشاوۃ) کے مصداق ہو گئے ہو۔ تمہارا گلا قضا کی رسّی سے، دُبلے گھوڑے کی طرح بندھا ہوا ہے۔ ذرا آنکھیں کھولو۔ دیکھو۔ یہ مادی دُنیا۔ اس کے لذات۔ اس کی دولت اس قابل نہیں۔ کہ اشرف موجودات ان میں یوں پھنس کر خدا کی معرفت سے غافل اور بے حس ہو جائے

فاضل بلگرامی کے معنے ۱۲: **فاضل بلگرامی** } تقدیر کی سوئی سے تیری آنکھیں سی ہوئی ہیں۔ یعنی تو نے اپنے آپ کو یہ کہہ کر (کہ ہماری قسمت میں یوں ہی لکھا ہوا تھا) غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس قضا سے بستہ گلو ہے۔ (یعنی خود کو کاہل بنا رکھا ہے) نفس کشی اور ترکِ دنیا نہیں کرتا۔

(۳۱) چہ خوش حیات چہ ناخوش چو آخرست زوال × چہ جعد سادہ چہ پرخم چو خارج است نوا

حل لغات

جعد ۔ بالفتح ۔ موے مرغول ۔ جُعْد ۔ بالضم و غین منقوطہ بھی ہوسکتا ہے ۔ جوڑے کے معنے ہیں ۔

نول کشوری نسخے میں "چو جعد زخمہ" لکھا ہوا ہے ۔ اور یہ غلط ہے ۔ "چہ جعد سادہ چہ پُرخم" درست ہے ۔

جعد سادہ سے مطلب یہاں سیدھا سیدھا گانا ہے ۔ جس میں رنگینی اور تان وغیرہ نہ ہو ۔

جعد پُرخم سے مراد ایسا گانا ، جس میں تان وغیرہ ہو ۔

خارج ۔ بے سُرا ۔ بے تالا گانا ۔

نوا ۔ مطلق آواز ۔ نغمہ ۔ موسیقی کا ایک مقام ہے ۔

معنی

حیات ۔ زوال پذیر ہے ۔ آخری نتیجہ اس کا یہ ہے ۔ کہ مادی زندگی ختم ہو جاتے ہی ۔ اندریں صورت ، اگر یہ اچھی کٹی تو کیا ۔ اور بُری طرح بسر ہوئی تو کیا ۔ جس طرح وہ گیت جو خارج از آہنگ ہے سادہ ہو تو کیا ۔ اور تان والا ہو تو کیا سب برابر ہے

(۳۲) نجستہ فقر سلامت کجا کنی حاصل × بگفتہ بسم بالحمد چون کنی مبدا

معنی

فقر کو تم نے تلاش نہیں کیا ۔ پھر سلامتی کیونکر حاصل ہوگی ۔ اے بسم اللہ تو پڑھی ہی نہیں سورہ حمد کیوں کر شروع کر دو گے ؟ (بھلا یہ کوئی عقل کی بات ہے ؟)

(۳۳) دمید در شبِ آخر زمان سپید صبح × پس از چو خفتن اصحاب کہف نیست روا

حل لغات

شبِ آخر زمان ۔ آخر زمان کو شب اس وجہ سے کہا ہے کہ یہ زمانہ نہایت تاریک ہوگا ۔ گناہوں کی زیادتی ہوگی ۔

سپید صبح ۔ صبح کی روشنی ۔ سپیدہ صبح کا بھی نسخہ ہے ۔ اور اچھا ہے ۔ روشنیِ صبح قیامت ۔ اہل اللہ کے نزدیک دُنیا چند روزہ ہے اس لئے وہ خدا کی طرف متوجہ ہونے کے لیئے یہ نصیحت کرتے ہیں کہ قیامت قریب ہے جو کچھ کرنا ہے وہ کر لو ۔ "تحفۃ العراقین" میں بھی اس

مقصد کو ادا کیا گیا ہے۔ شروع میں اس مضمون کے اشعار ہیں۔

معنی — حکیم کہتا ہے۔ اس آخری تاریک زمانے میں صبح قیامت گویا طلوع ہو چکی، خواب غفلت سے بیدار ہو۔ اُٹھو۔ جو کچھ کرنا ہے وہ کر لو۔ گو زمانہ بہت ہی کم ہے، مگر پھر بھی کچھ ساعات باقی ہیں۔ اس کے بعد اصحاب کہف کی طرح سونا جائز نہیں۔ اس لئے کہ قیامت میں تو وہ بھی بیدار ہوں گے۔ اور تم بھی۔

(۴۴) **مسافران سحرگاہ راہ پیش کنند × تو خواب پیش کنی اینست خفتۂ رعنا**

حل لغات — **راہ پیش کنند**۔ راستے کو آگے دھر لیتے ہیں۔ یعنی چل کھڑے ہوتے ہیں — **خواب پیش کنی**۔ تم خواب کو آگے دھر لیتے ہو۔ یعنی سوتے ہو۔

معنی — میاں بُرا نہ ماننا! مسافر بڑے تڑکے سے راستہ آگے رکھ کر چل کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر تم اتنے بڑے سفر کے لئے "نیند" کو آگے رکھ لیتے ہو۔ اور خوب سو جاتے ہو اُف ری غفلت! وکاہلی۔ ہائے رے بے ہمتی و نادانی؟

۴۵ **میان بادیہ ہان وہان مخسپ ازانکہ × عرابیان ز تو ہم سر برند وہم کالا**

حل لغات — **بادیہ ہان وہان**۔ جناب محشی نے بحوالہ سلمانی لکھا ہے کہ یہ مرکب بمعنی دنیا ہے اور کعبہ کے درمیان ایک بادیہ ہے۔ جس کا "ہان وہان" نام ہے۔

بادیہ سے مراد دنیا۔ اور ہان وہان کلمۂ تنبیہ اور تکرار مفید تاکید۔

اعرابی۔ بدوِ عرب۔ یہ لوگ مسافروں کا مال لوٹ لیتے ہیں۔ یہاں قوتِ غضبی اور شہوی سے مراد ہے۔ یا وہ لوگ جو نیکوں کو تباہ کرتے ہیں۔

کالا۔ اسباب۔ یہاں اعمال مراد ہیں۔

معنی — سنو۔ سنو۔ دنیا جنگل ہے۔ یہاں نہ سوؤ۔ ورنہ ڈاکو (یعنی قوتِ شہوی وغضبی) تمہارا سر بھی کاٹ لیں گے۔ اور مال بھی لوٹ کر لے جائیں گے۔ یعنی دنیا والے۔

یا تمہاری قوتیں تمہارے سب اعمال غارت کرکے لے جائیں گے۔ اور تمہیں الگ مار ڈالیں گے۔

(۳۶) بخواب دائم جز سیم و زر نمی بینی × ببین کہ زر ہمہ رنج است و سیم جملہ عنا

(۳۷) ترا کہ از مُل و مال ست مستی و ہستی × خمار خواب ترا صور بشکند بصدا

(۳۸) بکار آبی و دین با دل و تنت گویان × کہ کار آب شما برد آب کار شما

حل لغات

مل۔ شراب۔ مے۔ | کار آب: شراب خواری۔

بہ کارِ آبی۔ تم تو شراب پینے میں مشغول ہو | آب کار: رونق کار۔

معنی

تمھیں تو خواب میں بھی چاندی سونے کے سوا اور کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بیداری میں اسی کے تحصیل میں پڑے رہتے ہو۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ زر ہمہ تن رنج ہی رنج ہے۔ اور چاندی غم ہی غم۔ سچ یہ ہے کہ تمہاری مستی، مادی شراب اور تمہاری ہستی دنیوی مال پر منحصر ہو گئی ہے۔ اب تو تمہاری اس غفلت کے خمار کو اسرافیل کا صور ہی توڑے تو توڑے، ورنہ یہ مدہوشی اس وقت تو دور ہوتی معلوم نہیں ہوتی۔

غضب خدا کا، تم ہر وقت شراب خواری میں مشغول ہو۔ اور (دین) تمہارے دل و تن سے زور سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ دیکھو تمہاری شراب خواری اور ہر وقت نشے میں غرق رہنا، تمہارے تمام کاموں کی رونق کو تباہ کئے ڈالتا ہے۔ اور پانی پھیرے دیتا ہے۔ ہائے رے مدہوشی! یہ آواز تمہارے کانوں میں نہیں پہونچتی۔

(۳۹) غلام آب رزانی . نداری آب ازان × رفیق صاف رحیقی نہ بصف صفا

(۴۰) بھینہ چیز کہ آن کیمیای دولت است × ز ہم نشینی صہبا ہما شدست ہبا

(۴۱) خرد بماتم و تن در نشاط خوش نبود × کہ دیو جلوہ کند بر تو و پری سوا

حل لغات

آبِ رزان - انگور کی شراب
رحیق - شراب خالص -
یہاں شراب عشق الٰہی مطلوب ہے -
صف - قطار -
بھینہ - عمدہ چیز -
یہاں عقل سے مراد ہے -
کیمیا - مشہور ہے - قلعی اور مس
سے چاندی سونا بنانا -

صہبا - شراب سرخ -
ہبا - وہ چمکتے ہوئے ذرّے جو روشندانوں
سے منتشر اور حرکت کرتے ہوئے معلوم
ہوتے ہیں - مجازاً تباہ و برباد -
دیو - مشہور ہے - یہاں شراب - اور
نشۂ شراب مطلوب ہے - جناب شادان
نے تن ہی مراد لی ہے -
پری - جن - جن کی بیبی - عقل سے مراد ہے

معنی

تم تو بندۂ شراب مادی ہو گئے - پھر تمہارے کاموں میں رونق کہاں سے ہو -
ترقی کیونکر ہو - سچ یہ ہے کہ تم تو صفا کی صف میں عشق الٰہی کی صاف و خالص شراب کے
رفیق ہی نہیں - اس لئے وہ بہتر چیز (یعنی عقل) جو تمہاری دولت کے لئے کیمیا ہے -
اسی مادی شراب کی ہمنشینی کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئی - (شراب سے زوال عقل
ہو جاتا ہے)

(۲۴)

بر و نخست طہارت کن از جماع الاثم (شراب) × کہ کس جنبہ گزارند در جناب خدا

حل لغات

جماع الاثم - جماع - بالکسر -
بہ معنی جمع کنندہ -
اِثم - بالکسر - گناہ - خمر میں ہے -
اَلخمرُ جماعُ الاثم - یعنی شراب
جامع گناہ ہے - دوسری خبر میں ہے
حدثنی تکون جماعاً - مجھ سے
ایسی بات کہو جو جامع ہو -
خاقانی نے الخمرُ کو ترک کرتے

کرتے ہوئے صرف جماع الاثم نظم کیا ہے
اس سے مراد پوری خبر ہے - اور جماع الاثم
سے مطلوب خمر (شراب) ہے -

صاحب منتخب کی غلطی

صاحب منتخب" تحریر کرتے ہیں
" جماع الاثم" خوردن شراب - زیرا کہ
اثم بہ معنی شراب بہ ہم آمدن - پس جماع الاثم
بہ معنی تناول کردن شراب باشد -"
اور خاقانی کے اسی شعر کو سند میں پیش کیا ہے

صاحب "منتخب" کی یہ غلطی فاش ہے
یہ صحیح ہے کہ "اِثم" کے معنی شراب کے ہیں۔
لیکن "جماع" کے معنی "خوردن"۔ "وتناول کردن" کے کس لغت میں آئے ہیں؟

فاضل بلگرامی نے اس مقام پر عجیب ذہانت صرف کی ہے۔ فرماتے ہیں "جماع الاِثم۔ کہتے ہیں۔" الخمر جماع الاثم" شراب گناہوں میں بمنزلہ جماع ہے (یعنی مباشرت) جس طرح مباشرت سے طہارت جہاتی جاتی رہتی ہے۔ اسیطرح گناہ سے (خواہ وہ شراب ہی کیوں نہ ہو) طہارتِ نفس دور ہو جاتی ہے۔ یا "جماع الاثم" باضافت تشبیہی۔ یعنی گناہ جو بہ منزلہ جماع ہے"

فاضل بلگرامی کی عجیب فہاہت ۱۲

بہر حال۔ میں اوپر اس خبر کے معنی لکھہ چکا ہوں۔

جُنب : مردِ بے غسل۔
جناب : درگاہ۔ آستانہ۔

معنی

او شرابی! جلدی جا۔ اور سب سے پہلے اس "اُم الخبائث" سے طہارت حاصل کر۔ اِس لئے۔ کہ یہ صدہا گناہوں کی جامع ہے۔ اگر تو اس سے بچ گیا۔ تو بہت سے گناہوں سے تجھے نجات حاصل ہو جائے گی۔

یہ یاد رکھہ۔ کہ بارگاہِ ایزدی میں غیر طاہر کو گھسنے نہیں دیتے۔ اُس کی جگہ دوزخ ہے دوزخ!

فاضل بلگرامی کے معنے ۱۲

فاضل بلگرامی } "جا پہلے جماعِ گناہ سے طہارت حاصل کر۔ یعنی گناہ ترک کر" آپ نے چونکہ بنیاد ہی غلط قائم کی۔ لہٰذا دیوار کا ٹیڑھا ہونا لازمی ہے۔

(۱۳) **مجرد آئی درین رہ تا زحق شنوی × الیٰ عبدی این جا نزول کن این جا**

معنی

اگر آنا ہے تو گناہوں سے منزہ و مبرا ہو کر اس راستہ میں قدم رکھو۔ تو پھر خدا کی طرف سے بھی یہ آواز آئے گی "میرے بندے۔ میرے طرف آؤ۔ یہاں میرے پاس بیٹھو"

(۱۴) **زچار ارکان بر گرد و پنج ارکان جو می کہ ہست قائدین پنج پنج نوبت لا**

حل لغات

چار ارکان ۔ عناصر اربعہ ۔ چار طبائع ۔ یہاں دنیا سے کنایہ ہے۔

پنج ارکان ۔ یا پانچ وقت کی نماز یا دین کے پانچ رُکن ہے۔

(۱) نماز (۲) روزہ (۳) زکوٰۃ۔ (۴) کلمہ (۵) حج

شیعوں کے پانچ رکن یہ ہیں:۔

(۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت، (۴) امامت (۵) معاد ۔ اور نماز، روزہ ان کے نزدیک فروغ دین ہیں۔

قائد ۔ گورکش ۔ راہبر۔

پنج نوبت لا ۔ "لا" سے پورا کلمہ مقصود ہے۔ اور یہ پانچوں وقت کی نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

معنی

دُنیا سے الگ ہو جاؤ۔ ترکِ دنیا کردو۔ اور دین کے پانچوں رُکنوں کی تلاش کرو یا پانچوں وقت کی نماز کو اپنا شعار بناؤ۔ کہ ان پانچ کا قائد "کلمۂ توحید" ہے۔ جو ہر نماز سے مقدم ہوتا ہے۔ اور نیز مسلمان ہونا بھی اس کلمہ کی تصدیق پر ہے

نول کشوری نسخے میں قائد کی بجائے (قاعد) عین سے غلط لکھا ہوا ہے۔

(۴۵)

نہ خراس و ن شو بکوی ہشت صفات کہ ہست حاصل این ہشت ہشت باغ بقا

حل لغات

نہ خراس ۔ نہ فلک ۔ بعض میں "دہ حواس" لکھا ہے۔ پہلا نسخہ بہتر ہے۔ جناب محشی نے حل لغات میں "دس حواس" لکھے ہیں۔ مگر شرح میں "نہ فلک" تحریر کیا ہے بے سلیقگی ہے۔

ہشت صفات ۔ سے مطلوب خداوند عالم کی آٹھ صفتیں ہیں

(۱) سمع (۲) بصر (۳) کلام (۴) ارادہ (۵) علم (۶) حیات (۷) قدرت (۸) ادراک ؛

ہشت باغ بقا ۔ آٹھ جنت نام ہم نے کہیں لکھدیئے ہیں۔

ہم نے اوپر کہا تھا۔ کہ چار ارکان سے الگ ہو جاؤ۔ اب ہم کہتے ہیں۔ چار ارکان کا کیا ذکر۔ تم تو نو آسمانوں سے بھی باہر ہو جاؤ۔ اور خداوند عالم کی آٹھ صفتوں کی سٹر پر راستہ چلنے لگو۔ اس لیئے کہ انہیں آٹھوں صفتوں کا حاصل آٹھ جنت ہیں۔ یعنی خدا کے صفات کا ادراک کرنے سے تمہیں حیاتِ ابدی اور بقائے سرمدی حاصل ہو جائے گی۔

(۴۶) دگر بعارضۂ معصیت شکستہ دلی ٭ ترا شفاعت احمدؐ ضمان کند بشفا

معنی: اگر تم گناہوں کی بیماری کی وجہ سے شکستہ دل ہو رہے ہو۔ اور دوزخ سے نجات مشکل معلوم ہوتی ہے۔ تو اس بیماری سے شفا پا جانے کے ضامن آں حضرتؐ کی شفاعت ہے۔ لہذا تصدیق رسالت کرو۔ تو بیڑا پار ہے۔

(۴۷) بہ یک شہادت سربستہ مُر احمدؐ باش ٭ کہ پای مرد سران اوست در سرای جزا

حل لغات: **شہادت**۔ کلمۂ شہادت۔ سربستہ۔ پوشیدہ۔ یا سربستہ جس میں راز ہوں۔ **مرد**۔ سزاوار۔ لائق۔ جناب محشی نے "سربستہ مرد" مرکب پڑھ کر معنی لکھے ہیں۔ ایسا خادم جو خدمت کرنے میں چپت ہو۔ اور "بحر العجائب" سے یہ معنے لکھے۔ ایسا شخص جو طالب شفاعت ہو۔ مگر شادی آبادی شارح نے یہ کچھ نہیں لکھا۔ **پائے مرد**۔ مددگار۔ یاری دینے والا۔ دستگیر۔ شفیع۔ **سران**۔ بزرگاں۔ **سرائے جزا**۔ عالم آخرت۔

معنی: تم صرف ایک کلمۂ شہادت کی تصدیق کر لو۔ اس سے سزاوار حضرت محمد مصطفےٰؐ ہو جاؤ گے۔ اس لئے کہ وہ جناب قیامت میں تمام مسلمانوں کے شفیع و دستگیر ہوں گے بے کار اپنے گناہوں سے شکستہ دل ہو رہے ہو۔

(۴۸) پی ثنائے محمدؐ برآر تیغ ضمیر ٭ کہ چست قد او باقضد درع ثنا

حل لغات: **تیغ ضمیر** سے مطلوب مضامین دلی اور خیالات قلبی ہیں۔ **باقضد** کے فاعل قضا و قدر۔ **درع**۔ زرہ۔

معنی: توحید و رسالت کی بعد محمدؐ مصطفےٰ کی تعریف کے لئے اپنے دل کی تلوار یعنی مضمون آبدار نکال لو۔ کیونکہ ثنا کی زرہ تو قضا و قدر نے آپ کے قد پر بالکل ٹھیک بن دی ہے

اس لئے آپ ہی سزاوارِ نعت ہیں۔

۴۹ زبان بستہ بمدحِ محمد آرد نطق × کہ نخل خشک پی مریم آورد خرما

حل لغات

زبان بستہ۔ خاموش زبان۔ گونگا جناب محشی سلمانی کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ "بہ معنی خادم" اگر یہ معنے ہوں بھی تو یہاں مناسب نہیں۔ ہاں! "زبان بستہ" سنگریزے سے کنایہ ہو سکتا ہے۔ کہ جو گویا ہوگیا تھا۔

نخل خشک۔ کا ذکر آچکا ہے۔ کہ حضرت مریم کی برکت سے ہرا بھرا ہوگیا تھا۔

معنی

حضرت کی مدح میں وہ تاثیر ہے۔ کہ اگر کوئی گونگا آپ کی مدح کا ارادہ کرے تو اُسے نطق حاصل ہو جاتا ہے۔ یا کوئی غیر طلیق۔ تو وہ طلیق ہو جاتا ہے۔

اور ہو سکتا ہے۔ کہ یوں معنی کیے جائیں:۔

معنی دوم

انسان تو انسان۔ اگر کوئی زبان بستہ ہو (یعنی سنگ ریزہ جسے زباں عطا ہوئی) اُسے بھی آں حضرتؐ کی مدح سے گویائی حاصل ہو جاتی ہے۔ جس طرح حضرت مریم کے لئے سوکھے درختِ خرما نے خرمے پیدا کر دیئے۔

(۵۰) بہینہ صورت وبود انبیا ابجد × مہینہ معنی او بود و اصفیا اسما

حل لغات

بہینہ۔ عمدہ چیز۔

صورت۔ معلوم۔ یہاں (لفظ) سے مراد ہے۔ جناب شاداں بلگرامی نے بجائے صورت کے "سون" کا نسخہ تجویز فرمایا ہے۔ مگر میرے نزدیک وہ بہتر ہے۔ جو میں نے تجویز کیا ہے۔

ابجد۔ یہی "ابجد ہوز حطی الخ"

مہینہ۔ عمدہ شے۔

اصفیا۔ "صفی" کی جمع ہے۔ برگزیدہ۔

اسما۔ اسم کی جمع ہے۔ نام۔

صورت اور معنی پر زحاف ہے

معنی

بہترین لفظ آں حضرتؐ ہیں۔ اور انبیا بہ منزلۂ حروف ہیں۔ یعنی بہ حروف

مل کر جو لفظ بنی ہے، وہ آں حضرت ہیں۔ اسی طرح اصفیا بمنزلہ اسما ہیں۔ اس کے معنی جناب محمدؐ مصطفےٰ ہیں۔

شاداں بلگرامی کے معنی ۱۲

شاداں بلگرامی تحریر فرماتے ہیں:۔

"نبی بہترین سورت قرآنی ہیں۔ اور دوسرے نبی بہ منزلہ ابجد"

میرے معنی ہیں۔ حروف۔ اور لفظ۔ کا تقابل خوب ہے۔ اور دوسرے معنی میں سورہ اور حروف کا مقابلہ اچھا نہیں۔

(۵۱) نہ صوت از پئے ابجد ہمہ شود مرقوم ✕ نہ معنی از پس اسما ہمی شود پیدا

(۵۲) نہ روح از پس ترکیب صورت است نزول ✕ نہ شمس را ز پس صبح صادقست ضیا

(۵۳) نہ سبزہ بر دمد از خاک و انگہی سوسن ✕ نہ غورہ در رسد از تاک و انگہی صہبا

(۵۴) اگرچہ بعد ہمہ در وجود شان آورد ✕ قدوم آخر او بر کمال وست گوا

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ ایسا نہیں۔ کہ حروف کے بعد الفاظ بنتے ہیں۔ اور اسما کے بعد معنے ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح ترکیب صورت کے بعد روح کا نزول، اور صبح صادق کے بعد آفتاب کا ظہور ہوتا ہے۔ پہلے خاک سے سبزہ اُگتا ہے پھر سوسن۔ اول تاک میں کچا انگور آتا ہے، پھر شراب تیار کی جاتی ہے۔ تو جس طرح یہ مذکورہ بالا آخری چیزیں پہلی والی سے بہتر ہیں۔ اسی طرح اگرچہ آنحضرت بعد میں بھیجے گئے، مگر اول والوں سے کہیں بہتر ہیں۔ اور یہ اُن کا آخری آنا۔ اُن کے کمال کی دلیل ہے۔

ناصر علی سرہندی کی رباعی ۱۲

اس مطلب کو ناصر علی سرہندی نے خوب ادا کیا ہے۔ رباعی

پیش از ہمہ شاہاں غیور آمدٔ ✕ ہر چند کہ آخر بظہور آمدٔ

ای ختم رسل قرب تو معلومم شد ✕ دیر آمدٔ ز راہ دور آمدٔ

(۵۵) گہ ولادش ارواح خواند سون سور × ستارہ بست ستارہ سماع کرد سما

مراد زہرہ ۱۲

حل لغات

ارواح :- روح کی جمع۔ ملک
سون سور :- خوشی کا سورہ۔

ستارہ - رباب جس میں تار ہوتے ہیں۔
سماع - رقص و سرود۔

معنی

آپ کی ولادت کے وقت فرشتوں نے خوشی کے سورے پڑھے۔ اور زہرہ نے رباب بجانا، اور آسمان نے ناچنا شروع کیا۔

مقصد یہ ہے۔ کہ آپ کی ولادت کی خوشی ملائکہ، اور عالم بالا کی تمام چیزوں نے کی۔ کہ خلیفۂ ارض و سما پیدا ہوا۔

(۵۶) بکوفت موکب اقبال کب احرام × ببست کلّہ زربفت قبۂ مینا

فوج ۱۲

حل لغات

موکب :- بحر العجائب سے موکب کے معنے (رمیخ) کے لکھے گئے ہیں۔ موجودہ لغات میں نہیں۔ اور نیزہ کے بھی معنے لکھے ہیں۔ اس لئے جناب شاداں نے "بکوفت" کی جگہ "تاخت" کا نسخہ تجویز کرکے "موکب" کے معنے "باڈی گارڈ" کے لکھے۔ میرے نزدیک "مرکب اقبال" اچھا ہے۔ دوسرے موکب کے معنی فوج کے ہیں۔

کلّہ زربفت = زربفت کی جھالر باعتبار ستاروں، یا آفتاب کی شعاع کے کہا ہے۔

قبۂ مینا
آسمان

شاداں بلگرامی سے اختلاف ۱۲

معنی

آپ کی ولادت کی خوشی میں فوج احرام نے اقبال کے گھوڑوں کو آگے بڑھایا اور قبۂ مینا (آسمان) نے زربفتی جھالر، یا زربفتی پردے لٹکائے۔

(۵۷) چو نقل کرد روانش مسافر ملکوت × برای عرس بہ عرش کرد خرقہ و طا

حل لغات

روانش - روان - بمعنی جان ضمیر شین کی آں حضرت کی طرف راجع ہے۔

مسافر ملکوت - فرشتہ۔
عُرس - طعام عروسی - مجازاً بمعنی

مجلسِ طعام فاتحہ بزرگاں۔ اس لئے کہ دُنیا سے رحلت اور خدا سے وصال بہ منزلہ شادی ہے۔ یہاں غم و ماتم مقصود ہے۔

خرقہ کردن وطا۔ لباس کا پھاڑ ڈالنا۔

معنی: آپ کا انتقال وہ پُر ملال ہے۔ کہ عالمِ ملکوت کے سافروں (یعنی فرشتوں) نے اس ماتم میں لباس پھاڑ ڈالے۔

(۵۸) **دریدہ جوزا جبھہ برید پروین عقد × گزاشت مہر دواج و فگند صبح لوا**

حل لغات: **جبھہ۔** پیشانی۔ اور چاند کی ایک منزل ہے۔ اور وہ چار ستارے ہیں۔ جو بُرجِ اسد کی پیشانی پر واقع ہیں۔ جوزا۔ اور جبھہ میں کوئی مناسبت نہیں اس لئے کہ یہ ستارے بُرج اسد میں ہیں اس لئے یہاں جیب کا نسخہ بہتر ہے۔

عقد۔ موتیوں کی لڑی۔ گلوبند۔

دواج۔ بالاپوش۔ لباس قبا۔

لوا۔ عَلمِ فوج۔ نشان لشکر۔

معنی: آپ کے انتقال کے غم میں، جوزا نے اپنا گریبان پھاڑ ڈالا۔ پروین نے اپنے موتیوں کی لڑی توڑ ڈالی۔ آفتاب نے اپنی نورانی قبا۔ اُتار ڈالی (گھن لگ گیا) صُبح نے اپنا جھنڈا پھینک دیا۔ یعنی آپ کے انتقال سے عالم بالا میں ایک ہل چل مچ گئی۔ ہر شئے المناک تھی۔

۵۹ **بوقتِ مکرمہ بحرِ کفش چو موج زدے × حباب وار بُدے ہفت گنبدِ خضرا**

سخاوت بحر

اللہ رے جوشِ سخاوت! آپ کے دستِ فیاض کا سمندر جس وقت لہریں مارتا ہے تو اُس میں یہ ساتوں آسمان (جس کو تم بہت بڑا خیال کرتے ہو) ایسے معلوم ہوتے ہیں، جیسے بُلبلے۔

(۶۰) **ز بوئے خلقش حبل الوفت رید بازبان × ز فر نطقش حبل المتین گرفت بھا**

حل لغات

حبل الورید۔ رگِ گردن جس کے کٹنے سے آدمی مرجاتا ہے۔
جناب محشی نے یہاں شریعت سے مراد لی ہے۔ میرے نزدیک جز بولکر ارادہ کل ہے۔ یعنی انسان مراد ہے۔
حبل المتین۔ مضبوط رسی۔ اس سے مراد قرآن شریف ہے۔
بہا۔ خوبی۔

آپ کے اخلاق حمیدہ سے (جو خدائی ہیں) انسان کو حیات ابدی مل گئی۔ اور آپ کی گویائی سے خود قرآن شریف کو خوبی واثق حاصل ہوگی۔ اس لئے کہ آپ "افصح عرب" تھے۔

(۶۱)

ہنر لہ چون کف او نشر کرد نشرہ جود × روان حاتم طی طی کند بساط سخا

حل لغات

نشر کردن۔ پراگندہ کرنا۔
نشرہ۔ تعویذ۔ افسون۔ اور بچوں کی رنگین تختی۔ یہ سب معنی یہاں موزوں نہیں اس لئے جناب **شاداں** نے یہاں "نشوہ" بمعنی "بو" پڑھا ہے۔ خود نشر کے معنی بھی بوئے خوش کے ہیں
حاتم طے۔ طے بروزن ئے۔ یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ حاتم طائی اسی سے منسوب ہے

معنی

جس وقت کہ آپ کا ہاتھ بخشش کی خوشبو پھیلائے، اُس وقت حاتم کو اپنی سخاوت کی بساط لپیٹ لینا ہی زیبا ہے۔ اس لئے کہ کہاں روحانی نعمتوں کی بخشش، اور کہاں مادی یہ دونوں کب برابر ہو سکتی ہیں۔

(۶۲)

ز بارگاہِ محمدؐ ندائی ہاتفِ غیب × بمن رسید کہ خاقانیا بیا بثنا

معنی

لو۔ محمد مصطفٰیؐ کی بارگاہ سے مجھے ہاتفِ غیب کی یہ آواز پہنچ گئی:۔
"خاقانی! بیٹھا کیا کرتا ہے، ہماری تعریف لا۔

(۶۳)

ز خشک آخور خذلان برست خاقانی × کہ در ریاض محمدؐ چرید کشتِ رضا

حل لغات

خشک آخور۔ آخور اصطبل۔ اور گھوڑوں کے چرنے کی جگہ۔ خشک آخور:۔

جہاں گھاس و اس کچھ بھی نہ ہو۔ } **خذلان** ۔ بے بہرگی۔

معنی | لو ۔ خاقانی ۔ بے بہرگی ۔ بے نصیبی کے مقام خشک سے چھوٹ گیا ۔ اس لئے کہ اُس نے تو آں حضرتؐ کے مرغزار سے خوشنودی کا کھیت چرُ لیا۔

یعنی آں حضرتؐ کی خوشنودی حاصل کر لی ۔ اور وہ یہ کہ اُن کی تعریف و ثنا کی۔

(۶۴) **مرادبخشا! در تو گریزم از اخلاص × کزیں خراس خسیسان دہی خلاص مرا**

(۶۵) **مرا تو باش کہ از ما و من دلم بگرفت × برآر تیغ عنایت یہ من گذار نہ ما**

حل لغات | **اخلاص** ۔ خالص دوستی۔ **خراس خسیسان** ۔ کمینوں کی چکی دُنیا سے مراد ہے **مرا تو باش** ۔ بس تم میرے لئے ہو۔ **ما ۔ و من** ۔ ہم ۔ میں ۔ اس سے مطلب خودی ۔ اور خود بینی ہے۔

معنی | مراد دینے والے ؟ میں تو تمہاری طرف نہایت خلوص سے بھاگ رہا ہوں یہ اس لئے ہے ۔ کہ خدا کا واسطہ : اس دُنیا ، اور اہل دُنیا سے میری رہائی کرا دو مجھے ان کی کچھ ضرورت نہیں ۔ میرے لئے تم ہو ، اور بس ۔ کیونکہ اصل یہ ہے میرا دل " ما و من " یعنی خودی و خود بینی سے بالکل گرفتہ ہو گیا ہے ۔ تم اپنی عنایت کی تیغ کھینچ کر اس کے دو ٹکڑے کر دو ۔ یعنی اپنی عنایت ، اپنی مہربانی میرے حال پر کرو ، کہ خود بینی دفع ہو کر مجھ میں رسولؐ بینی پیدا ہو جائے ۔ اور میں " فنا فی الرسولؐ " ہو جاؤں۔

(۶۶) **کلید رحمت آخر عطا فرست اکنون × کہ گنج معرفت اوّل ہم از تو بود عطا**

معنی | جس طرح حضورؐ نے اوّل معرفت کا خزانہ عطا فرمایا تھا ۔ اسی طرح آخری رحمت کی کنجی بھی عنایت فرما دیجئے ۔ یعنی آپ ہی نے پہلے توحید کی تعلیم دی تھی ۔ اب آپ ہی

مغفرت کی کنجی بھی عطا کر دیجئے۔ کہ میری نجات ہو جائے۔

(۶۷) گواہ تو ئی کہ ندارم بکاہ برگی برگ × باہلِ بیت زمن چون رسد نوال و نوا

معنی آپ شاہد ہیں۔ کہ میرے پاس تو گھاس کے تنکے برابر بھی سامان نہیں۔ اور جب میرے پاس خود نہیں تو میں اپنے اہل وعیال کو کیا دوں۔

(۶۸) چو قرصہ جو و سرکہ نمی رسد بہ مسیح × کجا رسد بحواری خوان و حلوا

معنی ای۔ جب خود حضرتِ عیسیٰ کے پاس جَو کی روٹی، اور سرکہ تک نہیں۔ تو پھر اُن کے حواری کو کھانا۔ حلوا کہاں سے مل سکتا ہے۔ "خوارہ" کے معنے کھانے کے ہیں۔

(۶۹) مرا ز خطہ شروان برون فگن ملکا؟ × کہ قرضہ ایست در وصد ہزار بحر بلا

قرضہ۔ دہانہ۔ گودی۔

معنی اچھا تو مجھے آپ شروان سے تو باہر کر دیجئے۔ یہ تو کمبخت ایسا دہانہ ہے جس میں ہزاروں بلا کے سمندر ہیں۔

(۷۰) مرا کنف کفن ست الغیاث ازین موطن × مرا مقر سقر ست الامان ازین منشا

حل لغات کنف۔ کرانہ۔ جانب۔ پناہ منشا:۔ جائے نشو ونما۔

معنی حضور! یہ شروان، جو جائے پناہ ہونا چاہیئے۔ یہ تو میرے لئے کفن ہو گیا خدا اس موطن سے بچائے۔ اور یہ میرا جائے قرار میرے لئے دوزخ ہو گیا۔ اس مولد ومنشا سے خدا کی پناہ۔

سیدھا سا شعر ہے۔ مگر شارحین نے عجیب وغریب معنے لکھے ہیں۔ جناب محشی۔ کنف کے نیچے لکھتے ہیں۔ "شاید، شراب مراد باشد" پھر سلمانی سے حاشیہ ہے۔ کہ بمعنی

پوست آہو ہے۔ الامان - الحفیظ؟

(۴۱) برِ مہان نشوم ور شوم چو خاکِ مہین × غم گیا نخورم ور خورم بگوہ گیا

حل لغات
مہان - بڑے لوگ۔ | کیا - بادشاہ - حاکم
مہین - خوار - ذلیل۔ | گیا - گھاس۔

معنی
ہاں حضور! مَیں نے عرض کیا تھا۔ کہ مجھے شروان سے کہیں اور بھیج دیجئے۔ وہ اس لئے خواہش کی تھی۔ کہ اب میں بڑے بڑے لوگوں (دُنیا داروں) کے پاس ہرگز ہرگز نہیں جاؤں گا۔ اگرچہ میں بہ ظاہر خاک کی طرح خوار و ذلیل ہی کیوں نہ ہو جاؤں اور اب میں بادشاہ کی کچھ پروا نہیں کروں گا۔ اور اُس کے دسترخوان کی گمس نہ بنوں گا اگرچہ مجھے پہاڑوں پر گھاس ہی کیوں نہ کھانا پڑے۔

فاضل بلگرامی کے معنی
فاضل بلگرامی } بڑے آدمیوں کے پاس نہ جاؤں گا۔ اگر جاؤں تو خوار سمجھنا۔ حکام کی پروا نہ کروں گا، اگر کروں گا تو اتنی جیسے پہاڑ کے مقابلے میں پرِ کاہ۔ اس سے بھی مقصود یہ ہے۔ کہ مطلق پروا نہ کروں گا۔

فاضل موصوف کے یہ معنی صحیح نہیں۔ (شادمان ۱۲)
سلمانی میں "غم" کے معنے روٹی کے بھی ہیں۔

(۴۲) ازیں گروہ کہ پرکار دور را ماند × دلم چو نقطہ نون ست در خطِ دنیا

حل لغات
گُروہ (بالضم) منزل۔ مقام و کوس مراد دُنیا سے ہے۔ گرَوہ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اور یہ اچھا ہے۔ | نقطۂ نون - دل کی تنگی سے کنایہ ہے۔
درخطِ دنیا - اے در دائرۂ دنیا

معنی
حکیم کہتا ہے۔ کہ اس گروہ سے، کہ جو پرکار دور کی طرح ہے - میرا دل نقطۂ نون کی طرح اس دائرۂ دنیا میں بہت تنگ ہو گیا ہے۔



(۴۳) گرفته سرسام جسم شان ابرص × زسام ابرص جانکاہ تر بزہر جفا

حل لغات سرسام۔ ورمِ دماغ۔ مشہور بیماری ہے۔ ابرص۔ جس کے جسم پر سفید داغ ہوں۔ سام ابرص۔ کرفش۔ زہریلا جانور ہے۔ بکھپڑا۔

معنی اُن کو سرسام ہوگیا ہے۔ ان کے جسم میں سفید داغ پڑگئے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں۔ یہ لوگ زہرِ جفا ہیں۔ بکھپڑے سے زیادہ جاں کاہ ہیں۔ ان کے کاٹے کا منتر ہی نہیں۔

(۴۴) مرا بباطل محتاج جاہ خود شمرند × بحق حق کہ جز از حق مراست استغنا

معنی حضور! یہ تو ملاحظہ فرمائیے۔ کہ یہ لوگ اپنے خیالِ باطل سے مجھے اپنے جاہ کا محتاج سمجھے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں تو خدا کے سوا کسی کی بھی پرواہ نہیں رکھتا۔

ساتواں قصیدہ ختم ہوگیا

قصیدۂ ہشتم

ای پنج نوبہ کوفتہ در دار ملک لا × بر چہار بالش وحدت کشد ترا (۱)

اس قصیدے کے تین شارح ہیں:۔

(۱) اول جناب محشی

(۲) دوم جناب مولوی صادق علی

(۳) سوم جناب شادان بلگرامی

حل لغات

پنج نوبت سے مقصود پانچ وقت کی نماز ہے۔ نوبت پہلے تین وقت بجتی تھی سکندر کے وقت سے پانچ وقت بجنے لگی۔

دار ملک لا "لا الہ الا اللہ" کا پایہ تخت۔ لا سے مقصود پورا کلمہ توحید ہے۔

چہار بالش - مسند۔ تکیہ۔

وحدت - یگانگی۔ یکتائی۔

معنی

حکیم کہتا ہے جس طرح دنیوی بادشاہوں کے پایہ تخت میں پانچ وقت نوبت بجتی ہے۔ اسی طرح کلمۂ توحید کے دار الملک میں پانچوں وقت نقارہ پر چوب پڑ رہی ہے وہ تمھیں بتاؤں کیا ہے؟ پانچوں وقت کی نماز ہے۔ جس میں "اشہد ان لا الہ الا اللہ" کہا جاتا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے۔ کہ اگر تم اس کی تصدیق کرلو، تو یہ تم کو مسند وحدت کی طرف پہونچا دے گا۔ اور موحد بنا دے گا۔

جولانگہ توز آن سوی الا گرفتنی × ہژدہ ہزار عالم ازین سوی لا رہا (۲)

حل لغات

زان سوی الا۔ اَلّا کے اس طرف اور الا کے اُس طرف" اللہ" ہے کیوں کہ "الا اللہ" ہے۔ فاضل بلگرامی تحریر فرماتے ہیں"آن سوی لاالہ۔ وحدت ولامکان کی بھی اس پار۔یعنی وصال حق"۔ آپ کی عجیب تقریر ہے۔ لامکان جو عالم ذات الٰہی ہے یہاں تو وصالِ حق ہوتا ہی ہے اسکے اس پار کیا ہے جہاں وصال حق ہوگا۔

ہژدہ ہزار عالم۔ اٹھارہ ہزار عالم۔ کثرت مطلوب ہے۔

این سوے لا۔ یعنی لاالٰہ الا اللہ کے اسطرف۔ اور وہ کل عالم مخلوقات ہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر کہیں تم لا الٰہ الا اللہ کے اس طرف، جو اٹھارہ ہزار عالم ہیں۔ ان کو رہا کر دو، اور تمامی مخلوقات کو ترک تو پھر تمہاری جولان گہ (الا) کے اس طرف یعنی اللہ کی طرف ہو جائے گی۔

(۳) **از عشق سا بدرقہ پس ہم بنور عشق × از تیہ لا بمنزل الا اللہ اندر آ**

حل لغات

بدرقہ۔ وہ سپاہی جو قافلہ کی حفاظت اور راہبری کرتے ہیں۔ اور وہ جنگل جس میں حضرت موسیٰ چالیس سال سرگرداں رہے۔

تیہ۔ ایسا جنگل جس میں مسافر ہلاک ہو جائے

لا۔ سے (لاالٰہ) مقصود ہے

معنی

مخاطب! یہ جو تم سے کہا۔ کہ ترک دنیا کر کے اللہ کی طرف ہو جاؤ۔ اس کیلئے تمہیں بدرقہ کی ضرورت پڑے گی۔

سنو، سنو۔ وہ راہبر، وہ محافظ عشق ہے عشق۔ لہٰذا اسکو اختیار کرو۔ اور اس کی نور کی راہنمائی سے لاالہ (نفی خدایان باطلہ) کے مہلک جنگل سے نکل کر الا اللہ کی منزل میں آ جاؤ۔

یعنی تم کو اس وقت تک تقرب باری تعالےٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس وقت تک تم اس کا عشق نہ اختیار کرو۔ اسی عشق سے تم نفیِ خدا کے ہولناک جنگل سے نکل کر خدا تک پہونچ سکتے ہو۔ اور بس۔

(۴) **دروازۂ سہ آ ازل دان سہ حرف عشق — دندانہ کلید ابدان دو حرف "لا"**

معنی

سچ بتاؤ۔ تم نے "عشق" اور "لا" کو کیا سمجھا ہے؟ خیر تم نے جو کچھہ سمجھا ہو۔ میں بتاتا ہوں۔ یہ عشق کے تین حروف ازل کے مکان کے پھاٹک ہیں۔ اسی سے ذات ازلی تک رسائی ہوتی ہے۔ اور یہ لا (یعنی لا الٰہ الا اللہ) دیکھنے میں تو دو حرف ہیں۔ یہ ابد کے دروازے کی کنجی کے دندانے ہیں۔ دندانے = اسی سے ذاتِ ابدی تک پہنچ ہوتی ہے۔ عشق اختیار کرو۔ لا الٰہ کہو۔ الا اللہ تک پہنچ جاؤ گے

(۵) **لا حاجب ست بر در الاش مقیم — کو اللہان باطلہ رامی زند قفا**

حل لغات

حاجب ۔ دربان ۔ چوب دار

اللہان باطلہ ۔ دوسرے جھوٹے خدا ۔ "نول کشوری" نسخے میں ابلہاں غلط لکھا ہوا ہے۔

قفا زدن ۔ گدا رسید کرنا ۔

معنی

اور تمھیں بتاؤں کہ یہ لا کیا ہے ۔ یہ ایک چوبدار ہے، جو اللہ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ اور اُن جھوٹے خداؤں کو گدّے مار مار کر نکال دیتا ہے۔ چناں چہ وہ ایسا کر رہا ہے غور کرو۔

(۶) **بی حاجبی لا بدر دین مرو کہ ہست — دین گنج خانہ حق و لا شکل اژدہا**

معنی

اندریں صورت۔ لا کی حاجبی بغیر دین کے دروازے پر نہ جانا ۔ اس لئے کہ دین خداوندی خزانہ ہے ۔ اور یہ لا اُس پر اژدہا ہے ۔ اگر تم اس کے بغیر ادہر چلے تو یہ تمھیں نگل لے گا ۔ یعنی نفی خدایان بغیر خدا کی وحدانیت کا اقرار ٹھیک نہیں ۔ باعثِ ہلاکت ہے۔

جناب شاداں کے معنے میں غلطی ۱۲

جناب **فاضل بلگرامی** اس معنی سے غافل ہوکر تحریر کرتے ہیں۔

" لا کو بغیر حاجب بنائے ہوئے دروازۂ دین پر نہ جا ۔کیونکہ دین بمنزلہ خزانہ خدا اور لا بہ صورت اژدہا ہے۔ خدایانِ باطلہ کو نگل جاتا ہے ۔

خاقانی ۔ مخاطب کو خوف دلا رہا ہے ۔ نہ باطل خداؤں کو ۔ (شادماں ۱۲)

(۷) حدِ قدم مپرس کہ ہرگز نیامدہ ٭ در کوچۂ حدوث عماری کبریا

حل لغات

قِدم ۔ بکسر اول ۔ دیرینہ ہونا ۔ قدیم ہونا ۔ باری تعالےٰ کی ایک صفت ہے

حدوث ۔ کسی چیز کا نیا پیدا ہونا ۔ مخلوقات کی صفت ہے ۔

عماری محل

کبریا ۔ بزرگی ۔ یہاں ذاتِ ایزدی مقصود ہے ۔

معنی

تم قِدم کی حد نہ پوچھو ۔ نہ میں بتا سکتا ہوں ، نہ تم سمجھ سکتے ہو ۔ ہاں اتنا میں جانتا ہوں ۔ اور یہی بتائے دیتا ہوں ۔ کہ ازلی معشوق کی محمل کبھی حدوث کے کوچہ میں نہیں آئی ۔ اور نہ آ سکتی ہے ۔ یعنی معشوق حقیقی سے وصال عالم حدوث میں ممکن نہیں ۔ تم تزکیہ نفس کر کے عالمِ قِدم میں پہنچو ، اور وصل حاصل کرو ۔

(۸) از حِلّۂ حدوث برون شو و منزلی ٭ تا گویدت قریشیِ وحدت کہ مرحبا

حل لغات

حِلّہ ۔ مکّہ معظمہ کے راستہ میں مقام ہے وہاں سے مکّہ دو منزل ہے

قریشیِ وحدت ۔ قریشی ۔ منسوب بہ قریش ۔ نام قبیلہ ۔ جس کے باپ کا نام "نظر" بن کنانہ ہے ۔ ہمارے پیغمبرؐ کے اجداد سے ہیں ۔

قریش ۔ دراصل قرش کی تصغیر ہے

یہ ایک بحری جانور ہے ، جو کل بحری جانوروں پر تفوق رکھتا ہے ۔ غلبہ کی وجہ سے یہ لقب ہوا ۔

قریشیِ وحدت میں اضافت تشبیہی ہے ۔ مگر جناب محشی نے ذات رسول مراد لی ہے

مرحبا ۔ مہمان کی تعظیم کے لئے بولا جاتا ہے

معنی

تم ابھی تک حدوث کے مقام میں پڑے ہوئے ہو ۔ یہاں سے ذرا دو منزل آگے بڑھو تو قدم کے مکّہ میں پہنچ جاؤ گے ۔ اِدھر تم پہنچے ، اُدھر آئی آواز آئی ۔ "خوش آمدید" "خوش آمدید" ، یعنی عالمِ مادی ترک کرو ۔ اُس وقت عالم وحدت میں پہنچو گے ۔

(۹) پیوند دین طلب کہ بہین دایہ تو اوست × روزیکہ از مشیمۂ عالم شوی جدا

حل لغات: **مشیمۂ عالم** - مشیمہ اُس جھلی کو کہتے ہیں جس میں، پیٹ کے اندر بچہ ہوتا ہے۔ مشیمۂ عالم سے مراد یہی مادی عالم ہے۔ جناب محشی "شرف نامہ" کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ کہ "آفتاب"۔ یہاں آفتاب سے کیا مطلب ؟

معنی: تم دین سے توصل و تعلق حاصل کرو۔ اور یہ یاد رکھو کہ جس دن تم اس مادی عالم کے مشیمے سے علیحدہ ہوے، تو تمہاری بہترین دایہ' یہی دین ہوگا۔ اور بس۔ یعنی مادی عالم ترک کرکے روحانی عالم میں آؤ۔ یہاں یہی دین تمہارے کام آئے گا۔

جناب محشی فرماتے ہیں۔ کہ "او" کی ضمیر آں حضرت کی طرف بھی راجع ہوسکتی ہے۔ اور دُنیا کی طرف بھی۔ آپ نے قرینۂ وحدت سے آں حضرت مراد لی تھی اس لئے ضمیر کو آپ آنحضرت کی طرف راجع کر رہے ہیں۔ اس صورت میں خیر کچھ ربط معنی ہو سکتے ہیں۔ لیکن دنیا کی طرف راجع کرنے سے کیا معنی ہوں گے۔

(۱۰) حاجت شود روا چو تقاضا کند کرم × رحمت روان شود چو اجابت شود دعا

(۱۱) این دم طلب کہ راحت ازین دم شود پدید × اینجا طلب کہ حاجت ازین جا شود روا

(۱۲) کسری ازین ممالک و صد کسری و قباد × خطوی ازین مسالک و صد خطۂ خطا

(۱۳) فیض ہزار کوثر ازین بر یک شک برگ × ہزار طوبی ازین باغ یک گیا

حل لغات:

این دم اسی وقت

این جا یہیں دنیا میں۔

کسری پارہ

ازین ممالک سے مراد دین و عشق ہیں۔ اسی طرح مسالک۔ ابر۔ باغ سے بھی یہی دونوں چیزیں مطلوب ہیں۔

خطوہ مسافت یک قدم

خطہ - پارۂ زمین۔ شہر۔ ولایت۔

خطا - ترکستان میں ایک شہر ہے۔

فیض ۔ ایک نسخہ میں قبض ۔ ایک میں ابر ہے، فیض اچھا ہے ۔ | طوطی ۔ نول کشوری نسخے میں غلط لکھا ہوا ہے ۔ طوبیٰ ہونا چاہیئے ۔

معنی

سُنو! سنو ۔ جس وقت الٰہی کرم کا تقاضہ ہوتا ہے ۔ اُسی وقت حاجت روا، ہو جاتی ہے ۔ جس وقت دعا درجۂ اجابت پر فائز ہوتی ہے ۔ اُسی وقت رحمت ہوتی ہے ۔ اندریں صورت میں نہایت زور سے کہوں گا ۔ کہ تم اِسی وقت دین اوٗ عشق کو طلب کرو ۔ کہ تمہیں اسی وقت سے راحت حاصل ہو ۔ اور یہیں دنیا میں طلب کرو ۔ کہ اِسی جگہ تمہاری حاجت روائی ہو جائے، ورنہ آخرت میں طلب کوئی چیز نہ ہوگی ۔ سنو سنو ان ممالک (عشق و دین) کا ذرا سا قطعہ، صدہا نوشیرواں اور قباد کے ملکوں کے برابر ہے ۔ اور ان ممالک کی قدم بھر زمین سیکڑوں خطا کے مساوی، پھر کیا طلب ملک میں پڑے ہوئے ہو ۔

ہزاروں کوثروں کا فیض، اور اس ابر (دین و عشق) کے چند قطرے، اور سیکڑوں طوبیٰ کے پتے، اور اس باغ (عشق) کی ذراسی گھاس برابر ہیں ۔ اور سچ یہ ہے کہ برابر نہیں ہو سکتیں ۔

جناب محشی تحریر کرتے ہیں ۔ "ایں جا کنایت از درگاہ رسول ست" پھر تیسرے شعر میں یہ تحریر کرتے ہیں "یعنی شکست از ممالک دنیا مقابل صد کسریٰ و قباد گویا گردسہ صد کسری و قباد حاصل مے شود ۔ مصرعہ ثانی ہمبریں نسق ست"

(۱۴) فتراک عشق گیر نہ دنبال عقل از انکہ عیسات دوست بہ کہ حواریت آشنا

حل لغات

فتراک :۔ شکار بند

دنبال :۔ عقب

عیسیٰ ست :۔ نول کشوری نسخے میں ہے ۔ عیسات چاہیئے ۔

حواری ۔ حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب ۔

معنی

تم شکار عشق ہو کر، اس کے شکار بند میں آؤ ۔ عقل کے پیچھے پیچھے نہ چلو ۔ خدا کی معرفت میں اُسے کچھ دخل نہیں ۔ اب تم خود اس کا فیصلہ کرو ۔ کہ تمہارے دوست

حضرت عیسیٰ (عشق) ہوں تو بہتر، یا اُن کے حواری (عقل)

(۱۵) میدان کہ دل ز روے شناساں آں سرا ست × مشمارش از غریبانِ ایں سرا

حل لغات

دل سے یہاں روح مطلوب ہے

روی شناس ۔ معروف۔ جسے لوگ جانتے ہوں۔

از ۔ دونوں جگہ تبعیضیہ ہے۔

آں سرا ۔ عالم مجردات۔

غریب شمار ۔ ایسا شخص، جس کا شمار مسافروں میں ہو، غیر معروف۔

ایں سرا عالم مادی۔

معنی

تم روح کو عالم مجردات کے مشہورین میں سے سمجھو۔ کہیں یہ رائے نہ قائم کرلینا۔ کہ وہ اس مادی عالم کے مجہولین میں سے ہے۔

(۱۶) دل تابخانہ ایست کہ ہر ساعتی در و × شمع خزائنِ ملکوت افگند ضیا

اسرار الٰہیہ ۱۲

معنی

روح اور صرف یہی روح، وہ تابخانہ ہے، جس میں الٰہی اسرار کی شمعیں ہر وقت اپنی روشنی ڈالا کرتی ہیں۔ اور الٰہی فیضان کی ضیا باری ہوتی ہے۔

(۱۷) بینی جمال حضرت عین اللہ آن زماں × کائینہ دل تو شود صادق الصفا

معنی

مگر تم اس وقت حضرت عین اللہ کا جمال دیکھو گے۔ جس وقت کہ تمہاری روح کا آئینہ بالکل مجلّا و مصفّا ہو جائے گا۔ لہٰذا زنگِ کفر دور کرو اور تزکیۂ باطن، اور تصفیۂ دل میں مصروف ہو۔

(۱۸) در دل مدار نقش امانی کہ شرط نیست × بتخانہ ساختن بہ نظرگاہِ پادشا

حل لغات

امانی ۔ امینہ کی جمع ہے۔ آرزوئیں

نظرگاہ ۔ مقامِ نظر۔ مومن کا قلب نظرگاہ خداوند عالم ہے۔

معنی: سنو۔ سنو! مادی خواہشات کے فوٹو سے دل کو بالکل خالی کرو۔ ایزدی معشوق کی نظرگاہ کے سامنے بت خانہ بنانا۔ اور اس قسم کی تصاویر سے اُس کو سجانا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔

(۱۹) دنیا بعرض فقر بن وقت من یزید × کو گوہر تمام عیار ارزد این بہا

معنی: دیکھو! جس وقت۔ کہ فقر نیلام کے بازار میں لایا جائے، اور اُس پر بولی، بولی جا رہی ہو۔ تم فوراً، کُل دُنیا دے کر اُسے خرید لو۔ اس لئے کہ "وہ" موتی ہی ایسا کھرا ہے، جس کی قیمت ہی یہی ہے۔ کوئی تم نے زیادہ بولی نہیں بولی۔ ٹھگ نہیں گئے۔

(۲۰) در چارسوی فقر در آ تا زراہ ذوق × دل را ز پنج نوش سلامت کنی دوا

حل لغات: **پنج نوش**۔ شراب۔ جس میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔

جناب محشّی "پنج نوش سلامت" پانچ باطنی حواس سے کنایہ بتاتے ہیں۔

غیاث میں ہے۔ کہ ایک معجون ہے جو مقوی دل ہے اس میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ مس۔ فولاد۔ سیماب۔ لوہے کا میل ابرک، اس کا معرب "فنجنوش" ہے ہندی میں اس کو پنج امرت کہتے ہیں۔

"پنج نوش سلامت" میں اضافتِ تشبیہی ہے۔

دل را۔ یہ (را) اضافی ہے۔ "دل" مضاف الیہ۔ اور "دوا" مضاف ہے۔

معنی: ہاں! تم دنیا، اور اہل دُنیا کو ترک کر کے، فقر کے چوپڑ کے بازار میں آ جاؤ۔ اُدھر تم۔ اس میں آئے۔ اُدھر ایک ذوق پیدا ہوا۔ اس سے تم اپنے دل کی دوا، سلامتی کے مقوی معجون سے کر سکو گے۔ اس لئے کہ السلامۃ فی الوحدۃ آ گیا ہے۔

(۲۱) ہمت ز آستانۂ فقرست ملک جوے × آرے ہوا زکیسۂ دریا بود سقا

حل لغات: **ملک** سے مراد۔ عالمِ آخرت ہے۔ **سقا**۔ بہشتی۔ غیر مشددنظم ہوا ہے۔

اور یہ ایک قسم کا تصرف ہے۔

معنی — اگر ہمت بلند ہو۔ عالم عقبی ایسا وسیع ملک دستیاب ہوسکتا ہے تو، اسی فقر کے آستانے سے۔ اس لئے تم اپنی بلند ہمتی کو کام میں لاؤ۔ سچ یہ ہے کہ ہوا جو سقائی کرتی پھرتی ہے۔ وہ سمندر ہی کی بدولت ہے۔ اس سے بخار اُٹھتے ہیں، اوپر جاکر ابر بنتے ہیں۔ ہوا ادھر اُدھر لے جاکر عالم کو سیراب کرتی ہے۔

(۲۲) عزلت گزین کز عزلت خشنند × آدم در خلافت و عیسیٰ رہ سما

معنی — یہ جو حضرت آدم ع کو خلافت، اور حضرت عیسیٰ کو آسمان پر جلوہ افروزی میسر ہوئی۔ یہ محض عزلت نشینی کے نتائج میں سے ہے۔ تم بھی یہی شیوہ اختیار کرکے، عالم عقبیٰ، ایسا وسیع ملک حاصل کرو۔ چلو۔ چلو تفرد و تجرد کی طرف قدم اٹھاؤ۔

(۲۳) شاخ امل بزن کہ چراغیست زود میر × بیخ ہوس بکن کہ درختیست کم بقا

معنی — میاں کھڑے دیکھتے کیا ہو۔ امید کی شاخ کو کیوں نہیں کاٹ کر پھینک دیتے، یہ تو خود جلدی بجھنے والا چراغ ہے۔ اور ہوس کی بیخ ہی اُکھیڑ پھینکو۔ یہ تو درخت ہی کم عمر والا ہے۔ پھر ایسی بے بقا چیزوں کے رکھنے کا فائدہ۔

(۲۴) گر سرّ یوم یحمیٰ بر عقل خوانی × پس پائمال مال مباش از سرِ ہوا

حل لغات — یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ، هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ

(ترجمہ) اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اس کو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے تو تم ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔) اس دن کے متعلق، جس دن وہی سونا چاندی جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس کے ذریعے سے ان کی پیشانیاں اُن کی پیٹھیں، اُن کے پہلو داغے جائینگے۔

(اور اُن سے یہ کہا جائے گا، یہ وہی ہے جو تم اپنی ذات کے لئے جمع کیا کرتے تھے۔ پس جس طرح تم جمع کیا کرتے تھے۔ اب اس کا مزا چکھو۔ دسویں پارے، سورہ توبہ میں یہ آیت واقع ہے۔

اگر تم نے "یَوۡمَ یُحۡمٰی" والی آیت کا مفہوم، مطلب عقل کو بتا دیا ہے۔ پھر از روئے ہوا و ہوس پائمالِ مال نہ ہو۔ ورنہ قیامت میں اسی مال سے تمہاری پیشانی اور پہلو داغے جائیں گے۔

(۲۵) **تنگ آمد است ۱×۱ زلزلۃ الارض یخون ا×۱ بر مالھا۔ وقال الانسان مالھا**

حل لغات: **تنگ آمد است**۔ یعنی بہت قریب ہے۔ اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا (ترجمہ) جس وقت زمین بہت زور سے زلزلہ میں آئے گی۔ اور زمین اپنے دفینے نکالے گی۔ اور انسان یہ کہے گا اسے کیا ہو گیا ہے۔ (تو اس روز زمین تمام واقعات بیان کر دے گی۔ یہ مذکورۂ بالا آیتہ تیسویں پارے میں ہے۔

معنی: دیکھو۔ قیامت قریب آ گئی ہے۔ اس دن زمین اس قدر ہلے گی۔ اس قدر جنبش میں آئے گی۔ کہ اُس کے دفینے باہر نکل پڑیں گے۔ ہاں۔ اور ہاں تم مال پر "قال الانسان مالھا" پڑھ دو۔ یعنی مال بالکل بے حقیقت چیز ہے۔ قیامت میں یہ کچھ کام نہ آئے گا۔ زمیں بھی اسے نکال پھینکے گی۔ وہاں تو جو کام آنے والی چیز ہے، وہ عمل ہے عمل۔ اٹھو۔ اٹھو۔ کار نیک کرو۔ اور بس۔

(۲۶) **حق می کند ندا کہ بارہ ورا زینت ×از "مال" لا تم بفگن باقی شناس "ما"**

معنی: بھائی۔ خدا تو۔ نہایت زور زور سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہم میں تم میں زیادہ

زیادہ فاصلہ نہیں۔ اسے لو۔ مال سے دل) گرادو۔ اب کیا باقی رہا، ما، ہم رہے یا نہیں ہم میں، تم میں محض مال کی محبت کی وجہ سے دوری ہے۔ اسے نکالو۔ پھر تنہا رہے دل میں ہم ہی ہم ہوں گے۔

(۲۷) خس طبع را چہ مال دہی وچہ معرفت × بی بصر را چہ میل کشی و چہ توتیا

حل لغات

خس طبع۔ دنی الطبع۔

میل کشیدن۔ آنکھوں میں اندھا کرنے کے لئے گرم کرکے سلائی پھیرنا۔

معنی

یہ جو ہم تعلیم دیتے آرہے ہیں۔ یہ شریف النفس کے لئے ہے۔ نہ دنی الطبع کے لئے۔ اس کو مال دو تو، اور خدا کی شناخت کراؤ تو، دونوں برابر ہیں۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اندھے کی آنکھ میں سلائی پھیر دو تو۔ سُرمہ لگا دو تو، دونوں برابر ہیں۔ اس لئے کہ وہ تو اندھا ہے، نہ اُس سے نفع نہ اُس سے نقصان۔

(۲۸) از عافیت مپرس کہ کس را نداده اند × در عاریت سرای جہاں عافیت عطا

(۲۹) خود ما در زمان ز وفا حاملہ نشد × ور شد بقہرش از شکم افگند ہم قضا

معنی

عافیت کے متعلق تو تم کچھ سوال ہی نہ کرو۔ کیونکہ اس عارضی مقام میں قضا وقدر نے آرام دیا ہی نہیں۔ "الدنیا سجن للمومن"۔ یہ تو محل جد وجہد وتکلیف ہے۔ تزکیہ نفس کرو۔ اخلاقِ ذمیمہ دور کرو۔ خدا کی معرفت حاصل کرو۔ حادثاتِ ارضی وسماوی کی برداشت کرو۔

میاں! تم تو عافیت کے متعلق پوچھتے ہو۔ یہاں سرے سے زمانے کی اماجان وفا سے کبھی حاملہ ہی نہیں ہوئیں۔ اور اگر کبھی اتفاقی حمل رہ گیا۔ تو جھٹ آسمان نے جبراً ساقط کر دیا۔

نولکشوری نسخہ میں (مادر قضا) اچھا نہیں۔ "مادر زماں" عمدہ ہے۔ "قضا" سے مراد میں نے آسمان لی ہے۔ نہ قضا وقدر۔ اور متتبع کلام فرس واقف ہے۔ کہیں غلطی نہیں کر رہا ہوں۔

فاضل بلگرامی کے معنے ۱۲

فاضل بلگرامی } مادر قضا دفا کی حاملہ ہی نہیں ہوئی اور اگر ہوئی، تو قضا نے بجبر اس حمل کو گرا دیا۔

اس معنی میں جو خرابی ہے، اس سے ہر شخص واقف ہو سکتا ہے

(۳۰)

از کوی رہزنان طبیعت ببر قدم × وز خوی رہروان طریقت طلب وفا

حل لغات

رہزنان طبیعت مقتضیات طبیعت۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا دار مراد لی جائے۔ تاکہ رہروان طریقت سے مقابلہ ہو جائے۔

رہروان طریقت × سالکان راہ خدا۔

معنی

تم اس بے وقوف طبیعت کی خواہشات سے الگ ہو جاؤ۔ اور حرص کا بالکل قلع قمع کردو۔ اس کے بعد سالکان راہ خدا کے ساتھ ہوکر ان کے اخلاق حسنہ سے طلب وفا کرو۔ ورنہ زمانے، اور اہلِ زمانہ میں وفا کہاں۔ از کوچہ ما طلب وفا را

نول کشوری نسخے میں (ر وزناں) غلط لکھا ہوا ہے۔

(۳۱)

بر پنج فرض عمر برافشاں ازانکہ ہست × شش روز آفرینش ازیں پنج بانوا

حل لغات

پنج فرض۔ (۱) نماز (۲) روزہ (۳) حج (۴) زکات (۵) جہاد۔ یا پانچوں وقت کی نماز۔

وانکہ ہست۔ نول کشوری نسخے میں غلط لکھا ہوا ہے۔ "ازانکہ ہست" صحیح ہے۔

شش روز آفرینش:۔ خدا نے تمامی موجودات کو چھ دن میں پیدا کیا۔ "ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام۔

بانوا

باسامان

معنی

تم ان پانچ فرائض پر اپنی قیمتی عمر نثار کردو۔ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو۔ حج کرو۔ زکوٰۃ دو۔ وقت پر جہاد کرو۔ اس لئے۔ کہ یہی وہ فرائض ہیں۔ جن کی بدولت تمامی موجودات خلق کئے گئے ہیں اور ان ہی سے وہ باسامان ہیں۔ ورنہ عدم میں ہوتے

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔

(۳۲) توسن دلی و رائض تو قول لا الٰہ × اعمیٰ وشی و قائد تو شرع مصطفیٰ

حل لغات

توسن دلی۔ تو سرکش ہے۔
"توسن سرکش" گھوڑے کو کہتے ہیں
رائض۔ شہسوار۔ جو گھوڑے کو درست کرتا ہے۔

اعمیٰ وشی۔ تو اندھے کی طرح ہو۔
قائد۔ راہبر۔ کورکش۔ اندھے کی لکڑی پکڑ کر آگے آگے چلنے والا۔

معنی

بُرا نہ ماننا۔ تم متمرد، اور سرکش ہو۔ کیوں اس لئے۔ کہ تم میں ایسی قوتیں موجود ہیں۔ اس سرکشی کو دور کرنے کے لئے ایک رائض کی ضرورت ہے۔ اور وہ کلمہ لا الٰہ ہے اور سچ یہ ہے۔ کہ تم اندھے ہو۔ تمہارا قائد، شریعت نبوی ہو سکتی ہے۔ لہذا کلمہ پڑھو۔ اور شریعت کے پیچھے پیچھے چلو۔

۳۳ با سایہ رکاب محمد عنان در آر × تا طرقوا زنان تو گردند اصفیا

حل لغات

سایہ رکاب محمد۔ یعنی آنحضرتؐ کی پناہ
عنان در آر۔ چل۔
طرقوا۔ بفتح اول۔ راے مہملہ مشدد مکسور۔ صیغۂ امر ہے۔ ہٹو۔ بچو۔

پادشاہوں کی سواری کے آگے آگے نقیب کہتا ہے۔
اصفیا
صفی کی جمع ہے۔

معنی

تم آں حضرت کی رکاب کے زیر سایہ ہو کر چلو۔ اس سے تمہارا وہ مرتبہ ہو جائے گا۔ کہ بڑے بڑے برگزین تمہاری سواری کے آگے "ہٹو۔ بچو" کہتے چلینگے یعنی تم بادشاہ ہو جاؤ گے۔

۳۴ آن باو تا شکن کہ تعریف اوگر × ہم قاف والا م و نق و ہم کاف و نون ہبا

بت ۱۲   قل ۱۲   کن ۱۲

معنی — تم سمجھے بھی، کون محمدؐ! وہ جو بت شکن ہیں۔ اُن ہی کی تعریف سے سورہ قُل نے رونق۔ اور کلمہ کُن۔ یعنی تمام موجودات نے خوبی حاصل کی۔ یعنی آپ نے وہ بت شکنی کی، اور جھوٹے خداؤں کی تذلیل جس سے وحدانیت بارونق ہوگئی۔ اور موجودات باقیمت۔

۳۵ — آن مالک الرقاب دوگیتی و بردرش × در کھتری شجرہ آوردہ انبیا

حل لغات — **مالک الرقاب دوگیتی** دونوں عالموں کے لوگوں کے مالک۔ **کھتری**۔ خوردی۔ **شجرہ**۔ ایک قسم کا کپڑا۔ جس میں درخت و شاخ و گل بنے ہوں۔ اور شجرہ جس میں ابا و اجداد کے نام لکھے ہوں۔ نسب نامہ۔ **انبیا**۔ نبی کی جمع ہے۔

معنی — وہ محمدؐ۔ صرف اس عالم کے نہیں۔ دونوں عالموں کے ساکنین کی گردنوں کے مالک ہیں۔ وہ اور صرف وہ ایسے مہتر ہیں کہ کل نبیوں نے اپنی کھتری کا شجرہ تیار کرکے آپ کے آستانے پر لاکر رکھدیا۔ یعنی کل نبیوں اور پیغمبروں کے سردار ہیں۔

۳۶ — ہم موسیٰ از صناعت او گشتہ مستطیع × ہم آدم از شفاعت او بودہ مجتبیٰ

(صناعت: نیکوئی ۱۲ — مستطیع: صاحب قدرت ۱۲ — مجتبیٰ: برگزیدہ ۱۲)

معنی — اُمّت تو امت آپ کی صناعت سے، بڑے بڑے جلیل القدر پیغامبر صاحب قدرت ہوگئے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ۔ اور آپ کی شفاعت سے بڑے بڑے انبیا برگزیدہ ہوگئے جیسے حضرت آدمؑ۔

۳۷ — نطقش معلمی کہ کند عقل را ادب × خلقش مفرحی کہ دہد روح را شفا

معنی — آپ ہی کا نطق وہ معلم ہے جو عقل کو ادب سکھاتا ہے۔ آپ ہی کا خلق وہ مفرح ہے کہ روح کو شفا دیتا ہے۔

(۳۸) دل گرسنہ درآمد بخوان کائنات × چون شبہتی بدید برون رفت ناشتا

حل لغات

دل گرسنہ ۔ دل سے مراد روح | ناشتا ۔ بھوکا ۔
گرسنہ ۔ مشتاق ۔

معنی

آپ کی روح مبارک دنیا کے دسترخوان پر بھوکی (مشتاق) آئی تھی ۔ کہ اس سے لذائذ حاصل کرے گی ۔ مگر یہاں کے کھانوں میں شبہ پیدا ہوگیا ۔ کیوں کہ معنویت و مادیت ملی جلی تھی ۔ اس وجہ سے آپ بھوکے چلے گئے ۔

(۳۹) مریم کشادہ روزہ و عیسیٰ بہ بست نطق × کو در سخن کشادہ سر سفرۂ سخا

حل لغات

کشادہ روزہ ۔ روزہ توڑ ڈالا | ہے ۔ یا مفاجات کا ۔
بہ بست نطق ۔ چپ ہوگئے ۔ | سفرہ
کو ۔ کہ او کا مخفف ۔ کاف علت کا | دسترخوان

معنی

جونہی آپ نے اپنے کلام میں سخاوت کا دسترخوان کھولا ۔ وہیں حضرت مریم نے روزہ توڑ ڈالا ۔ اور حضرت عیسیٰ خاموش ہوگئے ۔ یعنی آں حضرت کا کلام سُن کر حضرت مریم تعریف کر بیٹھیں ۔ لہذا ان کا روزہ ٹوٹ گیا (اس وقت میں یہ شرط تھی کہ روزے میں بات نہ کرے) ۔

حضرت عیسیٰ ع چُپ یوں ہوئے ۔ کہ اُن کے دم سے جو مُردے زندہ ہوجاتے تھے ۔ وہ زیادہ سے زیادہ دس بیس برس جیتے ، پھر مر گئے ۔ اور آپ کے کلام (تعلیم) سے حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے ۔ اس وجہ سے قم باذن اللہ ، کہنا بیکار سا سمجھے ۔

(۴۰) بر نامدہ سپیدۂ صبح ازل ہنوز × کو بر سیاہ و بر سپید ابد بود پیشوا

معنی

سُنو سُنو ! ۔ آں حضرت کے مرتبہ کا حال ۔ سُنو ! ابھی صبحِ ازل کی پَو بھی نہ پھوٹنے پائی تھی ۔ کہ وہ ابد تک کے اچھے بُرے ۔ سیاہ سپید سب کے سردار تھے ۔

كُنتُ نبياً و آدمُ بين الماءِ والطين۔

۴۱ آدم از و بر قع خدمت سپید رو × شیطان از ا و بیلی حرمان سیہ قفا

معنی یہ جو حضرت آدم ع کو خدمتِ اللہ وخلق اللہ سے سُرخروئی حاصل ہوئی۔ تم جانتے ہو کس کی وجہ سے ہوئی۔ آپ ہی کی بدولت ہوئی۔ اور شیطان کی جو گُدّی پر کالا کالا داغ بے نصیبی کے گدّے سے پڑ گیا۔ اس میں بھی آپ ہی کا ہاتھ تھا۔

۴۲ ذاتش مراد عالم و او عالم کرم × شرعش مدار قبلہ و او قبلہ ثنا

معنی آپ کی ذات اہل عالم کی مراد ہے۔ اور خود آپ کرم کے ایک عالم ہیں آپ کی شرع قبلہ کی دار و مدار، اور خود آپ قبلہ ثنا ہیں۔

۴۳ از آسمان نجیب برون تاخت قدر او × ہم عرش نطعش آمد و ہم سدرہ متکا

۴۴ پس آن سما بگوش خرد گفت کہ شک مکن × کا قدر مصطفیٰ ست علی العرش استوا

حل لغات

نجیب۔ وہ اونٹ۔ جس کی رفتار عمدہ ہو۔

قدر۔ بہ سکون دال۔ عزت۔ بزرگی۔

نطع بفتح اول۔ بساط و فرش چرمین

سدرہ۔ بیری کا درخت۔ سدرۃ المنتہیٰ مقصود ہے۔ حضرت جبرئیل یہاں سے آگے نہ جا سکتے تھے۔

مُتکا۔ تکیہ گاہ۔

دوسرے مصرعہ کی شین کی ضمیر قدر کی طرف راجع ہے۔ دوسرے شعر میں دونوں کاف بیان جملہ مطویہ محذوفہ ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ پہلا بیانیہ دوسرا علت کا ہو۔

جناب محشّی نے دکان ہ کے نیچے لکھا ہے "مختصر کانک"۔

معنی آپ کی قدر و منزلت نے، آسمان کے اس پار سے تیز رفتار سانڈنی دوڑائی دوڑاتے، دوڑاتے سدرۃ المنتہیٰ پہنچی۔ سدرہ اس کا تکیہ گاہ ہو گیا۔ یہاں سے

جو چلی تو عرش پر پہنچی۔ عرش فرش ہو گیا

عقل نے جو یہ دیکھا۔ تو اُسے شک پیدا ہوا۔ اس لئے کہ قرآن میں تو آیا ہے۔ کہ۔ "الرحمٰنُ علی العرش استوی" (رحمٰن عرش پر سیدھا بیٹھا) اور یہاں معاملہ برعکس۔ قدر مصطفوی تنی سیدھی بیٹھی ہوئی ہے۔

یہ شبہ اُس کو گذر رہی تھا۔ کہ آسمان نے چپکے سے عقل کے کان میں کہا۔ کہ "تو کچھ شک نہ کر، اس لئے کہ یہ قدر آنحضرت ہی ہے۔ جو عرش پر سیدھی بیٹھی ہوئی ہے۔ اور کوئی نہیں" گویا خاقانی نے "الرحمٰن" کی تاویل کی کہ اس سے قدر آنحضرت مراد ہے۔

(۴۵) آنشب کہ سوی کعبۂ خلوت نہادے × این غول ربادیہ را کرد زیر پا

(۴۶) آمد پی مشایعتش کوہ در روش × رفت از پی متابعتش سنگ در ہوا

حل لغات

کعبۂ خلوت سے مراد "قاب قوسین اَو ادنیٰ" ہے۔

غول داربادیہ ۔ یہی مادی دنیا

مشایعت ۔ رخصت کے لئے کسی کے ساتھ چند قدم چلنا۔

اس مقام پر "متابعت" غلط لکھا ہوا ہے۔

متابعت ۔ پیروی کرنا۔

معنی

معراج کا ذکر ہے۔ حکیم کہتا ہے کہ اس مبارک رات میں حضور کعبۂ خلوت کی طرف متوجہ ہو کر اس مادی دنیا (جو مقام شیاطین ہے) کو اپنے قدموں کے نیچے کیا۔ تو اس وقت آپ کی مشایعت کے لئے پہاڑ دوڑتے چلے آرہے تھے۔ اور پتھر آپ کی پیروی کے لئے فضا میں پہنچ گئے تھے۔

(۴۷) برداشت فرد و گروہی ز خاک و آب × آمیخت با سموم اثیری دم صبا

اس شعر کے جناب فاضل بلگرامی نے یوں معنی لکھے ہیں:۔

فاضل بلگرامی کے معنی

برداشت، بلند شد، بمعنی لازم۔ یا دو گروہ کی جگہ دو سہ گاسے پڑھا جائے۔ سموم۔ بارد گرم اثیر کرۂ نار۔ دم صبا۔ ہوائے سرد کا جھونکا۔ گروہ منزل۔ فرسنگ۔

معنی — عالم خاک و آب سے ان کی قدر روشان دو فرسنگ بلند ہوئی۔ کہ اُس نے باد گرم کرۂ نار میں صبا کے جھونکے ملا دیئے یعنی موذی کو مفرح کر دیا۔

فاضل بلگرامی کی معنی — ان کی قدر روشان نے باد صبا کو کرۂ اثیر کے باد گرم میں ملا دیا۔ اور موذی کو مفرح کر دیا۔

یہ مطلب ذرا اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اگر یوں معنی کئے جائیں تو کیسے۔

صبا سے استعارہ براق سے کیا جائے

میرے معنے — اس صورت میں معنی یوں کرسی بیان پر رونق ہوتے ہیں۔ کہ آپ کے دبدبے نے براق کو کرۂ آب و خاک سے اٹھایا۔ اور دو منزل لے جانے کے بعد بہت جلد صبا (براق) کے دم کو کرۂ نار کی باد سموم سے ملا دیا۔ یعنی آناً فاناً میں براق کرۂ نار میں پہونچ گیا۔ وہ کیا پہونچا گویا باد صبا کا جھونکا پہونچا۔

(۴۸) گردونِ پیر گشت مرید کمال او × پوشید بر ارادتش این نیلگون وطا

معنی — یہ بوڑھا آسمان (جو اس وقت تک کسی کا مرید نہ ہوا تھا۔) آپ کے کمالات۔ اور بلندی مراتب دیکھتے ہوئے اُسی وقت مرید ہو گیا۔ اور خوش عقیدگی ظاہر کرتے ہوئے نیلا لباس بھی پہن لیا۔ فقرا کا لباس نیلا ہوتا ہے۔

(۴۹) روحانیان مثلث عطری بسوختند × وز عطر ہا مشدش عالم شش ملا

مشک۔ عنبر۔ عود سے مرکب ۱۲

معنی — آسمان پر آپ پہنچے ہی تھے۔ کہ فرشتوں نے وہ خوشبوئیں سلگائیں۔ جن سے شش جہات عالم پُر ہو گئے۔

(۵۰) یا سید البشر زدہ خورشید بر نگین × یا احسن الصور زدہ ناہید بر نوا

زہرہ ۱۲ نغمہ ۱۲

معنی — آفتاب نے اپنے نگینہ پر "یا سید البشر" کندہ کیا۔ اور بی زہرہ نے "یا احسن الصور" کا گیت گانا شروع کیا۔ چونکہ آپ کُل کے سردار ہیں۔ اور سب سے زیادہ جمیل ہیں،

اس لئے، اول نے ایسا، اور ثانی نے ایسا کیا۔

(۵۱) از شیب تازیانہ او عرش را نہیب × وز شیہہ تگاور او چرخ را صدا

حل لغات

شیب۔ کوڑے میں چمڑے کا پھندنا سالگا دیتے ہیں۔ جس سے آواز خوب نکلتی ہے۔

نہیب۔ پہلے کے دونوں حرفوں کو زیر ہے۔ نہاب کا امالہ ہے۔

ہیبت۔ ترس۔ بیم۔ خوف۔

شیہہ (اسپ)۔ گھوڑے کی ہنہناہٹ۔

تگاور۔ گھوڑا۔

صدا۔ وہ آواز۔ جو کنویں پہاڑ۔ یا گنبد سے نکلے۔ اور مطلق آواز۔

معنی

آپکے کوڑے سے عرش تھر تھر کانپتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ میرے اوپر پھٹکار دیں۔ اور آپ کے گھوڑے کی ہنہناہٹ سے آسمان چیخ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ اس کی ٹاپوں سے میں روندا جاؤں۔

فاضل بلگرامی کے معنے

فاضل بلگرامی نے تحریر فرمایا ہے کہ گھوڑے کی ہنہناہٹ سے آسمان گونج رہا ہے معنی تو یہ بھی ہیں۔ مگر اس میں تقابل نہیں۔

(۵۲) لا تعجلوا اشارت کردہ بمرسلین × لا تقنطوا بشارت دادہ بہ اتقیا

جلدی نہ کرو ۱۲ — نا امید نہ ہو ۱۲ — پرہیزگاران

معنی

انبیاے مرسلین سے فرمایا۔ "جلدی نہ کرو" اور پرہیزگاروں سے یہ ارشاد ہوا۔ کہ "تم خدا کی رحمت سے نا امید نہ ہو" لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

نول کشوری نسخہ میں اشارت دوسرے مصرے میں غلط ہے۔

(۵۳) روح القدس خریطہ کش او در طریق × روح الامین جلیبہ بر او در ان فضا

حل لغات

روح القدس۔ حضرت جبرئیل

خریطہ کش۔ تھیلا اٹھانے والا

اگلے زمانے میں خطوط اور کاغذات عمدہ تھیلوں میں رکھکر روانہ ہوتے تھے۔

اب بھی والیانِ ملک کے خطوط عمدہ خریطوں میں جاتے ہیں۔

روح الامین - حضرت جبرئیل کو کہتے ہیں۔

جناب محشی نے لکھاہے کہ "حضرت عیسیٰ" اور یہ صحیح نہیں۔ آپ "روح اللہ" ہیں۔ حضرت جبرئیل کو روح الامین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کلام خدا بجنسہٖ آں حضرت کے پاس پہونچاتے تھے۔

جنیبت بر - کوتل گھوڑا لیجانے والا۔

معنی: معراج کے راستے میں روح القدس ایسی زبردست ہستی آپ کا خریطہ اٹھانیوالی (خادم) تھی۔ اور اس فضا میں حضرت جبرئیل ایسے مقرب خدا کوتل گھوڑا لے جانے والے تھے۔

"روح القدس"، اور جبرئیل "امین" ایک ہی ہیں۔ اور شعر چاہتا ہے کہ دونوں علیحدہ ہوں اسی وجہ سے محشی نے "روح الامین" سے حضرتِ عیسیٰ مراد لی۔ ہوسکتا ہے کہ روح القدس سے کوئی اور مقرب فرشتہ مراد لی جائے۔

۵۴ **ز و بازماند غاشیہ دارش میان راہ × سلطان دہر گفت کہ ای خواجہ تا کجا**

حل لغات: **غاشیہ بردار** سے مراد جناب جبرئیل ہیں۔

سلطان دہر - آنحضرت

خواجہ - حضرت جبرئیل۔

تا کجا - بس یہیں تک

معنی: میاں غاشیہ دار تو درمیان راہ ہی میں رہ گئے - آپ نے یہ دیکھکر فرمایا۔ "کیوں کیوں! خواجہ کیا یہیں تک" (آپ کی حد پرواز یہی ہے؟) حضرت جبرئیل نے عرض کیا

اگر یک سرموی برتر پرم
فروغ تجلّی بہ سوزد پرم

(۵۵) **بنوشتہ ہفت چرخ و رسیدہ بمستقیم × بگذشتہ از مضافت و رفتہ بہ منتہا**

(۵۶) **رہ رفتہ تا خط رقم اول از خطر × پی بردہ تا سرادق اعلاش از علا**

زان سوی عرش رفتہ ہزاران رہ امیل خود گفت اَین اَنزل حق گفت ہٰہُنا (۵۷)

حل لغات

بنوشتہ ۔ طے کیا۔
مستقیم ۔ راست ۔ اور ہر وہ شئ جو سیدھی کھڑی ہو۔
جناب محشی نے مستقیم کے نیچے لکھا ہے۔
"نام منزل استقامت لامکان مراد است"
میرے نزدیک "مستقر" کا نسخہ بہت اچھا ہے۔ اور اس سے مقصود جبرئیل کا مستقر ہے۔ اسی طرح "منتہا" سے "سدرۃ المنتہیٰ" مطلوب ہے۔ کیونکہ ذیل کے شعر میں آں حضرت کو عرش پر پہنچایا ہے۔ اس کے بعد لامکان میں۔
فاضل بلگرامی نے تحریر کیا ہے :۔
مستقر۔ قیام گاہِ جبرئیل۔ یعنی عرش۔ یا محل او ادنیٰ۔

فاضل بلگرامی کی غلطی

جبرئیل کا قیام گاہ عرش نہیں۔ بلکہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ اور اس لئے اس کو منتہا سے ملقب کیا ہے۔ کیوں کہ اس کے آگے وہ جا نہیں سکتے۔ اور اعمال خلائق کی بھی یہیں تک حد ہے۔ یہ مقام فلک ہفتم پر واقع ہے۔
مضائقت ۔ تنگی ۔ عالم محدود مقصود ہے۔
منتہا ۔ سدرۃ المنتہیٰ ۔ فلکِ ہفتم پر ہے ۔ جبرئیل کی یہیں تک حد ہے۔
رقم اوّل ۔ عرش ۔
خطر ۔ عظمت ۔ بزرگی و قدر ۔
پے بردن ۔ سراغ لگانا۔ دریافت کرنا۔
سرادق اعلےٰ ۔ بارگاہِ ربّ العزت۔
عُلا ۔ بزرگی ۔ بلندی ۔
اَین اَنزل ۔ میں کہاں اُتروں
ہٰہُنا ۔ اسی جگہ ۔

معنی

قصہ کوتاہ ۔ ساتوں افلاک طے کرکے آپ حضرت جبرئیل کے مستقر تک پہونچے ۔ یعنی اس عالم محدود سے گزر کر سدرۃ المنتہیٰ پر آئے ۔ کیا اچھا ہوتا ۔ کہ شعر ۵۷ "زو بازماند" شعر ۵۵ کے بعد ہوتا ۔ بہرحال یہاں سے جبرئیل نے ساتھ چھوڑ دیا ۔ اور آپ اپنی عظمت و بزرگی کی وجہ سے عرش تک گئے ۔ اس مقام پر پہنچنے کے بعد آپ نے سراپردہ ربّ العزت

کا سراغ لگا ہی تو لیا۔ کہ جہاں فرشتوں کے پر جلتے تھے۔
تا ایں کہ عرش کے اوپر لاکھوں میل چلے گئے۔ بارگاہِ رب العزت کے قریب پہنچنے کے بعد آپ نے فرمایا "میں کہاں ٹھہروں"۔ آواز حق آئی "کیا خوب! کہاں ٹھہروں، کیا معنی؟ بھئی، یہیں ہمارے پاس ٹھہرو!"
اب یہاں تک ترتیب صحیح ہوگئی۔ جناب محشی و جناب شاداں نے ترتیب غلط کردی تھی۔

۵۸) **درسورِ سرِ دین بچشم سر × خلوت سرائے قدسی بی چون و بی چرا**

حل لغات **سورِ سر**۔ سور۔ دیوار قلعہ۔ سر۔ راز۔ نول کشوری نسخے میں "سوئے سر" لکھا ہوا ہے۔
بچشم سر۔ اسی سر کی آنکھوں سے نہ چشم باطنی سے۔ "بچشم سر" کو فورس یوں دیا ہے۔ کہ فرقہ شیعہ اور معتزلہ اس بات کا قائل نہیں۔ کہ خدا کا دیدار ان ظاہری آنکھوں سے ہوگا۔
خلوت سرائے قدسی۔ قدسی کی بجائے، قدمت کا بھی نسخہ ہے۔ دونوں صحیح ہیں۔
بی چون و بی چرا۔ ذات ایزدی۔

معنی لو۔ وہ آں حضرتؐ راز ایزدی کے مضبوط قلعہ تک پہونچ گئے۔ اے لو وہ ان ہی دونوں آنکھوں سے خدا کو بھی دیکھ لیا۔

۵۹ **گفتہ نود ہزار اشارت بیک نفس × بشنود صد ہزار اجابت بیک دعا**

۶۰ **دیدہ کہ نقدہای اولعزم دہ بیک × آموختہ ز مکتب حق علم کیمیا**

حل لغات **گفتہ**۔ کا فاعل خدا ہی ہو سکتا ہے۔ اور آں حضرت بھی۔
نقد۔ مراد علم و مرتبہ
الوالعزم۔ چند پیغمبر ہیں۔ نوحؑ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ وغیرہ
دہ بیک۔ دسواں حصہ۔
کیمیا۔ مشہور عمل ہے۔ قلعی و مس کو چاندی سونا بنانا۔ یہاں اسرار ایزدی

مقصود ہیں۔ ∴ وہ علوم جو ناقص کو کامل بنائیں۔ کافر کو مسلمان۔

خداوند عالم نے ایک آن میں لاکھوں اشارے کئے۔ یا لاکھوں راز ہزاروں نکات بتائے۔ یا خود حضور نے اپنی امت کے لئے ہزاروں باتیں عرض کیں۔ اور ایک ایک دعا پر ہزاروں اجابتیں سُنیں۔ کیونکہ رحمتِ الٰہی جوش زن تھی۔

آپ نے الٰہی مکتب سے علم کیمیا یعنی اسرار ایزدی حاصل کئے۔ اس کو بڑے بڑے الوالعزم پیغمبروں کی تعلیم سے۔ جو مقابلہ کرکے دیکھا تو وہ دسواں حصہ نکلا۔

(۶) بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(۶۱) آوردہ روزنامہ دولت دراستین ٭ مُہرش نہادہ سورۂ والنجم اذا ہوا

حل لغات

روزنامہ دولت۔ احکامِ الٰہی اور اسرار ایزدی و علوم الٰہی کا روزنامہ

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ٥ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ (ترجمہ) میں ڈوبتے تاروں کی قسم کھاکر کہتا ہوں (کہ) تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا نہ بھٹکا۔ اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے کلام کرتا ہے ان کا کلام تو وحی ہوتا ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

معنی

المختصر آپ وہاں سے خوش خوش احکام الٰہی و اسرار ایزدی، علوم سرمدی کی کتاب لائے۔ اس پر سورۂ "والنجم" کی مُہر لگی ہوئی تھی۔ یعنی خداوند عالم نے قوم کو یہ بتا دیا۔ کہ ہمارا رسول جو کچھ تمہیں تعلیم دے گا۔ اور جن حکموں پر تمہیں چلائے گا۔ وہ اس کی خواہش نفسانی پر نہ ہوگا۔ بلکہ وہ ہی ہوگا۔ جو ہم نے اس کو بتایا ہے۔

(۶۲) وادہ قرار ہفت زمین را بازگشت ٭ کردہ خبر چہار امین را ز ماجرا

حل لغات

چہار امین سے حضرت ابوبکر رضؓ۔ حضرت عمر رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ حضرت علی رضؓ مراد ہیں۔

معراج میں تشریف لے جانے کی وجہ سے ساتوں کشور آپ کی جدائی کی وجہ سے بے قرار تھے۔ آپ کی واپسی پر اُن کی بے چینی رفع ہوئی۔ اور اُن کو قرار آیا۔ اور آپ نے اپنے چاروں خلفاء کو ان واقعات سے آگاہ کیا۔ جو یہاں سے وہاں تک گزرے

(۶۳) ہر چار چار حد بنای پیمبری × ہر چار، چار عنصر ارواح اولیا

معنی یہ چاروں وہ ہیں جن کو پیغامبری کی بنیاد کی چار حدیں سمجھنا چاہیئے۔ یعنی اگر یہ نہوں تو پیغامبری کی عمارت ہی نہیں بن سکتی۔ اور کار تبلیغ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جس قدر اللہ کے ولی گزرے ہیں۔ اُن کی ارواح کیلئے یہ اربعہ عناصر واقع ہوئے ہیں۔

(۶۴) بی مہر چار یار درین پنجروزہ عمر × نتوان خلاص یافت ازین ششدر فنا

معنی اِس پنج روزہ عمر میں اگر حضراتِ خلفاء سے کسی کو محبت نہ ہو، تو وہ اس ششدر فنا (دُنیا) سے نجات نہیں پا سکتا۔ اسی میں پھنسا پڑا رہے گا۔ تا این کہ مات کہا جائیگا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ان خلفاء کی محبت کی وجہ سے دُنیا سے بچ کر آخرت کا سامان کر سکتا ہے۔ ورنہ (خسر الدُنیا والآخرہ) ہو جائے گا!۔

(۶۵) ای فیض رحمت تو گنہ شوی عاصیان × ریزی بریز بر دل خاقانی از صفا

حل لغات

ریزے۔ ایک قطرہ۔ ایک ذرا سی تراوش۔

از صفا۔ یہ (از) قائم مقام اضافت ہے۔ "صفا" مضاف الیہ ہے۔ اور "ریز" مضاف۔ ریزِ صفا قطرۂ صفا۔

معنی حضور! آپ کا فیض رحمت تو عاصیوں کے گناہوں کو دھویا ہی کرتا ہے۔ اپنے صفائے باطن کا ایک ذرا سا قطرہ خاقانی کے دل سیاہ پر بھی ڈالدیجیئے۔ کہ اس کی ساری سیاہی دُھل جائے۔ اور گناہوں سے پاک ہو جائے۔

(۶۶) با نفس مطمئنہ قرینش کن آنچنان × کآواز ارجعی دہدش ہاتف رضا

حضور اس گناہگار خاقانی کو نفس مطمینہ سے ایسا قریب کر دیجئے کہ رضائے الٰہی کا ہاتف اس کو آواز "ارجعی" دے۔

قرآن شریف میں آیا ہے :- یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۔ (ترجمہ) ای نفس مطمینہ اپنے پروردگار کی طرف چل ۔ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے راضی تو میرے خاص بندوں میں شامل، اور میری جنت میں داخل ہو ۔

(۶۷) بر فضل تست تکیہ امید وازانکہ × پاشندہ عطائی و پوشندہ خطا

معنی: میں سچ عرض کرتا ہوں، کہ خاقانی کی امید کا سارا بھروسا حضور کے فضل ہی پر ہے اور کیوں نہ ہو۔ حضور عطا پاش، اور خطا پوش ہیں ۔

نول کشوری نسخے میں "باشندہ" لکھا ہوا ہے۔

(۶۸) ای افضلی مشاطہ بکر سخن توی × این شعر در محافل احرار کن ادا

معنی: افضل ۔ سچ یہ ہے ۔ کہ تم بکر سخن کے مشاطہ ہو ۔ واقعی اس دوشیزہ لڑکی کی خوب آرائش کرتے ہو ۔ ذرا ان شعروں کو، آزادوں کی محفلوں میں جا کر پڑھو ۔ پھر دیکھو تمہاری کیسی قدر ہوتی ہے ۔

آٹھواں قصیدہ تمام ہوا



قصیدۂ ششم

(۱) طفلی ہنوز بستہ بگہوارۂ فنا مرد آن شوی کہ شوی از ہمہ جدا

(۲) جہدی بکن کہ زلزلۂ صور در رسد شاہ دل تو کرن بود کاخ را رہا

حل لغات: اس قصیدے کے جناب محشی وغیرہ۔ اور جناب شادان بلگرامی شارح ہیں۔

گہوارۂ فنا۔ یہی مادی دنیا
مرد وہ ہے، جو زال دنیا پر لات مار کر معشوق ازلی کا عشق اختیار کرے۔
ہمہ۔ کل موجودات۔

زلزلۂ صور۔ وہ زلزلہ جو صور پھونکنے کے وقت آئے گا۔
کاخ سے مراد دنیا ہے۔

معنی: سنو۔ سنو! تم ابھی تک بچے ہو۔ دنیا کے گہوارے میں پڑے جھولا جھول رہے ہو، مرد اُس وقت ہوگے جب کہ دنیا اور اہل دنیا کو ترک کردوگے۔
اٹھو۔ اٹھو۔ اور کوشش کرو۔ کہ قیامت آجائے، صور پھکنے لگے۔ زلزلے سے زمین ہلنے لگے۔ اور جہاد نفس کرو۔ کہ تمہاری روح اس کاخ دنیا کی تارک ہو کر واصل بحق ہو جائے۔

(۳) جان از درون بفاقہ و طبع از بروں بہ برگ دیو از خورش بہ صبیفہ و جمشید ناشتا

معنی: اف ری نادانی۔ جان ایسی محترم چیز۔ تو اندرونی طور پر فاقہ سے ہو۔ اس کو بالکل غذای روحانی ملتی ہی نہ ہو اور بے وقوف طبیعت کھلم کھلا خوب مزے

اُڑا رہی ہو۔ دیکھو! دیو انڈے پھر اسٹے اوڑ ا رہا ہے۔ اور حضرت سلیمان (روح) بھوکے پڑے ہیں۔

(۴) آن بہ کہ پیش ہودجِ جانان کنی نثار × آن جان کہ وقتِ صدمۂ ہجران شود فنا

معنی: جو جان کہ معشوق کی جدائی کے غم میں آخر کار ہلاک ہی ہو جائے گی۔ اس کے لئے تو یہی بہتر ہے کہ معشوق کی رخصت ہی کے وقت اوس کی عماری کے سامنے نثار کر دی جائے۔

(۵) رخش ترا بر آخور سنگین روزگار × برگ گیاہ و خر تو عنبرین چرا

حل لغات:
رخش۔ اسپ رستم۔ یہاں روح مراد ہے۔
آخور سنگین۔ ایسا آخور جہاں گھاس واس نہ ہو۔
خر۔ گدھا۔ یہاں طبیعت مراد ہے۔
عنبرین چرا۔ یعنی اس کے چرنے کے لئے خوشبودار گھاس ہے۔

معنی: زمانے کے اصطبل میں تمہاری روح کے گھوڑے کے لئے ذرا سی گھاس کے تنکے (غذاے روحانی) بھی نہیں۔ اور تمہاری طبیعت کا گدھا، یہ لہلہاتی ہری ہری خوشبودار گھاس (دنیوی لذائذ) کھا کر خوب فربہ ہو رہا ہے۔ اللہ ری غفلت!

(۶) بر پردۂ عدم زن زخمہ برای آنکہ × برداشتہ است دہر فروداشت این نوا

حل لغات:
زخمہ۔ مضراب۔
برداشتن نوا۔ راگ شروع کرنا
فروداشتن۔ ختم کرنا۔
نوا۔ گیت۔

معنی: تم۔ مضراب سے معدومیت کے پردے کو چھیڑ دو۔ اور (موتوا قبل ان تموتوا) کا مصداق بنو۔ اس لئے کہ یہ گیت جو شروع کیا گیا ہے، ختم ہونے ہی کے لئے ہے۔

(۷) در رکعت نخست گرت غفلتی برفت × اینجا سجود سہو کن و از عدم قضا

قضا - عبادت مافات کی تلافی -

معنی اگر تم سے پہلے ہی رکعت میں بھول چوک ہو گئی - یعنی ابتدائے عمر میں تم غافل ہو گئے - تو خیر - یہیں دنیا ہی میں سجدہ سہو کرو - اور خود کو معدوم کرنے سے اس قضا کو ادا کرو -

(۸) گر حلۂ حیات مطرا نگردوت × آن بہ کہ در نماندت این کسوا زبہا

حل لغات مطرا - تروتازہ - مصفا - آبدار | درماندن - عاجز رہنا - منقش -

معنی اگر تمہاری زندگی کا لباس "مو تو قبل ان تموتو" کے مفہوم سے آب دار و مصفا نہ ہو - تو پھر اتنا ہی بہتر ہے کہ لباس خوبی اعمال سے تو عاجز نہ ہو - یعنی اگر تم خود کو فنا نہ کر سکو - تو کم از کم اعمال صالحہ تو کرو -

(۹) از پیل کم نہ کہ چو مرگش فرو رسد × در حال استخوانش بہ پیر دبدان بہا

معنی تم ہاتھی سے کم نہیں - اس لئے کہ وہ جانور، تم انسان - دیکھو جس وقت اس کی موت آتی ہے - اس کی ہڈیوں کی اسی وقت کیا قیمت ہو جاتی ہے - اسی طرح تم بھی خود کو مارو - نفس کشی کرو - تو بیش قیمت ہو جاؤ گے -

(۱۰) از استخوان پیل نہ دیدی کہ چرب دست × ہم پیل سازد از پی شطرنج و پادشا

معنی تم نے ہاتھی کی ہڈیوں کو نہیں دیکھا - اس سے استاد ماہر شطرنج کا ہاتھی بھی بناتا ہے - اور بادشاہ بھی - اسی طرح اگر تم بھی خود کو فنا کرو گے - تو انسان بھی بن جاؤ گے اور بادشاہ بھی -

(۱۱) امروز سکہ ساز کہ دل دارِ ضرب تست × چون دل روانہ شد نشود نقدِ تو روا

حل لغات: سکہ ساختن۔ کام کو درست کرنا | روا۔ رائج۔
دارِ ضرب۔ ٹکسال۔

معنی: سنو سنو۔ تمہیں جو کچھ کرنا ہے۔ وہ آج کرو۔ اس لئے کہ اعمال نیک ڈہالنے کے لئے، روح ایسی ٹکسال موجود ہے۔ اور جب روح نہ رہی۔ انتقال کرگئی تو پھر کوئی تمہارا سکہ رائج نہیں ہوسکتا۔

نول کشوری نسخے میں تو "نیا" کے معنی ہیں غلط لکھا ہوا ہے۔

(۱۲) اکنون طلب دوا کہ مسیح تو در زمین است × آنگہ کہ رفت سوی فلک فوت شد دوا

معنی: اگر تمہیں اپنی بیماریوں کا علاج کرنا ہے، تو دوا (اعمال صالحہ) طلب کرو۔ کیونکہ مسیح (روح) ایسے معالج زمین پر موجود ہیں۔ جب وہ آسمان پر چلے جائیں گے تو دوا و دواسب فوت ہوجائے گی۔ یعنی انتقال روح کے بعد کوئی عمل نہیں ہوسکتا

(۱۳) بیمار بہ سوادِ دل اندر نیاز عشق × مجروح بہ قبای گل از جنبشِ صبا

(دانۂ دل)

معنی: دل کا نیاز عشق میں بیمار رہنا ہی بہتر ہے۔ جس طرح قبای گل کا صبا کی حرکت سے چاک ہونا۔ اس لئے کہ اگر چاک نہ ہو تو پھول کیوں کر کھلے۔ اسی طرح دل کو عشق کی بیماری لاحق نہ ہو۔ تو معشوق کے کہنے پر .. نکر چلے۔

(۱۴) عشق است آتشی است کہ آتش دوزخ غذا دست × پس عشق و زہ اتو در دوزخ ہوا

معنی: یہ عشق، وہ عشق ہے۔ جس کی آگ کی غذا دوزخ کی آگ ہے۔ پھر یہ تمہارا ہوکا عشق خواہشات کی دوزخ میں کیوں پڑا ہوا ہے۔ یعنی چونکہ تم کو خواہشاتِ نفسانی سے عشق ہوگیا ہے۔ لہذا اس عشق کی آگ دوزخ کو نہیں کھاتی۔ عشق خدا ہو تو کھائے۔

(۱۵) در ایرمان عاریت سرا جہاں نیست جانِ قدسی را ز کجا دیر از کجا و خلوت بیت اللہ از کجا

معنی: عاریت سرا میں روح کی جگہ نہیں۔ اس کی جگہ تو عالم بالا ہے۔ بھلا دیر کہاں۔ اور خلوتِ بیت اللہ کہاں۔

یعنی کہاں مادی دنیا اور کہاں عالم مجردات۔ دونوں مقام کی نشست برابر ہو سکتی ہے۔

(۱۶) بنگر چہ ناخلف پسری کز وجود تو دار الخلافت پدر است ایرمان سرا

معنی: اُف اف! تم اور صرف تم۔ کس قدر ناخلف نکلے۔ کہ تمہارے وجود نامسعود سے تمہارے باپ کا دار الخلافہ سرائے رعایت بن گیا۔ اب اوس پر دوسرے قابض ہوگئے۔

(۱۷) در جستجوی حق شو و شبگیر کن از انکہ ناجستہ خاک رہ بکف آید نہ کیمیا

حل لغات: شبگیر۔ پچھلی رات سے سفر کرنا۔

معنی: بابا! خدا کا واسطہ! اُٹھو اُٹھو!۔ اور خدا کی جستجو میں بڑے تڑکے سے چل کھڑے ہو۔ اس لئے کہ بغیر تلاش کے تو خاک راستے کی ہتھے لگ جاتی ہے، نہ کیمیا۔

(اور تم تو اس غفلت میں پڑے ہو۔ کہ تمہارے ہاتھ میں خاک راہ بھی نہیں۔)

(۱۸) بر لا بر آر نفس چلیپا پرست از انکہ عیسیٰ تست نفس و چلیپاست نقش لا

حل لغات: بر لا، بر آر۔ یعنی نفس کو کلمہ (لا الہ الا اللہ) پر لا۔

چلیپا پرست۔ چلیپا۔ سولی۔ صلیب اس کا معرب ہے عیسائیوں کے عقیدے کے موافق حضرت عیسیٰ کو سولی دی گئی۔

(قرآن شریف انکار کرتا ہے) لہذا یہ لوگ سولی کی یہ شکل (✝) سونے چاندی

شادان بلگرامی کا اختلاف

وغیرہ کی بنا کر اس کی پرستش کرتے ہیں چلیپا پرست " نفس کی صفت ہے۔ یعنی ایسا نفس جو سولی کا پوجنے والا ہو یعنی غلط عقیدہ رکھتا ہے۔

جناب شادان بلگرامی نے مرتاض کے معنے لئے ہیں اور یہ اچھے نہیں نقش لا۔ یعنی لاؔ کی صورت مثل سولی کے ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے، او کافر۔ تیرا نفس صلیب پرست۔ یعنی باطل پرست ہے۔ اسکو کلمہ لا الہ الا اللہ کی سولی پر چڑھا۔ اور خدائے واحد پر ایمان لا۔ اس لئے کہ تیرا نفس تو بمنزلہ حضرت عیسیٰ ہے، اور لاؔ کی صورت صلیب کی سی۔ مطلب یہ ہے کہ موحد بن۔ نہ تثلیث پرست۔

(۹۱)

گر در سموم بادیۂ لا تبہ شوی آرد نسیم کعبۂ الا اللہت شفا

معنی

اگر تم " لا الہ " کے جنگل کی لوہ میں تباہ بھی ہو جاؤ گے، تو " الا اللہ " کے کعبہ کی ہوا سے تم کو شفا حاصل ہو جائے گی۔ یعنی اگر تم نفی الہ کے جنگل میں تباہ بھی ہونے لگو گے۔ تو فوراً خدائے واحد کا اثبات تمہاری اصلاح کر دے گا۔ اور باطل پرستی دفع ہو جائے گی

نول کشوری نسخے میں " الا اللہب سفا " غلط لکھا ہوا ہے۔

(۹۲)

لا را ز لای لات ندانی بکوی دین گر بے چراغ عقل روی راہ انبیا

حل لغات

لا۔ کلمہ لا الہ

لائے لات۔ یعنی لفظ (لات) کا کلمہ (لا) لات۔ بت کا نام ہے۔

مصرع ثانی شرط ہے۔ اور مصرعہ اولی جزا۔

معنی

ہاں ایک بات نہیں اور بتاتا ہوں۔ اگر تم اندھے بگلوں کی طرح عقل کے چراغ بغیر۔ انبیا کے راستے پر بھی چلوگے۔ تو کلمہ " لا الہ الا اللہ " کے لا۔ اور لفظ لات (بت) کے لاؔ میں کچھ فرق نہ کر سکو گے۔ تم دین کی راہ میں پہلے عقل سے دیکھو پھر چلو۔

(۲۱) اول ز پیشگاہ قدم عقل زاد و بس × آری کہ از یکی تکی آید با بتدا

حل لغات
پیشگاہِ قدم - بارگاہِ ایزدی
عقل - حکمائے یونان کے نزدیک سب سے پہلے بلا واسطہ خدا سے عقل پیدا ہوئی۔ وہ کہتے ہیں لا یصدر من الواحد الا الواحد۔ ایک سے ایک ہی پیدا ہوتا ہے۔ اسی مسئلہ کو میاں خاقانی دوسرے مصرع میں نظم کر گئے ہیں۔

معنی
عقل کی تعریف میں حکیم خاقانی فرماتے ہیں۔ دیکھو یہ عقل وہ ہے جو بارگاہ ایزدی سے سب سے پہلے پیدا ہوئی۔ (اول ما خلق اللہ العقل) سچ ہے ابتدا میں ایک سے ایک ہی پیدا ہوتا ہے۔

(۲۲) عقل جہاں طلب در آلودگی زند ×× عقل خدا پرست زند در گہ صفا

معنی
اور ہاں یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ عقلیں دو ہیں۔ ایک "جہاں طلب" یہ ہمیشہ آلودگی کا دروازہ کھٹکھٹایا کرتی ہے۔ دوسری "خدا پرست" یہ البتہ صفا کا دق الباب کرتی ہے۔

(۲۳) کتف محمد از در مہر نبوت ست × آن کتف بیوراسپ کہ بد جائے اژدہا
لائق ۱۲

معنی
یہ آنحضرت ہی کا شانہ ہے، جو مہر نبوت کے قابل ہے۔ اور وہ ضحاک کا کہ جس پر دو اژدہے پھنکارے مارا کرتے تھے۔ دونوں کا فرق سمجھو۔ اور "عقلِ خدا پرست" سے سمجھو۔

(۲۴) با عقل پای کوب کہ برسبت از نشش × پو برقہ دست کش کہ عروسیست خوش لقا
پیریست

حل لغات
بعض نسخوں میں "با عقل" اور بعض میں "بر عقل" لکھا ہوا ہے۔
برسبت - غلط لکھا ہوا ہے۔ "پیریست" چاہیئے۔

ژندہ پوش۔ گدڑی پہننے والا۔ | دست کش۔ یعنی شفقت کا ہاتھ پھیر۔
پاے کوب۔ رقص کر۔ یعنی چل۔ | خوش لقا۔ خوب صورت۔

معنی: ہاں۔ عقل کے ساتھ ساتھ چلو۔ اس لئے کہ بڑا پُرانا ژندہ پوش مرشد ہے۔ اور فقر کے سرپر دستِ شفقت پھیرو کہ یہ خوب صورت دلہن ہے۔

جناب شاداں بلگرامی سے اختلاف ۱۲

جناب شاداں بلگرامی تحریر فرماتے ہیں:۔
"عقل کو روند ڈالو۔ کیونکہ یہ گدڑی پہننے والی بڑھیا ہے"
میرے نزدیک یہ معنے اچھے نہیں۔

(۲۵) جانِ الفقر باز خر از حادثات از انکہ خوش نیست این غریب نوا بہ درین آئین

معنی: دیکھو۔ دیکھو۔ تمہاری روح اس قید وگرفتاری میں پھنسی ہوئی ہے۔ یہ کوئی عمدہ بات نہیں۔ کہ یہ معزز مسافر اس طرح حادثات کے لکد کوب میں آجائے۔ تم اس کو فقر کے وسیلے سے رہا کرو۔ اور اُس کو عالم مادیات سے بچاؤ۔

(۲۶) اندر جزیرہ دو محیط است گرد تو زین سوُ است موج محنت وزان سوُ شط بلا

حل لغات:
جزیرہ۔ وہ حصہ خشکی کا جس کے چاروں طرف پانی ہو۔ یہاں دنیا کو جزیرہ کہا ہے۔ اس لئے کہ اس کے چاروں طرف سمندر رہے ہے۔ | دو محیط۔ دو سمندر۔ یہاں محنت و بلا سے مراد ہے۔ شط۔ رود۔ کنار۔

معنی: میاں تم تو ایک ٹاپو میں ہو۔ اور تمہارے گرداگرد ایک جھوڑ دو سمندر ہیں۔ اس طرف محنت کے سمندر کی لہریں۔ اس طرف بلا کا دریا۔



(۲۷) از رمز ہرگز نہ زمین چون جزیرہ ایست × گردون بگردِ او چو محیطست از ہوا

معنی — پہلے تو مَیں نے رمز سے کہا تھا ۔ لیکن اب اسکو چھوڑتا ہوا ۔ کہتا ہوں ۔ کیوں بھائی زمین ۔ جزیرہ نہیں ہے ۔ اور اس کے گرد اگرد یہ آسمان کا سمندر فضا میں محیط کی طرح نہیں بولو ۔ جواب دو ۔

(۲۸) از کشت روزگار سلامت مجوی ازانکہ × ہرگز سراب پُر نکند قربہ سفا

معنی — تو اس صورت میں زمانے کی لہلہاتی کھیتی سے سلامتی نہ ڈھونڈھ ۔ کیونکہ یہ مادی ہے بھلا بہشتی کی مشک سراب پانی سے بھر سکتا ہے ؟

(۲۹) در قمرہ زمانہ فتادی بدست خون × وامال کعبتین کہ حریفست بس دغا

حل لغات — قمرہ ۔ بالفتح ۔ قمار خانہ
خون ۔ مصیبت ۔ اور قتل ۔
وامال ۔ یعنی آنکھوں کو مل ۔ ہوشیار ہو ۔
کعبتین ۔ سے مراد ، دونوں آنکھیں ہیں ۔

معنی — بُرا نہ ماننا ۔ تم تو مصیبت کے ہاتھوں دنیا کے قمار خانے میں اڑا اُڑا دھڑام ہو گئے ۔ بالکل گر گئے ۔ یہاں سے تمہارا اٹھنا ۔ دشوار ہو گیا ۔ اک ذرا آنکھوں کو ملو ۔ ہوشیار رہو ، ۔ دیکھو تو حریف کیسا دغا باز ہے ۔ تم اس سے کسی طرح بازی نہیں جیت سکتے ۔

محشی سے اختلاف — ”حریف“ سے مراد زمانہ ہے ۔ مگر جناب محشی موت بتاتے ہیں ۔

(۳۰) فرسودہ ان مزاج جہان را بنا خوشی × آلودہ ان دہان مشعبد بگندنا

معنی — تم نے دنیا کے مزاج کو آج تک سمجھا ہی نہیں کہ اس کی ناخوشی کا پارہ کس نمبر پر ہے بھائی یہ تو ہر وقت ۔ ناخوشی سے فرسودہ رہتا ہے ۔ کبھی خوشی اس کے پاس سے ہو کر

نہیں گزری۔ جیسے شعبدہ باز، جادوگر کا منہ کہ ہر وقت گندنے سے آلودہ رہتا ہے۔

کہتے ہیں۔ کہ جادوگر گندنا منہ میں لے کر منتر پڑھتا ہے۔

(۳۱) **این جا مساز عیش کہ بس بینوا بود × در قحط سال کنعان دکان نانوا** (نانبائی)

(معنی) تم تو یہاں (یعنی دنیا میں) عیش کا ساز و سامان ہی نہ کرو۔ اس لئے کہ کنعان کی قحط سالی میں نانبائی کی دکان میں کیا خاک سامان ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جب دنیا میں عیش ہی نہیں۔ تو تم کو کہاں سے میسّر آ سکتا ہے۔

(۳۲) **زین غرقہ گاہ کہ نہنگیست بگذر × زین سبزہ جا بخیز کہ زہرست در گیا** (دنیا)

معنی: بھاگ۔ بھاگ۔ غرقاب دنیا سے جلدی بھاگ۔ وہ دیکھ ناکا بیٹھا ہوا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو نگل لے۔ ارے کمبخت اس سبزہ زار پر بیٹھ گیا۔ اُٹھ اُٹھ اس میں تو سمِ قاتل ملا ہوا ہے۔

(۳۳) طلعت: **گیتی سیاہ خانہ شد از طلعتِ وجود × گردون کبود جامہ شد از ماتمِ وفا**

حل لغات: **طلعت وجود**۔ کی جگہ "ظلمتِ جُود" کا نسخہ اچھا ہے۔

کبود جامہ۔ نیلی پوشش۔ علامت غم اور سوگ ہے۔

معنی: اُف رے تمہاری وجود کی نحوست و تاریکی۔ جس نے دنیا کو سیاہ خانہ بنا دیا۔ کاش تمہارا وجود ہی نہ ہوتا۔ دیکھو آسمان ایسا بے وفا کی موت پر نیلا لباس پہننے والا ہو گیا

(۳۴) **از خشک سال حادثہ در مصطفےٰ گریز × کاینک بفتح باب ضمان کرد مصطفےٰ**

حل لغات: **خشک سال**۔ قحط۔ خشک سالِ حادثہ" وہ قحط جو بوجہ حوادث ہو

فتح باب = نجوم کی اصطلاح میں عطارد و مشتری کا بالمقابل ہونا۔ ایسے وقت میں بارش ہوتی ہے۔ اس لئے بمعنی بارش مستعمل ہوتا ہے۔

زمانے کے حادثات کی وجہ سے یہاں قحط ہوگیا ہے۔ تم اگر جان بچانا چاہتے ہو تو آنحضرت کے پاس بھاگ کر، جلدی پہنچو۔ اس لئے کہ آپ نے ابھی ابھی فتح الباب کی ضمانت کی ہے۔

(۳۵) ورد تو این بس ست کہ یا غیث الغیاث / کز فیض وی بسنگ فسردہ رسد نما

حل لغات: یا غیث الغیاث۔ اے فریاد رس۔ فریاد ہے۔ | سنگ فسردہ۔ پتھر جو غیر نامی ہے۔ نما۔ بالیدگی۔

معنی: بس تمہارے لئے یہ وظیفہ کافی ہے۔ کہ تم آنحضرت سے پکار پکار کر کہو۔ کہ اے فریاد رس۔ فریاد ہے، کیوں کہ ان کا فیض تو فسردہ پتھر میں نمو پیدا کر دیتا ہے
نول کشوری نسخے میں (بہ سنگ سردہ رسد بما) لکھا ہوا ہے۔ ہم نے اس کی تصحیح کر دی ہے۔

(۳۶) بودند تا نبود ز ولش درین سرا / این چار مادر و سہ موالید بی نوا

حل لغات: این سرا۔ دنیا۔ چار مادر۔ اربعہ عناصر۔ موالید ثلاثہ۔ (۱) جمادات (۲) نباتات (۳) حیوانات۔ بے نوا۔ بے سامان۔ مفلس۔

معنی: سُنو۔ سُنو۔ وہ جلیل القدر پیغمبر۔ کہ جب تک اس مادی دنیا میں نہ آیا۔ اس وقت تک۔ بے چارے اربعہ عناصر۔ اور جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ سب کے سب بے سرو سامان تھے۔

(۳۷) شاہنشاہ است احمد مرسل کہ ساختہ / تاج ازل کلاہش و درع ابد قبا

زرہ ۱۲۵

معنی: وہ دین و دنیا کا شاہنشاہ احمد مرسل۔ جس کے لئے خود دست قدرت نے تاج ازل کی ٹوپی۔ اور ابد کی قبا تیار کر دی ہے۔

(۳۸) آن قابلِ امانت در قالبِ بشر | وان عاملِ ارادت در عالمِ جزا

حل لغات

امانت۔ معروف۔ یا تو امانت سے وہ امانت مراد ہے۔ جو اس آیہ میں ہے۔ "ان عرضنا الامانۃ" اور یا یہی جو معروف ہے۔ اس لئے کہ کفار بھی آپ کو امین سمجھکر اپنا مال رکھواتے تھے۔

عالمِ جزا۔ عالمِ آخرت۔

معنی

وہ رسول۔ بشر کے قالب میں قابل امانت، یا قابل خلافت ہیں۔ اور آخرت میں عامل ارادہ، یا شفاعت۔

۳۹ چون نوبتِ نبوتِ او در عرب زدند | از جودی و اُحد صلوات آمدش صدا

حل لغات

جودی۔ پہاڑ کا نام ہے | اُحد۔ ایک پہاڑ ہے۔

معنی

وہ رسول کہ جب اُن کی قضاء و قدر نے نبوت کی نوبت عرب میں بجانا شروع کی تو انسان اور حیوان کا تو کیا ذکر۔ جودی اور اُحد سے درود کی صدا آنے لگی۔ (اللھم صلّ علے محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ) ہم نے درود پڑھا بھی۔ اور لکھا بھی۔ تم بھی پڑھو۔

۴۰ بر خوانِ این جہان ز انگشت در نمک | ناخوردہ دست شستہ ازین بے نمک اَبا

حل لغات

انگشت در نمک زدن۔ نمک چکھنا۔

بے نمک۔ بے مزہ۔

اَبا۔ شوربا۔ مراد لذائذ دنیوی۔

دست از چیزی شستن۔ کسی چیز سے ہاتھ اٹھا لینا۔

معنی

اس دنیا کے دسترخوان پر کیسی کیسی چیزیں تھیں۔ مگر آپ نے کھانا تو درکنار اُن کا نمک تک نہ چکھا۔ کیوں؟ اس لئے، کہ مادی فانی نہیں۔ لہذا آپ نے بغیر کھائے اس بے مزہ شوربے سے بالکل ہاتھ کھینچ لیا۔

آزاد کردہ در او بود عقل و او | چون عقل ہم شہنشہ و ہم پاسبان ما

معنی: عقل اول تو آپ کے دروازے کی آزاد کردہ ہے۔ اور حضور تو عقل کی طرح ہمارے شاہنشاہ بھی ہیں۔ اور پاسباں بھی۔

او رحمت خدا است جہان خدای را | از رحمت خدای شود خاصۂ خدا

حل لغات: رحمت خدا۔ ما ارسلناک الا رحمۃ العالمین۔ | خاصۂ خدا۔ خداوند عالم کی مقبول مخصوص۔

معنی: آپ تو خدا کے عالم، اور اہل عالم کے لئے۔ خدا کی رحمت ہیں۔ سچ ہے خدا کی رحمت ہی کی وجہ سے مقبول بارگاہ ایزدی ہوتا ہے۔

ای ہستہا ز ہستی ذات تو عاریت | خاقانی از عطای تو ہست آیت ثنا

مرغی چنین کہ دانہ و آبش ثنای تست | مپسند کز نشیمن عالم کشد جفا

از عالم دو رنگ فراغت دہش چنانکہ | دیگر ندارد این زن رعناش در عنا

معنی: حضور! آپ کی وہ ہستی ہے کہ تمام عاریتی ہستیاں اسی کی بدولت ہیں۔ (لولاک لما خلقت الافلاک) لہذا خاقانی آپ ہی کی بدولت آپ کی تعریف کی ایک آیت ہوگیا ہے۔ تو ایسا مرغ جس کا دانہ پانی آپ ہی کی ثنا ہو۔ اس کے لئے یہ نہ پسند کیجئے۔ کہ وہ دنیا کی جفا میں مبتلا ہو۔ اس کو تو اس دورنگ عالم سے ایسی فراغت دیدیجئے۔ کہ اب یہ رعنا عورت اس کو کسی غم میں مبتلا ہی نہ کرسکے۔

نواں قصیدہ تمام ہوگیا

قصیدہ دھم

سنت عشاق چیست؟ برگ عدم ساختن گوہر دل را ز تف مجمرِ غم ساختن (۱)

اس قصیدے کے چند شارح ہیں۔ سلمانی۔ جناب محشی۔ جناب پروفیسر نامی۔ جناب پروفیسر شادان بلگرامی۔ وغیرہ

معنی — کچھ تمھیں معلوم ہے کہ معشوق حقیقی کے عاشقوں کا طریقہ کیا ہے؟ سنو سنو ہر وقت اپنے فنا ہونے کا سامان کرنا۔ اور جوہر دل (روح) کو عشق کی دہکتی آگ سے غم کی انگیٹھی بنا لینا۔

سلمانی سے اختلاف — سلمانی۔ "غم" سے دنیا بھی مراد لیتے ہیں۔ اور یہ اچھا نہیں۔

بدرقہ چون عشق گشت از بس بس تاختن تفرقہ چون جمع گشت با کم و کم ساختن (۲)

حل لغات — بدرقہ۔ وہ سپاہی جو قافلہ کی حفاظت اور راہبری کے لئے جاتے ہیں۔
از بس بس تاختن۔ بہت بہت دوڑنا۔ از پس پس تاختن بھی آیا ہے۔ پیچھے پیچھے دوڑنا۔ مگر پہلا اچھا ہے۔
تفرقہ۔ پریشانی (دنیا)
با کم و کم ساختن۔ بہت ہی تھوڑی سے موافقت کرنا۔

معنی — سنو سنو! اور عاشقان الٰہی کا یہ طریقہ ہے۔ کہ جس وقت ان کا عشق راہبر ہوا۔ تو اسی وقت سے ان کو خدا کی طرف بہت بہت دوڑنا۔ اور جس وقت دنیا کی پریشانی سے ذرا سی دلجمعی حاصل ہوئی۔ اسی وقت سے دنیا کی بہت تھوڑی چیز سے موافقت کرلینا اور ترکِ دنیا کردینا۔

سلمانی — سلمانی نے "بس از بس" کے متعلق لکھا ہے۔ کہ حرصِ دنیا عبارت ہے۔

اختلاف — اور بہت ہی لمبا، چوڑا حاشیہ چڑھایا ہے۔

(۳) گرچہ نوای جہان خارج پردہ ود چون تو درین مجلسی باہمہ دم ساختن

حل لغات — **نوا ے جہاں** ۔ دُنیا والوں کا راگ۔ نغمہ۔
خارج پردہ ۔ یعنی پردہ عشق سے خارج ہے۔
درین مجلسی ۔ جبکہ تم اس مجلس میں ہو۔ مجلس سے عاشقان الٰہی کی مجلس اور عاشقان دنیا کی مجلس۔ دونوں مراد ہو سکتی ہے۔
دم ساختن ۔ دمساز ہونا۔ آس بھرنا۔

معنی — دُنیا والے، جو کچھ راگ گاتے ہیں۔ وہ تو محبت الٰہی کے پردے سے بالکل خارج ہے۔ اب اگر تم عاشقان الٰہی کی مجلس میں آگئے ہو۔ تو اُن کے ساتھ دمسازی کرنا شروع کردو۔ اگرچہ دنیا والے کتنا ہی خارج از پردہ چیخیں چلائیں اون کی کچھ پروانہ کرو۔
اور ہو سکتا ہے کہ معنی اس شعر کے یوں کیے جائیں۔ کہ اگرچہ اہل دنیا کی نوا خارج پردہ ہے اور وہ بے سُرا راگ گا رہے ہیں۔ مگر چوں کہ تم اسی دنیا میں ہو لہذا بظاہر ان سے موافقت کرو۔ اور اُن کے سر میں سر ملاؤ۔
پروفیسر نامی نے یہ معنی لکھے ہیں "باہمیں مرداں بباید ساخت"۔ مگر مجھے تو پسند نہیں۔ طبیعت پر گراں ہیں۔ (شادماں)

(۴) پیش سر سران آب دہ دست باش تا مسلم شود پشت بخم ساختن

حل لغات — **سراں** ۔ سرداراں۔ یعنی عاشقانِ الٰہی۔
آب دہ دست ۔ ہاتھ دُھولانے والا خادم۔
پشت بہ خم ساختن کمر کو خم کرنا۔ جھکنا۔ انکسار کرنا۔ عاجزی کرنا۔

تم عاشقانِ الٰہی کے تخت کے سامنے اس طرح منکسر رہو۔ جیسے ہاتھ دُھلانے والا خادم۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ تمہارا جھکنا۔ یہ تمہارا انکسار مسلم ہو جائے۔

قابل نامی کا مطلب

پروفیسر نامی } تم بادشاہوں کے تخت کے سامنے خدمت گار بنے رہو۔ تاکہ تمہارا منکسر المزاج ہونا ثابت ہو۔

بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا؟ (نشادماں)

(۴)

نزدِ فسردہ دلاں قاعدہ کم کن چو آب ۔ بادلِ آتش فشاں چہرہ دژم ساختن

حل لغات

فسردہ دلاں - ایسا شخص جس میں عشق الٰہی نہ ہو۔

قاعدہ کم کن - نہ بیٹھ۔

چو آب - اس وجہ سے کہا ہے کہ پانی رواں رہتا ہے

دلِ آتش فشاں - ایسا دل جس سے عشق الٰہی کے شعلے نکل رہے ہوں۔

دژم - غمگین

معنی

دیکھو۔ دیکھو۔ تم ان مردہ دلوں کے پاس پانی کی طرح کم بیٹھو۔ بلکہ نہ بیٹھو۔ تمھیں تو اپنے اس دل کے ساتھ (جس سے آتش عشق کے شعلے نکل رہے ہوں) اپنے چہرے کو غمگین رکھنا۔ اور بس۔ تمھیں اس "ہاہا ہو ہو" سے کیا مطلب؟۔

قابل نامی کا مطلب

قابل نامی } خلاصہ یہ کہ دل میں عشق آلٰہی کی آگ بھری ہو۔ لیکن پھر بھی پانی کی طرح سر جھکائے رہنا چاہئے۔ نہ آگ کی طرح سرکشی کرنا۔

(۵)

در نتواں خطِ دہر وفا یافتن ۔ در نتواں بر سطحِ آب نقش قلم ساختن

معنی

میں تم سے سچ کہتا ہوں، خطِ دہر میں وفا کا پانا ناممکن ہے۔ جس طرح سطح آب پر قلم سے لکھنا محال ہے۔

(۶)

عمر نہ و لافِ عیش سرو بو ہیچو صبح ۔ از پئے یک لحظہ عمر خنجر و علم ساختن

معنی عمر تو نہ دارد، بیٹھے ہوئے عیش کی شیخی کر رہے ہو۔ یہ ساری لاف وگزاف کی گرما گرمی ایک دم میں صبح کی طرح سرد ہو جائے گی۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ گھڑی بھر کی عمر کے لئے چتر بنا رہے، علَم درست کر رہے ہو۔ سارے سامان شاہی ہو رہے ہیں۔

تا کی ز چشم و عقل خار مغیلان زدن تا کی در راہ نفس باغ ارم ساختن

معنی کب تک عقل کی آنکھ میں ببول کے کانٹے چبھونا، اور کب تک اس نفس امارہ کے راستے میں شداد کی طرح بہشت بنانا۔

رخش بہرای زر بر در پیش دیو پس خر افگندہ سم مرکب جم ساختن

حل لغات
ہرائے زر ۔ سنہری ساز
دیو ۔ شیطان ۔ مراد نفس امان۔
خر افگندہ سم ۔ لنگڑا گدھا۔
جم ۔ حضرت سلیمانؑ ۔ مراد روح۔

معنی عمدہ گھوڑے کو سنہری ساز و سامان سے آراستہ کر کے دیو کے پاس لے جانا اس کے بعد لنگڑے گدھے کو حضرت سلیمانؑ کا مرکب بنانا، کون سی عقل کی بات ہو سکتی ہے۔

دل ز امل دور کن زانکہ نہ نیکو بود مصحف و افسانہ جلد بہم ساختن

حل لغات
امل ۔ آرزو ۔ امید۔
مصحف ۔ قرآن مجید۔ یہاں دل سے مراد ہے۔
افسانہ ۔ قصہ کہانی۔

معنی تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔ کہ جلد سے جلد اپنی روح کو دنیوی خواہشات سے علیحدہ کرو۔ بابا! قرآن شریف کی جلد کو امیر حمزہ کی داستان کیساتھ باندھنا کسی طرح مناسب نہیں۔ ع ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں۔

بر ز شبہت مدار عقل کہ نا خوش بود بر سرِ زندِ مغان بسم رقم ساختن

حل لغات

شبہ ۔ شک ۔ گمان ۔

زند ۔ آتش پرستوں کی آسمانی کتاب کا نام ہے۔

بسم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

معنی

دیکھو، دیکھو، عقل کو شک و شبہ میں نہ ڈالو ۔ اس لئے کہ یہ بہت ہی بُری بات ہے کہ کتابِ زند پر بسم اللہ لکھی جائے ۔ عقل کو خدائے واحد کی باب میں شک و شبہ میں ڈالنا گویا زند پر بسم اللہ لکھنا ہے ۔

چند رصدگاہِ دیو بر درِ دل داشتن چند قدم گاہِ پیل بیت حرم ساختن

حل لغت

رسدگاہ ۔ اگر سین سے ہے تو وہ چبوترہ جہاں سوداگروں سے مال کا محصول لیا جائے ۔ اور اگر صاد سے ہے تو وہ چبوترہ یا مینار جو پہاڑ پر، یا کسی اونچے مقام پر سیاروں کی دیکھ بھال کے لئے بنایا جاتا ہے ۔ یہاں دونوں ہو سکتے ہیں

معنی

تم کب تک اپنے روح کو نفس امارہ کا رصدگاہ بناتے رہوگے ۔ اور کب تک بیت اللہ (روح) کو ہاتھیوں کے پاؤں کی روندنے کی جگہ ۔ توبہ توبہ! تم کو شرم نہیں آتی ۔ کیا ابرہہ ہو گئے ۔

بر سرِ خوانِ جہان چند چو بربط مقیم سینہ و دل را ز آز جملہ شکم ساختن

معنی

تم دنیا کے مادی دسترخوان پر کب تک بربط کی طرح مقیم رہوگے ۔ ہائیں! تم نے تو اپنے سینہ اور دل کو بالکل پیٹ ہی پیٹ بنالیا ۔ اللہ رے حرص ۔

بربط ۔ باجہ ہے ۔ تبلہ کے سینہ کی طرح ہوتا ہے ۔ اس کا توند پیٹ کی شکل کا ہونا ہے اور مقام عیش میں موجود ۔

چند چو ما از ہنا باد زبان بستن چند چو ماہی بشکل گنج درم ساختن

نهاد ـ ذات ـ طبیعت ـ فطرت ـ | دوزبان ـ منافق ـ

معنی: تم کب تک ـ سانپ کی طرح دوزبان (موذی، اور منافق) ہوکر زندگی بسر کروگے اور کب تک مچھلی کی طرح درم کا خزانہ بناتے رہوگے ـ یعنی مال جمع کرتے، اور اپنی آرائش میں رہوگے ـ

زر چہ بود جز صنم پیش نپسند خدا | دل کہ نظرگاہ اوست جای صنم ساختن

معنی: مال و زر سوائے بت کے اور ہے کیا ـ اسی لئے خداوند عالم اس کو ناپسند کرتا ہے ہائیں! وہ دل، جو منظر خدا ہے ـ اس کو تم نے اچھا خاصہ بت خانہ بنا دیا ـ اُف رے حرص ـ

ہین کہ در دل شکست لرزۂ نفخ صور | گوش خرد شرط نیست جذر اصم ساختن

معنی: ارے کمبخت قیامت آگئی ـ دم صور کے زلزلے نے دل کا دروازہ توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور تجھے کچھ خبر نہیں ـ ارے اس وقت عقل کے کانوں کو بالکل بہرا کر دینا ـ کسی طرح مناسب نہیں ـ ہوشیار رہو ہوشیار ـ

جذر اصم ـ کرِ مادرزاد کو کہتے ہیں ـ

زین دم معجز نما مگذری خاقانیا | کز سر این دم توان زاد عدم ساختن

معنی: ہاں ـ خاقانی ـ ہاں تم اپنے اس معجز نما نصیحت سے ہرگز نہ ہٹنا ـ یاد رکھو ـ تم ان ہی وعظ و پند سے ملک عدم کے سفر کے لئے توشہ بنا سکتے ہو ـ یہی آخرت میں تمہارے کام آئے گا ـ اور بس ـ

گرچہ روی قضا بر تو ستمہا رود | جز بہ رضا روی نیست دفع ستم ساختن

گرچہ روی لہاتوی کایت از سخن | پیش گرسنہ دلان خوان کرم ساختن

(۲۰) چون بہ شماخی ترا کرد قضا شہر بند — نام شماخی توان مصر عجم ساختن

حل لغات: گرسنہ دلان۔ مشتاقان کلام۔ یا بے علم
شماخی۔ شروان کے قریب ایک مقام
بادشاہ نے خاقانی کو یہاں قید کیا تھا۔ اور مصر میں حضرت یوسفؑ بالزام عشق زلیخا قید ہوئے تھے۔

معنے: خاقانی۔ اگرچہ از روے قضاے آسمانی فی الواقع تم پر طرح طرح کے ظلم اور ستم ڈہاے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کا علاج اور اس کا دفع سوائے خوشنودی الٰہی۔ اور شکر الٰہی کچھ نہیں۔

تم تو تمام دلوں کے یوسفؑ ہو یوسف۔ کیونکہ تمہارا معجز نما کلام آیت ہے آیت۔ لہذا ان گرسنہ دلوں کے لئے تم اپنے کلام کا دسترخوان وسیع بچھاتے رہو۔

تم کو قضاے آسمانی نے شماخی میں نظر بند بلکہ شہر بند کیا، چلو اچھا ہوا۔ اب اس کا نام "مصر عجم" رکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ تم تو یوسف ہو۔

(۲۱) عم ز جہان عبرہ کرد عبرت تو این بس است — توان با مرگ عم برگ نعم ساختن

(چچا — ای مرد ۱۲ — نعمت)

معنی: دیکھو۔ تمہارے چچا۔ جو تمہارے استاد بھی تھے۔ مر گئے۔ بس تمہاری عبرت کے لئے یہی واقعہ کافی ہے۔ چچا کی موت ہوتے ہوئے، نعمت و عیش کا سامان نہیں کیا جا سکتا۔

(۲۲) چون تو طریق نجات از در عم یافتی — شرط بود قبلہ گاہ مرقد عم ساختن

معنی: ہاں خاقانی۔ جبکہ تم نجات کا راستہ (تعلیم) اپنے مہربان چچا سے پایا۔ تو بس اُن کی قبر پر جاؤ، اور دہونی رما کر بیٹھو۔ اس لئے کہ وہ تو قبلہ گاہ ہے۔ قبلہ گاہ!

(۲۳) چون بدر مصطفیٰ نائب حسان توئی — فرض بود نعت او حرز امم ساختن

معنی: خاقانی۔ جب کہ آنحضرت کے دروازے پر حسان بن ثابت کے نائب مناب تم اور صرف تم ہو تو تم اپنا فرض سمجھو۔ اور یہ کہ آنحضرت کی تعریف کرو۔ اور اسکو امت کا حرز جان اور تعویذ بازو بناؤ۔

دسواں قصیدہ ختم ہوا

قصیدہ یازدہم

(۱) ناگزیرانِ دلِ ست نوبتِ غم داشتن ـ جبہۂ امال را داغ عدم داشتن
ضروری ۱۲ ـ پیشانی ۱۲

معنی ـ سنو سنو ـ دل (روح) کے لئے غم (عشق) کی نوبت رکھنا ضروری ہے ـ اور خواہشات دنیوی کی پیشانی پر معدومیت کا داغ لگانا لازمی ـ

(۲) صاحب حالت شدن حلہ تن سو ـ خارج عادت شدن عدت غم داشتن
پیرہن ۱۲ ـ غلتن ـ ساماں ۱۲

حل لغات ـ حالت ـ وجد ـ استغراق ـ واردات قلبی ـ
حلہ ـ لباس ـ
خارج عادت ـ خلاف عادت ـ
عدت ـ سامان ـ تیاری وآمادگی ـ

معنی ـ عشق آلٰہی میں ترقی کرتے کرتے بالکل صاحب حال و وجد ہو جانا چاہیئے ـ اور خلاف عادت ہونا ـ اور سامان عشق کرنا چاہیئے ـ

(۳) زین سوی جیحون غم کشتی و پل ساختن ـ ہر دو چو زان سو شدی از ہمہ کم داشتن

حل لغات ـ غم سے مراد غم دنیوی ـ
ہر دو ـ سے مراد روح وجسم ہے
از ہمہ کم داشتن ـ سب سے تعلق نہ رکھنا ـ

معنی ـ دیکھو ـ تم دنیوی غموں کے دریا کے اس طرف سے پل بناؤ اور کشتی ـ اور اس پر روح وجسم دونوں کو بٹھا کر اُس پار اُتر و ـ اور جو ہیں تم اس کنارے پر پہنچ جاؤ ـ بس ان سب دنیا والوں سے ترک تعلق کر دو ـ

(۴) **سر بہ تمنای تاج دادن و چون بگذری ہم سر ہم تاج را نعل قدم داشتن**

حل لغات

سر دادن۔ یعنی اپنی جان دینا۔
چون بگذری۔ جب کہ تم مرجاؤ گے
نعل قدم داشتن:۔ پامال کر دینا۔

معنی: کیوں بھئی۔ یہ دنیوی حکومت کے تاج کے لئے اپنی جان کو ہلاک کرنا کیا معنے۔ جب کہ دنیا سے گزر جانا یقینی ہے، تو سر اور تاج، دونوں کو قدموں سے روند ڈالنا چاہئے۔

(۵) **پیش بلا در شدن پس میان دو تیغ ہمچو نشان دو مُہر خوی درم داشتن**

حل لغات

پیش بلا در شدن۔ بلا کے سامنے بے دھڑک جانا۔
میان دو تیغ:۔ دو تیغ کے درمیان۔ یعنی سخت مصیبت و تکلیف میں۔ جس طرح سکہ دو طرف سے دبایا جاتا ہے۔
نشانِ دو مُہر:۔ اشرفی یا کسی سکہ کے دونوں طرف کے نشان۔ نقوش۔
خوے:۔ عادت۔

معنی: بھلا یہ کوئی عقل کی بات ہو سکتی ہے۔ کہ تم بلا کے سامنے بے دھڑک جاتے ہو۔ اور خود کو دو تیغوں کے درمیان رکھتے ہو گویا تمہاری عادت، درم کیسی ہے جس طرح اس کے دو تیغوں کے نشان دو تیغوں کے درمیان آجاتے ہیں۔ دونوں طرف سے خوب پٹتا ہے۔ اور سخت مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔

سلمانی نے نہ معلوم اس شعر کے کیا معنی لکھے ہیں۔

جناب شادان بلگرامی کے معنی ۱۲: جناب **شادان** بلگرامی لکھتے ہیں " اشرفی کے نقوش کی طرح خواہشِ زر رکھتا ہے" (سخت تعجب کی بات ہے!)

خاقانی یہ تو نہیں کہتا۔ وہ تو یہ کہہ رہا ہے۔ کہ نشان دو مُہر کی طرح دو تیغوں کے درمیان درم کی عادت رکھنا۔ یعنی درم کی عادت یہ ہے کہ وہ سکہ میں دونوں طرف سے مصیبت میں آتا ہے۔ اسی طرح تم بھی دو تیغوں کے درمیان خود کو دیتے ہو۔ یعنی" دنیوی تحصیل میں سخت مصائب برداشت کرتے ہو۔

(۶) چون بمصافِ سراں لافِ شہادت زنی × زشت بود پیش زخم بانگِ الم داشتن

(۷) سقم نسخہ — نقش بت و نام شاہ بر خود بستن چو زر × وانگہے از بیم گاز رنگ بقم داشتن

حل لغات: سراں ۔ سرداران ۔ عاشقانِ الٰہی حاصل کیا جاتا ہے ۔
گاز ۔ کترنی ۔ مقراض ۔ قینچی ۔ سقم کا بھی نسخہ ہے ۔ بیمار ۔ رنگ بیمار
بقم ۔ مجیٹھ ۔ اس سے سرخ رنگ زرد ہوتا ہے ۔

معنی: جب کہ تم الٰہی عاشقوں کے مصاف میں لاف زنی شہادت کر رہے ہو ۔ تو پھر حقیقی معشوق کے ہاتھ سے ذرا سا چرکا لگ جانے پر یہ چیخ پکار ! اور توبہ تلا کیسی ؟

چاہتے تو یہ ہو کہ اشرفی کی طرح نامِ شاہی اور نقشِ تصویر دونوں تم کو حاصل ہوں مگر کترنی کے خوف سے تمہاری رنگت زرد ہوئی جاتی ہے ۔

اگلے زمانے میں اشرفی کے اِدھر اُدھر جو کچھ سونا نکلا رہتا تھا ۔ اوس کو کترنے سے کاٹ کر برابر کرتے تھے ۔

(۸) نسخہ بازار — تات زمستی کنی با تو بود کفر و دیں × بتکدہ را شرط نیست بیتِ حرم داشتن

معنی: دیکھو جب تک تم دنیوی خیالات سے مست ہو ۔ اُس وقت تک دین بھی کفر ہو جائے گا ۔ لہٰذا ان خیالات سے علیحدہ ہو ، کیوں کہ بت کدے کو کعبہ بنانا شرط نہیں ہے ۔

یعنی دُنیوی خیالات ہوتے ہوئے عشق کا خواہاں ہونا ٹھیک نہیں ۔

(۹) تا کہ تو از نیک و بد ہمچو شب آبستنی × رو کہ نہ ہمچو صبح مردِ علم داشتن

حل لغات: نیک و بد ۔ اچھا برا ۔ مراد عشق خدا و عشق دنیا مردِ علم داشتن :۔
آبستنی ۔ تو حاملہ ہے ۔ یعنی " علم سرداری رکھنے کے
مرد ۔ لائق ۔ لائق نہیں ۔

معنی: جب کہ تم رات کی طرح اچھے برے خیالات دل میں لیتے ہو یعنی عشقِ خدا و دُنیا دونوں کی

تحصیل کی خواہاں ہو، تو جاؤ، ہمارے سامنے سے دور ہو، تم علم سرداری رکھنے کے قابل نہیں ہے

ایں خیال ست و محالست و جنوں — ہم خدا خواہی ہم دنیائے دوں

(۱۰) بے دم مرداں خطاست در پی مرداں شدن × بی کف جم احمقی ست خاتم جم داشتن

معنی: بابا! الٰہی عاشقوں کا دم نہ رکھنا، اور ان کے پیچھے پیچھے چلنا ایک بھاری غلطی ہے اس کی ٹھیک مثال یہ ہے کہ۔ حضرت سلیمانؑ کا سا ہاتھ ندارد، اور انگوٹھی پہنے پہنے پھر رہے ہیں۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ کیا تمام دنیا کی حکومت مل جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح جب تک عشق خدا نہ ہوگا۔ اس وقت تک عاشقان الٰہی کے ساتھ چلنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔

(۱۱) شاہد دل در حواس خصمت نیست انصاف برلب او باش طبع قصر ارم داشتن

حل لغات:

حواس۔ جمع حاسہ۔ اس مقام پر حواس سے کچھ اچھے معنے حاصل نہیں ہوتے۔ اس لئے "خواس" کا نسخہ اچھا ہے۔ بہ معنے خوف۔

او باش۔ بوش کی جمع۔ فرومایہ۔ رند

قصر ارم۔ بہشت شداد۔ یہاں لذائذ دنیوی سے مراد ہے۔

معنی: شاہد دل تو خوف و خطر میں ہو۔ اندریں صورت یہ انصاف کے خلاف ہے۔ کہ اس بدمعاش طبیعت کے راستہ میں بہشت ارم بنایا جائے۔ اور اس کے خواہشات پورے کئے جائیں۔

(۱۲) تشنہ بماند مسیح شرط حواری بود — لاشئہ از آب خضر سیر شکم داشتن

حل لغات:

مسیح سے مطلوب (دل) ہے

حواری۔ اصحاب حضرت عیسیٰ۔

لاشہ۔ خر ضعیف۔ مراد طبع۔

آب خضر۔ آب حیات۔

معنی — حضرت عیسیٰ پیاسے ہوں۔ کیا ان کے اصحاب کے لئے یہ جائز ہوگا۔ کہ ان کے گدھے کو آبِ حیات سے خوب سیراب کردیں۔ اور پیغمبر کو ایک قطرہ بھی نہ دیں۔ شعر بالا کی تمثیل ہے

(۱۳) در گذر از آب و چاہ یا یہ عزلت گزیں × کز سر عزلت تواں ملک قدم داشتن

معنی — لہذا۔ تم دنیا سے الگ ہو جاؤ۔ اور گوشہ نشینی اختیار کرو۔ اسی گوشہ نشینی سے تمھیں ملک قدم حاصل ہو جائے گا۔ اور بس۔

(۱۴) چوں بیکی پارۂ پوست شہ توانی گرفت × غبن بود در دکان کورۂ و دم داشتن

معنے — جب ایک چمڑے کے ٹکڑے سے ملک کا ملک فتح کیا جا سکتا ہے۔ تو بھلا یہ کونسی عقل کی بات ہے۔ کہ دکان بھی ہو۔ بھٹی بھی بنائے جائے۔ دھوکنی بھی رکھی جائے۔ میاں! عزلت کافی ہے۔ کافی۔ صرف اسی سے ملک قدم فتح ہو سکتا ہے۔ اور اتنگڑ کھنگڑ کی ضرورت نہیں۔

"پوست پارہ" کا ذکر آچکا ہے۔ وہ چمڑے کا ٹکڑا جو کاوہ اپنے پاؤں میں باندھتا تھا۔ اُسی کو اُس نے علم پر باندھا۔ اور ضحاکؔ پر فتح پائی۔

(۱۵) عادت خورشید گیر فرد و مجرد شدن × چند بگرد از ماہ خیل و حشم داشتن

معنی — تم تو آفتاب کا سا طریقہ اختیار کرو، یعنی فرد، اور مجرد رہو۔ چاند کی طرح کب تک لاؤ لشکر رکھو گے۔ اس سے فائدہ نہوا ہے نہ ہوگا۔

(۱۶) دیگ امانی مپز تا نبایدت طمع × پیش خساں کفچہ وار دست بنجم داشتن

(امیدیں ۱۲ — کفگیر ۱۲)

(معنی) دنیوی امیدوں کی دیگ نہ پکاؤ۔ نہ پکاؤ! کیوں؟ اس لئے کہ تمہیں طمع سے ذلیلوں کے سامنے دست سوال نہ دراز کرنا پڑے۔



(۱۷) از درِ کم کاسگاں لاف فزونی زدن × بر درِ لایفلحاں گوشِ نعم داشتن

حل لغات

کم کاسگاں :- بخیلاں - کم ہمتاں۔
لایفلحاں :- نارستگاراں - گرفتاراں
گوشِ نعم داشتن - حصولِ نعمت کے لئے کان لگانا "گوشِ نعم" میں اضافتِ بادنی ملابست ہے۔

معنی

بخیلوں - اور کم ہمتوں کے دروازے سے زیادتی کی ڈینگیں مارنا - اور ان گرفتاران دنیا کے دروازے پر حصولِ نعمت کے لئے کان لگانا - کس قدر لغو اور عبث ہے - نہ ان سے کچھ نفع ہوگا، نہ ان سے کچھ فائدہ -

(۱۸) ہمت و آنکہ ز غیر برگ و نوا ساختن عیسیٰ و آنکہ بوام نیل و بقم داشتن

ہمت بلند ہوتے ہوئے - غیروں سے سامان کی خواہش! - سبحان اللہ! کس قدر پست ہمتی ہے - اس کی ٹھیک مثال یہ ہوئی - کہ حضرت عیسیٰ بازار میں نیل اور سرخ رنگ قرض لیتے پھرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ ع ایک رنگ سے مختلف رنگ بنا دیتے تھے۔

(۱۹) لاف فریدوں زدن و آنکہ ضحاک وار × سلطنت و شیطنت ہر دو بہم داشتن

معنی

ہائیں! غضب خدا کا - ڈینگ تو یہ مار رہے ہو کہ ہم فریدوں ہیں، ہم فریدوں ہیں" اور ضحاک کی طرح سلطنت و شیطنت دونوں موجود - "لا حول ولا قوۃ الا باللہ"،

کہا جاتا ہے کہ شیطان نے ضحاک کے دونوں شانوں کو چوم لیا تھا - اس وجہ سے دو سانپ پیدا ہوگئے - جن کی غذا مغز انسان قرار پائی -

(۲۰) صحبت ماءُ العنب مایۂ نار اللہیب × ترک چنیں آب ہست آب کرم داشتن

حل لغات

ماءُ العنب - شراب۔ **نار اللہیب** - دوزخ سے مراد ہے۔

آب ؛ آبرو **کرم** ؛ بزرگی۔

معنی: بابا! یہ کباب و شراب کی محبت، سراپا جہنم ہے جہنم! ایسے پانی کو ترک کرو۔ تاکہ انسانی بزرگی کی آبرو رہ جائے۔ ورنہ اس قسم کے افعال سے انسان کی عزت و شرافت گئی۔ کیونکہ اس سے اول عقل ہوتا ہے۔

(۲۱) **چند پئی کاہ پر آب در زرد شتیاں × عقل کہ کسری وش ست وقف ستم داشتن**

شراب خواری ۱۲ — مغان، گبراں ۱۲

معنی: اس شراب کے پیچھے کب تک گبروں کے دروازوں پر عقل کو وقف ستم رکھو گے بولو! بتاؤ!!۔

اسلامی حکومتوں میں غیر مسلم۔ یہودی۔ گبر۔ نصاریٰ وغیرہ شراب فروخت کرتے ہیں۔ وہ بھی خفیہ۔

(۲۲) **سینہ بغوغائی حرص بیش میالا ازانکہ × نیست بفتوائی عقل گرگ برم داشتن**

حل لغات: **غوغا** = مشہور ہے۔ بہ معنی انجمن و جمعیت بھی آیا ہے | **رم** ۔ یہی "رمہ" کہ بہ معنے گلۂ گوسپندان ہے۔

معنی: میں اب نصیحت ختم کر چکا۔ بس آخری بات یہ ہے۔ کہ اپنے سینہ کو اس سے زیادہ حرص و طمع سے آلودہ نہ کرو۔ کیوں؟ اس لئے عقل کبھی یہ فتویٰ نہیں دے سکتی۔ کہ بھیڑیئے کو بکریوں کے گلّے میں چھوڑ دیا جائے۔ تم حرص کو بھیڑیا سمجھو۔ بھیڑیا اگر یہ سینہ میں رہے گا تو سارے اعمالِ صالحہ کو کھا لے گا۔

(۲۳) **بہر چنین خشکسال مذہب خاقانی ست × از پی کشتِ صفا چشم بنم داشتن**

(۲۴) **از سر تسلیم دل پیش عزیزان فقر × حلقہ بگوش آمدن غاشیہ هم داشتن**

(۲۵) **بہر دل و دین غیرت شروان شدن × بیش دراہل بیت ماتم غم داشتن**

حل لغات: **خشک سال** ۔ قحط۔ یہاں قحط اعمال صالحہ مقصود ہے۔

رضا۔ خوشنودیِ الٰہی

تسلیم۔ تمامی امور کو خدا کے سامنے کر دینا۔ اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا۔

دل۔ توجہ۔

عزیزان فقر۔ درویشان کامل

حلقہ بگوش۔ مطیع۔

غاشیہ داشتن۔ خدمتگار ہونا۔

بہرِ دل و دین غیر: اور بعض نسخوں میں "**بہر دل و دین خود**" ہے دونوں صورتوں سے معنی ہو سکتے ہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ اس اعمال صالحہ کے زمانے میں خاقانی کا تو یہ مذہب ہے کہ رضا و تسلیم کی کھیتی کے لئے وہ آنکھیں اپنی پُرنم کرتا ہے اور اس بارش سے اس کھیتی کو سینچا کرتا ہے۔ اور از راہ تسلیم توجہ دلی فقیران کامل و درویشان عامل کے سامنے حلقہ بگوش آنا اور ان کی خدمتگزاری کرنا اس کا شکار ہے۔

اور غیروں کے دین و دل کے لئے البتہ شروان ہونا اور اپنے اہل البیت کے دروازے کے سامنے بوجہ ناداری ماتم و غم کرنا۔ اور بس۔

مولوی صادق علی کے معنی

آخری شعر کے معنی **مولوی صادق علی** نے یہ لکھے۔ کہ:۔

"میرے باپ اور ماں نہ رہے لہذا غیروں کے دین کے لئے میں کیوں شروان میں رہوں اور ماتم و غم کروں۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

اور **جناب فاضل بلگرامی** نے غیر کے بجائے (**خود**) کا نسخہ اختیار کر کے یہ معنی لکھے۔ "مگر کیا کروں اپنے دل و دین کی وجہ سے پابند شروان ہوں اور اہل خانہ کے سامنے بوجہ ناداری ماتم و غم کرتا ہوں۔

گیارھواں قصیدہ ختم ہو گیا



قصیدۂ دوازدہم

(۱) شب رواں چوں رخ صبح آئینہ سیما بینند ‫ کعبہ را چہرہ دراں آئینہ پیدا بینند

موصوف ۱۲ صفت ۱۲ — برائے اضافت — صبح ۱۲

حل لغات: **شب رواں** :- رات کے سفر کرنیوالے حاجیاں۔ سالکان مقصود ہیں۔ گرمی کی وجہ سے عرب میں رات کو سفر کرتے ہیں۔
آئینہ سیما۔ صبح کی صفت ہے۔ آئینہ پیشانی
کعبہ را چہرہ - "را" برائے اضافت ہے۔ کعبہ مضاف الیہ۔ چہرہ، مضاف چہرۂ کعبہ۔
آں آئینہ — وہی صبح

معنی: حکیم کہتا ہے۔ کہ وہ اندھیری رات میں سفر کرنے والے حاجی یعنی راہ خدا کے سالک، جس وقت صبح کا چہرۂ آئینہ سیما دیکھتے ہیں۔ تو صرف صبح ہی نہیں دیکھتے، بلکہ ان کو اس آئینہ میں کعبہ کی صورت بھی دکھائی دیتی ہے۔ یعنی جس وقت صبح طلوع ہوتی ہے، تو اس کی روشنی میں عمارت کعبہ نظر آتی ہے۔

جناب فاضل بلگرامی کے معنے: **جناب فاضل بلگرامی** تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"سالکان مراحل عشق رات بھر جب "مراقبہ" میں گزارتے ہیں۔ اور انھیں صبح دکھائی دیتی ہے تو اس آئینے میں چہرۂ کعبہ بہت نمایاں دیکھتے ہیں"

یہاں "مراقبہ" کا کوئی ذکر نہیں! (شادماں ۱۲)

(۲) گرچہ زاں آئینہ خاتون عرب را نگرند × درپس آئینہ رومی زن رعنا بینند

صبح ۱۲ — کعبہ ۱۲ — صبح ۱۲ — آفتاب ۱۲

حل لغات: **آں آئینہ** - وہی صبح۔
خاتون عرب :- خانۂ کعبہ سے کنایہ ہے
درپس آئینہ - یعنی صبح کے عقب میں۔

رومی زنِ رعنا۔ آفتاب سے کنایہ ہے۔ عرب رومیوں کو بنو الاصفر کہتے ہیں۔ آفتاب کو بوجہ زردی "رومی زن" کہا۔ شمس مونث سماعی ہے۔ اس لئے اُسے زن قرار دیا

معنی

حاجی۔ اگرچہ اس آئینہ صبح سے خاتون عرب (کعبہ) کو دیکھتے ہیں۔ مگر اسی آئینہ کے عقب میں ایک سرخ وسپید رومی عورت (آفتاب) کو بھی دیکھتے ہیں۔ کہ جو اٹھلاتی ناز وانداز سے چلی آرہی ہے۔

جنابِ محشی فرماتے ہیں۔ کہ "آفتاب" رسول مقبول سے کنایہ ہے۔ اور مقصود یہ ہے کہ کعبہ کے دیکھنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کرتے ہیں"۔ خاقانی رومی زن کہکر آنحضرت سے کنایہ نہیں لے سکتا یہ گستاخی ہے۔ میرے نزدیک یہ معنی صحیح نہیں۔

(۳) **اختران عودِ شب آرند و باتش فگنند ✱ خوش بسوزند و صبا خوش دم از آنجا بینند**

حل لغات

عودِ شب میں اضافتِ تشبیہی ہے۔
خوش بسوزند۔ خوب جلاتے ہیں
صبا۔ مشرقی ہوا۔ جو موسم بہار میں چلتی ہے
خوش دم
معطر۔ خوشبودار

معنی

یہ آسمان کے جھلملاتے تارے عودِ شب کو لاکر آفتاب کی آگ میں ڈال کر خوب جلاتے ہیں۔ اسکی خوشبو فضا میں خوب پھیل جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کو ہوا معنبر و معطر محسوس ہوتی ہے۔

مطلب حکیم کا یہ ہے کہ رات ختم ہوئی صبح طلوع ہوئی نسیم سحر چلنے لگی رات کے ختم ہونے کو اس طرح ادا کیا کہ ستاروں نے عودِ شب کو آتش آفتاب میں ڈال کر جلا ڈالا۔

(۴) **صبح دنداں چو مطرا کند از سوختہ عود ✱ عودی خاک زند دانش مطرا بینند**

حل لغات

مطرا:۔ مصفا۔ آبدار
سوختہ عود:۔ ایران میں عود کو جلا کر اُسکے کوئلے سے دانت مانجتے ہیں۔
عودیِ خاک:۔ میں اضافتِ تشبیہی ہے:۔
عودی:۔ لباسِ سیاہ۔ رنگِ خاک بھی تیرہ مانا جاتا ہے:

معنی

یہ جو ستاروں نے عود شب کو آفتاب کی دہکتی آگ میں ڈال کر جلایا تھا اُسکی وجہ یہ تھی۔ کہ اُس کے

کوئلے سے صبح اپنے دانت صاف کرے، چنانچہ اُس نے ایسا کیا، اور اب اُس کے دانتوں کی صفائی سے عودی خاک کو بھی مصفا دیکھتے ہیں یعنی صبح کے نور سے ردی زمین بھی منور ہے؛

(۵) صبح را بردی سادہ احرام کشند * تا فلک را سلب کعبہ مہیا بینند

فاعل قضا و قدر ۱۲

حل لغات

ردائے سادہ احرام:۔ احرام باندھنے والوں کی چادر سپید، سادہ اور بے سی ہوئی ہوتی ہے۔ یہاں نور صبح سے مراد ہے۔

خاقانی پر اعتراض اور اسکا جواب ۱۲

جناب فضل بلگرامی فرماتے ہیں "لفظ ردا کو نئے وزن پر نظم کیا ہے" کوئی نیا وزن نہیں "ردا" کے الف کو جھکا کر ردا، کر دیا ہے جیسے کتاب سے کتیب، رکاب سے

ترکیب:

سلب: ایک قسم کا لباس ہے جو جنگ میں پہنتے ہیں۔ سلب کعبہ مضاف ہے۔ اور فلک مضاف الیہ۔ "را" برائے اضافت؛ سلب کعبہ فلک۔

خانہ کعبہ کی پوشش سیاہ ہے اور آسمان کا بھی لباس سیاہ ہے؛

معنی

حکیم کہتا ہے: چونکہ کعبہ فلک کا لباس سیاہ مہیا دیکھتے ہیں اس لئے قضا و قدر صبح کو سادہ احرامی اُڑھا دیتے ہیں؛

یعنی صبح طلوع نہیں ہو رہی ہے بلکہ ایک حاجی ہے جو سادہ احرامی باندھے ہوئے کعبہ آسمان کے طواف کے لئے جا رہا ہے؛

(۶) محرمان چون ردی صبح در آرند بکتف * کعبہ را سبز لباس فلک آسا بینند

حل لغات

محرم:۔ احرام باندھنے والے حاجی۔
کتف:۔ شانہ
کعبہ را:۔ یہ "را" برائے اضافت ہے "کعبہ"

مضاف الیہ "سبز لباس فلک آسا" مضاف "فلک آسا" لباس کی صفت ہے۔

معنی

احرام باندھنے والے حاجی جس وقت کہ صبح کی ردا کاندھے پر ڈالتے ہیں یعنی جس وقت کہ صبح طلوع ہوتی ہے اور اس کا نور حاجیوں پر پڑتا ہے، تو اُن کو کعبہ کا سیاہ لباس (جو فلک کی طرح ہے) سبز نظر آتا ہے؛

جنابِ فاضل بلگرامی تحریر فرماتے ہیں:-
"یعنی جب ان کو صبح ہوتی ہے تو کعبہ کا لباس مثلِ آسمان سیاہ دیکھتے ہیں"۔

فاضل بلگرامی کے معنے

(۷)

خود فلک شقۂ دیبای تنِ کعبہ شود
ہم ز صبحش علم شقۂ دیبا بینند

حل لغات

شقہ :- پارچہ جامہ
دیبا :- ریشمی کپڑا ہے
علم :- نقش جامہ علم شقہ دیبا :- پارچہ دیبا کے نقوش۔

یہاں مقصود دیبا کپڑوں کی لہروں سے ہے۔

فاضل بلگرامی کی غلطی

جنابِ فاضل بلگرامی" نے اس موقع پر (علم) کو جھنڈا خیال کیا۔ اور یہ صحیح نہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے یہ جو میں نے کہا کہ کعبہ کا لباس سیاہ فلک کی طرح کا ہے، نہیں بلکہ خود فلک ہی جسم کعبہ کا لباس دیبای ہوتا ہے! اور آسمان پر یہ جو صبح طلوع ہوتی ہے اور اس کا نور پھیلتا چلا آرہا ہے یہ شقہ دیبا کے نقوش، اور لہریں ہیں:- گویا آسمان دیبا ہے اور صبح کا بڑھتا ہوا نور اس کپڑے کی لہریں۔

جناب فاضل بلگرامی کے معنے

جنابِ فاضل بلگرامی :- بلکہ خود فلک ہی لباس دیبای جسم کعبہ بن جاتا ہے نیز نور ساطع اس کی صبح کا ایسا جھنڈا ہے جس کا پھریرا دیبا کا ہو۔
اس مقام پر نہ علم کی ضرورت ہے نہ پھریرے کی! ورنہ خاقانی یہ کہہ رہا ہے: (شادمان)

(۸)

دم صبح از جگر آرند و نم از ژالۂ چشم
تا دل زنگ پذیر آئینہ سیما بینند

(۹)

دم و نم تیرہ کنند آئینہ این آئینہ بین
کز نمِ گرم و دمِ سرد مصفا بینند

حل لغات

دم از جگر آوردن :- آہیں کرنا
نم :- تری
ژالۂ چشم :- آنسو

دل زنگ پذیر :- ایسا دل جو گناہوں سے آلودہ ہو۔

معنی

صبح کا سہانا وقت ہے نسیم سحری چل رہی ہے مگر حاجی یا دالی میں جگر سے آہیں اور آنکھوں سے آنسو نکال رہے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ اپنے دل زنگ آلود کو مصفا دیکھیں۔ تمھیں معلوم ہے کہ منہ کی بھاپ

ہویا تری دونوں آئینہ کو دھندلا کرتی ہیں مگر طرفہ تماشہ ہے کہ راہِ عشق کے یہ سالک ہم گرم اور دم سرد سے اپنے آئینۂ دل کو مجلا دیکھ رہے ہیں؛

(۱۰) راہِ صبوح زناں، راہ صبوحی بزنند | دیو را راہ زدن روح چہ یارا بینند

حل لغات

راہ کے بہت سے معنی ہیں طرز، طریقہ، راستہ مقام، آہنگ، نغمہ، یہاں بمعنی نغمہ ہیں؛

صبوح سے اس قدر عبارت مقصود ہے:۔ "صبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ و الروح"

راہ صبوح زنان:۔ نغمہ گانیوالے؛

صبوحی؛ شراب صبح گاہی یعنی مے عشق الٰہی" راہ صبوحی بزنند" شراب عشق الٰہی کا گیت گانے والے؛

دیو؛ شیطان، نفس امارہ

راہ زدن؛ لوٹنا

معنی

یہ حاجی "صبوح قدوس کا گیت گانے والے" شراب عشق الٰہی کا نغمہ گا رہے ہیں اس حالت میں شیطان ہو یا نفس امارہ ان کی کیا طاقت اور کیا قدرت ہے کہ ان سالکوں کی روحوں کی ڈاکہ زنی کرسکیں۔

" فاضل بلگرامی " نے " بزنند " کی جگہ " بزنید " پڑھا ہے، اور قطعی اچھا نہیں دوسرا مصرعہ ربط نہیں کھائیگا۔

(۱۱) بشکنند آن قدح مہ تن و گردون زنار | کہ بہ دست ہمہ تسبیح ثریا بینند

حل لغات

قدح مہ تن۔ موصوف صفت ہے ایسا پیالہ جس کا جسم چاند کا سا ہو یعنی پیالہ بلوریں یا سیمیں۔

گردوں زنار۔ قدح کی دوسری صفت ہے۔

پیالہ آسمان کی طرح ہوتا ہے۔" جام" کے خطوط مشہور ہیں اور وہ سات ہیں (۱) خط جور

(۲) خط بغداد (۳) خط فرودینہ (۴) خط بصرہ (۵) خط ازرق (۶) خط کاسہ گر (۷) خط درشکر

خط گردوں زنار ایسا پیالہ ہے جو آسمان کی طرح خطوط رکھنے والا ہے۔ آسمان کے خطوط خطِ استوا وغیرہ

شراب پینے والے اوس پیالے کو جو مہ تن اور گردوں زنار ہے، توڑ کر پھینک دیتے ہیں اور شراب خواری سے توبہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ان عاشقان الٰہی کے ہاتھ میں تسبیح ثریا دیکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حاجی صبح کے وقت اس شان سے تسبیح کھٹکھٹاتے ہیں کہ شرابی اس سے متاثر ہو کر اپنے جام ظاہری کو توڑ کر پھینک دیتے ہیں

جناب شاداں کے معنی

اور جناب شاداں نے یوں معنی تحریر کئے ہیں:۔

"یہ لوگ مئے وحدت کے پینے والے ہیں شراب ظاہری کے جام بلوریں و مخطط کو توڑ ڈالتے ہیں۔ کیونکہ ان سب کے ہاتھ میں تسبیح ثریا ہے

(۱۲) **خوش دمان آن رہ دے صبح بشوئید چو شیر کان وی جامہ احرام مسیحا بینند**

معنی

حاجی، جو سبوح قدوس کہتے چلے آرہے ہیں، اس راہ کے صبح کو دھو کر دودھ کی طرح اور سفید کر دیتے ہیں، یعنی ان کے عشقیہ کلمات و تسبیح خوانی سے وہ نور ساطع ہوتا ہے کہ جس سے سپیدۂ سحری کے نور میں اور اضافہ ہو جاتا ہے؛

حاجی اس ردا کو کیوں دھوتے ہیں؟ اس لئے کہ وہ اس کو جامہ احرام مسیحا خیال کرتے ہیں صبح نور آفتاب ہے اور آفتاب اور حضرت عیسیٰ دونوں فلک چہارم پر۔ لہٰذا حاجی صبح کو حضرت عیسیٰ کا جامہ احرام خیال کرتے ہوئے کارگاذری کر دیتے ہیں۔

(۱۳) **شائقان تو نہ از صبح نہ زشام آزاند — کہ دل زہرچہ دو رنگیست شکیبا بینند**

حل لغات

تو، کا خطاب یا خدا سے یا خانہ کعبہ سے ہے | کہ۔ بلکہ۔ اضراب کا ہے

معنی

خدایا تیرے شائق کچھ بھی نہیں کہ صبح و شام سے آزاد ہیں، بلکہ وہ تو ہر اوس چیز سے جو مادی اور دورنگ ہیں، قانع اور صابر ہیں یعنی آزاد ہیں تیرے مقابلہ میں اس کی کچھ پروا نہیں کرتے؛

(۱۴) **صبح و شام آمدہ گلگونہ وش و غالیہ فام — رو کہ مردان نہ بدین رنگ زنان را بینند**

معنی

یہ صبح و شام ہیں کیا چیز؟ ای ایک کو گلگونہ، دوسرے کو غالیہ سمجھو، جاؤ بھی! کہیں

عاشقانِ الٰہی جو اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں وہ ان عورتوں کے رنگ پر التفات کرتے ہیں،

(۱۸۵) **صبحِ صادق پسِ کاذب چہ کند بر تنِ مہر چادرِ سبزِ دو تا زن سوا بینند**

کنایہ از آفتاب ۱۲

معنی: یہ صبحِ صادق بعد کاذب کرتی کیا ہے؟ یہی تو کرتی ہے کہ زمانے کے تن پر جو سیاہ چادر (سیاہی شب) پڑی ہوتی ہے اور اس میں ایک عورت چھپی ہوتی ہے جھٹ اس کو پھاڑ بیچاری عورت کو (آفتاب) کو دن دھاڑے نکال دیتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس زن رسوا کو تمام زمانہ دیکھتا ہے، جب صبح کا کام رسوا کرنا ٹھہرا تو عاشقانِ الٰہی اس کی طرف کیوں التفات کرنے لگے نورِ خدا کے ہوتے ہوتے نورِ صبح کیا چیز ہے؟

شمس مونث سماعی ہے اس لئے اس کو زن کہا

ز آبنوسِ شب و روز آمد برقعۂ دہر دو سپہ کالتِ شطرنجی سوا بینند

حل لغات: **آبنوسِ شب و روز** میں اضافتِ تشبیہی ہے، آبنوس ایک سیاہ لکڑی ہے جس سے شطرنج کے مہرے تیار کئے جاتے ہیں۔

رقعہ کپڑے کا ٹکڑا، یہاں بساطِ شطرنج مقصود ہے۔

دو سپہ: بازیِ شطرنج میں دو فریق ہوتے ہیں ایک کی سپاہ کالے مہروں کی دوسرے کی سفید مہروں کی، ان میں شاہ، وزیر، اسپ، فیل، پیادے ہوتے ہیں، یہاں آبنوسِ شب کے کالے مہرے، اور آبنوسِ روز کے سفید مہرے ہیں۔

فاضل بلگرامی نے اعتراض کیا ہے کہ آبنوس کالا ہوتا ہے، لہٰذا آبنوسِ روز کے بجائے زیتونِ روز ہوتا تو درست ہوتا۔" شعر و شاعری میں اس قسم کے اعتراض مقبول نہیں اس مقام پر آبنوس سے مطلق لکڑی مقصود ہے۔

آلہ۔ اوزار، وسیلہ، سبب، آلہ شطرنجی مہرے، شطرنجی کی (ی) نسبتی ہے یعنی وہ آلے جو منسوب بہ شطرنج ہیں۔

سودا۔ خیالاتِ مجنونانہ

بینند کے فاعل حاجیان نہ طالبِ دنیا جیسا کہ فاضل بلگرامی نے خیال فرمایا ہے۔

معنی: حکیم کہتا ہے میں تمہیں بتا آیا کہ یہ ہر صبح و شام دونوں عورتوں کے رنگ ہیں، جن پر اہل اللہ توجہ نہیں کرتے اب دوسری بات بتاتا ہوں یہ صبح و شام کیا ہیں؟ ایک لکڑی ہیں ان کو کاٹ کر

جو بساطِ دہر پر موجود ہیں، ان کو جابی عاشقانِ الٰہی خیالاتِ مجنونانہ کے آلہ شطرنجی یعنی مہرے خیال کرتے ہیں وہ سوائے خدا کے اور کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، خواہ شام و صبح ہوں، خواہ شب و روز

۱۷

لعبتِ دہر ست چو تضعیفِ حسابِ شطرنج — گرچہ پایان طلبندش نہ نمایان بیند

حل لغات

تضعیف حساب شطرنج۔ اس کا مفصل بیان غیاث میں تضعیف بیوت شطرنج میں لکھا ہوا ہے، بساطِ شطرنج میں ۶۴ خانے ہوتے ہیں۔ کسی چیز کو ہر خانہ میں دو چند کرتے جانا مثلاً۔ پہلے خانے میں ایک چاول، دوسرے میں دو تیسرے میں چار، چوتھے میں آٹھ۔ پانچویں میں سولہ چھٹے میں بتیس ۳۲ ساتویں میں چونسٹھ، آٹھویں میں ایک سو اٹھائیس۔ اسی طرح آخر تک گنتے ہیں۔ ایک بادشاہ سے کسی نے اس حساب سے چاول مانگے تھے وہ دے نہ سکا۔ کیونکہ اس کی سلطنت میں اتنے چاول نہ نکلے۔

پا یاں۔ انتہا۔

ضمیر شین۔ ضمیر شین۔ لعب دہر کی طرف ہے

معنی

زمانے کے کھیلوں کے متعلق کیا بتاؤں اس کا حساب تضعیف بیوت شطرنج کا سا ہے یہ تو بے انتہا کھیل کھیلا کرتا ہے۔ اب لوگ اگر اس کی انتہا معلوم کرنا چاہیں تو نہیں معلوم کر سکتے جب یہ حال ہے تو اس سے احتراز واجب۔

۱۸

کہ کند خاک درین کاسۂ مینای فلک — کہ از و آتش و آب آبخور ما بیند

۱۹

غلطم خاک چہ حاجت کہ چو بہ زنگر ند — ہمہ خاکیست کہ در کاسہ ہمی بیند

حل لغات

کاسۂ مینائی فلک اضافت بیانی ہے۔ "پیالہ سبز رنگ آسمان" اس سے خود آسمان مقصود ہے۔

آبخور۔ پیالہ۔ مشربہ

پہلا کاف کدائیہ،

دوسرا کاف علت کا،

معنی

ہائے کوئی ایسا نہیں کہ اس فلک کے منہ میں خاک جھونک دے اس لئے کہ اس کمبخت سے ہمیشہ ہمارے پیالے میں یا تو دیکھنے والوں نے آگ دیکھی، یا زہر، شب و روز تکالیف ہی

پہونچا یا کرتا ہے، مگر افسوس کوئی ایسا نہیں، بلکہ باوجودیکہ یہ مصائب نازل کرتا ہے، پھر بھی دُنیا اس کی طرف راغب!

نہیں میں نے غلطی کی اس کے منہ میں خاک ڈالنے کی کیا ضرورت، لوگ اگر غور سے دیکھیں تو انہیں اس کے کاسے میں خاک ہی خاک بھری نظر آئیگی۔

آسمان کی قطع اوندھے پیالے کی سی ہے، یہ کرۂ زمین گویا اس پیالے میں بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

(۲۰) خاک خواران زفلک خواری بینند چو خاک ‌‌ ‌ ‌ خاک بر سر ہمہ را ہیچ مگو تا بینند

(۲۱) بگذریم از فلک و دہر در کعبہ زنیم ‌ ‌ ‌ کین دو را ہم بدر کعبہ تولا بینند

حل لغات: این دورا، "را" برائے اضافت "این او" مضاف الیہ اور "تولا" مضاف ہے۔ "این دو" سے مراد فلک و دہر ہیں۔ تولا، ضد تبرا۔ محبت رکھنا۔

معنی: مخاطب! یہ دُنیا والے حریص، ہمیشہ اس آسمان سے ذلت ہی دیکھا کرتے ہیں، اور خاک کی طرح پامالِ حوادثِ فلکی، پھر بھی ان کی طبع کا میلان نہیں جاتا! اس لئے ان سب کے سر پہ خاک، انہیں کچھ نہ کہو، جہاں تک ان سے ذلت اٹھائی جائے اٹھائیں۔

ہم اب آسمان و دہر کے قصہ کو ترک کرتے ہیں اور پھر کعبہ کا ذکر چھیڑتے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں کچھ کریں مگر کعبہ سے تولا رکھتے ہیں لہٰذا ان کی خدمت ٹھیک نہیں۔

(۲۲) ما و خاک پے وادی سپران کز تف و نم ‌ ‌ ‌ آہ شان مشعلہ دار و مژہ سقا بینند

حل لغات: پے۔ قدم۔ نشان قدم۔ وادی سپران۔ جنگل کے طے کرنیوالے حاجی۔ تف۔ حرارت عشق۔ نم۔ سے مراد اشک۔

معنی: ہاں۔ تو ہم ہیں اور ان سالکانِ مراحلِ عشق (حاجیاں) کے پاؤں کی خاک اور ہم ہیں، اور ان کے نشان قدم کی زمین، حرارت عشق کی وجہ سے ان کی آہیں مشعلہ داری اور گریہ کی وجہ سے

آنسو جو پلکوں پر آکر ٹپ ٹپ گر رہے ہیں وہ سقائی کر رہے ہیں۔ یعنی ہم ان کی مشعلِ آہ کی روشنی میں اس زمین پر چل رہے ہیں جس پر ان کے آنسوؤں نے چھڑکاؤ کیا ہے؟

(۲۳) ہاں واقصہ واقص آن راہ شویم | کہ ز برکش برکہ بر کوہ سینا بینند

حل لغات

ہا: کلمہ تنبیہ

واقصہ: کعبہ کے راستے میں ایک منزل ہے؟

واقص۔ کو بندہ، "واقص آن راہ شویم" اس راستہ کے چلنے والے طے کرنے والے ہوں۔

برکہ، بکسر اول، حوض

برکہ۔ یہی برکت

کوہ سینا: مشہور پہاڑ، جس پر حضرتِ موسیٰ کو تجلی ہوئی۔

معنی

ہاں وہاں یہ منزلِ واقصہ ہے، ہم اس راستہ کے طے کرنے والے ہوں، ارے یہ تو وہ منزل ہے جس کے حوض کے برکات دیکھنے والوں نے کوہِ سینا پر بھی دیکھے ہیں یعنی اس منزل کا پانی، وہ نورانی ہے جس سے برقِ تجلی بھی کسبِ ضیا کرتی ہے؟

(۲۴) بادیہ بحر بران بحر زباران چو حباب | قبہ سیم زن حلہ و احیا بینند

بادیہ۔ مشہور، اور مکہ معظمہ کے راستے میں منزل ہے؟

قبہ سیم: یہاں سفید سفید خیموں سے مراد ہے؟

حلہ۔ منزل بھی ہے اور نام قبیلہ بھی

احیا۔ منزل ہے اور نام قبیلہ۔

آہا ہا! بادیہ کیا ہے؟ سمندر ہے سمندر، جس طرح سمندر میں بارش سے حباب ہوتے ہیں اسی طرح یہاں قبائل کے سفید سفید خیمے معلوم ہو رہے ہیں، بادیہ بالو ہے جو دور سے پانی نظر آتی ہے۔ اس لئے بادیہ کی تشبیہ بحر سے خوب ہے

جناب شاداں سے اختلاف

جنابِ فاضل بلگرامی فرماتے ہیں "یا تو بادیہ کو وسعت میں بحر سے تشبیہہ دی ہے یا خوش اعتقادی سے شاعر کو بیابان بھی بحر معلوم ہو رہا ہے"

خوش اعتقادی کا یہاں ذکر نہیں، وہ سین دکھا رہا ہے، وجہ ہم نے اوپر لکھ دی (شاداں)

۲۵ از خفاجہ بسرہ معونت یابند۔ | و ز عرینہ بلب چاہ مور سا بینند

قوم ۱۲ | قوم ۱۲

معنی حاجی قوم خفاجہ سے سرراہ بہت کچھ امداد پاتے ہیں، اور کنویں پر قوم عرینہ سے یاری و غمخواری یعنی یہ لوگ پانی پلاتے اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔

۲۶ گرم گاہی کہ چو دوزخ دمد از باد سموم | تف با حورا چون نکہت حورا بینند

حل لغات
گرم گاہ۔ مقام گرم، یا وقت گرم نہایت گرمی پڑتی ہے،
بادِ سموم، گرم ہوا۔
باحورا۔ وہ آٹھ یا بیس دن جن میں
نکہت: خوشبو

معنی اُف اُف! وہ گرم مقام، جو دوزخ کی طرح لو سے بھک ہا ہے، مگر راہ کے عاشقان اس گرمی کی کچھ پروا نہیں کرتے ہیں شوق طواف میں منہ اٹھائے چلے جاتے ہیں اور اس گرمی کو زلف حور کی خوشبو سمجھتے ہیں؛

۲۷ قرص شمس شود قرصہ پوند لطف | بھر تفتہ جگران کافت گرما بینند

حل لغات
قرصہ پوند: ریوند کی ٹکیا مسہل ہے اور جگر کی حرارت کی دافع۔
لطف: یعنی لطف ایزدی۔
تفتہ جگراں۔ حاجیاں۔ جن کے جگر میں اس گرمی اور لو سے حرارت پیدا ہو گئی۔

معنی تفتہ جگر، حاجی جو بیچارے باد سموم کے جھونکے برداشت کر رہے ہیں جن کے جگر کو آفتاب کی گرمی بھونے ڈالتی ہے، ان کے لئے کچھ ایسا لطف الٰہی شامل حال ہے کہ یہی قرص آفتاب ان کے لئے قرص ریوند چینی کا کام دے رہا ہے یعنی شوق طواف کعبہ میں ان کو آفتاب کی گرمی محسوس نہیں ہوتی؛

۲۸ چرخ نارنج صفت شیشہ کافور شود | کہ انفاس مریدان دم سرما بینند

معنی چونکہ یاد الٰہی میں حاجیوں کے انفاس سے آہ سرد نکل نکل کر آسمان پر پہنچ رہی ہے اس لئے یہ کوئی تعجب خیز بات نہ ہو گی کہ یہ گول آسمان شیشہ کافور ہو جائے۔

۲۹ — عَلمِ خاص خلیفہ زدہ در لشکر حاج ۔۔۔ چترِ شاہی ست کز و ماہِ شب آرا بینند

حل لغات — خلیفہ سے مراد خلیفہ عباسی مقتضی باللہ مراد ہے
حاج۔ حاجی کی جمع ہو۔
چتر کے اوپر ماہیچہ لگا ہوتا ہو۔ اسیکو
" ماہِ شب آرا " کہتے ہیں۔

معنی — ان حاجیوں کے لشکر میں خلیفہ کا خاص علم نصب ہے اور شاہی چتر بھی ہو کہ لوگ اُس سے
ماہ شب آرا دیکھ رہے ہیں ؛

۳۰ — بازِ زرین بر رایت دستارچہ بر ۔۔۔ آفتابی بشب آراستہ عمدا بینند

حل لغات — بازِ زرین۔ جھنڈے پر سونے کا باز نصب
ہوتا ہے ؛
دستارچہ سے سیاہ پھریرا
مقصود ہے

معنی — خلیفہ کا وہ جھنڈا جس پر سونے کا باز نصب ہو اور اُسکے نیچے سیاہ پھریرا ہو وہ ایک بت
آفتاب ہو جس کی آراستگی عمداً شب تاریں کی گئی ہو ؛

۳۱ — تاجِ زرین بسرِ دخترِ شاہنشہِ زنگ ۔۔۔ بازِ پنہان بگیسوش سراپا بینند

حل لغات — دخترِ شاہنشاہِ زنگ ؛۔ بادشاہِ زنگ
کی لڑکی، لوہے کی اوس گرہ کو کہا ہو جس کے
اوپر ایک نوک نکلی ہوتی ہو اس نوک پر باز
یا چاند وغیرہ نصب کر دیتے ہیں اس کے نیچے
پھریرا ہوتا ہو ؛
گیسو سے مراد سیاہ پھریرا ہو ؛

معنی — حکیم جھنڈی کا سین کھینچتا ہو اور خوب کھینچتا ہو، کہتا ہو کہ یہ جو علم پر سونے کا باز ہو اسے تم تاج سمجھو۔
جو حبش کے بادشاہ کی لڑکی کے سر پر رکھا ہوا ہو اور اگر تمھیں یہ پھبتی پسند نہیں تو یہی کہ حبش کی شاہزادی
کی زلفوں میں باز گھس کر چھپ گیا ہو ؛
لوہے کو شاہنشاہِ زنگ اور اُس کی گرہ کو اُس کی لڑکی کیا خوب کہا ہو ؛

۳۲ — زمی از خیمہ پر افلاک و زلبس فلکِ زر ۔۔۔ بر سرِ ہر فلکی کوکبِ رخشا بینند

زمی ۔ زم ۔ سردی ۔ یائے نسبت ہے مٹی کا مزاج سرد ہے اس وجہ سے یہ نام ہوگیا۔

فلکہ ز ۔ فلکہ بضم اول ہے، ستونِ خیمہ میں ایک لکڑی لگا دیتے ہیں تاکہ ستون کیڑے کو نہ پھاڑ سکے۔ یہ فلکہ سونے سے منڈھ دیا جاتا ہے۔

فلک سے خیمہ مقصود ہے۔

کوکب رخشا چمکتا ستارہ۔

معنی: حکیم اس مقام کا منظر دکھا رہا ہے جہاں خیمے نصب ہیں۔ کہتا ہے ذرا نظر اٹھا کر دیکھنا وہ بڑے بڑے خیمے نصب ہیں جس سے زمین پر از افلاک ہوگئی۔ اور چونکہ ان پر فلکہ زر بھی ہیں اس لئے ہر آسمان (خیمہ) پر ستارے بھی جگمگا رہے ہیں۔

(۳۳) سالکان راست رہ بادیہ پُر خطر ۔ لیکن ایوان مان کعبہ علیا بینند

معنی: بہر حال۔ حاجیوں کے لئے اس بادیہ کا راستہ محل خطر ہے، مگر وہ کچھ پروا نہیں کرتے اس لئے کہ وہ کعبہ مکرمہ کو قصر امان سمجھ رہے ہیں۔

(۳۴) ہمہ شبہای غم آبستن روز طرب است ۔ یوسف روز بہ چاہ شب یلدا بینند

(۳۵) خوشی عافیت از تلخی دارو یابند ۔ تابش معنی در ظلمت اسما بینند

(۳۶) بر شوند از پل آتش کہ اثیرش خوانند ۔ پس بصحرای فلک جای تماشا بینند

(۳۷) بگذرند از سر موی کہ صراطش خوانند ۔ پس سوی مائمن جنت ماوی بینند

حل لغات:

آبستن: حاملہ

یوسف روز: آفتاب سے کنایہ ہے۔

شب یلدا: سخت سیاہ رات۔

پل آتش ۔ کرۂ نار کو کہا ہے اور یہی اثیر ہے

جنت الماوی ۔ ایک بہشت ہے۔

معنی: سنو سنو! تمام غم کی راتیں، روز طرب سے حاملہ ہیں، سخت سیاہ رات کے کنویں سے یوسفِ روز (آفتاب) نکلتا ہے۔ جب کڑوی دوا استعمال کی جاتی ہے، اس وقت کیسی عافیت حاصل ہوتی ہے، نورِ معنی اسما کی تاریکی میں دیکھا جاتا ہے، جس وقت سخت تکلیفیں جھیل کر آگ کے پل (کرۂ نار) سے

گذرتے ہیں اس وقت کہیں جاکر صحرائے آسمان میں تماشا کی جگہ نظر آتی ہے۔ بال سی باریک اور تلوار کی دھار سی زیادہ تیز پل جس کو صراط کہتے ہیں گزر جاتے ہیں تو اس وقت نعمات بہشتی میسر آتی ہیں یعنی بعد تکالیف راحت پاتے ہیں۔

(۳۸) حفت الجنۃ ہمہ رہ بہشت آمد خار — پس خارستان گلزار تمنا بینند

حل لغات: حفت الجنۃ بالمکاں۔ کروہات دنیوی برداشت کرنے کے بعد بہشت ملتا ہے۔ خارستان میں زحاف ہے۔

معنی: سنو سنو، حدیث نبوی ہے کہ جنت اس وقت ملتی ہے جس وقت مکارہ دنیوی برداشت کر لئے جاتے ہیں اس لئے بہشت تک کے جانے کے راستے میں خار ہی خار ہیں، اس خارستان طے کرنے کے بعد کہیں باغ تمنا کی صورت دکھائی دیتی ہے۔

(۳۹) حفت النار ہمہ راہ سقر گلزار است — بعد گلزار سراسر ہمہ صحرا بینند

حل لغات: حفت النار بالشہوات:۔ خواہشات نفسانی سے دوزخ حاصل ہوتی ہے۔ سقر۔ ایک طبقہ دوزخ ہے۔ سراسر:۔ اس سرے سے اس سرے تک۔

معنی: اور دوزخ اس وقت ملتی ہے، جب کہ خواہشات نفسانی اور شہوت جسمانی دل کھول کر پورے کئے جائیں اس اعتبار سے سقر تک جانے کا تمام راستہ گلزار ہی گلزار ہے، اس کے بعد تو یہاں سے وہاں تک صحرا ہی صحرا ہی دوزخ ہے۔

(۴۰) شور بینید پرہ پس بہ چشمہ رسند — غور یابند بزیں پس مے حمرا بینند

(۴۱) آب برست کز و شور فرات انگارند — تا بہ ہرست کز و غور منقا بینند

(۴۲) فرکعبہ ست کہ در باغ دل و راہ امید — شور و غور یا چشمہ صہبا بینند

(۴۳) تخم کا ینجا فگنی کشت تو آنجا درو ند — جوئے ام وز کنی، آب تو فردا بینند

حل لغات: شور۔ زمین شور زار یا سمندر جس کا پانی کھاری ہوتا ہے۔

غورہ کچا انگور | فرات۔ آبِ شیریں۔ اور عراق کا مشہور دریا۔
منقّیٰ۔ خشک انگور

معنی پہلے زمین شور، یا سمندر شور سے واسطہ پڑتا ہے، اس وقت جاکر کہیں شیریں چشمہ پر پہونچتے ہیں اسی طرح سے پہلے کچا انگور ہے۔ اس کے بعد کہیں خونِ کبوتر کی سی سرخ شراب دیکھنے میں آتی ہے تو یہ شور جو شیریں پانی ہو جاتا ہے، ابر کی بارش سے ہے، اور یہ کچے انگور جو منقیٰ ہوتا ہے آفتاب کی حرارت سے ہے۔

اسی طرح یہ کعبہ کا دبدبہ اور شان ہے کہ دل کے باغ، اور امید کے راستہ میں شور ہو تو، اور غورہ ہو تو چشمہ اور سرخ شراب ہو جاتا ہے، یعنی خانہ کعبہ کی بدولت تمام تکالیف مبدل بہ راحت ہو جاتی ہے۔

تم اگر یہاں تخم پاشی کروگے، تو تمہاری کھیتی وہاں کاٹی جائے گی۔ اور وہیں تم کو اس کا حاصل ملے گا۔ اسی طرح اگر تم آج نہر کھودوگے، تو کل قیامت میں اس کا پانی ملیگا۔
اعمالِ صالحہ دنیا میں کرو۔ تو اس کا نتیجہ آخرت میں ملے گا۔ "الدنیا مزرعۃ الآخرہ"

۴۴ بد دلی در نیکی چہ کنی کاہلِ نیاز | نیک ہم نظر نیک مکافا بینند

حل لغات بد دلی۔ کاہلی۔ بزدلی۔ نفرت۔
اہلِ نیاز۔ اہل اللہ
ہم نظر۔ برابر
مکافا۔ دراصل مکافات ہے بدی کی سزا۔ جزا کے لئے بھی مستعمل ہے

معنی تم نیکی کرنے میں بزدلی کیوں کرتے ہو، کیوں تمھیں نفرت سی ہوگئی ہے، بھائی جو عاشقانِ الٰہی ہیں، وہ تو نیکی کا بدلا نیکی ہی سمجھتے ہیں اور یہی انکا طرزِ عمل ہے، تم دنیا میں اگر اچھائی کروگے تو اسکے عوض میں تمھارے ساتھ بھلائی ہی کی جائیگی، نیکی نکرنے کے یہ معنی ہوئے کہ تم نے یہ چاہا کہ تمھارے کوئی بھلائی کرے۔

۴۵ تشنگانی کہ زخون سیر شوند از می عشق | دل دریا کش سرمست چو دریا بینند

کسی نسخے میں "زخون سیر شوند" اور کسی میں "زجان"۔ آخری اچھا ہے۔

دل کی صفت دریاکش ہے، اور مست صفت بعد صفت ہے۔

معنی

وہ پیاسے دعاشقان الٰہی) جو شراب عشق پینے کی وجہ سے اپنی جان سے سیر ہیں اور اس کی کچھ پروا نہیں کرتے، وہ اپنے دل کو جو سمندر کا سمندر پی گیا اور مست ہے، مثل دریا کے دیکھتے ہیں یعنی ایسے عاشقان الٰہی جو شراب عشق سے مست ہیں، وہ دریا دل ہوتے ہیں نیکی و ایثار کرنے میں کاہل اور بزدل نہیں ہوتے، تم بھی ایسا ہی کرو۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی: وہ مشتاقانِ خدا جو بوجہ عشق اپنی جان سے بیزار ہیں، اپنے دلِ دریاکش کو مثلِ دریا سرمست پاتے ہیں۔

میرے اور فاضل بلگرامی کے معنے میں فرق ہے۔

۴۶

دیو گزر وادیٔ محرم شنود نالۂ کوس — چوں پریر علمش لرزہ آوا بیند

حل لغات

دیو: شیطان — حریر۔ ریشمی کپڑا۔

وادیٔ محرم: مقام حج — یہاں پھریرا مقصود ہے۔

معنی

نصیحت ختم کرچکا، اب اصل مطلب کی طرف آتا ہے، یعنی پھر حاجیوں کا ذکر چھیڑتا ہے۔

حاجیوں کا قافلہ روانہ ہے، وادیٔ محرم میں جو ڈنکے پر چوٹ پڑی اور نقارا گڑگڑایا، تو شیاطین اسکی آواز سے اس طرح تھرتھر کانپے جس طرح تم نے ہوا سے علم کا پھریرا پھر پھر اڑتا دیکھا ہوگا

(۴۷)

گوسفند فلک و گاوِ زمیں را بہ منا — خاص آرند و قربان مہیا بینند

حل لغات

گوسفند فلک: برج حمل۔

گاوِ زمین: کہا جاتا ہے زمین گائے پر اور گائے مچھلی پر، اور مچھلی اللہ کی قدرت پر قائم ہے۔

میں نے غالباً "ناسخ التواریخ" میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے ایک

حکیم سے پوچھا۔ "زمین کس چیز پر قائم ہے"
حکیم نے جواب دیا۔ "گائے پر"
پھر پوچھا۔ "اور گائے؟" کہا "مچھلی پر"
اس نے سوال کیا "اور مچھلی؟"
کہا "اللہ کی قدرت پر"
پوچھنے والا چلا گیا۔

ایک درشخص نے حکیم سے کہا کہ میں تو یہ کچھ بھی
نہ سمجھا کہ آپ نے یہ کیا فرمایا! حکیم نے کہا کہ
"بات یہ ہے کہ گائے سے میری مراد برج ثور ہے،
اور مچھلی سے برجِ حوت ان برجوں کی کشش سے زمین
قائم ہے، یہ مسئلہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا اس وجہ سے
میں نے اس طرح ادا کیا، جب وہ سوال کرتا
ہی چلا گیا تو میں نے خاتمہ پر بتا دیا کہ اللہ کی
قدرت پر قائم ہے (مصرعہ)

"جہاں را بلندی و پستی توئی"

منیٰ

مکہ معظمہ کا مشہور بازار ہے۔ یہاں حاجی
قربانی کرتے ہیں۔

معنی حاجی، کعبہ مکرمہ کو ایسا باعظمت سمجھتے ہیں کہ وہ ان معمولی دنبوں اور گائے کی قربانی نہیں کرتے
بلکہ فلک کے دنبے اور گاؤ زمین کو لاتے اور قربانی کرتے ہیں۔

(۴۸) پی غلط کردہ چو خرگوش ہمہ شیر دلاں — راہ تنہا شن تا کعبہ بہ تن ہا بینند

معنی یہ سب شیر دل (حاجی) خرگوش کی طرح راستہ بھٹک گئے، بہر حال اکیلے راستہ طے کیا، تا اینکہ کعبہ کی
جماعت کیساتھ دیکھا۔

دوسرا "تنہا" تن کی جمع ہے۔

۴۹ آسمان در حرم کعبہ کبوتر وار است — کہ بہ امنش بہ در کعبہ مسمّیٰ بینند

کیا تم آسمان کو لمبا چوڑا دیکھکر خانہ کعبہ کے مقابلہ میں کوئی عظیم شئے خیال کرتے ہو! اسکی مثال
حرم میں ایسی ہی جیسے کبوتر، جس کو امن کے ساتھ لوگ کعبے کے دروازے پر منسوب اور نامیدہ
دیکھتے ہیں۔

۵۰ آسمان کوز کبودی بہ کبوتر ماند — بر در کعبہ معلق زن و دروا بینند

معلق زن - قلابازی کھانیوالا) دروا - سرنگوں۔

معنی میں نے آسمان کو کبوتر کہا، وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ بھی نیلا اور یہ بھی نیلا، پھر اس کو کعبے کے
دروازے پر قلابازی کھانیوالا اور اوندھا بھی دیکھتے ہیں۔

(۵۱) این کبوتر که نبارد زبر کعبہ پرید — طیرانش نہ ببالا کہ بہ پہنا بینند

دوسرے مصرعے کا کہ اضراب کا ہے | **پہنا** - چوڑائی ۔

معنی: اور ہاں یہ نسمجھ لینا کہ یہ کبوتر خانہ کعبہ کے اُوپر قلابازیاں کہا رہا ہے، خانہ کعبہ کی وہ عظمت ہے کہ اس کے اوپر نہ یہ نہ اور کوئی جانور اوڑسکتا ہے، بلکہ چوڑائی میں دہرا دہر تاوے کرتا ہے،

کہا جاتا ہے کہ کعبہ مکرمہ کے اُوپر کبوتر نہیں اڑتے، اگر کوئی کبوتروں کی ٹکڑی خانہ کعبہ کی طرف اوڑتی ہوئی آتی ہے تو قریب پہنچ کر پھٹ جاتی ہے، اور ادہر اُدھر سے گذر جاتی ہے:

(۵۲) شقہ کز بر کعبہ فلکش خوانند — سایہ جامہ کعبت کہ بالا بینند

یہ نیلے کپڑے کا ٹکڑا جو کعبہ کے اوپر ہے اور جسکو لوگ غلطی سے آسمان کہتے ہیں ہم سے پوچھو کیا ہے؟ یہ تو کعبہ کی پوشش کا سایہ ہے سایہ:

(۵۳) روز و شب را کہ باصل از حبش و روم آرند — پیش خاتون عرب جوہر و لالا بینند

حل لغت: کعبہ کو خاتون عرب کہا ہے۔ جوہر × لالا × غلاموں کے نام ہوتے ہیں:

معنی: آسمان کا حال تو تمھیں معلوم ہوا، اب روز و شب کا سنو! قضا و قدر ان دونوں کو حبش و روم سے پکڑ لاتے ہیں اور ملکہ عرب (کعبہ) کے سامنے پیش کر دیتے ہیں یہاں ایک کا نام جوہر دوسرے کا نام لالا رکھ دیا جاتا ہے اور رات دن ان سے کار غلامی لیا جاتا ہے:

(۵۴) حبشی زلف و یمانی رخ زنگی خال است — کہ چو ترکانش تتق رومی و خضرا بینند

معنی: کون ملکہ عرب (کعبہ) جو کالی زلفوں، گورے گالوں کا ذتل والی ہے، اور ترکوں کی طرح سراپردہ سُرخ و سبز میں تخت حکومت پر بیٹھی ہوئی دنیا سے سجن کرا رہی ہے:

حبشی زلف - کعبہ کو پوشش سیاہ کی لحاظ سے کہا ہے، اور **زنگی خال** بلحاظ حجر اسود، گویا یہ کالا پتھر عرب کے چہرے کا تل ہے، **تتق**، سرپردہ، رومی ایک قسم کا سرخ و زرد کپڑا:

(۵۵) جان فشانند بر آن خال و بر آن حلقۂ زلف ۔ عاشقان کان رخ زیتونی و زیبا بینند

معنی: حاجی جو ہیں اُس ملکۂ عرب کا روشن چہرہ دیکھتے ہیں تو بے اختیار اپنی جان اُس خال در گھونگر والے بالوں پر نثار کر دیتے ہیں؛

(۵۶) کعبہ بینید ز سر حلقۂ در حلقۂ زلف ۔ نقطۂ خالش ازان صخرۂ صمّا بینند

حل لغات: حلقۂ در حلقۂ زلف ۔ سے مراد زنجیر خانۂ کعبہ ہے؛ | صخرۂ صمّا ۔ سنگِ سخت حجر اسود مقصود ہے۔

معنی: حاجی عرب کی ملکہ کو دیکھتے ہیں کہ اس کے سر پر گھونگر والے بال ہیں، اور تِل اسی حجر اسود کو خیال کرتے ہیں؛

(۵۷) مشتری عاشق آن زلف و رخ و خال شدست ۔ کہ چو گردونش سراسیمہ و شیدا بینند

معنی: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "مشتری" بھی اس زلف و رخ و خال کی عاشق ہو گئی ہے اس لئے کہ اُسکو آسمان کی طرح نہایت ہی سراسیمہ و پریشان دیکھتے ہیں؛

(۵۸) گفتی آن حلقۂ زلف از چہ سپید ست چو شیر ۔ کہ ز خالش سیہی عنبر سارا بینند

(۵۹) کعبہ در برینہ عروسیست عجب نے کہ برو ۔ زلف پیرانہ و خال رخ برنا بینند

حل لغات: آن حلقۂ زلف: خانۂ کعبہ کی زنجیر کو کہا ہے اور چونکہ وہ چاندی کے پانی سے ملمع کی ہوئی ہے اس لئے اس کو سفید باندھا ہے
سیہی ۔ سیاہی۔

فاضل بلگرامی کی غلطی: فاضل بلگرامی فرماتے ہیں کہ خاقانی ہائے ہوز کی طرح یائے تحتانی پر سے بھی اضافت اڑا دیتے ہیں۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سیاہی کو عنبر سارا کا مضاف قرار دیا ہے اور یہ غلط ہے " ز خالش سیہی " کے معنے ہوئے کہ اس کے خال کی سیاہی کو " سیاہی " مفعول ہے نہ مضافِ عنبر سارا۔ اصل یہ ہے

کہ "خالش" کا از اضافی ہے۔ "یعنی سیاہیِ خالش را عنبر سارا بینند" دفتدبر)

پیرانہ۔ بڑھاپے کی طرح یعنی سفید
برنا۔ جوان

معنی: تم نے سوال کیا ہے کہ اس عرب کی ملکہ (کعبہ) کی زلفیں کیوں سفید ہیں! اور پھر سفید بھی ایسی جیسی دودھ، حال آں کہ اُس کے خال کی سیاہی کو عنبر سارا کی طرح دیکھا جا رہا ہے!
اس کا جواب ہم سے سنو، بات یہ ہے کہ یہ ملکہ بڑی پرانی دُلھن ہے (جس کو حضرت ابراہیم نے آراستہ کیا تھا) اندریں صورت کیا محل تعجب ہے، اس کی زلفیں بوڑھی ہونے کی وجہ سے سفید ہیں! اور چوں کہ خال کا رنگ کبھی بدلتا ہی نہیں گو کیسا ہی بوڑھا ہو جائے اس لیے خال رخ برنا ہے، اور عنبر سارا کی طرح کالا؛
"خال" سے مقصود حجر اسود ہے؛

۶۰
حلقۂ زلف کہن رنگ بہ گرداند لیک ۔۔۔ خال از رنگ ہماں غالیہ گوں بینند

معنی: بوڑھے کی زلفوں کا رنگ بدل جاتا ہے، مگر تل کا رنگ (خواہ کتنا ہی بوڑھا ہو جائے) اُسی طرح سیاہ رہتا ہے؛ کیوں تمہارے سوال کا مکمل جواب ہو گیا!

۶۱
عشق بازاں کہ بہ بدست آرند آں حلقۂ زلف ۔۔۔ دست در سلسلۂ مسجد اقصیٰ بینند

معنی: ہاں، تو جب حاجی اس ملکہ عرب کی زلفوں کو چھوتے ہیں، تو کچھ یہی نہیں کہ یہی زلفیں اُن کے ہاتھ میں ہوتی ہیں، بلکہ ان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس کی بھی زنجیر ہماری ہاتھ میں ہے

۶۲
خاکساراں کہ بر آں سنگ سیہ بوسہ زنند ۔۔۔ نور در جوہر آں ہر سنگ معبیّٰ بینند

۶۳
از پس سنگ سیہ بوسہ زدن گاہ وداع ۔۔۔ چشمۂ خضر ز ظلمات مفاجا بینند

حل لغا:
خاکساراں۔ حاجیان
سنگ سیہ۔ حجر اسود
معبیّٰ۔ تعبیہ کردہ شدہ

چشمۂ خضر۔ آبحیات۔ جو ظلمات میں ہے
مفاجا۔ مفاجات × یکایک۔ ناگہان

معنی: یہ حاجی جس وقت کہ ملکہ عرب کے تل (حجر اسود) کا چپٹ سے بوسہ لیتے ہیں تو تمہیں کیا

بتاؤں کہ انہیں اس سیاہی میں کیا نظر آتا ہے، بس نور ہی نور دکھلائی دیتا ہے (مصرعہ)

اب اور کہیں کیا کہ ہمیں کیا نظر آیا

اور حاجی جب بوسہ دے کر رخصت ہوتے ہیں، تو یکایک انہیں ظلمات سے آبِ حیات نظر آنے لگتا ہے،

شاید مطلب خاقانی کا یہ بھی ہو، کہ حاجیوں کو نورِ ایمان، اور زندگی جاوید نظر آتی ہے؛

(۶۴) گر بمکہ فلک و نورِ مجزّا دیدند — در مدینہ ملکِ عرشِ معلّیٰ بینند

حل لغات: نورِ مجزّا - مجزا، اجزا کردہ شدہ، کنایہ صبح کے نور سے ہے، جو تدریجاً بڑھتا ہوا نظر آتا ہے؛

ملکِ عرشِ معلّےٰ - بادشاہِ عرشِ معلّےٰ، یعنی خداوندِ عالم، فاضل بلگرامی نے آں حضرتؐ سے بھی مراد لی ہے۔

معنی: سنو سنو، اور ہم سے سُنو، اگر حاجیوں نے یہاں مکہ میں آسمان اور آگے بڑھتا ہوا صبح کا نور دیکھا تو مدینہ میں ان کو بادشاہِ عرش معلّےٰ یعنی خدا نظر آیا۔

مطلب باریک ہے۔ حکیم کعبہ کو مرتبہ تنزل پر رکھتا ہوا، مدینۂ منورہ کی عظمت دکھاتا ہے یعنی حاجیوں نے یہاں مکہ میں چار دیواری دیکھی، آسمان دیکھا، اور صبح کا مادی نور دیکھا اس کے سوا اور کیا دیکھا! مگر مدینۂ منورہ وہ جگہ ہے کہ جہاں وہ ہستی پڑی سو رہی ہے کہ جس کی تعلیم سے ہم سب مسلمان ہوئے اور توحید کے قائل، تو گویا مدینہ ہی سے ہم کو خدا نظر آیا۔

۶۵ خاکیان جگر آتش زدہ از بادِ سموم — آبخور خاکِ درِ حضرتِ اعلیٰ بینند

حل لغات: خاکیاں - حاجیاں
بادِ سموم - گرم ہوا، لوہ
آبخور - چشمہ، گھاٹ

خاکِ درِ حضرتِ اعلیٰ - آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آستانے کی خاک۔

معنی: وہ حاجی جن کے جگر میں لوہ نے آگ لگا دی ہے وہ تو آستانۂ مقدسہ کی خاک کو چشمہ سمجھتے ہیں چشمہ، ان کے جگر کی بھڑکتی آگ روضۂ اقدس کی زیارت سے بجھ جاتی ہے؛

(۶۶) مصطفےٰ پیش خلائق فگند خوان کرم ۔ کہ مگسران وے از شہپر عنقا بینند

معنی: ہاں، وہ آنحضرتؐ جنہوں نے تمام دُنیا کے سامنے وہ کرم کا دسترخوان بچھایا (یعنی وہ تعلیم دی وہ توحید کا سبق پڑھایا) جس کی مگس رانی عنقا کا شہپر کرتا ہے یعنی آپ کی تعلیم کی حفاظت صحابہ کرام اور علماء و فضلاء کرتے ہیں۔

جناب "محشی" نے "خوان کرم" سے مراد "شفاعت و حصولِ مراد" لی ہے، اور ہم نے تعلیم

(۶۷) عیسیٰ از چرخ فرود آید و ادریس از خلد ۔ کین دو را زلہ خورِ مبینِ طاہا بینند

حل لغات: حضراتِ عیسیٰؑ و ادریسؑ: دونوں زندہ مانے جاتے ہیں۔ اوّل۔ فلکِ چہارم پر دوسرے جنت میں ہیں حضرت عیسیٰ کا مردوں کا زندہ کرنا۔ اور حضرتِ ادریسؑ کا علم مشہور ہے

زلہ خور۔ بچا کھچا کھانیوالا

مبین۔ ماننا

طاہا۔ قرآن شریف کا سورہ ہے اور آنحضرت کا نام

معنی: سُنو سُنو! حضرت عیسیٰؑ آسمان سے، اور حضرتِ ادریسؑ بہشت سے آپ کے تعلیمی دسترخوان کی زلہ ربائی کے لئے آتے ہیں اور دیکھنے والے دونوں کو فائدہ اٹھاتے دیکھتے ہیں۔

"نول کشوری نسخہ" میں "زلہ زخوان مایہ طاہا" لکھا ہوا ہے۔ ہم نے جو نسخہ لگادیا ہے وہ اچھا ہے۔

جنابِ محشی کے بیہودہ حاشیے:

حضرتِ محشی نہ معلوم ان اشعار کے تحت میں کیا کیا تحریر فرماتے ہیں۔ جو کچھ، سمجھ میں نہیں آتا میرطول کی وجہ سے نہیں لکھتا۔ اس شعر پر یہ حاشیہ لکھا ہے:-

"ایں عیسیٰؑ و ادریسؑ، موجب فرود آمدن ایشاں از برائے آتش ست، یعنی آتش خواراں خوانند، و ایں بیت صفت خوان ست۔ کیں دو را، یعنی آں کس کہ خوان مردم اہلِ دنیا دیدہ اند، جائے سخن او نہا یست۔"

(۶۸) خاصگان بر سر خوان کرمش دم نزنند زان ابا ہا کہ برین خوانچۂ دنیا بینند

حل لغات: **خاصگان**۔ توانگراں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اہل اللہ مراد دیئے جائیں جناب محشی فرماتے ہیں کہ "مالدار حاجی" **دم نہ زنند**۔ کچھ نہیں کہتے۔ خاموش رہتے ہیں؛

ابا ہا۔ شوربا۔ سالن۔ "ہا" جمع کا ہے۔ **خوانچۂ دنیا**۔ امراء کا دسترخوان، جس پر طرح طرح کے کھانے چنے ہوں۔

معنی: آنحضرت ﷺ کے اس دسترخوان پر (جو معنوی لذائذ سے پُر ہے) جب خاصانِ خدا آتے ہیں۔ تو اُن معنوی نعمات کو دیکھتے ہوے (جس میں سب سے بڑی نعمت توحید ہے) بالکل خاموش ہو جاتے ہیں۔ اُن کو یارائے دم زدن نہیں رہتا۔ اس لئے کہ مادی دسترخوان پر جو طرح طرح کے سالن اور شوربے رکھے ہوئے ہیں، وہ بالکل بے حقیقت معلوم ہونے لگتے ہیں پھر وہ کہیں تو کیا کہیں۔

اسی طرح "توانگراں" سے معنی ہوتے ہیں۔

جنابِ شاداں بلگرامی کے معنی: **جناب شاداں بلگرامی** یوں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"شاہاں ان کے خوان کرم کے مدعی نہیں ہو سکتے۔ ان کھانوں کی وجہ سے جو وہ، اپنے دسترخوان پر رکھتے ہیں۔ لذائذِ دنیوی سے متلذذ ہونے کی وجہ سے کرم نبوی سے مستفید نہیں ہو سکتے"۔

کیا اُکھڑے اُکھڑے معنی ہیں! (شاداں)

(۶۹) زعفران رنگ نماید سرکہ باش ولیک گونہ سنگ مگس ہست آنکہ زسکبا بینند

حل لغات: **سکبا** کے معنی لکھے جا چکے ہیں، ہم پھر لکھے دیتے ہیں) سالن ہے جو بلغور، سرکہ گوشت، زعفران اور خشک میووں سے پکایا جاتا ہے اس کی وجہ تسمیہ

"سرکہ"۔ "با" ہے۔ "شین" کی ضمیر، خوانچۂ دنیا کی طرف ہے۔

گونہ۔ رنگ۔

سنگ مگس۔ ایک قسم کی مکھی

معنی

اس میں شک نہیں کہ سکبا کا شوربا زعفرانی رنگ ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں نظریں جو کچھ سکبا سے دیکھتی ہیں۔ وہ مکھی کا رنگ ہے۔ دونوں بے حقیقت، مادی۔ بھلا کہاں یہ رنگ، اور کہاں رنگ نعمت توحید۔

۷۰

عقل و اللہ شدہ از فر محمد یابند | طور پاں شن از نور تجلی ببینند

معنی

اللہ ری شان محمدؐ جس کو دیکھکر عقل شیفتہ ہوگئی۔ جس طرح نور تجلی سے طور کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

۷۱

عقل و جانست بہ یٰسین چو یٰسین خفتند | یا چو نون از رقمش دور کنی تا بینند

حل لغات

یٰسین۔ طاہا کی طرح یٰسین بھی آپ کا نام ہے

چو یٰسین خفتند۔ یعنی جب کہ آنحضرت انتقال فرماگئے۔

یا چوں نون الخ۔ یعنی حرف یا کو مثل نون کے اس کی رقم سے تم دور کروگے۔ ضمیر ش یٰسین یٰسین کی طرف راجع ہے۔ یعنی لفظ "یٰسین" سے کلمہ "ین" کو تم اگر دور کروگے۔ تو بھی "یاس" باقی رہے گا

معنی

حکیم کہتا ہے کہ گو آنحضرتؐ انتقال فرماگئے۔ مگر یٰسین (آنحضرتؐ) کے ساتھ عقل و جان ہے، یعنی حیات النبی ہے اس کی مثال یوں سمجھو، کہ کلمہ یٰسین سے آخر والا ین، دور کرو، تو بھی تم یاس دیکھوگے۔ اسی طرح گو جسد سے عقل و جان علیحدہ ہوگئی تھی، مگر پھر بھی عقل و جان اس کے ساتھ ہے، اور حیات النبی ہے جس طرح یاسین سے "ین" دور کردیا گیا۔ پھر بھی "یاس" رہا۔

اس شعر پر چند نسخے ہیں۔ مگر اس سے بہتر مجھے نہیں معلوم ہوتا۔ اور اسی تصحیح سے عمدہ معنی برآمد ہوتے ہیں:

۷۲

او گرفتہ ز سخن روزِ ازعید سخاش | صاع خواہانِ کو تا آدم و حوا بینند

حل لغات

او گرفتہ ز سخن روزہ یعنی آپ نے کلام سے روزہ رکھا لیا اور انتقال کے بعد قبر میں خاموش ہیں۔ کلام نہیں کرتے۔
عید۔ روز جشن۔ چوں کہ ہر سال عود کرتی ہے۔ اس وجہ سے عید کہا گیا۔ عید میں فطرہ دیا جاتا ہے۔

صاع خواہ۔ "صاع" ایک پیمانہ ہے، جو چار مُد کے برابر ہوتا ہے۔ اور ہر مد ۱ ⅓ رطل کا۔ بعض کے نزدیک ۲۳۴ تولہ کا ہے۔ صاع خواہ، گدا۔
زکوٰۃ۔ مشہور ہے، مال کا چالیسواں حصہ جو غربا کو دیا جائے۔

معنے

آپ قبر میں خاموش ہیں۔ مگر آپ کی سخاوت کی عید سے اب بھی دیکھنے والے آدم و حوا کو گدایان و محتاجان زکوٰۃ دیکھتے ہیں۔

۴۳

شیر مردان بحریمش سگ کہف اند ہمہ ۔۔۔ اینت شیران کہ مدد از آتش ہیجا بینند

حل لغات

شیر مرداں۔ عاشقاں۔ سالکاں معتکفان روضۂ نبوی
سگِ کہف۔ غار والا کتا "قطمیر" نام تھا۔ باوجود زخمی ہونے کے اصحاب کہف کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اسی طرح

معتکف روضۂ نبوی وفادار ہیں۔ آپ کے روضہ کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔
اینت۔ کلمۂ تحسین۔
آتش ہیجا۔ جنگ کی آگ۔ یہاں جنگ نفس امارہ مطلوب ہے۔

معنی

آپ کے حریم کے شیر مرد کُل کے کُل سگِ کہف کی طرح باوفا ہیں ساتھ نہیں چھوڑتے۔ یہ عجیب شیر ہیں کہ جنگ کی آگ سے مدد لیتے ہیں۔ حالانکہ شیر آگ سے بھاگتا ہے۔
یعنی یہ معتکف نفس امارہ سے جنگ کرتے ہیں اور اس کی بھڑکتی آگ سے مدد لے کر تزکیہ باطن و تصفیۂ قلب کرتے ہیں۔

۴۴

سرمہ زین خاک در احمد سازند ۔۔۔ تا لقائے ملک العرش معلی بینند

معنی

یہ معتکف آپ کے دروان کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ اس لئے بناتے ہیں کہ ان کو آخرت میں دیدارِ باری تعالیٰ حاصل ہو۔

۷۵ حضرت او ست جہانیکہ شب و روز درو × ساج و سیم است کز آن روزن غرا بنبند

حل لغات: ساج۔ ایک درخت ہے جس کی لکڑی سیاہ ہوتی ہے۔ یہ درخت روضۂ نبوی میں تھا۔ | سیم۔ یہ بھی درخت ہے۔ اس کی لکڑی سفید ہوتی ہے۔ غرا۔ روشن۔

معنی: آپ کی درگاہ ایک جہان ہے جہاں، اور اس عالم کے شب و روز کیا ہیں، یہی ساج و سیم جو اس روضۂ منور میں موجود ہیں۔

۷۶ داد خواہاں کہ ز بیداد فلک ترسانند × داد از آن حضرت دین داور دارا بنبند

معنی: ایسے مظلوم۔ ایسے داد خواہ، جو فلک کے ظلم سے خوفناک ہیں۔ وہ اسی عالی شہنشاہ دین کی درگاہ سے اپنی داد پاتے ہیں۔

۷۷ بندۂ خاقانی و درگاہ رسول اللہ ازانکہ × بندگان حرمت ازین درگہ والا بنبند

معنی: اب تو میں ہوں اور اللہ کے رسول کی درگاہ۔ کیوں؟ اس لئے، کہ تمام بندگان ایزدی اسی والا درگاہ سے عزت حاصل کرتے ہیں۔

۷۸ خاک مشکین کہ ز درگاہ رسول آورد است × حرز بازوش چو کہف و طاہا بنبند

معنی: خاقانی! رسول اللہ کے درگاہ سے کچھ معطر خاک لایا ہے۔ اس کو لوگ سورن کہف و طاہا کی طرح حرز بازوئے جاں، بلکہ تعویذ بازوئے ایماں سمجھتے ہیں

۷۹ مصطفے حاضر و حسان عجم مدح سرا × پیش سیمرغ خمش، طوطی گویا بنبند

حل لغات: حسان عجم۔ خاقانی۔ سیمرغ خمش۔ سیمرغ۔ عنقا۔ عزیز الوجود ہونے کی وجہ سے آپ کو عنقا سے تشبیہ دی۔

خمش۔ صفت سیمرغ۔ گو حیات النبی ہے۔ مگر آپ کلام نہیں کرتے۔ خاموش ہیں۔ اور یہی کہہ آیا ہے۔

فاضل بلگرامی کی غلطی

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں کہ "خمش" صفت طوطی ہے۔ اور طوطی پر زحاف ہے آپ کی یہ تقریر بالکل غلط ہے

طوطی گویا۔ صفت موصوف ہے۔ خاقانی سے مراد ہے۔ جو آں حضرت کے مزار مبارک پر مدح سرای کر رہا ہے۔

جناب فاضل بلگرامی۔ طوطی پر زحاف مانتے ہیں۔ یہ بھی صحیح نہیں۔

معنی

حیات النبی ہونے کی وجہ سے آں حضرت موجود ہیں اور حسّان العجم (خاقانی) کھڑا مدح سرائی کر رہا ہے۔ زائرین۔ خاموش عنقا د آں حضرت م کے سامنے طوطی گویا (خاقانی) کو دیکھ رہے ہیں۔ کہ وہ آنحضرت کے سامنے کھڑا مدح سرائی کر رہا ہے۔

فاضل بلگرامی کے معنے

فاضل بلگرامی کے معنی قابل ملاحظہ ہیں۔

"خمش صفتِ طوطی مانی جائے۔ اور طوطی پر زحاف مانا جائے۔ اگر "طوطی گویا" باصفت پڑھیں گے، اور گویا کو صفت ٹھہرائیں گے تو شعر کے معنی متضاد ہو جائیں گے۔ کیوں کہ مدح سرائی خبر ہے، نہ صفت۔

نہ "خمش" صفت طوطی ہے اور نہ "طوطی" پر زحاف ہے۔ اور نہ معنی متضاد ہوتے ہیں۔ (شادمان ۱۲)

۸۰ گرچہ حسّان عجم را ہمہ جا جاہ دہند ۔ جاہش آں بہ کہ بخاک عربش جا بینند

معنی

یوں تو حسّانِ عجم (خاقانی) کی ہر جگہ قدر و منزلت ہے مگر حق یہ ہے کہ اس کا مرتبہ اسی میں ہے کہ اس کا مقام ملک عرب میں روضۂ رسول مقبول ہی پر ہو۔

۸۱ گرچہ در لفظ سیہ چہرہ توان دید لیک × آں نکوتر کہ در آئینۂ بیضا بینند

معنی

اے دیکھنے کو تو گرمے تیل میں بھی چہرہ دیکھ سکتے ہیں مگر مصفّا آئینہ چھوڑ کر اس میں کیوں صورت دیکھی جائے۔ اندریں صورت روضۂ نبوی چھوڑ کر کیوں دوسری جگہہ

قیام کیا جائے۔

لاف از آں روح تواں زد کہ بچارم فلک ست ۸۲
نی زیبروح کہ در تبت و یغما بینند

حل لغات
روح۔ یعنی روح اللہ۔ حضرت عیسیٰ
یبروح۔ یبروح الصنم۔ مردم گیا کہتے ہیں اس نباتات کی جڑ بصورتِ مرد و زن ہوتی ہے۔ آپس میں ملے ہوئے اور ہاتھ ایک دوسرے کے حمائل کئے ہوئے۔ نر کا داہنا پاؤں مادہ کے بائیں پاؤں پر رکھا ہوتا ہے۔ اس کو جو کوئی اکھیڑتا ہے۔ وہ مر جاتا ہے ہندی میں "لکھمنی" کہتے ہیں تبت و یغما میں پیدا ہوتی ہے۔

معنی
فخر تو اسی روح پر کیا جاتا ہے۔ جس کو بلندی حاصل ہو، جیسے حضرت عیسیٰ کہ وہ فلکِ چہارم پر ہیں نہ "یبروح الصنم" پر جو تبت و یغما میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ قابل فخر ہے نہ دنیا کا اور کوئی مقام۔

یادش آمد کہ بشروان چہ بلا بود و چہ دید ۸۳
نکبتے کاں پشہ و باشہ ز نکبا بینند

حل لغات
شروان ÷ مولد خاقانی
نکبت ÷ ذلت و خواری
پشہ ÷ بالتخفیف، مچھر
باشہ ÷ شکاری پرندہ ہے۔
نکبا ÷ بفتح، باد تند۔ پرندے تیز ہوا سے پریشان ہوتے ہیں۔

معنی
اُف! اُف! خاقانی کو یاد آگیا۔ اُس نے شروان میں کیا کیا مصیبتیں جھیلیں۔ اور کیا کیا دیکھا ہے۔ وہ پریشانی اُٹھائی جو بادِ تند کے جھونکوں سے "مچھر" اور "شکرہ" اُٹھاتا ہے۔

بسکہ دید آفت اعدا پئی انس عیال ۸۴
مردم از بہر عیال آفتِ اعدا بینند

خاقانی نے جو کچھ آفتیں اپنے دشمنوں سے دیکھیں وہ سب بال بچوں کی وجہ سے، ورنہ وہ کہیں سے کہیں چلا جاتا۔ سچ ہے کہ انسان جورو بچوں کی وجہ سے دشمنوں کے مصائب

برداشت کیا ہی کرتا ہی۔

۸۵ موسیٰ از بہر صفورا کند آتش خواہی — واں شبانیش ہم از بہر صفورا بینید

حل لغات: صفورا۔ حضرت شعیبؑ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کی شادی حضرت موسیٰ کے ساتھ ہوئی، بھیڑیں چرانا مہر میں قرار پایا تھا حضرت موسیٰ اپنی بی بی کو لئے مصر واپس جا رہے تھے۔ راستے میں بی بی کو درد زہ ہوا۔ آپ آگ لینے چلے دور سے نظر آئی یہ اس کے قریب پہونچے وہ آگے بڑھ گئی یہ اور بڑھے وہ درخت پر پہنچی جب حضرت موسیٰ قریب درخت پہنچے تو آواز آئی:۔

" فاخلع نعلیک انک بواد مقدس طوے "

آن شبانی۔ اس شبانی کا ذکر ہے، جس کی شرط حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰ کے لئے لگائی تھی کہ تم بکریاں چراؤ۔

معنی: دیکھو حضرت موسیٰ جو آگ لینے چلے تھے وہ اپنی بی بی ہی کے لئے۔ اور جو بکریاں چرائی تھیں وہ بھی اپنی بی بی ہی کے لئے۔ اسی طرح میں نے جو نکالیف شروان میں برداشت کئے، وہ اپنے عیال ہی کے لئے تھے۔

۸۶ ز فریب آزرن دشش خوش شود — تا فلک ازرق چو دشش ننگ معزّی بینید

ضمیر ہر دو شین خاقانی کی طرف راجع ہی۔ معزّی۔ تعزیت کردہ شدہ

سلمانی سے اس پر ایک لمبا چوڑا حاشیہ چڑھا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہی:۔

" خاقانی ماتم زدہ عشق ہے۔ فلک نے بھی یہی رنگ اختیار کیا ہی۔ وغیرہ

معنی: یہاں عشق و عاشقی کا کوئی ذکر نہیں، میرے نزدیک مطلب حکیم کا یہ ہے۔ کہ تمام مصائب آسمان ہی نازل کرتا ہے۔ مگر اس نے ابلہ فریبی کے لئے لباس نیلی اختیار کر رکھا ہے۔ تاکہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ تو ہمارے دُکھ درد کا شریک ہے۔ خود دکھ نہیں کرتا ہے۔

خاقانی اس ابلہ فریبی کو درک کرتے ہوئے کہتا ہے اس کا وہ دل جو فی نفسہ فلک کا

ستایا ہوا ہے۔ کبھی اُس کے فریب سے خوش نہ ہوگا۔ جب تک کہ دیکھنے والے آسمان کو خاقانی کے دل کی طرح اس سوگوارانہ لباس نیلی میں دیکھیں گے۔ کیوں کہ یہ تو عجیب ابلہ فریبی ہے۔ کہ خود ہی مارتا ہے، تکلیف پہنچاتا ہے۔ اور خود ہی لباس نیلی پہنتا ہے۔ تاکہ دوسرے یہ سمجھیں کہ یہ حرکت آسمانی نہیں

ع "مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے"

۸۷ کی توان بُردنِ بخُرما ز دلِ ما غصّہ ۔۔۔ کاسنخوان غصّہ شش در دلِ خُرما بینند

معنی — بھلا۔ یہ آسمان ایک خرمے سے ہمارے دل کا غصّہ کب زائل کر سکتا ہے۔ یعنی اس ابلہ فریبی سے کہ لباس نیلی پہن لیا۔ ہمارا اندوہ کب دور ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ خرمے میں جو گٹھلی ہے۔ وہ تو خود ایک اندوہ منجمد ہے۔ پھر اُس سے غم کیا دور ہوگا۔

۸۸ سخنش معجزۂ دہر ازین بہ سخناں ۔۔۔ بخدا گر شنوند اہلِ عجم یا بینند

معنی — بہر حال خاقانی کا کلام معجزۂ زمانہ ہے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس سے بہتر کلام ایرانیوں کے نہ سننے میں آئے گا نہ دیکھنے میں۔

۸۹ چون تمسکت بحبل اللہ ز اول دیدند ۔۔۔ حسبی اللہ و کفی آخر انشا بینند

حل لغات — تمسکت بحبل اللہ۔ میں نے اللہ کی رسی پر چنگل مارا۔ | حسبی اللہ و کفی۔ اللہ میرے لئے کافی و وافی ہے انشا۔ خلقت

معنی — دیکھنے والوں نے خوب دیکھا ہے کہ میں نے اوّل ہی سے خدا کی مضبوط رسّی پکڑ لی ہے اور اسی پر میرا بھروسہ رہا ہے۔ اب آخر خلقت یعنی مرتے دم تک بھی دیکھ لیں گے کہ خدا ہی میرا بھروسہ ہوگا۔ اور وہی میرے لئے کافی اور وافی ہوگا۔ فقط۔

بارہواں قصیدہ تمام ہوا

قصیدہ یازدہم

(۱) صبح وارم کافتابی در نہان آوردہ ام آفتابم کز دم عیسیٰ نشان آوردہ ام

حل لغات

آفتاب سے مراد خاک بالین مرقدِ رسول مقبول ہے۔

دم عیسیٰ۔ نفس عیسیٰ کا معجزہ تھا کہ اس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے۔ یہاں وہی خاک مقصود ہے اس سے بھی مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ سنو سنو۔ میں تو اب صبح کی طرح ہوں ؟ کیوں ! اس لئے کہ ایک چمکتا آفتاب (خاک مرقد) پوشیدہ اپنے ساتھ لایا ہوں۔ نہیں ! کیسی صبح۔ میں خود آفتابِ عالم تاب ہو رہا ہوں۔ اس لئے کہ دمِ عیسیٰ کا نشان لایا ہوں۔ جس سے مردے ہزار سالہ زندہ ہو سکتے ہیں۔

(۲) عیسیم کز بیت معمور آمدم زخوان خلد خوردۂ قوت وزلہ اخوان زخوان آوردہ ام

حل لغات

بیت معمور۔ خانہ کعبہ کے مقابل آسمان چہارم پر ایک مسجد ہے۔ جو ہر وقت فرشتوں سے معمور رہتی ہے۔

یہاں مدینۂ طیبہ مراد ہے۔

زلہ۔ پس خوردہ۔

اخوان۔ برادران۔ یعنی مسلمانان زلہ خوان سے اضافت منقطع ہو گئی "پس خوردہ برائے مسلمانان"

معنی

کیسا آفتاب ! میں خود حضرت عیسیٰ ہوں۔ اسے ابھی ابھی تو بیت المعمور سے چلا آرہا ہوں۔ اور یوں نہیں آرہا ہوں۔ بلکہ بہشتی خوان سے نعمات بہشتی کھاتے ہوئے اور کچھ اس خوان کا بچا کھچا تم مسلمانوں کے لئے بھی لایا ہوں۔

۳ ہین صلائے خشک بے پیرانِ تردامن کہ من
ہر دو قرص گرم و سرد آسمان آوردہ ام

حل لغات

صلائے خشک (سے مقصود صلاح) صلائے سمرقندی یعنی کھانا کھلانا مقصود نہ ہو۔

بے پیر۔ گمراہ جس کا مرشد نہو۔

تردامن۔ گنہگار۔

قرص گرم۔ آفتاب سے مراد خاکِ مرقد۔

قرص سرد۔ مہتاب۔ یا تو وہی خاک مقصود ہے یا اپنے قصیدے کو باعتبار بلندی مضامین و مدح نبوی کہہ رہا ہو۔

معنی

میں نے اوپر کہا تھا۔ کہ میں آفتاب لایا نہیں، میں تو آفتاب و ماہتاب (خاک و قصیدہ) دونوں لایا ہوں۔ مگر ہاں گمراہوں، گنہگاروں تمہارے لئے صرف (صلاح) صلائے سمرقندی ہے، تمھیں دونگا نہیں۔

۴ طفل دی مکتب بردنان زین مکتب آمدہ
بہر پیران زر آفتاب و مہ دونان آوردہ ام

معنی

لڑکے جب مکتب میں جاتے ہیں تو روٹی لے کر جاتے ہین کہ وہاں سے پلٹ کر آنا نہ پڑے مگر میں تو مکتب (مدینہ منورہ) سے ایک چھوڑ، دو روٹیاں (خاک قصیدہ) باندھکر لایا ہوں۔ لیکن یہ روٹیاں پیروں (اہل اللہ) کو دوں گا۔ بے پیروں کے لئے نہیں

۵ گرچہ عیسیٰ وار ازینجا بار سوزن بردہ ام
گنج قارون بین ازانجا سوزیان آوردہ ام

حل لغات

بار سوزن۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ کا ارتفاع ہوا تو آپ نے ایک سوئی اور کاسہ رکھ لیا تھا۔ سوئی اس لئے کہ عالم بالا میں اگر کپڑے پھٹ جائینگے تو اس سے سی لیں گے۔ اور کاسہ دال سالن کے لئے۔

"بار سوزن" سے مقصود تعلقات دنیوی ہیں

گنج قارون سے مراد وہی خاک مرقد منور ہے۔

سوزیان۔ بمعنے تحفہ۔ نفع و نقصان۔ دراصل سود و زیاں تھا۔ کثرت استعمال سے دال گر گئی۔

معنی — میں جس وقت کہ یہاں سے گیا تھا، تو، اگرچہ تعلقات دنیوی کے گٹھر گٹھر میرے سر پر رکھے ہوئے تھے۔ مگر وہاں کی برکت اور فیضان دیکھو۔ کہ پلٹا تو قارون کا خزانہ (خاکِ مرقدِ نبوی) لیکر پلٹا۔ اے لو دیکھو! یہ کیا میرے پاس ہے!

۶ — رفتہ زین سو لاشہ زیر ران آنسو بین کنون ۔۔۔ کابلقِ گیتی جنیبت در عنان آوردہ ام

حل لغات — لاشہ۔ ناتوان گدھا۔
ابلق گیتی۔ یعنی ابلقِ دنیا۔ روز و شب کے لحاظ، یا دو رنگی کے لحاظ سے دُنیا کو ابلق کہا ہے۔
جنیبت: کوتل گھوڑا۔

معنی — میں جب یہاں سے مدینۂ منورہ گیا تھا۔ تو میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ایک ناتوان گدھا میرے زیرِ ران تھا اسی کو تخ تخا تا ہوا راستہ طے کیا۔ مسلمانو! اب تو ذرا دیکھو کہ یہ دنیا کا ابلق گھوڑا لگام دیا ہوا بہ طور کوتل میرے ساتھ ہے

یعنی یہاں سے جب گیا تھا تو بہت کچھ تعلقاتِ دُنیوی ساتھ لگے ہوئے تھے۔ وہاں سے جو پلٹا تو دنیا کو قابو میں کئے ہوئے پلٹا ہوں۔

یہ ہے مدینۂ طیبہ کی زیارت کا اثر!

(۷) — از نظارہ ام نمی جا نی کز ہر موی مرا ۔۔۔ طوطی گویاست کز ہندوستان آوردہ ام

معنی — اللہ رے ہجوم! ٹھٹ کا ٹھٹ لگا ہوا ہے اور ان کے نظارہ سے بال برابر بھی جگہ نہیں۔ اس لئے کہ میرے ہر ہر بُنِ مو کا طوطیٔ گویا ہے جس کو میں ہندوستان سے لایا ہوں۔

یعنی میں مدینۂ طیبہ سے قصیدہ لایا ہوں۔ کہ جس کو نہایت ہی محنتِ شاقہ سے نظم کیا ہے۔

جناب محشی و جناب شاداں کے معنے — جناب محشی:۔ "نظارہ" پر لکھتے ہیں۔ "از نظارۂ کعبہ و مدینہ"

جناب شاداں:۔ تحریر کرتے ہیں "میرا ہر موئے بدن طوطیٔ خوش گفتار ہے جسے میں ہندوستان سے لایا ہوں۔

۸ من نہ پیل آوردہ ام بس بس نظارِ کرسفر پیل بالا طوطیِ شکر فشاں آوردہ ام

لوگو۔ میں کوئی ہاتھی نہیں لایا۔ پھر اتنا ہجوم و نظارہ کیسا۔ میں تو فیل قد (عظمت) طوطی شکرفشاں (قصیدہ) لایا ہوں۔

جناب محشی طوطی شکرفشاں سے "مراد خاک روضۂ نبوی" لیتے ہیں۔

اور فاضل بلگرامی فرماتے ہیں۔ "بڑا خوشگو ہوکر پلٹا ہوں"

۹ در کشادہ دیدہ ام خرگاہِ ترکانِ فلک ماہ را بستہ میاں خرگاہ ساں آوردہ ام

خرگاہِ ترکانِ فلک سے مطلوب خود فلک ہے۔ اور اس میں اضافت بیانی ہے

خرگاہ۔ خیمۂ بزرگ۔ ترکانِ فلک۔ مریخ و آفتاب۔

بستہ میاں۔ کمر بستہ۔

خرگاہ ساں۔ خیمہ کی طرح۔ خیمہ کو لپیٹ کر باندھتے ہیں۔

معنی مسلمانو! جب میں مدینہ میں تھا۔ تو میں نے وہاں کی برکت سے دریاے آسمان کشادہ دیکھے۔ مجھے موقع ملا۔ جھٹ پٹ میں نے چاند کو اپنے قبضہ میں کیا۔ اور اس کی کمر باندھ کر خیمہ کی طرح لایا ہوں۔ یعنی جو قصیدہ میں لایا ہوں، وہ چاند ہے چاند؛ اس لئے کہ یہ عالم بالا کی روشن مضامیں سے پُر ہے

(۱۰) از سفری آیم و در راہ صید افگندہ ام اینت صید چرب پہلو کارمغاں آوردہ ام

قصیدہ ۱۲

معنی ہاں۔ ہاں میں سفر کعبہ سے آرہا ہوں اور مدینہ منورہ کے راستے میں میں نے ایک شکار کیا ہے اسے لو دیکھو کیسا فربہ شکار (قصیدہ بلیغ) ہے، جو تمہارے لئے بطور تحفہ لایا ہوں۔

صید چرب پہلو سے قصیدہ مراد ہے۔ مگر صادق علی صاحب فرماتے ہیں کہ "عبارت از عجز و انکسار و رحم دلی ست" اور جناب محشی کے نزدیک "خاک"

۱۱ گر سواراں خنگ توسن در کمند آوردہ اند   من کمند افگندہ و شبیر زیاں آوردہ ام

خنگ توسن۔ اسپ سرکش۔ مراد نفس سے ہے | شبیر زیاں سے مراد قصیدہ ہے۔ یا نفس سرکش۔

اگر بڑے بڑے شہسوار اسپ سرکش باندھ باندھ کر لاتے ہیں یعنی کعبہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے سفر کی وجہ سے انہوں نے اپنے نفس کو قابو اور قبضہ میں کر لیا ہے تو میں اپنی کمند فکر سے شیر زباں قابو میں کرکے لایا ہوں

شارحین میں اختلاف ہے کہ "شبیر زیاں" سے کیا مقصود ہے؟

محشی کے نزدیک "خاکِ مرقد"۔ مولوی صادق علی خاکساری سے مراد لیتے ہیں شاداں بلگرامی "قصیدۂ بلیغ و غالب" اور جناب شوکت میرٹھی "نفس امارہ" سے۔

(۱۲) چشم بد دور از من و راہم کہ رہ آوردِ عشق × شب رواں را سرمہ چشم رواں آوردہ ام

رہ آورد۔ تحفہ۔ سوغات | اس سے قصیدہ بھی مراد ہو سکتا ہے اور

شب رو۔ وہ جو رات میں سفر کرے۔ | اور خاک مرقد نبوی بھی۔

سالک۔ حاجی۔ | را۔ اضافی ہے یعنی "سرمہ چشم روان

سرمہ چشم رواں۔ جان کی آنکھ کا سرمہ | شب رواں"

مجھ سے اور میرے اس راستے سے چشم بد دور۔ کیونکہ میں تو سالکوں کی باطنی آنکھوں کے لئے یہ سرمہ (خاک، یا قصیدہ) لایا ہوں کوئی معمولی چیز نہیں کہ جس پر نظر نہ لگے۔

۱۳ بسکہ در بحر طلب چل صبح شست افگندہ ام × تا دراں شصت سبک صید گراں آوردہ ام

سچ کہتا ہوں کہ میں نے طلب کے نہار سمندر میں چالیس دن تک ڈور ڈالی ہے۔ اسوقت کہیں جا کر اس ہلکی ڈور میں یہ بڑی بھاری مچھلی پھنسی ہے۔ یعنی میں نے بڑی فکر سے یہ قصیدہ کہا ہے۔

شصت سے مراد فکر ہے۔ **صید گراں** سے مراد قصیدہ ہے۔ خاقانی نے مدینۂ طیبہ میں چلہ کشی بھی کی تھی۔

۱۴ **نقد شش روز از خزینۂ ہفت گردوں بردہ ام ‏ گرچہ در نقب افگنی چل شب کران آوردہ ام**

حل لغات

نقد شش روز۔ حاصل کل موجودات۔ خداوند نے کُل دنیا کو چھ روز میں بنایا ہے۔ ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام۔

از خزینۂ ہفت گردوں۔ سات آسمانوں کے خزانے سے۔ "خزینہ" مضاف ہے۔ اور ہفت گردوں مضاف الیہ۔ خزینہ سے اضافت منقطع ہوگئی۔ اس لئے کہ آخر میں ہا ہے۔

نقب افگنی۔ نقب لگانا۔ مراد فکر کرنا سعی کرنا۔

کراں۔ کنارہ۔

چل شب کراں آوردہ ام۔ چالیس راتوں کو ختم کیا ہے۔

معنی میں نے اگرچہ فکر و سعی میں صرف چالیس راتیں صرف کی ہیں۔ مگر واہ رے فیضانِ مدینہ منورہ! کہ اس معمولی سعی میں مجھے ساتوں آسمانوں کے خزانوں کا نقد مل گیا ہے۔

یعنی یہ خاک پا یہ قصیدہ نہیں ہے، بلکہ حاصلِ کُل موجودات ہے۔

۱۵ **خاک پای خاک بیزاں بودہ ام تا گنج زر ‏ کردہ ام سودہ عمر زیاں آوردہ ام**

معنی تم کہیں یہ رائے قائم نہ کر لینا کہ مجھے یہ نقد صرف چالیس دن کی محنت میں مل گیا۔ میاں! میں نے اپنی بہترین عمر کا حصہ صرف کیا ہے۔ اور ان خاک چھاننے والوں (سالکوں) کی خاکِ پا ہوگیا ہوں اس وقت کہیں جا کر اس گنجِ زر (خاک یا قصیدہ) کا سودا کیا ہے۔

۱۶ **خاک بیزی کن کہ من ہم خاک بیزی کردہ ام ‏ تا ز خاک این مایہ گنج شایگان آوردہ ام**

معنی خاک چھانو خاک۔ کیونکہ میں نے بھی تو مدتوں خاک بیزی کی ہے۔ اس وقت کہیں جا کر یہ گنجِ شایگاں خاک سے ملا ہے۔ خاک سے مراد مدینہ طیبہ ہے اور گنجِ شایگاں مشہور خزانہ ہے۔

یہاں خاک یا قصیدہ ہے۔

درراہ از طرب ۱۷

دیدہ ام عشاق ریزاں اشک داؤد از طرب × آں ہمہ چوں سبحہ در یک ریسماں آوردہ ام

اشک داؤد۔ سُرخ مہرے۔ یہاں اشک مطلوب ہے | سبحہ :۔ تسبیح۔

میں نے مدینہ منورہ میں زائروں کو دیکھا کہ مارے خوشی کے آنسو نکال رہے ہیں۔ میں نے ان کو تسبیح کی طرح ایک تاگے میں پرو لیا ہے۔ گویا تمام زائروں کے دل و جگر کے آنسوؤں سے ترتیب دیا ہے۔

جناب محشی اس شعر کے یہ معنی لکھتے ہیں۔ حاجیوں کی آنکھیں جس خاک پر اشک ریزاں تھیں۔ میں اس کی تسبیح بنا کر لایا ہوں۔

۱۸ اشک من در رقص و دل در حال و نالہ در سماع من درین خرقہ صبر و تواں آوردہ ام

مجھے جو مدینہ طیبہ کے سفر اور وہاں کی زیارت سے خوشی ہے۔ اُسے میں کیا بتاؤں۔ میرے آنسو رقص میں، دل وجد میں اور نالہ سرود میں ہے۔ اور میں مارے شادی کے بے صبر و تواں۔ اے لو دیکھو، یہ کیا صبر و تواں کا پھٹا ہوا لباس لایا ہوں

نسخہ نول کشوری میں (فغاں) صحیح نہیں لکھا ہے؛

۱۹ زردی زر شاد دلہا ست من دلشادم از انکہ سکہ رخ را ز زر شادی رساں آوردہ ام

سکہ۔ وہ قالب جس میں اشرفی روپیہ ڈھالا جائے
زر شادی رساں۔ اُس | زردی سے کنایہ ہے۔ جو حج و زیارت کی خوشی میں خاقانی کے چہرے کو حاصل ہوئی۔

اہل دُنیا۔ سونے کی زردی سے خوش دل ہوتے ہیں۔ اور میں یوں دلشاد ہوں کہ اپنے چہرے کے سکے کے لئے زر شادی رساں لایا ہوں یعنی میں کعبہ و مدینہ سے عشق خدا و عشق رسول

لے کر آیا ہوں۔ اس سے میرے چہرے پر زردی ہے جو شادی رساں ہے۔
نول کشوری نسخے میں زردی کی جگہ "دردی" غلط لکھا ہوا ہے۔

(۴۰) شمع زرد ست از نہیب سر منم ہم زلیک — زردی و بوشہاب سر فشاں آوردہ ام
(۴۱) بلکہ زاں زرم کہ ترسم سر برندم چو شمع — کیں سر از بہر بریدن درمیاں آوردہ ام

حل لغات: از نہیب سر۔ یعنی سر کٹنے کے خوف سے۔
بوشہاب سر فشاں۔ شمال میں گنبد کی طرح کی ایک شکل ہے۔ جو تیس ستاروں سے مرکب ہے تیس دن کے بعد ایک ستارہ غائب ہو جاتا ہے۔ جب سب ستارے نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ تو پھر وہ شکل طلوع ہوتی ہے

معنی: سنو سنو۔ شمع کے چہرے کی زردی سر کٹنے کے خوف سے ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شمع کی طرح میں بھی زرد ہوں۔ مگر سر کٹنے کے خوف سے نہیں، اس لئے کہ میں تو اس زرد رخ کو بوشہاب سر فشاں لایا ہوں۔ یعنی بوشہاب کے سر تیس دن کے بعد کٹتے چلے جاتے ہیں مگر وہ روشن و تاباں رہتا ہے۔ تا اینکہ جب سر کٹ جاتے ہیں تو اور زیادہ منور و تاباں طلوع ہوتا ہے۔

میں اس لئے زرد نہیں کہ مجھے کھٹکا ہو کہ میرا سر شمع کی طرح کاٹ دینگے میں تو عشق میں مبتلا ہو کر آیا ہوں۔ اس لئے یہ میرا سر تو کاٹنے ہی کے لئے ہے، کاش معشوق حقیقی ایک ہاتھ لگا دے۔

(۴۲) ہاں رفیقا نشرہ آبے باز گال آبی بساں — کز دل و چہرہ زگال و زعفراں آوردہ ام

حل لغات: نشرہ۔ آنچہ با زعفران و شنجرف بروز مکتب نشینی بر تختہ نوشتہ اطفال را دہند۔ نشرہ آب۔
آب نشرہ۔ اس سے آب زعفران مقصود ہے۔
زگال آب۔ آب زگال یعنی سیاہی (روشنائی)

معنی: میرا دل آتش عشق و خدا و رسول سے جل بھن کر کوئلہ ہو گیا ہے اور چہرہ زعفران کی طرح

زرد۔ ہاں میرے مکرم دوست بیٹھے کیا کرتے ہو۔ ذرا اس چہرے کی زردی سے رنگ زعفران اور دل سوختہ کے کوئلے سے روشنائی تو بنا لو۔

شوکت میرٹھی کہتے ہیں — **شوکت میرٹھی** فرماتے ہیں۔ ہاں ای رفیق! نشرے کے لئے کوئلے میں ملا ہوا پانی، یعنی سیاہی لا۔

خاقانی نشرے کے لئے نہیں کہہ رہا ہے۔ بلکہ "نشرۂ آب"، یعنی رنگ زعفران مانگ رہا ہے۔

(۱۴۳) **شو نمک بر آتش افگن کز سخنوران بہشت ۔ خوش نمک در طبع و شکر در زبان آوردہ ام**

معنی — **نمک بر آتش افگندن**۔ نظر بد دفع کرنے کے لئے آگ پر نمک ڈالنا اور شور و غوغا کرنا۔ اور محشی تحریر کرتے ہیں کہ لذت دنیا کو جلا دو۔

خوش نمک سے لذت مقصود ہے۔ یعنی طبیعت میں نمکینی اور لذت۔ جناب محشی۔ خاک مرقد سے کنایہ لیتے ہیں۔

معنی — دوستو۔ میں مدینۂ منورہ گیا۔ وہاں کے بہشتی خواں سے نمکینی طبیعت میں شیرینی زبان میں لایا ہوں۔ یعنی خوش فکر و فصیح اللسان ہو کر آیا ہوں، تم آگ میں نظر، گذر کے لئے نمک ڈالو، یا خوب خوش ہو۔

(۱۴۴) **زپی دنداں سپیدی ہمرہاں از تف راہ ۔ دل چو عود سوختہ دنداں کناں آوردہ ام**

حل لغات — **دنداں سپید کردن**۔ خوش ہونا ہنسنا۔

تف۔ حرارت۔ گرمی

راہ کی جگہ "آہ" کا بھی نسخہ ہے

عود سوختہ۔ جلا ہوا عود۔

اس کے کوئلے سے دانت مانجتے ہیں۔ اسی مناسبت سے پہلے مصرع میں "دنداں سپیدی" لایا ہے۔

دندان کناں۔ روتا ہوا اور بے طمع۔

معنی — میں نے عشق نبوی میں وہ آہیں کی ہیں، جس کی حرارت سے میرا دل عود کی طرح

جل کر کوئلہ ہو گیا ہوں۔ اس کو میں روتا ہوا اپنے ساتھیوں کے لئے لایا ہوں کہ وہ اس کوئلے سے اپنے دانت صاف کریں اور خوش ہوں

۲۵ گرچہ شبہا از سموم آہ تبہا بردہ ام — از نسیم وصل مہرۂ تب نشاں آوردہ ام

معنی: اُف اف! وہ راستے کی گرم ہوا کے جھونکے، جن سے میں راتوں کو پڑا بخار میں ہلہلایا کرتا تھا۔ مگر آں حضرت کی وصل کی نسیم سے مجھے وہ مہرہ ملگیا، جس سے بخار اُتر جاتا ہے۔ اُسے میں یہاں لے بھی آیا ہوں۔ لو دیکھو یہ کیا ہے۔

مُہرۂ تب نشان:۔ ایسا مہرہ جس سے بخار اُتر جاتا ہے۔ یہاں "خاک مرقدِ نبوی" مقصود ہے۔

۲۶ زاں جہاں آیم ز رنجی کہ دیدم اینجہاں — لیک طغرای نجات آں جہاں آوردہ ام

(ملکِ عدم ۱۲)

معنی: دوستو! میں نے جو مصائب کہ اس جہان (راہِ مدینہ) سے اٹھائے وہ قابل بیان نہیں۔ یوں سمجھو کہ میری زندگی دوبارہ ہوئی، گویا میں ملک عدم میں جاکر واپس آیا۔ مگر ساتھ ہی اس کے عالم آخرت کی نجات کا پروانہ بھی مجھے مل گیا۔ اور اسے اپنے ساتھ بھی لایا ہوں۔

طغرای نجات سے مراد خاک اور قصیدہ دونوں ہو سکتے ہیں۔

۲۷ دیدہ ام چشمہ خضر و کبوتر وار آب — خوردہ و بس جرعہ بر بزی در دہاں آوردہ ام

معنی: مسلمانو! کیا بتاؤں۔ جہاں میں گیا تھا، وہاں میں نے کیا دیکھا! میں نے وہاں آب حیات کا چشمہ دیکھا۔ اور کبوتر کی طرح خوب ڈگڈگا کر پانی پیا اور میں نے تنہا خوری نہیں کی، بلکہ اس کے صدہا قطرے اپنے منہ میں تمہارے لئے بھی لایا ہوں۔

کبوتر کا قاعدہ ہے۔ کہ وہ اپنی چونچ میں دانہ پانی بھر کر اپنے بچے کے بھرانے کے لئے لاتا ہے۔

"چشمۂ خضر" سے مراد روضۂ نبوی "آب" سے مطلوب فیضان ہے۔ محشی کے نزدیک وہی خاکِ مرقد۔

۲۸ چوں کبوتر رفتہ بالا آمدم بر پای خویش
سکۂ زر بختہ و خط امان آوردہ ام

۲۹ من کبوتر قیمتم بر پای دارم سربہا
آنقدر زر بکہ سوی آشیان آوردہ ام

بالا۔ بلندی۔ یہاں روضۂ نبوی مقصود ہے

سکۂ زربختہ۔ "سکہ" کی جگہ "لبنہ" کا نسخہ ہے اور اچھا ہے۔ زربختہ" خالص سونا۔ جو کبوتر بہت اونچا اڑتا ہے۔ اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے پاؤں میں پہنچی ڈالتے ہیں اور نامہ بر

کبوتر کے پاؤں میں نامہ باندھ دیا جاتا ہے

"زربختہ" سے مراد خاک ثواب دونوں ہوسکتی ہے۔

خط اماں۔ پروانۂ نجات۔ قصیدے سے بھی مراد ہوسکتی ہے حج و زیارت سے گویا مسلمان ناجی ہو جاتا ہے۔

ہاں میں تو کبوتر کی طرح بہت اونچا گیا (حج و زیارت کی) اور جب بلندی سے اترا تو میرے پاؤں کی سونے کی پہنچی۔ اور خط اماں باندھ دیا گیا۔ اور اسے میں لایا بھی ہوں۔ میں اور صرف میں ایک قیمتی کبوتر ہوں میرے پاس متاع گراں موجود۔ یعنی اس قدر سونا (خاکِ مرقد) کہ جس کو میں اپنے آشیانے کے لئے لایا ہوں۔

۳۰ زیورے آوردہ ام بہر عروسان ضمیر
گوئی از شعریٰ شعار فرقدان آوردہ ام

عروسان ضمیر۔ اہل اللہ۔

شعریٰ: روشن ستارہ ہے۔ جو جوزا کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ یہاں مدینہ منورہ مقصود ہے۔

شعار
وہ لباس، جو بدن سے ملصق ہو

فرقداں۔ فرقدین۔ دو ستارے قطب کے قریب ہیں۔

میں یہ خاک اور یہ قصیدہ نہیں لایا ہوں: بلکہ اہل اللہ کے لئے زیور لایا ہوں

یا یہ سمجھو کہ مدینہ منورہ سے لباس نورانی لایا ہوں۔

۳۱ لعبتان دیدہ را کایشان دو طفل ہندو اند ہم مشاطہ ہم حلی ہم دایگان آوردہ ام

سنو سنو! یہ آنکھوں کی گڑیاں کہ دو ہندو لڑکے ہیں۔ ان کے لئے یہ خاک، یہ قصیدہ لایا ہوں جو مشاطہ زیور کا کام بھی دے گا اور دایہ کا بھی۔ یعنی ان دونوں چیزوں سے آنکھوں میں نور، بلکہ دل میں نور ایمان پیدا ہوگا۔

۳۲ پیر عشق آنجا بعرسی پارہ میکرد آسمان من نصیبہ شانہ دانی بی گمان آوردہ ام

۳۳ این فراویز و آن باز افگنی خواہد ز من من ز جیب آسمان یک شانہ آن آوردہ ام

حل لغات

پیر عشق سے مراد خود عشق ہے۔

محشی نے پیغمبر اور اہل اللہ سے مراد لی ہے

عرس۔ شادی۔ کسی ولی اللہ کی برسی

آسمان پارہ کردن۔ اسرار ایزدی بیان کرنا۔ یا راز ایزدی کا سراغ لگانا

نصیبہ۔ حصہ۔ بہرہ

شانہ دان۔ کنگھی رکھنے والی تھیلی یہاں کپڑے کا پارچہ مطلوب ہے۔

تا گماں۔ غلط لکھا ہوا ہے "بیگماں" صحیح ہے۔

فراویز۔ سجاف جسے سنجاف کہتے ہیں۔

باز افگن۔ کپڑے کا ٹکڑا۔

معنی

اسے مدینہ طیبہ کے عرس میں پیر عشق آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے راز ایزدی کا سراغ لگا رہا تھا۔ یعنی مدینہ طیبہ میں عشق ایزدی کے بدولت معرفت حاصل ہوئی تھی۔ میں بے شک و شبہ ان میں سے ایک تیلے دانی برابر ٹکڑا حصہ میں لایا ہوں۔ اب میں بڑے ششن و پنج میں پڑا ہوں۔ ایک کہتا ہے "بھائی مجھے سنجاف کے لئے دو" دوسرا کہتا ہے کہ "مجھے پیوند کے لئے ایک ٹکڑا دو" میں تو خود جیب آسمان سے ایک ذرا سا ٹکڑا لایا ہوں، اس میں سے کس کس کو دوں۔

۴۸ دیدہ ام خلوت سرائے دوست در مہمان سرا تن طفیلِ شاہدِ دل مہمان آوردہ ام

معنی: میں نے مہمان خانہ میں دوست (محبوب الٰہی ص) کی خلوت سرا کو دیکھا شاہدِ روح کے طفیل میں جسم کو بھی میں مہمان لے آیا۔

۴۹ میزبان در حجرۂ خاص و برون افگندہ خوان من دل و جاں پیشِ خوانِ میزبان آوردہ ام

معنی: میزبان (حضرت رسالت مآب ص) تو حجرۂ خاص میں تشریف فرما تھے۔ اور دسترخوان باہر بچھا ہوا تھا۔ میں میزبان کے دسترخوان پر اپنے دل و جاں کو بہ طور مہمان لے آیا۔ تا کہ نعمات آخروی حاصل کریں۔

خاقانی "خوانِ میزبان" سے اضافت منقطع کر دی ہے۔

۵۰ دل ملک طبعست قوت او ز بوی دادہ ام جاں پری است خورش ز استخوان آوردہ ام

حل لغات:

دل سے مطلوب روح انسانی ہے۔ نفسِ ناطقہ۔
ملک طبع۔ فرشتہ طبیعت۔
بو سے مطلوب عشق و معرفت خدا۔

جان سے روح حیوانی مطلوب ہے۔
پری۔ جن۔ لوگ کہتے ہیں کہ "جن" ہڈیاں کھاتے ہیں۔

روح فرشتہ طبع ہے۔ اس کی غذا میں نے عشق و معرفت سے دی۔ اب رہی جان اس کو میں نے ہڈیاں کھلائیں۔

۵۱ نقلِ خاص آوردہ ام زانجا و یارا بیخبر کین چہ میوہ است از کدامین بوستاں آوردہ ام

میں کعبہ و مدینہ سے خاص گزک لایا ہوں۔ مگر میرے دوست ابھی تک بے خبر ہیں کہ یہ کیسا میوہ ہے اور کس باغ سے لایا ہوں۔

۳۸ تا خط بغداد ساغر دوستکامی خوردہ ام — دوستان را دجلہ در جرعہ داں آوردہ ام

۳۹ دشمناں را نیز بے بہرہ نگذارم چو خاک — گرچہ جرعہ خاص بہر دوستاں آوردہ ام

حل لغات

خط بغداد۔ "جام جم" میں سات خط تھے ایک کا نام "خط بغداد" ہے۔

ساغر دوستکامی۔ وہ ساغر جو دوست اپنے حصہ کا دوسرے کو دیدے۔

جام شراب معرفت مقصود ہے۔

دجلہ

دریا ہے، جو "بغداد" میں لہریں مار رہا ہے۔

جرعہ داں

جام۔ یہاں روح مطلوب ہے۔

معنی

میں نے شراب معرفت کے خوب چھلکتے جام پیئے ہیں۔ جو بہ طریق دوستکامی مجھے آنحضرت نے دیئے ہیں۔ میں دجلہ کا دجلہ اپنی جام روح میں بھر کر تم دوستوں کے لئے بھی لایا ہوں۔

اور میں تو اس ایثار کا آدمی ہوں کہ دشمنوں کو بھی بے بہرہ نہ چھوڑوں گا۔ کچھ تھوڑا سا انہیں بھی خاک کی طرح دوں گا۔ اگرچہ یہ خاص جرعہ لایا میں دوستوں ہی کے لئے ہوں۔

خاقانی نے "نیز" اور "ہم" دونوں ایک جگہ جمع کر دیئے۔ ایک کو زائد سمجھو

۴۰ دوست خفتہ در شبستانست و دولت پاسباں × من بچشم و سر سجودے پاسباں آوردہ ام

(بیت امبر)

۴۱ پاسباں گفتہ چہ داری تحفہ گفتم شہا × کان زر داریدو من جان تحفہ آوردہ ام

معنی

حضور سرور کائنات تو اپنے شبستاں (مرقد) میں مزے سے پڑے سو رہے تھے اور دولت و اقبال انکے پاسباں تھے۔ میں نے جھٹ ان کے پاسبان کو سر اور آنکھوں سے سجدہ کیا۔ نگہبان نے فرمایا "کہو خاقانی! حضور انور کے لئے کیا تحفہ لائے!" میں نے عرض کیا "آپ کے پاس تو سونے کی کان (خود آنحضرت) ہے۔ میرے پاس کیا ہے اور جو کچھ ہے میری جان ہے۔ اس کو تحفہ میں لایا ہوں

۴۲ شبِ معراج اُن از شبستانِ گر نشان آوردہ اند من سگِ کہفم نشاں از آستاں آوردہ ام

بڑے بڑے سالکوں، ولیوں نے اگر آنحضرت کی شبستان کا پتہ لگا لیا ہے، تو میں بے چارہ سگِ کہف ہوں میں نے اُن کے آستانہ ہی کا پتہ لگایا ہے۔

"اصحابِ کہف" سو رہے ہیں اور ان کا کتا غار میں بیٹھا ہوا حفاظت کر رہا ہے "کلبہم باسط ذراعیہ بالوصید"

۴۳ بر درِ او چوں درش حلقہ بگوش رفتہ ام تا پئے تشریف سرتاجِ کیان آوردہ ام

حل لغات

او کے مرجع آنحضرتؐ ہیں۔

چوں درش۔ شین کی ضمیر بھی آنحضرتؐ کی طرف راجع ہے۔ دروازے پر دق الباب کے لئے حلقہ لگا ہوتا ہے

تشریف۔ خلعت۔ اور بزرگ کرنا۔

سرتاجِ کیان۔ کیان۔ شاہانِ کیانی "سرتاج کیاں" سے خاک مرقد مراد ہے۔

معنی دوستو! میں تو آں حضرت کے آستانے پر آپ ہی کے دروازے کی طرح حلقہ بگوش گیا ہوں۔ تا اینکہ بزرگی حاصل کرنے کے لئے وہاں سے سرتاج کیاں (یعنی خاک مرقد) لایا ہوں۔

۴۴ از نسیمِ یارِ گندم گوں یکے جو سنگ مشک با دلِ سوزان و چشمِ سیل ران آوردہ ام

حل لغات

یار۔ معین۔ دوست۔ محبوب۔ آنحضرتؐ مقصود ہیں۔

گندم گوں۔ ملیح۔ خود آنحضرتؐ نے فرمایا ہے "انا املح واخی یوسف اصبح" (ترجمہ) میں ملیح ہوں اور ہمارے بھائی یوسف گورے تھے۔

جو سنگ۔ جو بھر، مقدار جو۔ مشک سے "خاک مرقد" مقصود ہے۔

سیل ران۔ سیلاب بہانیوالا۔

معنے اپنے سبزہ رنگ معشوق (آنحضرت) کی باد نسیم سے ایک تھوڑی سی خوشبو

دل سوزان وچشم گریان کے ساتھ لایا ہوں
نول کشوری نسخے میں (بر) صحیح نہیں (با) ہونا چاہیئے۔

۴۵ آب وآتش دشمن مشک ست ومن بر مشک دوست — آب وآتش را رقیب مہربان آوردہ ام

معنی: آگ اور پانی دونوں مشک کے دشمن ہیں۔ مگر میں دوست کے "مشک" پر آب وآتش (دل × آنکھ) کو ایک مہربان نگہبان بنا کر لایا ہوں۔

۴۶ جو بہ بیّاع جہاں ندہم کز اجو سنگ مشک — صد شتر بار تبت در بیع خان آوردہ ام

حل لغات:
بیّاع۔ مول لینے والا۔ اور فروخت کرنے والا۔
تبت میں مشک پیدا ہوتا ہے۔
بیع خانہ۔ خانہ خرید و فروخت۔
منڈی کاروان سرای۔
بیع لغات اضداد میں ہے۔

معنی: صاف تو یہ ہے کہ میں دنیوی خریدار کو تو ایک ذرّہ برابر بھی نہ دوں گا۔ اس لئے کہ میں اس جو بھر مشک (خاک) سے سیکڑوں بار شتر بھر وہ بھی تبت کے (جہاں مشک کی کان ہے) اپنے کارواں سرا میں لایا ہوں (یعنی یہ ذراسی خاک وہ قدر وقیمت رکھتی ہے۔ جیسے مشک کے لدے ہوئے سو بار شتر۔ پھر میں ایسی قیمتی چیز کو کیوں دینے لگا! خصوصاً کسی دنیا والے کو۔

۴۷ دل بخدمت سادہ چون گور غریبان بردہ ام × ہمچو موزن در تابوت ازان آوردہ ام

حل لغات:
بخدمت۔ اے بخدمت حضرتِ رسالت مآب
گور غریباں۔ قبرستان مسلمانوں کا قبرستان۔ بالکل سادہ اور اجاڑ ہوتا ہے
ہمچو موسیٰ۔ نجومیوں نے فرعون کو بتایا تھا۔ کہ ایک بچہ پیدا ہوگا، جو تیرے تختِ خدائی کو اُلٹ دے گا۔ اس لئے فرعون نے بچوں کی جان لینا شروع کی۔ حضرت موسیٰ کی والدہ نے، اس خوف سے

کہ کہیں ان کا بچہ بھی طعمۂ اجل نہ ہو۔ موسیٰ کو ایک صندوق میں رکھ کر رود نیل میں بہا دیا۔ حسن اتفاق سے یہ صندوق بہتا ہوا قصر فرعون کے پاس پہنچا۔ زوجۂ فرعون نے اس کو نکلوایا۔ کھول کر جو دیکھا، تو اس میں چاند کا سا ٹکڑا نظر آیا۔ بیگم فرعون نے ان کی پرورش کی۔ یوں ان کی جان دشمن سے بچی۔

معنی دوستو! میں اپنے دل کو بالکل سادہ (جیسے گورِ غریباں) حضرت رسالتمآب کی خدمت میں لے گیا تھا۔ اور حضرت موسیٰ کی طرح اس کو زندہ تابوت میں رکھ کر لایا ہوں۔ یعنی میں نے اس کو "موتوا قبل ان تموتوا" کا مصداق بنایا ہے۔

۴۷ رفتہ لرزاں ہمچو خورشید فروزاں آمدم شب زریرے بردہ وز ارغواں آوردہ ام

معنے "دل" بارگاہِ نبوی میں تھر تھر کانپتا گیا تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ آفتابِ عالمتاب کی طرح روشن و منور آیا۔ یعنی اس دل کو میں نہایت تاریک حالت میں جیسے زریرے گیا تھا۔ مگر واہ رے بارگاہِ رسالت مآب کا فیضان! اب میں اس کو دن میں نہایت سرخرو ارغواں کی طرح لایا ہوں، کیونکہ ساری سیاہی اس کی دفع ہو گئی تھی۔

زریر۔ ایک گھاس ہے۔ جس سے زرد رنگ حاصل ہوتا ہے۔

ارغواں: سرخ پھول ہے۔

۴۸ ہشت باغ خلد را در بستہ بینی بر خساں کاں کلید ہشت در در بادباں آوردہ ام

خساں۔ کمینے | بادباں۔ یعنی گریباں و آستین۔

معنی اب تو تم ان کمینوں (اہل دنیا) پر آٹھوں بہشتوں کے دروازوں کو بند دیکھو گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کی کنجیاں تو میں لے آیا۔ یہ کیا میری آستین میں موجود ہیں۔ ایک کو بھی گھسنے نہ دوں گا؟

۵۰ بس طربناکم بدان بندین بسناکی زپیت کز سعود چرخ بخت کامراں آوردہ ام

معنی او ہو ہو میں تو بہت ہی خوش ہوں۔ تم سمجھے میں کیوں خوش ہوں میاں میں سعود چرخ (زہرہ و مشتری) سے بخت کامراں لے آیا۔
یعنی مدینہ منور کیا گیا کہ میرا نصیبہ کھل گیا۔ تقدیر جاگ گئی۔

۵۱ گوی اندر جوی دل آبی ز کوثر رانده ام یا بباغ جان نہالی ز جنان آوردہ ام

معنی یوں سمجھو کہ گویا میں نے اپنے دل کی نہر میں چشمہ کوثر کا پانی جاری کیا ہے۔
یا باغ جاں میں جنت کا ایک درخت لگا کر لایا ہوں۔

۵۲ یا مگر اسفندیارم کاں عروسانرا ہمہ از دز روئین بسعی ہفتخواں آوردہ ام

معنی میں یہ خاک۔ یہ قصیدہ، کیا لایا، گویا اسفندیار کی طرح ہفتخواں طے کر کے اور دز روئیں فتح کر کے ان دولہنوں کو لایا ہوں۔
اسفندیار اور ھفتخوان کا قصہ شروع ہی قصیدہ میں بسبت کے ساتھ لکھدیا گیا ہے۔

۵۳ با شما گویم بنا مرم گفت با بیگانگاں کیں نہاں گنج از کدامیں دودماں آوردہ ام

۵۴ آشکارا بر گرفتن گنج فرخ فال نیست من فرخ فال گنجے در نہاں آوردہ ام

معنی دوستو! تم سے کہہ سکتا ہوں مگر غیروں کو نہیں بتا سکتا کہ یہ خزانہ پوشیدہ کہاں سے اور کس خانداں سے لایا ہوں۔ کھلم کھلا ایسی مبارک فالی خزانہ کا حاصل کرنا ممکن نہیں۔ اسلئے اس خزانہ کو پوشیدہ لایا ہوں

۵۵ از چنین جوہر کاتی داد نتواں بہر آنکہ تاج ترکستان بباج ترکمان آوردہ ام

۵۶ دادہ ام صد جان بہائے گوہرِ من چوں برند در دو عالم دادہ ام ہم رائگان آوردہ ام

معنی: سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کے جواہر کی زکات بھی نہیں دی جا سکتی اس لئے کہ ترکمانوں کا باج دے کر تو میں یہ ترکستان کا تاج لایا ہوں۔
میں نے سو جانیں دے کر تو اس گوہر (خاک) کو خرید کیا ہے۔ اچھے لینے والے آئے۔ میرے اس موتی کو کیونکر لے جائیں گے۔ اور میں تو سو جان سے اس کا خریدار ہوا۔ اگر میں دونوں عالم بھی اس کی قیمت دے دیتا تو بھی مفت تھا۔

۵۷ کیست خاقانی کہ گویم خون بہائے جان اوست ٭ خونبہائے جان صد خاقان و خان آوردہ ام

معنی: میاں۔ یہ بے چارہ خاقانی کیا ہے کہ میں یہ کہدوں کہ اس باعظمت خاک کی قیمت اس کی جان ہے۔ میں تو اسے سیکڑوں خان اور ہزاروں خاقان کی جان کی قیمت میں لایا ہوں۔

۵۸ ایں ہمہ می گو بیت کاوردہ ام بازپرس ٭ تا چہ گنجست و چہ جوہر زچہ کان آوردہ ام
۵۹ تا نپرسی من بگویم از ہمہ دزدیدہ ام ٭ کز در شاہنشہے گنج روان آوردہ ام
۶۰ باز پرسی شرط باشد تا بگویم ایں فتوح ٭ و فلاں مدت ز درگاہ فلاں آوردہ ام
۶۱ یعنی امسال از سر بالین پاک مصطفےٰ ٭ خاک مشک آلودہ بہر حرز جان آوردہ ام

معنی: دوستو! یہ جو میں تم سے "لایا ہوں!" "لایا ہوں!" کہہ رہا ہوں۔ ذرا تم مجھ سے یہ تو پوچھو کہ بھئی یہ کیسا خزانہ ہے!" "کیسا گوہر! اور کس کان سے لاتے!"
میں صاف کہتا ہوں تم جب تک مجھ سے نہ پوچھوگے۔ میں نہ بتاؤں گا۔
کیوں! اس لئے کہ میں نے ہر شخص سے چھپایا ہے کہ "میں ایک شہنشاہ کے دروازے سے گنج روان لایا ہوں۔
اور ہاں ایک مرتبہ کے پوچھنے میں تو میں بتاؤں گا بھی نہیں۔ بار بار پوچھنا شرط ہے۔ تب جا کر میں بتاؤں گا کہ فتوح (خاک) اتنی مدت میں فلاں درگاہ سے

لایا ہوں۔

رتم نے بار بار پوچھا تو سنو) اب کی مرتبہ جو میں مدینہ طیبہ گیا تو جناب محمد مصطفےٰ کے بالین پاک کی خاک بے مشک آلودہ اس لئے لایا ہوں۔ تاکہ جان و روح کی تعویذ ہو سکے۔

۶۲ وقف بازوی من است این جز نفرو شم بکس گرچہ اول نام دادن بر زباں آوردہ ام

معنی اگرچہ پہلے (بھولے سے) میری زبان پر دینے کا نام جاری ہوگیا۔ لیکن اب صاف کہتا ہوں۔ کہ میں یہ تعویذ کسی کو دوں گا نہیں۔ یہ تو صرف میرے بازوئے جان کے لئے وقف ہے۔

۶۳ خاک بالین رسول اللہ ہمہ حرز شفا است حرز شافی بہر جان ناتوان آوردہ ام

معنی ہاں۔ ہاں۔ رسول اللہ کی بالیں کی خاک ہمہ تن شفا کا تعویذ ہے تعویذ! اسی لئے میں اس کو اپنی جان ناتواں کے لئے لایا ہوں۔

۶۴ گوہر بائی کاف و نون محمد کز ثناش گوہر اندر کلک و دریا در نہاں آوردہ ام

کلمہ کن ۱۲

تم سمجھتے ہو۔ کون محمدؐ! وہ جو کل موجودات کے دریا کے موتی ہیں۔ میں نے انھیں کی تعریف کی وجہ سے اپنے قلم میں موتی اور دل میں معانی و مضامین کے دریا بھرے ہیں۔ دیکھو میں کیسی تعریف کرتا ہوں۔

۶۵ چون زبان ملک دار من از صدر رسول در سر ستار منشور زمان آوردہ ام

معنی چونکہ میری۔ اور صرف میری زبان۔ ملک سخن رکھتی ہے۔ اس لئے مدینہ طیبہ جو گیا تو شہنشاہِ دو عالم کے صدر سے بادشاہ زبان کی حکومت کرنے کا پروانہ لیتا آیا ہوں۔ یہ کیا پگڑی پر لگا ہوا ہے۔ یعنی میری زبان کو آنحضرت کی بارگاہ

سے پروانہ حکومت مل گیا ہے اور اب وہ ملک سخن پر بادشاہی کرے گی۔
بعض نسخوں میں "منشور زماں" ہے۔
ایران میں دستور ہے کہ "منشور" کو پگڑی پر تین دن تک لگاتے ہیں۔
اور لوگ مبارک باد کو آتے ہیں۔

۶۶ بلک در مدح رسول اللہ بتوقیع رضاش ٭ بر جہان منشور ملک جاودان آوردہ ام

معنی: بلکہ دربارِ مدح رسول اللہ۔ ان کی خوشنودی کے دستخط سے دنیائے سخن پر حکومت کرنے کے لئے فرمان ملک جاودانی لے آیا ہوں۔ ان کی تعریف وثنا کی وجہ سے ہمیشہ ملکِ سخن کا بادشاہ رہوں گا۔

۶۷ مصطفیٰ گوید کہ سحرست از بیان من ندا ٭ کار اعجاز سخن سحر از بیان آوردہ ام

معنی: تمہیں معلوم ہے کہ آں حضرت نے "ان من البیان لسحرا" کہا ہے۔ جب بیان "سحر" ہے۔ تو میں "ساحر" ہوں۔ کیوں کہ بیان تو میرے ہی قبضہ میں ہے۔ سچ کہتا ہوں کہ میں تو اعجاز سخن میں اپنے زورِ بیان سے سحر لاتا ہوں۔ حالانکہ اعجاز میں سحر نہیں آسکتا۔

۶۸ ساحرے اگر قواره سحر آید بکار من ز جیب ٭ قواره پرنیان آوردہ ام

حل لغات: قواره۔ وہ گول گردہ جو گریبان تراشنے میں باقی رہجاتا ہے۔ اسکو جادوگر لے جا کر سحر کے کام میں لاتے ہیں۔
قواره پرنیان۔ ای قوارهٔ پرنیاں۔ حریر کا قواره۔

معنی: اگر جادوگر اسی گریبان والے قوارے کو سحر کے کام میں لاتے ہیں۔ تو میں اور صرف میں چاند کے گریبان کا ریشمی قواره جادو کے لئے لاتا ہوں
چاند شروع تاریخوں میں گریبان کی طرح ہوتا ہے اور پورا ہو جانے پر

قوارہ کی طرح ۔

جناب شوکت میرٹھی نے

جناب شوکت میرٹھی کی عجیب و غریب غلطی

اس شعر میں عجیب و غریب دھوکا کھایا ہے
یعنی "قوارہ" کو "قوّارہ" پڑھا اور اسی سے معنے لکھہ گئے ۔
حالانکہ خاقانی نے اپنے قصائد میں صدہا جگہ "قُوارہ" کو استعمال کیا ہے ؎

کرتہ فستقی فلک چاک زند چو قندقش
بر سر دہ "قُوارہ" را زہرہ کند ساحری

۶۹

آوردم از ترکش آن شحنۂ دریائے عشق ٭ پیک خدنگ نزد عقل ز بیم چرخ جان ستان

شحنۂ دریائے عشق ۔ کنایہ از حضرت رسول مقبولؐ

معنی

دوستو! اس دریائے عشق کے شحنہ کے ترکش سے بس ایک ہی تیر لایا ہوں جو عقل کے نزدیک اس ظالم چرخ کے تمام کھٹکوں کے لیئے کافی ہوگا ۔ خدنگ سے مراد دیا آہ ہے یا وہی خاک ۔
حکیم کا مقصد یہ ہے :۔ کہ یہ تیر مجھے آسمانی مظالم سے بچا لیگا ۔

بے نسخہ ب

آوردم آشیان من ز پی تیر شحنہ ٭ جامہ من کاغذین ہدف چون حاسدم

حل لغات

ہدف ۔ اگلے زمانے میں نشانہ کاغذ کا بناتے تھے ۔ اسی لیئے "کاغذین جامہ" کہا ۔

تیر شحنہ ۔ یعنی "تیر شحنہ دریائی عشق" ۔ جو اوپر کہہ آیا ہے ۔
نشان ۔ نشب کی جمع ۔ آشیان کا بھی نسخہ ہے

معنی

میں تو تیر ترکش نبوی، آسمان ایسے ظالم سے بچنے کے لیئے لایا ہوں یہ میرے حاسد کیا چیز ہیں؟ یہ تو میرے ایک ایسے نشانہ ہیں جس کا لباس کاغذیں ہو ۔

۷۱ **بخت من شبرنگ بوده، نقره خنگش کرده ام — پس بنام شاه عرش داغ ران آورده ام**

حل لغات

شبرنگ۔ سیاوش کے گھوڑے کا نام
نقرہ خنگ۔ اسپ سپید رنگ۔
شاہِ عرش لکھا ہوا ہے مگر "شاہِ شرعش" چاہیے۔ شاہ شرع، آنحضرت

ش مفعولی ہے اور "شبرنگ" یا "بخت" کی طرف راجع ہے۔
داغ ران۔ یعنی میں نے اس گھوڑے کی ران کو آنحضرتؐ کے نام پر داغا ہے۔

معنی: میرا نصیبہ بالکل شبرنگ تھا۔ میں نے مدینہ منورہ جاکر اس کو سبزہ کیا ہے۔ پھر آنحضرت کے نامِ نامی پر اس کی ران کو داغ کر لایا ہوں۔ حاصل یہ ہے کہ ببرکت زیارت خوش نصیب ہو گیا ہوں۔

۷۲ **عقل را در بندگیش افسر خدائی داده ام — اتگنی برده ام الپ ارسلان آورده ام**

حل لغات

شین کی ضمیر آنحضرت کی طرف راجع ہے
افسر خدائی۔ صاحب تاج۔ بادشاہ۔
اتگن۔ بفتح اول و سکون دوم و فتح کاف فارسی بمعنی ترک و صاحبِ خانہ "فرہنگ انند راج"

بردہ۔ غلام "اتگن بردہ" ترک غلام بعض نسخوں میں "بردم" ہے دونوں سے معنی ہو سکتے ہیں۔
الپ ارسلان۔ دلیر شیر۔ الپ کے معنی دلیر اور ارسلان شیر کو کہتے ہیں۔ ایک بادشاہ کا لقب ہے

معنی: میں نے عقل کو آنحضرت کی بندگی میں صاحبی و حکومت کا تاج دیا ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ میں اس کو ایک غلام ترک کی طرح لے گیا تھا اور بادشاہ بنا کر لایا ہوں۔ یہ ہی زیارت نبوی کا نتیجہ

۷۳ **جان بزنگ آلوده در صدرش بصیقل داده ام — زانچنان زہیم آہنی تیغ یمان آورده ام**

معنی: میں نے آنحضرت کی بارگاہ میں اپنی زنگ آلودہ جان کی صیقل کر لی۔ ذرا دیکھنا! اس

لوہے کے میل کو کیسا تیغ یمانی بنا کر لایا ہوں۔ کیا جھلک رہی ہے۔ اب اس میں ذرا بھی زنگِ عصیاں نہیں۔

۷۴ **گرچہ ہمچوں زال ز پیری طفلی دیدہ ام   چوں جہاں پیرانہ سر طبع جواں آوردہ ام**

حل لغات: زال زر۔ جب پیدا ہوا تھا۔ تو اس کے بال سفید تھے۔

چوں جہاں پیرانہ سر (مثل بوڑھے) جہان کے عالم باوجود عمر طویل پھر بھی ایسا ہی جوان بنا ہے جیسا کہ تھا۔

معنی: اگرچہ طرح طرح کی تکالیف کی وجہ سے، میں نے گویا بچپن ہی میں بڑھاپا دیکھ لیا تھا۔ مگر برکتِ زیارت نبوی اب تو بوڑھے جہاں کی طرح طبع جوان رکھتا ہوں۔

۷۵ **گرچہ نیسانم خزاں آرد من اندر ذہن و طبع   آتش نیساں و بلک آب خزاں آوردہ ام**

حل لغات: **نیسان**۔ مدت ماندن آفتاب در برج حمل۔ بہار کا زمانہ ہے۔

آتش نیسان۔ یعنی آتش بہار۔ گل و لالہ و رونق وغیرہ۔

آب خزاں کی جگہ "آب رواں" اچھا ہے۔ اگرچہ خزاں میں بھی بارش ہوتی ہے۔

فاضل بلگرامی نے تحریر کیا ہے "رونق خزاں۔ یعنی خزاں میں بہار لاتا ہوں"

معنی: اگرچہ میری بہار ہمیشہ خزاں ہی لایا کرتی ہے۔ یعنی میں ہمیشہ بدحال رہتا ہوں مگر اب تو میں نے اپنے ذہن و طبع کو پُر رونق نہیں۔ بلکہ آب رواں کر لیا ہے۔ یہ سب کچھ مدینہ منورہ کی بدولت ہے۔

۷۶ **من سپہرم کز بہار باغ شب گم کردہ ام × روز را بین کین ترنج مہرگاں آوردہ ام**

حل لغات: **ترنج مہرگاں**۔ "مہرگاں" نام روز شانزدہم از ہر ماہ۔ و نام ماہ ہفتم از ماہ شمسی۔ ایرانی مہر ماہ کے سولھویں روز جشن کرتے ہیں جس طرح نوروز کے لئے

عامہ و خاصہ ہے اسی طرح جشن مہرگاں میں ہے یعنی " مہرگانِ خاصہ " و " مہرگانِ عامہ "
پہلا جشن بست ویکم کو اور دوسرا روز شانز دہم کو ہوتا ہے۔ بہر حال " ترنج مہرگاں "
آفتاب سے کنایہ ہے۔

معنے — ہیں، اب وہ آسمان کمال ہوں۔ کہ جس کے باغ کی بہار میں تاریکی کا پتہ ہی نہیں
لہذا اس کو کیا دیکھتے ہو۔ تم تو اب میرے دن کو دیکھو جس میں آفتاب طالع ہے۔
آفتاب سے سرا دفیضہ دہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور وہ فیضان بھی جو مدینہ منورہ
کے سفر سے اس کو حاصل ہوا ہے۔

فاضل بلگرامی کے معنے — **فاضل بلگرامی** فرماتے ہیں " میں بہار باغ سے ایک رات الگ
رہا ہوں۔ یعنی ایک رات فکر کی ہے "
شاید خاقانی کی عبارت سے یہ مفہوم پیدا ہوتا ہو۔ میری سمجھ قاصر ہے۔

۷۷ **پادشاہِ نظم و نثرم در خراسان و عراق — کاہل دانش را ز ہر لفظ امتحاں آوردہ ام**

۷۸ **منصفاں استاد دانندم کہ از معنی و لفظ — شیوۂ تازہ نہ رسم باستاں آوردہ ام**

معنی — سنو سنو اب تو میں ملکِ نظم و نثر کا بادشاہ ہوں۔ خراسان میں بھی اور عراق میں
بھی۔ اس لئے کہ میں نے اہل دانش کا ہر ہر لفظ میں امتحان لیا۔ بیچارے سب کے سب
فیل نکلے۔ پھر میرے برابر کیا ہو سکتے ہیں۔ ہٹ دھرم کا تو میں ذکر نہیں کرتا، جس قدر
منصف ہیں، وہ کل مجھے اوستاد جانتے ہیں۔ اس لئے کہ میں نے از روے معنی و لفظ
طرز جدید پیدا کیا ہے۔ پُرانے راستے کو بالکل ترک کر دیا۔ کیونکہ وہ تو پائمال تھا۔

۷۹ **زامتحان طبع مریم زاد بر چرخ دوم — تیر عیسیٰ نطق را در خر کماں آوردہ ام**

حل لغات —

مریم زاد ۔ حضرت عیسیٰ یا خود حضرت مریم دونوں ہو سکتے ہیں۔
تیر عیسیٰ نطق ۔ ایسا عطارد جس میں حضرت عیسیٰ کی سی گویائی ہو۔ یعنی وہ کلام جس سے مردے زندہ ہو جائیں
خر کماں ۔ بڑی کمان۔ یہاں طبیعت

مطلوب ہے۔

معنی: جب میں نے اپنی باکرہ طبیعت کو امتحان میں ڈالا۔ تو آسمان دوم سے اپنی طبیعت کی کمان میں ایسا تیر جس میں عیسیٰ کی سی گویائی تھی۔ لایا ہوں، یعنی وہ مضامین لایا ہوں جس سے مُردے زندہ ہو جائیں۔

۸۰ تا غزِ بخل آمد بہ نیشاپورِ کرم من بشہرستانِ عزلت خان و ماں آوردہ ام
۸۱ تا نشستہ بر رہِ دانش رصدارانِ جہل در بیابانِ خموشی کارواں آوردہ ام

حل لغات: غزہ۔ ترکوں کا گروہ جس نے ملک شاہ و سنجر سے جنگ کی تھی۔ سنجر گرفتار ہو گیا تھا اور غزوں نے نیشاپور کو لوٹ لیا

رصد۔ وہ مینار، جس پر سے منجم ارتفاع سیارگان وغیرہ معلوم کرتے ہیں "رصدار" دیکھ بھال کرنے والے۔

معنی: کیا بتاؤں کہ جس وقت سے نیشاپورِ کرم میں "بخل" کے ترک کا عملہ دخل ہوا ہے اس وقت سے میری کیا حالت ہو گئی ہے۔ میں تو گوشہ نشینی کے شہر میں اپنا گھر بار لے آیا ہوں۔ یعنی جب سے اہلِ کرم اُٹھ گئے۔ اور بخیلوں کا دَور دورہ ہو گیا میں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور جب سے عقل کے راستہ پر ان جاہلوں کا قبضہ ہوا ہے میں تو خموشی کے بیابان میں اپنا قافلہ لے کر چلا گیا۔ کیا کروں۔ ان جاہلوں کے سامنے اگر اپنی فاضلانہ نظم پیش کروں تو بے کار ہے، یہ تو سمجھتے ہی نہیں۔

۸۲ گرچہ در غربت زبی آبان شکستہ خاطرم زآتشِ خاطر بآبان ضیمراں آوردہ ام

حل لغات: بے آباں۔ بے آبرو۔ ذلیل لوگ
آتشِ خاطر۔ تیز طبعی
آباں۔ شمسی سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ اس زمانے میں خزاں ہوتی ہے
ضیمراں
شاہ سپرغم۔ غالباً نازبو۔

معنی: اگرچہ ان ذلیلوں، جاہلوں سے میں بہت ہی شکستہ خاطر ہوں خصوصاً عالمِ مسافرت میں۔ مگر ذرا دیکھنا۔ اپنی خاطر کی تیزی سے اس زمانہ خزاں میں

بھی ہیں نے کیسے کیسے پھول کھلاتے ہیں۔ باغ لگا دیا باغ۔

۸۳ سنگ آتش چوں شکستی تیز گردد لاجرم از شکستن تیز خاطر در میان آورده ام

سنگ آتش۔ چقماق اس کو توڑ دو تو اور آگ دینے لگتا ہے۔

معنے تم چقماق کو توڑ دو دیکھو وہ کیسی تیزی سے آگ دینے لگتا ہے اسی طرح ہیں بھی اس شکستگی سے تیز خاطری لایا ہوں۔ یعنی میں جتنا شکستہ دل تھا اتنا ہی عمدہ کلام لایا۔ گویا میرا دل کیا ہے چقماق ہے۔

۸۴ خانہ دار فضل و درفے خانہ دار بوده ام پشت بر غربت کنون کز خانداں آورده ام

حل لغات خانہ دار۔ صاحب خانہ ÷ خانہ دار ÷ بمعنی دوماں ÷ پشت بر کسی آوردن ÷ کسی سے منہ پھیر لینا۔

معنی میں تو ہمیشہ فضل کا مالک رہا ہوں کیں ہی نہیں بلکہ سارا خاندان کا خاندان مگر اب تو عالم مسافرت میں اپنے خانوادہ سے پیٹھ پھیرے ہوتے ہوں قلمی نسخہ میں قصیدہ یہیں ختم ہے مگر نو لکشوری نسخے میں اشعار اور لکھے ہوئے ہیں

۸۵ از ہمہ شروان بوجہ از زدل ابیاد حضرت خاقان اکبر اخستان آورده ام

۸۶ ہر چہ دارم تر وخشک من ہمہ انعام اوست کین گلاب و گل ہمہ زان گلستاں آورده ام

۸۷ او سلیمان ست و من مور م بیادش زنده ام زنده ماندن کز و این داستان آورده ام

حل لغت اخستان۔ نام بادشاہ ممدوح خاقانی و نظامی (اشعار کے معانی صاف ہیں شادانی)

خدا کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ "شرح شادمانی" کا دوسرا حصہ ۹ فروری سنہ ۱۹۲۷ء کو ختم ہوا۔

میں نے اپنے بعض معزز دوستوں اور مکرم پروفیسروں کے پاس اسی شرح کا نمونہ بھیجا تھا اکثر حضرات نے اس ناچیز شرح پر بطور "ریویو" اپنی رائے زریں کا اظہار کیا ہے۔ میں ان میں سے صرف دو کو لکھتا ہوں۔ باقی شرح شادمانی کی پہلی جلد میں شائع ہونگے۔

تحریر مدقق

عالی جناب حضرت علامہ مولوی فضل حق صاحب پرنسپل

اوریانٹل کالج ریاست رامپور کی رائے

کلیات خاقانی بالخصوص اس کے قصائد مشکل ہونے میں مشہور ہیں، جب سے داخل نصاب ایم۔ اے۔ بی۔ اے اور "دبیر کامل" لکھنؤ یونیورسٹی اور "درجۂ کامل" یو۔ پی وغیرہ ہوتے ہیں۔ طلبہ اور اساتذہ کو اسکی شروح اور حواشی کی جستجو زائد ہو گئی ہے گو اس کے بعض قصائد کی شرح کی گئی ہے اور مشہور و قابل اعتماد اصحاب نے قلم اٹھاتے ہیں۔ جو ایک اچھی حد تک اسکے سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے پھر بھی جس شان کی شرح شادمانی ہے کوئی مشہور مطبوع و جامع شرح ایسی نہیں جس سے متین معانی مختلفہ محتملہ کا استعیاب ہوتا ہو۔ شکر کا مقام ہے کہ اورنٹل کالج مدرسہ عالیہ کے مشہور و مسلم استاد مولوی سید محمد نقی صاحب شادمان سینیر شین پروفیسر نے اپنی طویل تجربہ اور وسعت نظر کے بعد نہایت کنج کاوی، جاں فشانی، باریک بینی، اور غور سے یہ ایک جامع شرح لکھی

میری رائے میں سب سے زیادہ اس میں خوبی یہ ہے کہ علاوہ مشہور و عام معانی کے جو شارح نے تحریر فرمائے ہیں، آپکے افکار ابکار نے ایسے جدید معنی پیدا کئے ہیں جنکے **ابو عذرا** آپ ہی کہے جانے کے مستحق ہیں۔ میرے نزدیک آپنے خاقانی کے کلام کے مغز پر پہونچنے کی بیحد کوشش کی ہے اور جہاں تک میں نے دیکھا ہے آپکو کامیاب بھی پایا ہے، جس سے فاضل مولف کے مذاق سلیم، اور نکتہ رسی، جودت طبع کا پتہ چلتا ہے۔ میں بلا خوف تردید، یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ "اردو میں اس پایہ کی شرح نہیں" اور یہ اپنے رنگ میں اکیلی ہے۔ طرز بیان نہایت صاف سلجھا ہوا، اب تو معمولی فارسی داں بھی **حسان العجم** کے کلام کو سمجھ سکتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ خاقانی پانی ہو گئی۔

مجھے قوی امید ہے کہ فاضل موصوف کی اس شرح کی ملک میں پوری قدر و منزلت کی جائیگی اور کالجوں اور مدرسوں کے پروفیسر طلاب اسکو ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور ارباب معانی نظر ملاحظہ فرمائینگے۔

محقق زمان جناب مولوی عبدالعزیز صاحب میمن ریڈر ان عربک مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کی رائے

اگر یہ سچ ہے کہ مقابلے کے وقت انسان کی محنت و کوشش کا اندازہ ہوتا ہے تو میں ضرور کہوں گا کہ میرے دوست جناب مولوی محمد نقی صاحب، جو یونیورسٹیوں کی فارسی درسیات کی تعلیم کا ایک طویل تجربہ رکھتے ہیں، اس اکھاڑے میں کامیاب اُترے ہیں

دوست کے کام کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنا موردِ تہمت ضرور ہے، مگر طلبہ اپنی چشمِ بینا سے کیوں نہ کام لیں؟ اس لئے کہ یہ شرح کئی پچھلی شرحوں کا مجموعہ ہونے کے علاوہ ہمارے دوست کی ذاتی تحقیق پر بھی مشتمل ہے جو بجائے خود ایک آخری اور مستقل شرح ہے

ابنائے زماں اس قدر فارسی کے گہرے مذاق سے دور جا پڑے ہیں اور اس وجہ "سرسری" "سطحی" اور "رواروی" کے خوگر ہوگئے ہیں کہ بقولِ صاحب "اخلاقِ محسنی" "الفاظ کی دشوار یا آسان منازل طے کئے بغیر ہی شاہدِ معنی سے ہمکنار ہونے کی خواہش رکھتے ہیں" مگر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ طولِ انشا مُمل نہ ہوگا اور کہ وہ بعد از تجربہ میرے اس قول کی صداقت کا خود بخود اعتراف کرلیں گے

عہدِ طلب میں، میں خاقانی کے کلام کو "ربڑ" سے تشبیہ دیا کرتا تھا۔ اب میں اپنی اُس رائے پر اور بھی پختہ ہوگیا ہوں۔ یعنی کہ ہر شخص بقدر اپنی کاوش و محنت کے اس سے بھلا بُرا مطلب نکال لیتا ہے۔ مگر کسی ایک کے مطلب پر اصرار کرنا دور از کار ہے۔

یہاں ہر شعر (ربڑ) چاروں طرف سے کھینچا گیا ہے۔ اب ہر ایک کی قوتِ بازو کا اندازہ کرنا صاحبِ نظر پر چنداں دشوار نہ ہوگا۔ اور امید ہے کہ ناظرین کو میرے دوست کی ژرف بینی کی قدر کرتے بنے گی

عبدالعزیز المیمنی السلفی ریڈر ان عربک
مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس عاملہ، مجلس انتظامی
معتمدی، شعبہ جات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے

۲۔ اساتذۂ جامعہ عثمانیہ و کلیات ملحقہ و عہدہ داران جامعہ
اور اراکین دار الترجمہ دس کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے

۳۔ طلبا ابن جماعت شدہ دو کتابیں لے سکتے ہیں۔ اور انٹرمیڈیٹ
کے طلبا تین کتابیں ایم اے، ایل ایل بی و تحقیقاتی جماعتوں کے
طلبا پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلب سے بحساب
ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائے گا۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں گھر جاری کی جا سکیں گی مگر اس غرض کے
لیے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابوں کے گم یا خراب ہو جانے پر مستعیر پورے طور سے ذمہ دار
ہوگا۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان بنانا یا لکھنا منع ہے
دیکھا جائے گا۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط